بسمہ اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین

والصلاۃ والسلام علی اشرف الانبیآء والمرسلین

محمد والہ الطیبین الطاھرین

واللعنۃ الد آئمۃ علی اعد آئھم اجمعین

من الآن الی قیام یوم الدین

احکام تقلید

(مسئلہ ۱) ہر مسلمان کے لئے اصول دین کو ازروئے بصیرت جاننا ضروری ہے کیونکہ اصول دین میں کسی طور پر بھی تقلید نہیں کی جاسکتی یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص اصول دین میں کسی کی بات صرف اس وجہ سے مانے کہ وہ ان اصول کو جانتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسلام کے بنیادی عقائد پر یقین رکھتا ہو اور اس کا اظہار کرتا ہو اگرچہ یہ اظہار از روئے بصیرت نہ ہو تب بھی وہ مسلمان اور مومن ہے۔ لہذا اس مسلمان پر ایمان اور اسلام کے تمام احکام جاری ہوں گے لیکن "مسلمات دین" کو چھوڑ کر باقی دینی احکامات میں ضروری ہے کہ انسان یا تو خود مجتہد ہو یعنی احکام کو دلیل کے ذریعے حاصل کرے یا کسی مجہتد کی تقلید کرے یا ازراہ احتیاط اپنا فریضہ یوں ادا کرے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے اپنی شرعی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ مثلاً اگر چند مجتہد کسی عمل کو حرام قرار دیں اور چند دوسرے کہیں کہ حرام نہیں ہے تو اس عمل سے باز رہے اور اگر بعض مجتہد کسی عمل کو واجب اور بعض مستجب گردانیں تو اسے بجالائے۔ لہذا جو اشخاص نہ تو مجتہد ہوں اور نہ ہی احتیاط پر عمل پیرا ہو سکیں اور ان کے لئے واجب ہے کہ مجتہد کی تقلید کریں۔

۲۔ دینی احکامات میں تقلید کا مطلب یہ ہے کہ کسی مجتہد کے فتوے پر عمل کیا جائے۔ اور ضروری ہے کہ جس مجتہد کی تقلید کی جائے وہ مرد۔ بالغ۔ عاقل۔ شیعہ اثنا عشری۔ حلال زادہ۔ زندہ اور عادل ہو۔ عادل وہ شخص ہے جو تمام واجب کاموں کو بجالائے اور تمام حرام کاموں کو ترک کرے۔ عادل وہ شخص ہے جو تمام واجب کاموں کو بجالائے اور تمام حرام کاموں کو ترک کرے۔ عادل ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ بظاہر ایک اچھا شخص ہو اور اس کے اہل محلہ یا ہمسایوں یا ہم نشینوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا جائے تو وہ اس کی اچھائی کی تصدیق کریں۔

اگر یہ بات اجمالاً معلوم ہو کہ درپیش مسائل میں مجتہد کے فتوے ایک دوسرے سے مختلف ہیں تو ضروری ہے کہ اس

مجتہد کی تقلید کی جائے جو "اعلم" ہو یعنی اپنے زمانے کے دوسرے مجتہدوں کے مقابلے میں احکام الہی کو سمجھنے کی بہتر صلاحیت رکھتا ہو۔

۳۔ مجتہد اور اعلم کی پہچان تین طریقوں سے ہو سکتی ہے۔

) *اول) ایک شخص کو جو خود صاحب علم ہو ذاتی طور پر یقین ہو اور مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔
) *دوم) دو اشخاص جو عالم اور عادل ہوں نیز مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کا ملکہ رکھتے ہوں، کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں بشرطیکہ دو اور عالم اور عادل ان کی تردید نہ کریں اور بظاہر کسی کا مجتہد یا اعلم ہونا ایک قابل اعتماد شخص کے قول سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔
) *سوم) کچھ اہل علم (اہل خبرہ) جو مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتے ہوں، کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں اور ان کی تصدیق سے انسان مطمئن ہو جائے۔

۴۔ اگر درپیش مسائل میں دو یا اس سے زیادہ مجتہدین کے اختلافی فتوے اجمالی طور پر معلوم ہوں اور بعض کے مقابلے میں بعض دوسروں کا اعلم ہونا بھی معلوم ہو لیکن اگر اعلم کی پہچان آسان نہ ہو تو احوط یہ ہے کہ آدمی تمام مسائل میں ان کے فتوؤں میں جتنا ہو سکے احتیاط کرے (یہ مسئلہ تفصیلی ہے اور اس کے بیان کا یہ مقام نہیں ہے)۔ اور ایسی صورت میں جبکہ احتیاط ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عمل اس مجتہد کے فتوے کے مطابق ہو۔ جس کے اعلم ہونے کا احتمال دوسرے کے مقابلے میں زیادہ ہو۔ اگر دونوں کے اعلم ہونے کا احتمال یکساں ہو تو اسے اختیار ہے (کہ جس کے فتوے پر چاہے عمل کرے)۔

۵۔ کسی مجتہد کا فتوی حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں

) *اول) خود مجہتد سے (اس کا فتوی) سننا۔
) *دوم) ایسے دو عادل اشخاص سے سننا جو مجتہد کا فتوی بیان کریں۔
) *سوم) مجتہد کا فتوی کسی ایسے شخص سے سننا جس کے قول پر اطمینان ہو
) *چہارم) مجتہد کی کتاب (مثلاً توضیح المسائل) میں پڑھنا بشرطیکہ اس کتاب کی صحت کے بارے میں اطمینان ہو۔

۶۔ جب تک انسان کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ مجتہد کا فتوی بدل چکا ہے وہ کتاب میں لکھے ہوئے فتوے پر عمل کر سکتا ہے اور اگر فتوے کے بدل جانے کا احتمال ہو تو چھان بین کرنا ضروری نہیں۔

۷۔ اگر مجتہد اعلم کوئی فتوی دے تو اس کا مقلد اس مسئلے کے بارے میں کسی دوسرے مجتہد کے فتوے پر عمل نہیں کر سکتا۔ تاہم اگر ہو (یعنی مجتہد اعلم) فتوی نہ دے بلکہ یہ کہے کہ احتیاط اس میں سے ہے۔ کہ یوں عمل کیا جائے مثلا احتیاط اس میں ہے کہ نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد کے بعد ایک اور پوری سورت پڑھے تو مقلد کو چاہئے کہ یا تو اس احتیاط پر، جسے احتیاط واجب کہتے ہیں، عمل کرے یا کسی ایسے دوسرے مجتہد کے فتوے پر عمل کرے جس کی تقلید جائز ہو۔ (مثلاً فالاً علم)۔ پس اگر وہ (یعنی دوسرے مجتہد) فقط سورہ الحمد کو کافی سمجھتا ہو تو دوسری سورت ترک کی جا سکتی ہے۔ جب مجتہد اعلم کسی مسئلے کے بارے میں کہے کہ محل تامل یا محل اشکال ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

۸۔ اگر مجتہد اعلم کسی مسئلے کے بارے میں فتوی دینے کے بعد یا اس سے پہلے احتیاط لگائے مثلاً یہ کہے کہ کس نجس برتن کو پانی میں ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اگرچہ احتیاط اس میں ہے کہ تین مرتبہ دھوئے تو مقلد ایسی احتیاط کو ترک کر سکتا ہے۔ اس قسم کی احتیاط کو احتیاط مستحب کہتے ہیں۔

۹۔ اگر وہ مجتہد جس کی ایک شخص تقلید کرتا ہے فوت ہو جائے تو جو حکم اس کی زندگی میں تھا وہی حکم اس کی وفات کے بعد بھی ہے۔ بنابریں اگر مرحوم مجتہد، زندہ مجتہد کے مقابلے میں اعلم تھا تو ہو شخص جسے درپیش مسائل میں دونوں مجتہدین کے مابین اختلاف کا اگرچہ اجمالی طور پر علم ہو اسے مرحوم مجتہد کی تقلید پر باقی رہنا ضروری ہے۔ اور اگر زندہ مجتہد اعلم ہو تو پھر زندہ مجتہد کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ اس مسئلے میں تقلید سے مراد معین مجتہد کے فتوے کی پیروی کرنے (قصد رجوع) کو صرف اپنے لئے لازم قرار دینا ہے نہ کہ اس کے حکم کے مطابق عمل کرنا۔

۱۰۔ اگر کوئی شخص کسی مسئلے میں ایک مجتہد کے فتوے پر عمل کرے، پھر اس مجتہد کے فوت ہو جانے کے بعد وہ اسی مسئلے میں زندہ مجتہد کے فتوے پر عمل کر لے تو اسے اس امر کی اجازت نہیں کہ دوبارہ مرحوم مجتہد کے فتوے پر عمل کرے۔

۱۱۔ جو مسائل انسان کو اکثر پیش آتے رہتے ہیں ان کو یاد کر لینا واجب ہے۔

۱۲۔ اگر کسی شخص کو کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس کا حکم اسے معلوم نہ تو لازم ہے کہ احتیاط کرے یا ان شرائط کے مطابق تقلید کرے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے لیکن اگر اس مسئلے میں اسے اعلم کے فتوے کا علم نہ ہو اور اعلم اور غیر اعلم کی آراء کے مختلف ہونے کا مجملاً علم ہو یا تو غیر اعلم کی تقلید جائز ہے۔

13۔ اگر کوئی شخص مجتہد کا فتوی کسی دوسرے شخص کو بتائے لیکن مجتہد نے اپنا سابقہ فتوی بدل دیا ہو تو اس کے لئے دوسرے شخص کو فتوے کی تبدیلی کی اطلاع دینا ضروری نہیں۔ لیکن اگر فتوی بتانے کے بعد یہ محسوس ہو کہ (شاید فتوی بتانے میں) غلطی ہو گئی ہے اور اگر اندیشہ ہو کہ اس اطلاع کی وجہ سے وہ شخص اپنے شرعی وظیفے کے خلاف عمل کرے گا تو احتیاط لازم کی بنا پر جہاں تک ہو سکے اس غلطی کا ازالہ کرے۔

14۔ اگر کوئی مکلف ایک مدت تک کسی کی تقلید کیے بغیر اعمال بجالاتا رہے لیکن بعد میں کسی مجتہد کی تقلید کرلے تو اس صورت میں اگر مجتہد اس کے گزشتہ اعمال کے بارے میں حکم لگائے کہ وہ صحیح ہیں تو وہ صحیح متصور ہوں گے ورنہ باطل شمار ہوں گے۔

احکام طہارت

مطلق اور مضاف پانی

۱۵۔ پانی یا مطلق ہوتا ہے یا مضاف۔ "مُضَاف" وہ پانی ہے جو کسی چیز سے حاصل کیا جائے مثلاً تربوز کا پانی (ناریل کا پانی) گلاب کا عرق (وغیرہ)۔ اس پانی کو بھی مضاف کہتے ہیں جو کسی دوسری چیز سے آلودہ ہو مثلاً گدلا پانی جو اس حد تک مٹیالا ہو کہ پھر اسے پانی نہ کہا جا سکے۔ ان کے علاوہ جو پانی ہو اسے "آپ مُطلَق" کہتے ہیں اور اس کی پانچ قسمیں ہیں۔ (اول) کر پانی (دوم) قلیل پانی (سوم) جاری پانی (چہارم) بارش کا پانی (پنجم) کنویں کا پانی۔

کُر پانی

۱۶۔ مشہور قول کی بناپر کُر اتنا پانی ہے جو ایک ایسے برتن کو بھر دے جس کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی ہر ایک ساڑھے تین بالشت ہو اس بناپر اس کا مجموعہ ضرب ۸۔۷۔۴۲ (۴۲،۸۷) بالشت ہوناضروری ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ اگر چھتیں بالشت بھی ہو تو کافی ہے۔ تاہم کرُ پانی کا وزن کے لحاظ سے تعین کرنا اشکال سے خالی نہیں ہے۔

۱۷۔ اگر کوئی چیز عین نجس ہو مثلاً پیشاب یاخون یاوہ چیز جو نجس ہو گئی ہو جیسے کہ نجس لباس ایسے پانی میں گر جائے جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو اور اس کے نتیجے کی بو، رنگ یاذائقہ پانی میں سرایت کر جائے تو پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر ایسی کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو نجس نہیں ہو گا۔

۱۸۔ اگر ایسے پانی کی بو، رنگ یاذائقہ جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو نجاست کے علاوہ کسی اور چیز سے تبدیل ہو جائے تو وہ پانی نجس نہیں ہو گا۔

۱۹۔ اگر کوئی عین نجاست مثلاً خون ایسے پانی میں جا گرے۔ جس کی مقدار ایک کُر سے زیادہ ہو اور اس کی بُو، رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے تو اس صورت میں اگر پانی کے اس حصے کی مقدار جس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ایک کُر سے کم ہو تو سارا پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر اس کی مقدار ایک کُر یا اس سے زیادہ ہو تو صرف وہ حصہ نجس متصور ہو گا جس کی بُو، رنگ یاذائقہ تبدیل ہوا ہے۔

۲۰۔ اگر فوارے کا پانی (یعنی وہ پانی جو جوش مار کر فوارے کی شکل میں اچھلے) ایسے دوسرے پانی سے متصل ہو جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو تو فوارے کا پانی نجس پانی کو پاک کر دیتا ہے لیکن اگر نجس پانی پر فوارے کے پانی کا ایک ایک قطرہ گرے تو اسے پاک نہیں کر تا البتہ اگر فوارے کے سامنے کوئی چیز رکھ دی جائے۔ جس کے نتیجے میں اس کا پانی قطرہ قطرہ ہونے سے پہلے نجس پانی سے متصل ہو جائے تو نجس پانی کو پلک کر دیتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ فوارے کا پانی نجس پانی سے مخلوط ہو جائے۔

۲۱۔ اگر کسی نجس چیز کو ایسے نل کے نیچے دھوئیں جو ایسے (پاک) پانی سے ملا ہوا ہو جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو اور اس چیز کی دھوون اس پانی سے متصل ہو جائے۔ جس کی مقدار کرُ کے برابر ہو تو وہ دھوون پاک ہو گی۔ بشر طیکہ اس میں نجاست کی بُو، رنگ یاذائقہ پیدا نہ ہو اور نہ ہی اس میں عین نجاست کی آمیزش ہو۔

۲۲۔ اگر کُر پانی کا کچھ حصہ جم کر برف بن جائے اور کچھ حصہ پانی کی شکل میں باقی بچے جس کی مقدار ایک کُر سے کم ہو تو جونہی نجاست اس پانی کو چھوئے گی وہ نجس ہو جائے گا اور برف پگھلنے پر جو پانی سے بنے گا وہ بھی نجس ہو گا۔

۲۳۔ اگر پانی کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو اور بعد میں شک ہو کہ آیا اب بھی کُر کے برابر ہے یا نہیں تو اس کی حیثیت ایک کُر پانی ہی کی ہو گی۔ یعنی وہ نجاست کو بھی پاک کرے گا اور نجاست کے اتصال سے نجس بھی نہیں ہو گا۔ اس کے برعکس جو پانی کُر سے کم تھا اور اگر اس کے متعلق شک ہو کہ اب اس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو گئی ہے یا نہیں تو اسے ایک کُر سے کم ہی سمجھا جائے گا۔

۲۴۔ پانی کا ایک کُر کے برابر ہونا دو طریقوں سے ثابت ہو سکتا ہے۔ (اول) انسان کو خود اس بارے میں یقین یا اطمینان ہو (دوم) دو عادل مرد اس بارے میں خبر دیں۔

قلیل پانی

۲۵۔ ایسے پانی کو قلیل پانی کہتے ہیں جو زمین سے نہ ابلے اور جس کی مقدار ایک کُر سے کم ہو۔

۲۶۔ جب قلیل پانی کسی نجس چیز پر گرے یا کوئی نجس چیز اس پر گرے تو پانی نجس ہو جائے گا۔ البتہ اگر پانی نجس چیز پر زور سے گرے تو اس کا جتنا حصہ اس نجس چیز سے ملے گا نجس ہو جائے گا لیکن باقی پاک ہو گا۔

۲۷۔ جو قلیل پانی کسی چیز پر عَین نجاست دور کرنے کے لئے ڈالا جائے وہ نجاست سے جدا ہونے کے بعد نجس ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح وہ قلیل پانی جو عین نجاست کے الگ ہو جانے کے بعد نجس چیز کو پاک کرنے کے لئے اس پر ڈالا جائے اس سے جدا ہو جانے کے بعد بنا بر احتیاط لازم مطلقاً نجس ہے۔

۲۸۔ جس قلیل پانی سے پیشاب یا پاخانے کے مخارج دھوئے جائیں وہ اگر کسی چیز کو لگ جائے تو پانچ شرائط کے ساتھ اسے نجس نہیں کرے گا۔

)اول) پانی میں نجاست کی بُو، رنگ یا ذائقہ پیدا نہ ہوا ہو۔ (دوم) باہر سے کوئی نجاست اس سے نہ آملی ہو۔ (سوم) کوئی اور نجاست (مثلاً خون) پیشاب یا پاخانے کے ساتھ خارج نہ ہوئی ہو۔ (چہارم) پاخانے کے ذرے پانی میں دکھائی نہ دیں (پنجم) پیشاب یا پاخانے کے مخارج پر معمول سے زیادہ نجاست نہ لگی ہو۔

جاری پانی

جاری پانی وہ ہے جو زمین سے اُبلے اور بہتا ہو۔ مثلاً چشمے کا پانی۔

۲۹۔ جاری پانی اگر چہ کُر سے کم ہی کیوں نہ ہو نجاست کے آ ملنے سے تب تک نجس نہیں ہو تا جب تک نجاست کی وجہ سے اس کی بُو، رنگ یا ذائقہ بدل نہ جائے۔

۳۰۔ اگر نجاست جاری پانی سے آ ملے تو اس کی اتنی مقدار جس کی بو، رنگ یا ذائقہ نجاست کی وجہ سے بدل جائے نجس ہے۔ البتہ اس پانی کا وہ حصہ جو چشمے سے متصل ہو پاک ہے خواہ اس کی مقدار کُر سے کم ہی کیوں نہ ہو۔ ندی کی دوسری طرف کا پانی اگر ایک کُر جتنا ہو یا اس پانی کے ذریعہ جس میں (بُو، رنگ یا ذائقے کی) کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی چشمے کی طرف کے پانی سے ملا ہوا ہو تو پاک ہے ورنہ نجس ہے۔

۳۱۔ اگر کسی چشمے کا پانی جاری نہ ہو لیکن صورت حال یہ ہو کہ جب اس میں سے پانی نکال لیں تو دوبارہ اس کا پانی اُبل پڑتا ہو تو وہ پانی، جاری پانی کا حکم نہیں رکھتا یعنی اگر نجاست اس سے آ ملے تو نجس ہو جاتا ہے۔

۳۲۔ ندی یا نہر کے کنارے کا پانی جو ساکن ہو اور جاری پانی سے متصل ہو، جاری پانی کا حکم نہیں رکھتا۔

۳۳۔ اگر ایک ایسا چشمہ ہو جو مثال کے طور پر سردیوں میں اُبل پڑتا ہو لیکن گرمیوں میں اس کا جوش ختم ہو جاتا ہو اسی وقت جاری پانی کے حکم میں آئے گا۔ جب اس کا پانی اُبل پڑتا ہو۔

۳۴۔ اگر کسی (تُرکی اور ایرانی طرز کے) حمام کے چھوٹے حوض کا پانی ایک کُر سے کم ہو لیکن وہ ایسے "وسیلۂ آب" سے متصل ہو جس کا پانی حوض کے پانی سے مل کر ایک کُر بن جاتا ہو تو جب تک نجاست کے مل جانے سے اس کی بُو، رنگ اور ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے وہ نجس نہیں ہوتا۔

۳۵۔ حمام اور بلڈنگ کے نلکوں کا پانی جو ٹونٹیوں اور شاوروں کے ذریعے بہتا ہے اگر اس حوض کے پانی سے مل کر جو ان نلکوں سے متصل ہو ایک کُر کے برابر ہو جائے تو نلکوں کا پانی بھی کُر پانی کے حکم میں شامل ہو گا۔

۳۶۔ جو پانی زمین پر بہہ رہا ہو۔ لیکن زمین سے اُبل نہ رہا ہو اگر وہ ایک کُر سے کم ہو اور اس میں نجاست مل جائے تو وہ نجس ہو جائے گا لیکن اگر وہ پانی تیزی سے بہہ رہا ہو اور مثال کے طور پر اگر نجاست اس کے نچلے حصے کو لگے تو اس کا اوپر والا حصہ نجس نہیں ہو گا۔

بارش کا پانی

۳۷۔ جو چیز نجس ہو اور عین نجاست اس میں نہ ہو اس پر جہاں جہاں ایک بار بارش ہو جائے پاک ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر بدن اور لباس پیشاب سے نجس ہو جائے تو بنابر احتیاط ان پر دو بار بارش ہونا ضروری ہے مگر قالین اور لباس وغیرہ کا نچوڑنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن ہلکی بوندا باندی کافی نہیں بلکہ اتنی بارش لازمی ہے کہ لوگ کہیں کہ بارش ہو رہی ہے۔

۳۸۔ اگر بارش کا پانی عین نجس پر برسے اور پھر دوسری جگہ چھینٹے پڑیں لیکن عین نجاست اس میں شامل نہ ہو اور نجاست کی بُو، رنگ یا ذائقہ بھی اس میں پیدا نہ ہو تو وہ پانی پاک ہے۔ پس اگر بارش کا پانی خون پر برسنے سے چھینٹے پڑیں اور ان میں خون کے ذرات شامل ہوں یا خون کی بُو، رنگ یا ذائقہ پیدا ہو گیا ہو تو وہ پانی نجس ہو گا۔

۳۹۔ اگر مکان کی اندرونی یا اوپری چھت پر عین نجاست موجود ہو تو بارش کے دوران جو پانی نجاست کو چھو کر اندرونی چھت سے ٹپکے یا پرنالے سے گرے وہ پاک ہے۔ لیکن جب بارش تھم جائے اور یہ بات علم میں آئے کہ اب جو پانی گر رہا ہے وہ کسی نجاست کو چھو کر آرہا ہے تو وہ پانی نجس ہو گا۔

۴۰۔ جس نجس زمین پر بارش برس جائے وہ پاک ہو جاتی ہے اور اگر بارش کا پانی زمین پر بہنے لگے اور اندرونی چھت کے اس مقام پر جا پہنچے جو نجس ہے تو وہ جگہ بھی پاک ہو جائے گی بشرطیکہ ہنوز بارش ہو رہی ہو۔

۴۱۔ نجس مٹی کے تمام اجزاء تک بارش کا مُطلَق پانی پہنچ جائے تو مٹی پاک ہو جائے گی۔

۴۲۔ اگر بارش کا پانی ایک جگہ جمع ہو جائے خواہ ایک کُر سے کم ہی کیوں نہ ہو بارش برسنے کے وقت وہ (جمع شدہ پانی) کُر کا حکم رکھتا ہے اور کوئی نجس چیز اس میں دھوئی جائے اور پانی نجاست کی بُو، رنگ یا ذائقہ قبول نہ کرے تو وہ نجس چیز پاک ہو جائیگی۔

۴۳۔ اگر نجس زمین پر بچھے ہوئے پاک قالین (یادری) پر بارش برسے اور اس کا پانی برسنے کے وقت قالین سے نجس زمین پر پہنچ جائے تو قالین بھی نجس نہیں ہو گا اور زمین بھی پاک ہو جائے گی۔

کُنویں کا پانی

۴۴۔ ایک ایسے کنویں کا پانی جو زمین سے اُبلتا ہو اگرچہ مقدار میں ایک کُر سے کم ہو نجاست پڑنے سے اس وقت تک نجس نہیں ہو گا۔ جب تک اس نجاست سے اس کی بُو، رنگ یا ذائقہ بدل نہ جائے۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ بعض نجاستوں کے گرنے پر کنویں سے اتنی مقدار میں پانی نکال دیں جو مفصل کتابوں میں درج ہے۔

۴۵۔ اگر کوئی نجاست کنویں میں گر جائے اور اس کے پانی کی بو، رنگ یا ذائقے کو تبدیل کر دے تو جب کنویں کے پانی میں پیدا شدہ یہ تبدیلی ختم ہو جائے گی پانی پاک ہو جائے گا اور بہتر یہ ہے کہ یہ پانی کنویں سے اُبلنے والے پانی میں مخلوط ہو جائے۔

۴۶۔ اگر بارش کا پانی ایک گڑھے میں جمع ہو جائے اور اس کی مقدار ایک کُر سے کم ہو تو بارش تھمنے کے بعد نجاست کی آمیزش سے وہ پانی نجس ہو جائے گا۔

پانی کے احکام

۴۷۔ مضاف پانی (جس کے معنی مسئلہ نمبر ۱۵ میں بیان ہو چکے ہیں) کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرتا۔ ایسے پانی سے وضو اور غسل کرنا بھی باطل ہے۔

۴۸۔ مضاف پانی کی مقدار اگرچہ ایک کُر کے برابر ہو اگر اس میں نجاست کا ایک ذرہ بھی پڑ جائے تو نجس ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر ایسا پانی کسی نجس چیز پر زور سے گرے تو اس کا جتنا حصہ نجس چیز سے متصل ہو گا۔ نجس ہو جائے گا اور جو متصل نہیں ہو گا وہ پاک ہو گا مثلاً اگر عرق گلاب کو گلاب دان سے نجس ہاتھ پر چھڑ کا جائے تو اس کا جتنا حصہ ہاتھ کو لگے گا نجس ہو گا اور جو نہیں لگے گا وہ پاک ہو گا۔

۴۹۔ اگر وہ مُضاف پانی جو نجس ہو ایک کُر کے برابر پانی یا جاری پانی سے یوں مل جائے کہ پھر اسے مضاف پانی نہ کہا جا سکے تو وہ پاک ہو جائے گا۔

۵۰۔ اگر ایک پانی مطلق تھا اور بعد میں اس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مضاف ہو جانے کی حد تک پہنچا ہے۔ انہیں تو وہ مطلق پانی متصور ہو گا یعنی نجس چیز کو پاک کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی صحیح ہو گا اور اگر پانی مضاف تھا اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مطلق ہوا یا نہیں تو وہ مضاف متصور ہو گا یعنی کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی باطل ہو گا۔

۵۱۔ ایسا پانی جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مطلق ہے یا مضاف، نجاست کو پاک نہیں کرتا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی باطل ہے۔ جونہی کوئی نجاست ایسے پانی سے آملتی ہے تو احتیاط لازم کی بنا پر وہ نجس ہو جاتا ہے خواہ اس کی مقدار ایک کُر ہی کیوں نہ ہو۔

۵۲۔ ایسا پانی جس میں خون یا پیشاب جیسی عین نجاست آپڑے اور اس کی بو، رنگ یا ذائقے کو تبدیل کر دے نجس ہو جاتا ہے خواہ وہ کُر کے برابر یا جاری پانی ہی کیوں نہ ہو۔ تاہم اگر اس پانی کی بُو، رنگ یا ذائقہ کسی ایسی نجاست سے تبدیل ہو جائے جو اس سے باہر ہے مثلاً قریب پڑے ہوئے مُردار کی وجہ سے اس کی بُو بدل جائے تو احتیاط لازم کی بنا پر وہ نجس ہو جائے گا۔

۵۳ وہ پانی جس میں عین نجاست مثلاً خون یا پیشاب گر جائے اور اس کی بُو، رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے اگر کُر کے برابر یا جاری پانی سے متصل ہو جائے یا بارش کا پانی اس پر برس جائے یا ہوا کی وجہ سے بارش کا پانی اس پر گرے یا بارش کا پانی اس دوران جب کہ بارش ہو رہی ہو پرنالے سے اس پر گرے اور جاری ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں اس میں واقع شدہ تبدیلی زائل ہو جانے پر ایسا پانی پاک ہو جاتا ہے لیکن قول اقوی کی بنا پر ضروری ہے کہ بارش کا پانی یا کُر پانی یا جاری پانی اس میں مخلوط ہو جائے۔

۵۴۔ اگر کسی نجس چیز کو بہ مقدار کر پانی جلدی پانی میں پاک کیا جائے تو وہ پانی جو باہر نکالنے کے بعد اس سے ٹپکے پاک ہو گا۔

۵۵۔ جو پانی پہلے پاک ہو اور یہ علم نہ ہو کہ بعد میں نجس ہوا یا نہیں، وہ پاک ہے اور جو پانی پہلے نجس ہو اور معلوم نہ ہو کہ بعد میں پاک ہوا یا نہیں، وہ نجس ہے۔

۵۶۔ کُتے، سُوّر اور غیر کتابی کافر کا جھوٹا بلکہ احتیاط مُستحب کے طور پر کتابی کافر کا جھوٹا بھی نجس ہے اور اس کا کھانا پینا حرام ہے مگر حرام گوشت جانور کا جھوٹا پاک ہے اور بلی کے علاوہ اس قسم کے باقی تمام جانوروں کے جھوٹے کا کھانا اور پینا مکروہ ہے۔

بَیتُ الخَلاء کے احکام

۵۷۔ انسان پر واجب ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت اور دوسرے مواقع پر اپنی شرمگاہوں کو ان لوگوں سے جا بالغ ہوں خواہ وہ ماں اور بہن کی طرح اس کے محرم ہی کیوں نہ ہوں اور اسی طرح دیوانوں اور ان بچوں سے جو اچھے بُرے کی تمیز رکھتے ہوں چھپا کر رکھے۔ لیکن بیوی اور شوہر کے لئے اپنی شرمگاہوں کو ایک دوسرے سے چھپانا لازم نہیں۔

۵۸۔ اپنی شرمگاہوں کو کسی مخصوص چیز سے چھپانا لازم نہیں مثلاً اگر ہاتھ سے بھی چھپالے تو کافی ہے۔

۵۹۔ پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت احتیاط لازم کی بنا پر بدن کا اگلا حصہ یعنی پیٹ اور سینہ قبلے کی طرف نہ ہو اور نہ ہی پشت قبلے کی طرف ہو۔

۶۰۔ اگر پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت کسی شخص کے بدن کا اگلا حصہ روبہ قبلہ یا پشت بقبلہ ہو اور وہ اپنی شرمگاہ کو قبلے کی طرف سے موڑلے تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر اس کے بدن کا اگلا حصہ روبہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ نہ ہو تو احتیاط یہ ہے کہ شرمگاہ کو روبہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ نہ موڑے۔

۶۱۔ احتیاط مُستحب یہ ہے کہ اِستبرا کے موقع پر، جس کے احکام بعد میں بیان کئے جائیں گے، نیز اگلی اور پچھلی شرم گاہوں کو پاک کرتے وقت بدن کا اگلا حصہ روبہ قبلہ اور پشت بہ قبلہ نہ ہو۔

۶۲۔ اگر کوئی شخص اس لئے کہ نامحرم اسے نہ دیکھے روبہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ بیٹھنے پر مجبور ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ پشت بہ قبلہ بیٹھ جائے اگر پشت بہ قبلہ بیٹھنا ممکن نہ ہو تو روبہ قبلہ بیٹھ جائے۔ اگر کسی اور وجہ سے روبہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ بیٹھنے پر مجبور ہو تو بھی یہی حکم ہے۔

۶۳۔ احتیاط مُستحب یہ ہے کہ بچے کو رفع حاجت کے لئے رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ نہ بٹھائے۔ ہاں اگر بچہ خود ہی اس طرح بیٹھ جائے تو روکنا واجب نہیں۔

۶۴۔ چار جگہوں پر رفع حاجت حرام ہے۔

۱۔ بند گلی میں جب کہ وہاں رہنے والوں نے اس کی اجازت نہ دے رکھی ہو۔ ۲۔ اس قطعہ زمین میں جو کسی کی نجی ملکیت ہو جب کہ اس نے اس رفع حاجت کی اجازت نہ دے رکھی ہو۔

۳۔ ان جگہوں میں جو مخصوص لوگوں کے لئے وقف ہوں مثلاً بعض مدرسے ۴۔ مومنین کی قبروں کے پاس جب کہ اس فعل سے ان کی بے حرمتی ہوتی ہو۔ یہی صورت ہر اس جگہ کی ہے جہاں رفع حاجت دین یا مذہب کے مقدسات کی توہین کا موجب ہو۔

۶۵۔ تین صورتوں میں مقعد (پاخانہ خارج ہونے کا مقام) فقط پانی سے پاک ہوتا ہے۔

۱۔ پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست (مثلاً خون) باہر آئی ہو۔

۲۔ کوئی بیرونی نجاست مقعد پر لگ گئی ہو۔

۳۔ مقعد کا اطراف معمول سے زیادہ آلودہ ہو گیا ہو۔

ان تین صورتوں کے علاوہ مقعد کو یا تو پانی سے دھویا جاسکتا ہے اور یا اس طریقے کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائے گا کپڑے یا پتھر وغیرہ سے بھی پاک کیا جاسکتا ہے اگرچہ پانی سے دھونا بہتر ہے۔

۶۶۔ پیشاب کا مخرج پانی کے علاوہ کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا۔ اگر پانی کُر کے برابر ہو یا جاری ہو تو پیشاب کرنے کے بعد ایک مرتبہ دھونا کافی ہے۔ لیکن اگر قلیل پانی سے دھویا جائے تو احتیاط مُستحب کی بنا پر دو مرتبہ دھونا چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ تین مرتبہ دھوئیں۔

۶۷۔ اگر مقعد کو پانی سے دھویا جائے تو ضروری ہے کہ پاخانے کا کوئی زرہ باقی نہ رہے البتہ رنگ یا بُو باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر پہلی بار ہی وہ مقام یوں دُھل جائے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے تو دوبارہ دھونا لازم نہیں۔

۶۸۔ پتھر، ڈھیلا، کپڑا یا انہی جیسی دوسری چیزیں اگر خشک اور پاک ہوں تو ان سے مقعد کو پاک کیا جاسکتا ہے اور اگر ان میں معمولی نمی بھی ہو جو مقعد تک نہ پہنچے تو کوئی حرج نہیں۔

۶۹۔ اگر مقعد کو پتھر یا ڈھیلے یا کپڑے سے ایک مرتبہ بالکل صاف کر دیا جائے تو کافی ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ تین مرتبہ صاف کیا جائے اور (جس چیز سے صاف کیا جائے اس کے) تین ٹکڑے بھی ہوں اور اگر تین ٹکڑوں سے صاف نہ ہو تو اتنے مزید ٹکڑوں کا اضافہ کرنا چاہئے کہ مقعد بالکل صاف ہو جائے۔ البتہ اگر اتنے چھوٹے ذرے باقی رہ جائیں جو نظر نہ آئیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۷۰۔ مقعد کو ایسی چیزوں سے پاک کرنا حرام ہے جن کا احترام لازم ہو (مثلاً کاپی یا اخبار کا ایسا کاغذ جس پر خدا تعالی اور پیغمبروں کے نام لکھے ہوں) اور مقعد کے ہڈی یا گوبر سے پاک ہونے میں اشکال ہے۔

۷۱۔ اگر ایک شخص کو شک ہو کہ مقعد پاک کیا ہے یا نہیں تو اس پر لازم ہے کہ اسے پاک کرے اگرچہ پیشاب یا پاخانہ کرنے کے بعد وہ ہمیشہ متعلقہ مقام کو فوراً پاک کرتا ہو۔

۷۲۔ اگر کسی شخص کو نماز کے بعد شک گزرے کہ نماز سے پہلے پیشاب یا پاخانے کا مخرج پاک کیا تھا یا نہیں تو اس نے جو نماز ادا کی ہے وہ صحیح ہے لیکن آئندہ نمازوں کے لئے اس (متعلقہ مقامات کو) پاک کرنا ضروری ہے۔

اِستِبرَاء

۷۳۔ اِستِبرَاء ایک مستحب عمل ہے جو مرد پیشاب کرنے کے بعد اس غرض سے انجام دیتے ہیں تاکہ اطمینان ہو جائے کہ اب پیشاب نالی میں باقی نہیں رہا۔ اس کی کئی ترکیبیں ہیں جن میں سے بہترین یہ ہے کہ پیشاب سے فارغ ہو جانے کے بعد اگر مقعد نجس ہو گیا ہو تو پہلے اسے پاک کرے اور پھر تین دفعہ بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی کے ساتھ مقعد سے لے کر عضو تناسل کی جڑ تک سونتے اور اس کے بعد انگوٹھے کو عضو تناسل کے اوپر اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو اس کے نیچے رکھے اور تین دفعہ سپاری تک سونتے اور پھر تین دفعہ سپاری کو جھٹکے۔

۷۴۔ وہ رطوبت جو کبھی کبھی عورت سے مُلاعَبَت یا ہنسی مذاق کرنے کے بعد مرد کے آلہ تناسل سے خارج ہوتی ہے اسے مَذِی کہتے ہیں اور وہ پاک ہے۔ علاوہ ازیں وہ رطوبت جو کبھی کبھی مَنِی کے بعد خارج ہوتی ہے۔ جیسے وذی کہا جاتا

ہے یاوہ رطوبت جو بعض اوقات پیشاب کے بعد نکلتی ہے اور جسے ودی کہاجاتا ہے پاک ہے بشرطیکہ اس میں پیشاب کی آمیزش نہ ہو۔ مزید یہ کہ جب کسی شخص نے پیشاب کے بعد اِستبراء کیا ہو اور اس کے بعد رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں شک ہو کہ وہ پیشاب ہے یامذکورہ بالا تین رطوبتوں میں سے کوئی ایک تو وہ بھی پاک ہے۔

۷۵۔ اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اِستبراء کیا ہے یا نہیں اور اس کے پیشاب کے مخرج سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے۔ نیز یہ کہ اگر وہ وضو کر چکا ہو تو وہ بھی باطل ہو گا۔ لیکن اگر اسے اس بارے میں شک ہو کہ جو اِستبراء اس نے کیا تھا وہ صحیح تھا یا نہیں اور اس دوران رطوبت خارج ہو اور وہ نہ جانتا ہے کہ وہ رطوبت پاک ہے یا نہیں تو وہ پاک ہو گی اور اس کا وضو بھی باطل نہ ہو گا۔

۷۶۔ اگر کسی شخص نے اِستبراء نہ کیا ہو اور پیشاب کرنے کے بعد کافی وقت گزر جانے کی وجہ سے اسے اطمینان ہو کہ پیشاب نالی میں باقی نہیں رہا تھا اور اس دوران رطوبت خارج ہو اور اسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہو گی اور اس سے وضو بھی باطل نہ ہو گا۔

۷۷۔ اگر کوئی شخص پیشاب کے بعد استبراء کرکے وضو کر لے اور اس کے بعد رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں اس کا خیال ہو کہ پیشاب ہے یا منی تو اس پر واجب ہے کہ احتیاطاً غسل کرے اور وضو بھی کرے البتہ اگر اس نے پہلے وضو نہ کیا ہو تو وضو کر لینا کافی ہے۔

۷۸۔ عورت کے لئے پیشاب کے بعد استبراء نہیں ہے۔ پس اگر کوئی رطوبت خارج ہو اور شک ہو کہ یہ پیشاب ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہو گی اور اس کے وضو اور غسل کو بھی باطل نہیں کرے گی۔

رفع حاجت کے مُستحبّات اور مکرُوہات

۷۹۔ ہر شخص کے لئے مستحب ہے کہ جب بھی رفع حاجت کے لئے جائے تو ایسی جگہ بیٹھے جہاں اسے کوئی نہ دیکھے۔ اور بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاوں اندر رکھے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاوں باہر رکھے اور یہ بھی مستحب ہے کہ رفع حاجت کے وقت (ٹوپی، دوپٹے وغیرہ سے) سر ڈھانپ کر رکھے اور بدن کا بوجھ بائیں پاوں پر ڈالے۔

۸۰۔ رفع حاجت کے وقت سورج اور چاند کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے لیکن اگر اپنی شرم گاہ کو کسی طرح ڈھانپ لے تو مکروہ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں رفع حاجت کے لئے ہوا کہ رُخ کے بالمقابل نیز گلی کوچوں، راستوں، مکان کے دروازوں کے سامنے اور میوہ دار درختوں کے نیچے بیٹھنا بھی مکروہ ہے اور اس حالت میں کوئی چیز کھانا یا زیادہ وقت لگانا یا دائیں ہاتھ سے طہارت کرنا بھی مکروہ ہے اور یہی صورت باتیں کرنے کی بھی ہے لیکن اگر مجبوری ہو یا ذکر خدا کرے تو کوئی حرج نہیں۔

۸۱۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور سخت زمین پر یا جانوروں کے بلوں میں یا پانی میں بالخصوص ساکن پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

۸۲۔ پیشاب اور پاخانہ روکنا مکروہ ہے اور اگر بدن کے لئے مکمل طور پر مضر ہو تو حرام ہے۔

۸۳۔ نماز سے پہلے، سونے سے پہلے، مباشرت کرنے سے پہے اور انزال منی کے بعد پیشاب کرنا مستحب ہے۔

نجاسات

۸۴۔ دس چیزیں نجس ہیں:

ا۔ پیشاب ۲۔ پاخانہ ۳۔ منی ۴۔ مُردار۔ خون" ۶، ۷" کتا اور سور ۸۔ کافر ۹۔ شراب ۱۰۔ نجاست خور حیوان کا پسینہ۔

پیشاب اور پاخانہ

۸۵۔ انسان کا اور ہر اس حیوان کا جس کا گوشت حرام ہے اور جس کا خون جہندہ ہے یعنی اگر اس کی رگ کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلتا ہے، پیشاب اور پاخانہ نجس ہے۔ لیکن ان حیوانوں کا پاخانہ پاک ہے جن کا گوشت حرام ہے مگر ان کا خون اچھل کر نہیں نکلتا، مثلاً وہ مچھلی جس کا گوشت حرام ہے اور اسی طرح گوشت نہ رکھنے والے چھوٹے حیوانوں مثلاً مکھی، مچھر (کھٹمل اور پسو) کا فُضلہ یا آلائش بھی پاک ہے لیکن حرام گوشت حیوان کہ جو اچھلنے والا خون نہ رکھتا ہو احتیاط لازم کی بنا پر اس کے پیشاب سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے۔

۸۶۔ جن پرندوں کا گوشت حرام ہے ان کا پیشاب اور فضلہ پاک ہے لیکن اس سے پرہیز بہتر ہے۔

۸۷۔ نجاست خور حیوان کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے۔ اور اسی طرح اس بھیڑ کے بچے کا پیشاب اور پاخانہ جس نے سورنی کا دودھ پیا ہو نجس ہے جس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ اسی طرح اس حیوان کا پیشاب اور پاخانہ بھی نجس ہے جس سے کسی انسان نے بد فعلی کی ہو۔

منی

۸۸۔ انسان کی اور ہر اس جانور کی منی نجس ہے جس کا خون (ذبح ہوتے وقت اس کی شہ رگ سے) اچھل کر نکلے۔ اگرچہ احتیاط لازم کی بنا پر وہ حیوان حلال گوشت ہی کیوں نہ ہو۔

مُردار

۸۹۔ انسان کی اور اچھلنے والا خون رکھنے والے ہر حیوان کی لاش نجس ہے خواہ وہ (قدرتی طور پر) خود مرا ہو یا شرعی طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔

مچھلی چونکہ اچھلنے والا خون نہیں رکھتی اس لئے پانی میں مر جائے تو بھی پاک ہے۔

۹۰۔ لاش کے وہ اجزاء جن میں جان نہیں ہوتی پاک ہیں مثلاً پشم، بال، ہڈیاں اور دانت۔

۹۱۔ جب کسی انسان یا جہندہ خون والے حیوان کے بدن سے اس کی زندگی کے دوران میں گوشت یا کوئی دوسرا ایسا حصہ جس میں جان ہو جدا کر لیا جائے تو وہ نجس ہے۔

۹۲۔ اگر ہونٹوں یا بدن کی کسی اور جگہ سے باریک سی تہہ (پپڑی) اکھیڑ لی جائے تو وہ پاک ہے۔

۹۳۔ مُردہ مرغی کے پیٹ سے جو انڈا نکلے وہ پاک ہے لیکن اس کا چھلکا دھولینا ضروری ہے۔

۹۴۔ اگر بھیڑ یا بکری کا بچہ (میمنا) گھاس کھانے کے قابل ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ نپیر مایا جو اس کے شیر دان میں ہوتا ہے پاک ہے لیکن شیر دان باہر سے دھولینا ضروری ہے۔

۹۵۔ بہنے والی دوائیاں، عطر، روغن (تیل، گھی) جوتوں کی پالش اور صابن جنہیں باہر سے در آمد کیا جاتا ہے اگر ان کی نجاست کے بارے میں یقین نہ ہو تو پاک ہیں۔

۹۶۔ گوشت، چربی اور چمڑا جس کے بارے میں احتمال ہو کہ کسی ایسے جانور کا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے پاک ہے۔ لیکن اگر یہ چیزیں کسی کافر سے لی گئی ہوں یا کسی ایسے مسلمان سے لی گئی ہوں۔ جس نے کافر سے لی ہوں اور یہ تحقیق نہ کی ہو کہ آیا یہ کسی ایسے جانور کی ہیں جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو ایسے گوشت اور چربی کا کھانا حرام ہے البتہ ایسے چمڑے پر نماز جائز ہے۔ لیکن اگر یہ چیزیں مسلمانوں کے بازار سے یا کسی مسلمان سے خریدی جائیں اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس سے پہلے یہ کسی کافر سے خریدی گئی تھیں یا احتمال اس بات کا ہو کہ تحقیق کر لی گئی ہے تو خواہ کافر سے ہی خریدی جائیں اس چمڑے پر نماز پڑھنا اور اس گوشت اور چربی کا کھانا جائز ہے۔

خون

۹۷۔ انسان کا اور خون جہندہ رکھنے والے ہر حیوان کا خون نجس ہے۔ پس ایسے جانوروں مثلاً مچھلی اور مچھر کا خون جو اچھل کر نہیں نکلتا پاک ہے۔

۹۸۔ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے اگر انہیں شرعی طریقے سے ذبح کیا جائے اور ضروری مقدار میں اس کا خون خارج ہو جائے تو جو خون بدن میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے لیکن اگر (نکلنے والا) خون جانور کے سانس کھینچنے سے یا اس کا سر بلند جگہ پر ہونے کی وجہ سے بدن میں پلٹ جائے تو وہ نجس ہو گا۔

۹۹ مرغی کے جس انڈے میں خون کا ذرہ ہو اس سے احتیاط مستحب کی بنا پر پرہیز کرنا چاہئے۔ لیکن اگر خون زردی میں ہو تو جب تک اس کا نازک پردہ پھٹ نہ جائے سفیدی بغیر اشکال کے پاک ہے۔

۱۰۰۔ وہ خون جو بعض اوقات چوائی کرتے ہوئے نظر آتا ہے نجس ہے اور دودھ کو بھی نجس کر دیتا ہے۔

۱۰۱۔ اگر دانتوں کی ریخوں سے نکلنے والا خون لُعاب دہن سے مخلوط ہو جانے پر ختم ہو جائے تو اس لعاب سے پرہیز لازم نہیں ہے۔

۱۰۲۔ جو خون چوٹ لگنے کی وجہ سے ناخن یا کھال کے نیچے جم جائے اگر اس کی شکل ایسی ہو کہ لوگ اسے خون نہ کہیں تو وہ پاک اور اگر خون کہیں اور وہ ظاہر ہو جائے تو نجس ہو گا۔ ایسی صورت میں جب کہ ناخن یا کھال میں سوراخ ہو جائے اگر خون کا نکالنا اور وضو یا غسل کے لئے اس مقام کا پاک کرنا بہت زیادہ تکلیف کا باعث ہو تو تیمم کر لینا چاہئے۔

۱۰۳۔ اگر کسی شخص کو یہ پتہ نہ چلے کہ کھال کے نیچے خون جم گیا ہے یا چوٹ لگنے کی وجہ سے گوشت نے ایسی شکل اختیار کر لی ہے تو وہ پاک ہے۔

۱۰۴۔ اگر کھانا پکاتے ہوئے خون کا ایک ذرہ بھی اس میں گر جائے تو سارے کا سارا کھانا اور برتن احتیاط لازم کی بنا پر نجس ہو جائے گا۔ ابال، حرارت اور آگ انہیں پاک نہیں کر سکتے۔

۱۰۵۔ ریم یعنی وہ زرد مواد جو زخم کی حالت بہتر ہونے پر اس کے چاروں طرف پیدا ہو جاتا ہے اس کے متعلق اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں خون ملا ہوا ہے تو وہ پاک ہو گا۔

کُتا اور سُوّر

کتا اور سور جو زمین پر رہتے ہیں۔ حتی کے ان کے بال، ہڈیاں، پنجے، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں البتہ سمندری کتا اور سور پاک ہیں۔

کافر

۱۰۷۔ کافر یعنی وہ شخص جا باری تعالی کے وجود یا اس کی وحدانیت کا منکر ہو نجس ہے۔ اور اسی طرح غلات (یعنی وہ لوگ جو ائمہ علیہم السلام میں سے کسی کو خدا کہیں یا یہ کہیں کہ خدا، امام میں سما گیا ہے) اور خارجی و ناصبی (وہ لوگ جو ائمہ علیہم السلام سے بیر اور بغض کا اظہار کریں) بھی نجس ہیں۔

اس طرح وہ شخص جو کسی نبی کی نبوت یا ضروریات دین (یعنی وہ چیزیں جنہیں مسلمان دین کا جز سمجھتے ہیں مثلاً نماز اور روزے) میں سے کسی ایک کا یہ جانتے ہوئے کہ یہ ضروریات دین ہیں، منکر ہو۔ نیز اہل کتاب (یہودی، عیسائی اور مجوسی) بھی جو خاتم الانبیاء حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار نہیں کرتے مشہور روایات کی بنا پر نجس ہیں اگر چہ ان کی طہارت کا حکم بعید نہیں لیکن اس سے بھی پرہیز بہتر ہے۔

۱۰۸۔ کافر کا تمام بدن حتیٰ کہ اس کے بال، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

۱۰۹۔ اگر کسی نابالغ بچے کے ماں باپ یا دادا دادی کافر ہوں تو وہ بچہ بھی نجس ہے۔ البتہ اگر وہ سوجھ بوجھ رکھتا ہو، اسلام کا اظہار کرتا ہو اور اگر ان میں سے (یعنی ماں باپ یا دادا دادی میں سے) ایک بھی مسلمان ہو تو اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۲۱۷ میں آئے گی بچہ پاک ہے۔

۱۱۰۔ اگر کسی شخص کے متعلق یہ علم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا نہیں اور کوئی علامت اس کے مسلمان ہونے کی نہ ہو تو وہ پاک سمجھا جائے گا لیکن اس پر اسلام کے دوسرے احکامات کا اطلاق نہیں ہو گا۔ مثلاً نہ ہی وہ مسلمان عورت سے شادی کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جا سکتا ہے۔

۱۱۱۔ جو شخص (خانوادہ رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے) بارہ اماموں میں سے کسی ایک کو بھی دشمنی کی بنا پر گالی دے وہ نجس ہے۔

شراب

۱۱۲۔ شراب نجس ہے۔ اور احتیاط مستحب کی بنا پر ہر وہ چیز بھی جو انسان کو مست کر دے اور مائع ہو نجس ہے۔ اور اگر مائع نہ ہو جیسے بھنگ اور چرس تو وہ پاک ہے خواہ اس میں ایسی چیز ڈال دیں جو مائع ہو۔

۱۱۳۔ صنعتی الکحل، جو دروازے، کھڑکی، میز یا کرسی وغیرہ رنگنے کے لئے استعمال ہوتی ہے، اس کی تمام قسمیں پاک ہیں۔

۱۱۴۔ اگر انگور اور انگور کا رس خود بخود یا پکانے پر خمیر ہو جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا پینا حرام ہے۔

۱۱۵۔ کھجور، منقی، کشمش اور ان کا شیرہ خواہ خمیر ہو جائیں تو بھی پاک ہیں اور ان کا کھانا حلال ہے۔

۱۱۶۔ "فقاع" جو کہ جو سے تیار ہوتی ہے اور اسے آب جو کہتے ہیں حرام ہے لیکن اس کا نجس ہونا اشکال سے خالی نہیں ہے۔ اور غیر فقاع یعنی طبی قواعد کے مطابق حاصل کردہ "آپ جو" جسے "ماء الشعیر" کہتے ہیں، پاک ہے۔

نجاست کھانے والے حیوان کا پسینہ

۱۱۷۔ نجاست کھانے والے اونٹ کا پسینہ اور ہر اس حیوان کا پسینہ جسے انسانی نجاست کھانے کی عادت ہو نجس ہے۔

۱۱۸۔ جو شخص فعل حرام سے جُنب ہوا ہو اس کا پسینہ پاک ہے لیکن احتیاط مستحب کی بناپر اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے اور حالت حیض میں بیوی سے جماع کرنا جبکہ اس حالت کا علم ہو حرام سے جنب ہونے کا حکم رکھتا ہے۔

۱۱۹۔ اگر کوئی شخص ان اوقات میں بیوی سے جماع کرے جن میں جماع حرام ہے (مثلاً رمضان المبارک میں دن کے وقت) تو اس کا پسینہ حرام سے جنب ہونے والے کے پسینے کا حکم نہیں رکھتا۔

۱۲۰۔ اگر حرام سے جنب ہونے والا غسل کے بجائے تیمم کرے اور تیمم کے بعد اسے پسینہ آ جائے تو اس پسینے کا حکم وہی ہے جو تیمم سے قبل والے پسینہ کا تھا۔

۱۲۱۔ اگر کوئی شخص حرام سے جنب ہو جائے اور پھر اس عورت سے جماع کرے جو اس کے لئے حلال ہے تو اس کے لئے احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس پسینے کے ساتھ نماز نہ پڑھے اور اگر پہلے اس عورت سے جماع کرے جو حلال ہو اور بعد میں حرام کا مرتکب ہو تو اس کا پسینہ حرام ہے جنب ہونے والے کے پسینے کا حکم نہیں رکھتا۔

نجاست ثابت ہونے کے طریقے

۱۲۲۔ ہر چیز کی نجاست تین طریقوں سے ثابت ہوتی ہے:

)اول) خود انسان کو یقین یا اطمینان ہو کہ فلاں چیز نجس ہے۔ اگر کسی چیز کے متعلق محض گمان ہو کہ نجس ہے تو اس سے پرہیز کرنا لازم نہیں۔ لہذا قہوہ خانوں اور ہوٹلوں میں جہاں لاپرواہ لوگ اور ایسے لوگ کھاتے پیتے ہیں جو نجاست اور طہارت کا لحاظ نہیں کرتے کھانا کھانے کی صورت یہ ہے کہ جب تک انسان کو اطمینان نہ ہو کہ جو کھانا اس کے لئے لایا گیا ہے وہ نجس ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

)دوم) کسی کے پاس کوئی چیز ہو اور وہ اس چیز کے بارے میں کہے کہ نجس ہے وہ شخص غلط بیانی نہ کرتا ہو مثلاً کسی شخص کی بیوی یا نوکر یا ملازمہ کہے کہ برتن یا کوئی دوسری چیز جو اس کے پاس ہے نجس ہے تو وہ نجس شمار ہو گی۔

)سوم) اگر دو عادل آدمی کہیں کہ ایک چیز نجس ہے تو وہ نجس شمار ہوگی بشرطیکہ وہ اس کے نجس ہونے کی وجہ بیان کریں۔

۱۲۳۔ اگر کوئی شخص مسئلے سے عدم واقفیت کی بنا پر جان سکے کہ ایک چیز نجس ہے یا پاک مثلاً سے یہ علم نہ ہو کر چوہے کہ مینگنی پاک ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ مسئلہ پوچھ لے۔ لیکن اگر مسئلہ جانتا ہو اور کسی چیز کے بارے میں اسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ وہ چیز خون ہے یا نہیں یا یہ نہ جانتا ہو کہ مچھر کا خون ہے یا انسان کا تو وہ چیز پاک شمار ہوگی اور اس کے بارے میں چھان بین کرنا یا پوچھنا لازم نہیں۔

۱۲۴۔ اگر کسی نجس چیز کے بارے میں شک ہو کہ (بعد میں) پاک ہوئی ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے۔ اگر کسی پاک چیز کے بارے میں شک ہو کہ (بعد میں) نجس ہو گئی ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے۔ اگر کوئی شخص ان چیزوں کے نجس یا پاک ہونے کے متعلق پتہ چلا بھی سکتا ہو تو تحقیق ضروری نہیں ہے۔

۱۲۵۔ اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو دو برتن یا دو کپڑے وہ استعمال کرتا ہے ان میں سے ایک نجس ہو گیا ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے کون سا نجس ہوا ہے تو دونوں اس اجتناب کرنا ضروری ہے اور مثال کے طور پر اگر یہ نہ جانتا ہو کہ خود اس کا کپڑا نجس ہوا ہے یا وہ کپڑا جو اس کے زیر استمال نہیں ہے اور کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہے تو یہ ضروری نہیں کہ اپنے کپڑے سے اجتناب کرے۔

پاک چیز نجس کیسے ہوتی ہے؟

۱۲۶۔ اگر کوئی پاک چیز کسی نجس چیز سے لگ جائے اور دونوں یا ان میں سے ایک اس قدر تر ہو کہ ایک کی تری دوسری تک پہنچ جائے تو پاک چیز بھی نجس ہو جائے گی اور اگر وہ اسی تری کے ساتھ کسی تیسری چیز کے ساتھ لگ جائے تو اسے بھی نجس کر دیتی ہے اور مشہور قول ہے کہ جو چیز نجس ہو گئی ہو وہ دوسری چیز کو بھی نجس کر دیتی ہے لیکن یکے بعد دیگرے کئی چیزوں پر نجاست کا حکم لگانا مشکل ہے بلکہ طہارت کا حکم لگانا قوت سے خالی نہیں ہے۔ مثلاً گر ادیاں ہاتھ پیشاب سے نجس ہو جائے اور پھر یہ تر ہاتھ بائیں ہاتھ کو چھو جائے تو وہ لباس بھی نجس ہو جائے گا لیکن اگر اب وہ تر لباس کسی دوسری تر چیز کو لگ جائے تو وہ چیز نجس نہیں ہوگی اور اگر تری اتنی کم ہو کہ دوسری چیز کو نہ لگے تو پاک چیز نجس نہیں ہوگی خواہ وہ عین نجس کو ہی کیوں نہ لگی ہو۔

۱۲۷۔ اگر کوئی پاک چیز کسی نجس چیز کو لگ جائے اور ان دونوں یا کسی ایک کے تر ہونے کے متعلق کسی کو شک ہو تو پاک چیز نجس نہیں ہوتی۔

۱۲۸۔ ایسی دو چیزیں جن کے بارے میں انسان کو علم نہ ہو کہ ان میں سے کون سی پاک ہے اور کون سی نجس اگر ایک پاک تر چیز ان میں سے کسی ایک چیز کو چھو جائے تو اس سے پرہیز کرنا ضروری نہیں ہے لیکن بعض صورتوں میں مثلاً دونوں چیزیں پہلے نجس تھیں یا یہ کہ کوئی پاک چیز تری کی حالت میں ان میں سے کسی ایک کو چھو جائے (تو اس سے اجتناب ضروری ہے)۔

۱۲۹۔ اگر زمین، کپڑا یا ایسی دوسری چیزیں تر ہوں تو ان کے جس حصے کو نجاست لگے گی وہ نجس ہو جائے گا اور باقی حصہ پاک رہے گا۔ یہی حکم کھیرے اور خربوزے وغیرہ کے بارے میں ہے۔

۱۳۰۔ جب شیرے، تیل، (گھی) یا ایسی ہی کسی اور چیز کی صورت ایسی ہو کہ اگر اس کی کچھ مقدار نکال لی جائے تو اس کی جگہ خالی نہ رہے تو جوں ہی وہ ذرہ بھر بھی نجس ہو گا سارے کا سارے نجس ہو جائے گا اگر اس کی صورت ایسی ہو کہ نکالنے کے مقام پر جگہ خالی رہے اگرچہ بعد میں پر ہی ہو جائے تو صرف وہی حصہ نجس ہو گا جسے نجاست لگی ہے۔ لہٰذا اگر چوہے کی مینگنی اس میں گر جائے تو جہاں وہ مینگنی گری ہے وہ جگہ نجس اور باقی پاک ہو گی۔

۱۳۱۔ اگر مکھی یا ایسا ہی کوئی اور جاندار ایک ایسی تر چیز پر بیٹھے جو نجس ہو اور بعد ازاں ایک تر پاک چیز پر جا بیٹھے اور یہ علم ہو جائے کہ اس جاندار کے ساتھ نجاست تھی تو پاک چیز نجس ہو جائے گی اور اگر علم نہ ہو تا پاک رہے گی۔

۱۳۲۔ اگر بدن کے کسی حصے پر پسینہ اور وہ حصہ نجس ہو جائے اور پھر پسینہ بہہ کر بدن کے دوسرے حصوں تک چلا جائے تو جہاں جہاں پسینہ بہے گا بدن کے وہ حصے نجس ہو جائیں گے لیکن اگر پسینہ آگے نہ بہے تو باقی بدن پاک رہے گا۔

۱۳۳۔ جو بلغم ناک یا گلے سے خارج ہو اگر اس میں خون ہو تو بلغم میں جہاں خون ہو گا نجس اور باقی حصہ پاک ہو گا لہٰذا اگر یہ بلغم منہ یا ناک کے باہر لگ جائے تو بدن کے جس مقام کے بارے میں یقین ہو کہ نجس بلغم اس پر لگا ہے نجس ہے اور جس جگہ کے بارے میں شک ہو کہ وہاں بلغم کا نجاست والا حصہ پہنچا ہے یا نہیں تو وہ پاک ہو گا۔

۱۳۴۔ اگر ایک ایسالوٹا جس کے پیندے میں سوراخ ہو۔ نجس زمین پر رکھ دیا جائے اور اس سے پانی بہنا بند ہو جائے تو جو پانی اس کے نیچے جمع ہو گا، وہ اس کے اندر والے پانی سے مل کر یکجا ہو جائے تو لوٹے کا پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر لوٹے کا پانی تیزی کے ساتھ بہتا رہے تو نجس نہیں ہو گا۔

۱۳۵۔ اگر کوئی چیز بدن میں داخل ہو کر نجاست سے جا ملے لیکن بدن سے باہر آنے پر نجاست آلودنہ ہو تو وہ چیز پاک ہے چنانچہ اگر اینما کا سامان یا اس کا پانی مقعد میں داخل کیا جائے یا سوئی، چاقو یا کوئی اور ایسی چیز بدن میں چبھ جائے اور باہر نکلنے پر نجاست آلودنہ ہو تو نجس نہیں ہے۔ اگر تھوک اور ناک کا پانی جسم کے اندر خون سے جا ملے لیکن باہر نکلنے پر خون آلودنہ ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے.

احکام نجاسات

۱۳۶۔ قرآن مجید کی تحریر اور ورق کو نجس کرنا جب کہ یہ فعل بے حرمتی میں شمار ہوتا ہو بلاشبہ حرام ہے اور اگر نجس ہو جائے تو فوراً پانی سے دھونا ضروری ہے بلکہ اگر بے حرمتی کا پہلو نہ بھی نکلے تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر کلام پاک کو نجس کرنا حرام اور پانی سے دھونا واجب ہے۔
۱۳۷۔ اگر قرآن مجید کی جلد نجس ہو جائے اور اس سے قرآن مجید کی بے حُرمتی ہوتی ہو تو جلد کو پانی سے دھونا ضروری ہے۔

۱۳۸۔ قرآن مجید کو کسی عین نجاست مثلاً خون مُردار پر رکھنا خواہ وہ عین نجاست خشک ہی کیوں نہ ہو اگر قرآن مجید کی بے حرمتی کا باعث ہو تو حرام ہے۔

۱۳۹۔ قرآن مجید کو نجس روشنائی سے لکھنا خواہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو اسے نجس کرنے کا حکم رکھتا ہے۔ اگر لکھا جا چکا ہو تو اسے پانی سے دھو کر یا چھیل کر یا کسی اور طریقے سے مٹا دینا ضروری ہے۔

۱۴۰۔ اگر کافر کو قرآن مجید دینا بے حرمتی کا موجب ہو تو حرام ہے اور اس سے قرآن مجید واپس لے لینا واجب ہے۔

۱۴۱۔ اگر قرآن مجید کا ورق یا کوئی ایسی چیز جس کا احترام ضروری ہو مثلاً ایسا کاغذ جس پر اللہ تعالی کا یا نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ) یا کسی امام علیہ السلام کا نام لکھا ہو بیت الخلاء میں گر جائے تو اس کا باہر نکالنا اور اسے دھونا واجب ہے خواہ اس

پر کچھ رقم ہی کیوں نہ خرچ کرنی پڑے۔ اور اگر اس کا باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس وقت تک اس بیت الخلاء کو استعمال نہ کیا جائے جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ گل کر ختم ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر خاک شفا بیت الخلاء میں گر جائے اور اس کا نکالنا ممکن نہ ہو تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ بالکل ختم ہو چکی ہے، اس بیت الخلاء کو استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

۱۴۲۔ نجس چیز کا کھانا پینا یا کسی دوسرے کو کھلانا پلانا حرام ہے لیکن بچے یا دیوانے کو کھلانا پلانا بظاہر جائز ہے اور اگر بچہ یا دیوانہ نجس غذا کھائے پیئے یا نجس ہاتھ سے غذا کو نجس کر کے کھائے تو اسے روکنا ضروری نہیں۔

۱۴۳۔ جو نجس چیز دھوئی جاسکتی ہو اسے بیچنے اور ادھار دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کے نجس ہونے کے بارے میں جب یہ دو شرطیں موجود ہوں تو خریدنے یا ادھار لینے والے کو بتانا ضروری ہے۔

) نجس چیز) کو کھانے یا پینے میں استعمال کرے گا۔ اگر ایسا نہ ہو تو بتانا ضروری نہیں ہے مثلاً لباس کے نجس ہونے کے بارے میں بتانا ضروری نہیں جسے پہن کر دوسرا فریق نماز پڑھے کیونکہ لباس کا پاک ہونا شرط واقعی نہیں ہے۔

)دوسری شرط) جب بیچنے یا ادھار دینے والے کو توقع ہو کہ دوسرا فریق اس کی بات پر عمل کرے گا اور اگر وہ جانتا ہو کہ دوسرا فریق اس کی بات پر عمل نہیں کرے گا تو اسے بتانا ضروری نہیں ہے۔

۱۴۴۔ اگر ایک شخص کسی دوسرے کو نجش چیز کھاتے یا نجس لباس سے نماز پڑھتے دیکھے تو اسے اس بارے میں کچھ کہنا ضروری نہیں۔

۱۴۵۔ اگر گھر کا کوئی حصہ یا قالین (یا دری) نجس ہو اور وہ دیکھے کہ اس کے گھر آنے والوں کا بدن، لباس یا کوئی اور چیز تری کے ساتھ نجس جگہ سے جا لگی ہے اور صاحب خانہ اس کا باعث ہوا ہو تو دو شرطوں کے ساتھ جو مسئلہ ۱۴۳ میں بیان ہوئی ہیں ان لوگوں کو اس بارے میں آگاہ کر دینا ضروری ہے۔

۱۴۶۔ اگر میزبان کو کھانا کھانے کے دوران پتہ چلے کہ غذا نجس ہے تو دونوں شرطوں کے مطابق جو (مسئلہ ۱۴۳ میں) بیان ہوئی ہیں ضروری ہے کہ مہمانوں کو اس کے متعلق آگاہ کر دے لیکن اگر مہمانوں میں سے کسی کو اس بات کا علم ہو

جائے تو اسکے لئے دوسروں کو بتانا ضروری نہیں۔ البتہ اگر وہ ان کے ساتھ یوں گھل مل کر رہتا ہو کہ ان کے نجس ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی نجاست میں مبتلا ہو کر واجب احکام کی مخالف کا مرتکب ہو گا تو ان کو بتانا ضروری ہے۔

۱۴۷۔ اگر کوئی ادھارلی ہوئی چیز نجس ہو جائے تو اسکے مالک کو دو شرطوں کے ساتھ جو مسئلہ ۱۴۳ میں بیان ہوئی ہیں آگاہ کرے۔

۱۴۸۔ اگر بچہ کہے کہ کوئی چیز نجس ہے یا کہے کہ اس نے کسی چیز کو دھولیا ہے تو اس کی بات پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر بچے کی عمر مکلف ہونے کے قریب ہو اور وہ کہے کہ اس نے ایک چیز پانی سے دھوئی ہے جب کہ وہ چیز اس کے استعمال میں ہو یا بچے کا قول اعتماد کے قابل ہو تو اس کی بات قبول کر لینی چاہئے اور یہی حکم ہے جب کہ بچہ کہے کہ وہ چیز نجس ہے۔

مُطہّرات

۱۴۹۔ بارہ چیزیں ایسی ہیں جو نجاست کو پاک کرتی ہیں اور انہیں مطہرات کہا جاتا ہے۔

۱۔ پانی ۲۔ زمین ۳۔ سورج ۴۔ استحالہ ۵۔ انقلاب ۶۔ انتقال ۷۔ اسلام ۸۔ تبعیت ۹۔ عین نجاست کا زائل ہو جانا ۱۰۔ نجاست کھانے والے حیوان کا استبراء ۱۱۔ مسلمان کا غائب ہو جانا ۱۲۔ ذبح کئے گئے جانور کے بدن سے خون کا نکل جانا۔

ان مطہرات کے بارے میں مفصل احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

پانی

۱۵۰۔ پانی چار شرطوں کے ساتھ نجس چیز کو پاک کرتا ہے۔

۱۔ پانی مطلق ہو۔ مضاف پانی مثلاً عرق گلاب یا عرق بید مشک سے نجس چیز پاک نہیں ہوتی۔

۲۔ پانی پاک ہو۔

۳۔ نجس چیز کو دھونے کے دوران پانی مضاف نہ بن جائے۔ جب کسی چیز کو پاک کرنے کے لئے پانی سے دھویا جائے اور اس کے بعد مزید دھونا ضروری نہ ہو تو یہ بھی لازم ہے کہ اس پانی میں نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ موجود نہ ہو لیکن اگر دھونے کی صورت اس سے مختلف ہو (یعنی وہ آخری دھونا نہ ہو) اور پانی کی بو، رنگ یا ذائقہ بدل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً اگر کوئی چیز کُر پانی یا قلیل پانی سے دھوئی جائے اور اسے دو مرتبہ دھونا ضروری ہو تو خواہ پانی کی بو، رنگ یا ذائقہ پہلی دفعہ دھونے کے وقت بدل جائے لیکن دوسری دفعہ استعمال کئے جانے والے پانی میں ایسی کوئی تبدیلی رونما نہ ہو تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

۴۔ نجس چیز کو پانی سے دھونے کے بعد اس میں عین نجاست کے ذرات باقی نہ رہیں۔

نجس چیز کو قلیل پانی یعنی ایک کُر سے کم پانی سے پاک کرنے کی کچھ اور شرائط بھی ہیں جن کا ذکر کیا جارہا ہے:

۱۵۱۔ نجس برتن کے اندرونی حصے کو قلیل پانی سے تین دفعہ دھونا ضروری ہے اور کُر یا جاری پانی کا بھی احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم ہے لیکن جس برتن سے کُتے نے پانی یا کوئی اور مائع چیز پی ہو اسے پہلے پاک مٹی سے مانجھنا چاہئے پھر اس برتن سے مٹی کو دُور کرنا چاہئے، اس کے بعد قلیل یا کُر یا جاری پانی سے دو دفعہ دھونا چاہئے۔ اسی طرح اگر کُتے نے کسی برتن کو چاٹا ہو اور کوئی چیز اس میں باقی رہ جائے تو اسے دھونے سے پہلے مٹی سے مانجھ لینا ضروری ہے البتہ اگر کتے کا لعاب کسی برتن میں گر جائے تو احتیاط لازم کی بنا پر اسے مٹی سے مانجھنے کے بعد تین دفعہ پانی سے دھونا ضروری ہے۔

۱۵۲۔ جس برتن میں کتے نے منہ ڈالا ہے اگر اس کا منہ تنگ ہو تو اس میں مٹی ڈال کر خوب ہلائیں تا کہ مٹی برتن کے تمام اطراف میں پہنچ جائے۔ اس کے بعد اسے اسی ترتیب کے مطابق دھوئیں جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں ہو چکا ہے۔

۱۵۳۔ اگر کسی برتن کو سوّر چاٹے یا اس میں سے کوئی بہنے والی چیز پی لے یا اس برتن میں جنگلی چوہا مر گیا ہو تو اسے قلیل یا کُر یا جاری پانی سے سات مرتبہ دھونا ضروری ہے لیکن مٹی سے مانجھنا ضروری نہیں۔

۱۵۴۔ جو برتن شراب سے نجس ہو گیا ہو اسے تین مرتبہ دھونا ضروری ہے۔ اس بارے میں قلیل یا کُر یا جاری پانی کی کوئی تخصیص نہیں۔

۱۵۵۔ اگر ایک ایسے برتن کو جو نجس مٹی سے تیار ہوا ہو یا جس میں نجس پانی سرایت کر گیا ہو کُر یا جاری پانی میں ڈال دیا جائے تو جہاں جہاں وہ پانی پہنچے گا برتن پاک ہو جائے گا اور اگر اس برتن کے اندرونی اجزاء کو بھی پاک کرنا مقصود ہو تو اسے کُر یا جاری پانی میں اتنی دیر تک پڑے رہنے دینا چاہئے کہ پانی تمام برتن میں سرایت کر جائے۔ اور اگر اس برتن میں کوئی ایسی نمی ہو جو پانی کے اندرونی حصوں تک پہنچنے میں مانع ہو تو پہلے اسے خشک کر لینا ضروری ہے اور پھر برتن کو کُر یا جاری پانی میں ڈال دینا چاہئے۔

۱۵۶۔ نجس برتن کو قلیل پانی سے دو طریقے سے دھویا جا سکتا ہے۔

)پہلا طریقہ) برتن کو تین دفعہ بھرا جائے اور ہر دفعہ خالی کر دیا جائے۔

)دوسرا طریقہ) برتن میں تین دفعہ مناسب مقدار میں پانی ڈالیں اور ہر دفعہ پانی کو یوں گھمائیں کہ وہ تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے اور پھر اسے گرا دیں۔

۱۵۷۔ اگر ایک بڑا برتن مثلاً دیگ یا مٹکا نجس ہو جائے تو تین دفعہ پانی سے بھرنے اور ہر دفعہ خالی کرنے کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر اس میں تین دفعہ اوپر سے اس طرح پانی انڈیلیں کہ اس کی تمام اطراف تک پہنچ جائے اور ہر دفعہ اس کی تہہ میں جو پانی جمع ہو جائے اس کو نکال دیں تو برتن پاک ہو جائے گا۔ اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوسری اور تیسری بار جس برتن کے ذریعے پانی باہر نکالا جائے اسے بھی دھو لیا جائے۔

۱۵۸۔ اگر نجس تانبے وغیرہ کو پگھلا کر پانی سے دھو لیا جائے تو اس کا ظاہری حصہ پاک ہو جائیگا۔

۱۵۹۔ اگر تنور پیشاب سے نجس ہو جائے اور اس میں اوپر سے ایک مرتبہ پانی ڈالا جائے کہ اس کی تمام اطراف تک پہنچ جائے تو تنور پاک ہو جائے گا اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ یہ عمل دو دفعہ کیا جائے۔ اور اگر تنور پیشاب کے علاوہ کسی اور چیز سے نجس ہوا ہو تو نجاست دور کرنے کے بعد مذکورہ طریقے کے مطابق اس میں ایک دفعہ پانی ڈالنا کافی ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ تنور کی تہہ میں ایک گڑھا کھود لیا جائے جس میں پانی جمع ہو سکے پھر اس پانی کو نکال لیا جائے اور گڑھے کو پاک مٹی سے پُر کر دیا جائے۔

۱۶۰۔ اگر کسی نجس چیز کو کُر یا جاری پانی میں ایک دفعہ یوں ڈبو دیا جائے کہ پانی اس کے تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی اور قالین یا دری اور لباس وغیرہ کو پاک کرنے کے لئے اسے نچوڑنا اور اسی طرح سے ملنا یا پاؤں سے رگڑنا ضروری نہیں ہے۔ اور اگر بدن یا لباس پیشاب سے نجس ہو گیا ہو تو اسے کُر پانی میں دو دفعہ دھونا بھی لازم ہے۔

۱۶۱۔ اگر کسی ایسی چیز کو جو پیشاب سے نجس ہو گئی ہو قلیل پانی سے دھونا مقصود ہو تو اس پر ایک دفعہ یوں پانی بہا دیں کہ پیشاب اس چیز میں باقی نہ رہے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔ البتہ لباس اور بدن پر دو دفعہ پانی بہانا ضروری ہے تاکہ پاک ہو جائیں۔ لیکن جہاں تک لباس، قالین، دری اور ان سے ملتی جلتی چیزوں کا تعلق ہے انہیں ہر دفعہ پانی ڈالنے کے بعد نچوڑنا چاہیئے تاکہ غسالہ ان میں سے نکل جائے۔ (غسالہ یا دھوون اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی دھوئی جانے والی چیز سے دُھلنے کے دوران یا دھل جانے کے بعد خود بخود یا نچوڑنے سے نکلتا ہے۔)

۱۶۲۔ جو چیز ایسے شیر خوار لڑکے یا لڑکی کے پیشاب سے جس نے دودھ کے علاوہ کوئی غذا کھانا شروع نہ کی ہو اور احتیاط کی بنا پر دو سال کا نہ ہو نجس ہو جائے تو اس پر ایک دفعہ اس طرح پانی ڈالا جائے کہ تمام نجس مقامات پر پہنچ جائے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ مزید ایک بار اس پر پانی ڈالا جائے۔ لباس، قالین اور دری وغیرہ کو نچوڑنا ضروری نہیں۔

۱۶۳۔ اگر کوئی چیز پیشاب کے علاوہ کسی نجاست سے نجس ہو جائے تو وہ نجاست دور کرنے کے بعد ایک دفعہ قلیل پانی اس پر ڈالا جائے۔ جب وہ پانی بہہ جائے تو وہ چیز پاک ہو جاتی ہے۔ البتہ لباس اور اس سے ملتی جلتی چیزوں کو نچوڑ لینا چاہیئے تاکہ ان کا دھوون نکل جائے۔

۱۶۴۔ اگر کسی نجس چٹائی کو جو دھاگوں سے بنی ہوئی ہو کُر یا جاری پانی میں ڈبو دیا جائے تو عین نجاست دور ہونے کے بعد وہ پاک ہو جائے گی لیکن اگر اسے قلیل پانی سے دھویا جائے تو جس طرح بھی ممکن ہو اس کا نچوڑنا ضروری ہے (خواہ اس میں پاؤں ہی کیوں نہ چلانے پڑیں) تاکہ اس کو دھوون الگ ہو جائے۔

۱۶۵۔ اگر گندم، چاول، صابن وغیرہ کا اوپر والا حصہ نجس ہو جائے تو وہ کُر یا جاری پانی میں ڈبونے سے پاک ہو جائے گا لیکن اگر ان کا اندرونی حصہ نجس ہو جائے تو کُر یا جاری پانی ان چیزوں کے اندر تک پہنچ جائے اور پانی مطلق ہی رہے تو یہ چیزیں پاک ہو جائیں گی لیکن ظاہر یہ ہے کہ صابن اور اس سے ملتی جلتی چیزوں کے اندر آب مطلق بالکل نہیں پہنچتا۔

۱۶۶۔ اگر کسی شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ نجس پانی صابن کے اندرونی حصے تک سرایت کر گیا ہے یا نہیں تو وہ حصہ پاک ہو گا۔

۱۶۷۔ اگر چاول یا گوشت یا ایسی ہی کسی چیز کا ظاہری حصہ نجس ہو جائے تو کسی پاک پیالے یا اس کے مثل کسی چیز میں رکھ کر ایک دفعہ اس پر پانی ڈالنے اور پھر پھینک دینے کے بعد وہ چیز پاک ہو جاتی ہے اور اگر کسی نجس برتن میں رکھیں تو یہ کام تین دفعہ انجام دینا ضروری ہے اور اس صورت میں وہ برتن بھی پاک ہو جائے گا لیکن اگر لباس یا کسی دوسری ایسی چیز کو برتن میں ڈال کر پاک کرنا مقصود ہو جس کا نچوڑنا لازم ہے تو جتنی بار اس پر پانی ڈالا جائے اسے نچوڑنا ضروری ہے اور برتن کو الٹ دینا چاہیئے تاکہ جو دھوون اس میں جمع ہو گیا ہو وہ بہہ جائے۔

۱۶۸۔ اگر کسی نجس لباس کو جانیل یا اس جیسی چیز سے رنگا گیا ہو کُر یا جاری پانی میں ڈبویا جائے اور کپڑے کے رنگ کی وجہ سے پانی مضاف ہونے سے قبل تمام جگہ پہنچ جائے تو وہ لباس پاک ہو جائے گا اور اگر اسے قلیل پانی سے دھویا جائے اور نچوڑنے پر اس میں سے مضاف پانی نہ نکلے تو وہ لباس پاک ہو جاتا ہے۔

۱۶۹۔ اگر کپڑے کو کُر یا جاری پانی میں دھویا جائے اور مثال کے طور پر بعد میں کائی وغیرہ کپڑے میں نظر آئے اور یہ احتمال نہ ہو کہ یہ کپڑے کے اندر پانی کے پہنچنے میں مانع ہوئی ہے تو وہ کپڑا پاک ہے۔

۱۷۰۔ اگر لباس یا اس سے ملتی جلتی چیز کے دھونے کے بعد مٹی کا ذرہ یا صابن اس میں نظر آئے اور احتمال ہو کہ یہ کپڑے کے اندر پانی کے پہنچنے میں مانع ہوا ہے تو وہ پاک ہے لیکن اگر نجس پانی مٹی یا صابن میں سرایت کر گیا ہو تو مٹی اور صابن کا اوپر والا حصہ پاک اور اس کا اندرونی حصہ نجس ہو گا۔

۱۷۱۔ جب تک عین نجاست کسی نجس چیز سے الگ نہ ہو وہ پاک نہیں ہو گی لیکن اگر بو یا نجاست کا رنگ اس میں باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا اگر خون لباس پر سے ہٹا دیا جائے اور لباس دھو لیا جائے اور خون کا رنگ لباس پر باقی بھی رہ

جائے تولباس پاک ہو گا لیکن اگر بو یا رنگ کی وجہ سے یہ یقین یا احتمال پیدا ہو کہ نجاست کے ذرے اس میں باقی رہ گئے ہیں تو وہ نجس ہو گی۔

۱۷۲۔ اگر کُر جاری پانی میں بدن کی نجاست دور کرلی جائے تو بدن پاک ہو جاتا ہے لیکن اگر بدن پیشاب سے نجس ہوا ہو تو اس صورت میں ایک دفعہ سے پاک نہیں ہو گا لیکن پانی سے نکل آنے کے بعد دوبارہ اس میں داخل ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر پانی کے اندر ہی بدن پر ہاتھ پھیرلے کہ پانی دو دفعہ بدن تک پہنچ جائے تو کافی ہے۔

۱۷۳۔ اگر نجس غذا دانتوں کی ریخوں میں رہ جائے اور پانی منہ میں بھر کر یوں گھمایا جائے کہ تمام نجس غذا تک پہنچ جائے تو وہ غذا پاک ہو جاتی ہے۔

۱۷۴۔ اگر سر یا چہرے کے بالوں کو قلیل پانی سے دھویا جائے اور وہ بال گھنے نہ ہوں تو ان سے دھوون جدا کرنے کے لئے انہیں نچوڑنا ضروری نہیں کیونکہ معمولی پانی خود بخود جدا ہو جاتا ہے۔

۱۷۵۔ اگر بدن یا لباس کو کوئی حصہ قلیل پانی سے دھوتے جائے تو نجس مقام کے پاک ہونے سے اس مقام سے متصل وہ جگہیں بھی پاک ہو جائیں گی جن تک دھوتے وقت عموماً پانی پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نجس مقام کے اطراف کو علیحدہ دھونا ضروری نہیں بلکہ وہ نجس مقام کو دھونے کے ساتھ ہی پاک ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ایک پاک چیز ایک نجس چیز کے برابر رکھ دیں اور دونوں پر پانی ڈالیں تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ لہٰذا اگر ایک نجس انگلی کو پاک کرنے کے لئے سب انگلیوں پر پانی ڈالیں اور نجس پانی یا پاک پانی سب انگلیوں تک پہنچ جائے تو نجس انگلی کے پاک ہونے پر تمام انگلیاں پاک ہو جائیں گی۔

۱۷۶۔ جو گوشت یا چربی نجس ہو جائے دوسری چیزوں کی طرح پانی سے دھوئی جاسکتی ہے۔ یہی صورت اس بدن یا لباس کی ہے جس پر تھوڑی بہت چکنائی ہو جو پانی کو بدن یا لباس پہنچنے سے نہ روکے۔

۱۷۷۔ اگر برتن یا بدن نجس ہو جائے اور بعد میں اتنا چکنا ہو جائے کہ پانی اس تک نہ پہنچ سکے اور برتن یا بدن کو پاک کرنا مقصود ہو تو پہلے چکنائی دور کرنی چاہئے تاکہ پانی ان تک (یعنی برتن یا بدن تک) پہنچ سکے۔

۱۷۸۔ جو نل کُر پانی سے متصل ہو وہ کُر پانی کا حکم رکھتا ہے۔

۱۷۹۔ اگر کسی چیز کو دھویا جائے اور یقین ہو جائے کہ پاک ہو گئی ہے لیکن بعد میں شک گزرے کہ عین نجاست اس سے دور ہوئی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اسے دوبارہ پانی سے دھولیا جائے اور یقین کر لیا جائے کہ عین نجاست دور ہو گئی ہے۔

۱۸۰۔ وہ زمین جس میں پانی جذب ہو جاتا ہو مثلاً ایسی زمین جس کی سطح ریت یا بجری پر مشتمل ہو اگر نجس ہو جائے تو قلیل پانی سے پاک ہو جاتی ہے۔

۱۸۱۔ اگر وہ زمین جس کا فرش پتھر یا اینٹوں کا ہو یا دوسری سخت زمین جس میں پانی جذب نہ ہوتا ہو نجس ہو جائے تو قلیل پانی سے پاک ہو سکتی ہے لیکن ضروری ہے کہ اس پر اتنا پانی گرایا جائے کہ بہنے لگے۔ جو پانی اوپر ڈالا جائے اگر وہ کسی گڑھے سے باہر نہ نکل سکے اور کسی جگہ جمع ہو جائے تو اس جگہ کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جمع شدہ پانی کو کپڑے یا برتن سے باہر نکال دیا جائے۔

۱۸۲۔ اگر معدنی نمک کا ڈلا یا اس جیسی کوئی اور چیز اوپر سے نجس ہو جائے تو قلیل پانی سے پاک ہو سکتی ہے۔

۱۸۳۔ اگر پگھلی ہوئی نجس شکر سے قند بنالیں اور اسے کُر یا جاری پانی میں ڈال دیں تو وہ پاک نہیں ہو گی۔

زمین

۱۸۴۔ زمین پاوں کے تلوے اور جوتے کے نچلے حصہ کو چار شرطوں سے پاک کرتی ہے۔

)اول) یہ کہ زمین پاک ہو۔

)دوم) احتیاط کی بنا پر خشک ہو۔

)سوم) احتیاط لازم کی بنا پر نجاست زمین پر چلنے سے لگی ہو۔

)چہارم) عین نجاست مثلاً خون اور پیشاب یا متنجس چیز مثلاً متنجس مٹی پاوں کے تلوے یا جوتے کے نچلے حصے میں لگی ہو وہ راستہ چلنے سے یا پاوں زمین پر رگڑنے سے دور ہو جائے لیکن اگر عین نجاست زمین پر چلنے یا زمین پر رگڑنے سے پہلے ہی دور ہو گئی ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر پاک نہیں ہوں گے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ زمین مٹی یا پتھر یا انیٹوں کے فرش یا

ان سے ملتی جلتی چیز پر مشتمل ہو۔ قالین و دری وغیرہ اور چٹائی، یا گھاس پر چلنے سے پاوں کا نجس تلوا یا جوتے کا نجس حصہ پاک نہیں ہوتا۔

۱۸۵۔ پاوں کا تلوا یا جوتے کا نچلا حصہ نجس ہو تو ڈامر پر یا لکڑی کے بنے ہوئے فرش پر چلنے سے پاک ہونا محل اشکال ہے۔

۱۸۶۔ پاوں کے تلوے یا جوتے کے نچلے حصے کو پاک کرنے کے لئے بہتر ہے کہ پندرہ ہاتھ یا اس سے زیادہ فاصلہ زمین پر چلے خواہ پندرہ ہاتھ سے کم چلنے یا پاوں زمین پر رگڑنے سے نجاست دور ہو گئی ہو۔

۱۸۷۔ پاک ہونے کے لئے پاوں یا جوتے کے نجس تلوے کا تر ہونا ضروری نہیں بلکہ خشک بھی ہوں تو زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

۱۸۸۔ جب پاوں یا جوتے کا نجس تلوا زمین پر چلنے سے پاک ہو جائے تو اس کی اطراف کے وہ حصے بھی جنہیں عموماً کیچڑ وغیرہ لگ جاتی ہے پاک ہو جاتے ہیں۔

۱۸۹۔ اگر کسی ایسے شخص کے ہاتھ کی ہتھیلی یا گھٹنا نجس ہو جائیں جو ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلتا ہو تو اس کے راستے چلنے سے اس کی ہتھیلی یا گھٹنے کا پاک ہو جانا محل اشکال ہے۔ یہی صورت لاٹھی اور مصنوعی ٹانگ کے نچلے حصے، چوپائے کے نعل، موٹر گاڑیوں اور دوسری گاڑیوں کے پہیوں کی ہے۔

۱۹۰۔ اگر زمین پر چلنے کے بعد نجاست کی بو یا رنگ یا باریک ذرے جو نظر نہ آئیں پاوں یا جوتے کے تلوے سے لگے رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ کہ زمین پر اس قدر چلا جائے کہ وہ بھی زائل ہو جائیں۔

۱۹۱۔ جوتے کا اندرونی حصہ زمین پر چلنے سے پاک نہیں ہوتا اور زمین پر چلنے سے موزے کے نچلے حصے کا پاک ہونا بھی محل اشکال ہے لیکن اگر موزے کا نچلا حصہ چمڑے یا چمڑے سے ملتی جلتی چیز سے بنا ہو (تو وہ زمین پر چلنے سے پاک ہو جائے گا)۔

سورج

۱۹۲۔ سورج۔ زمین، عمارت اور دیوار کو پانچ شرطوں کے ساتھ پاک کرتا ہے۔

)اول) نجس چیز اس طرح تر ہو کہ اگر دوسری چیز اس سے لگے تو تر ہو جائے لہذا اگر وہ چیز خشک ہو تو اسے کسی طرح تر کر لینا چاہیئے تا کہ دھوپ سے خشک ہو۔

)دوم) اگر کسی چیز میں عین نجاست ہو تو دھوپ سے خشک کرنے سے پہلے اس چیز سے نجاست کو دور کر لیا جائے۔

)سوم) کوئی چیز دھوپ میں رکاوٹ نہ ڈالے۔ پس اگر دھوپ پردے، بادل یا ایسی ہی کسی چیز کے پیچھے سے نجس چیز پر پڑے اور اسے خشک کر دے تو وہ چیز پاک نہیں ہو گی البتہ اگر بادل اتنا ہلکا ہو کہ دھوپ کو نہ روکے تو کوئی حرج نہیں۔

)چہارم) فقط سورج نجس چیز کو خشک کرے۔ لہذا مثال کے طور پر اگر نجس چیز ہوا اور دھوپ سے خشک ہو تو پاک نہیں ہوتی۔ ہاں اگر ہوا اتنی ہلکی ہو کہ یہ نہ کہا جاسکے کہ نجس چیز کو خشک کرنے میں اس نے بھی کوئی مدد کی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

)پنجم) بنیاد اور عمارت کے جس حصے میں نجاست سرایت کر گئی ہے دھوپ سے ایک ہی مرتبہ خشک ہو جائے۔ پس اگر ایک دفعہ دھوپ نجس زمین اور عمارت پر پڑے اور اس کا سامنے والا حصہ خشک کرے اور دوسری دفعہ نچلے حصے کو خشک کرے تو اس کا سامنے والا حصہ پاک ہو گا اور نچلا حصہ نجس رہے گا۔

۱۹۳۔ سورج، نجس چٹائی کو پاک کر دیتا ہے لیکن اگر چٹائی دھاگے سے بنی ہوئی ہو تو دھاگے کے پاک ہونے میں اشکال ہے۔ اسی طرح درخت، گھاس اور دروازے، کھڑکیاں سورج سے پاک ہونے میں اشکال ہے۔

۱۹۴۔ اگر دھوپ نجس زمین پر پڑے، بعد ازاں شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے کے وقت زمین تر تھی یا نہیں یا تری دھوپ کے ذریعے خشک ہوئی یا نہیں تو وہ زمین نجس ہو گی۔ اور اگر شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے سے پہلے عین نجاست زمین پر سے ہٹادی گئی تھی یا نہیں یا یہ کہ کوئی چیز دھوپ کو مانع تھی یا نہیں تو پھر بھی وہی صورت ہو گی (یعنی زمین نجس رہے گی)۔

۱۹۵۔ اگر دھوپ نجس دیوار کی ایک طرف پڑے اور اس کے ذریعے دیوار کی وہ جانب بھی خشک ہو جائے جس پر دھوپ نہیں پڑی تو بعید نہیں کہ دیوار دونوں طرف سے پاک ہو جائے۔

استحالہ

۱۹۶۔ اگر کسی نجس چیز کی جنس یوں بدل جائے کہ ایک پاک چیز کی شکل اختیار کرلے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر نجس لکڑی جل کر راکھ ہو جائے یا کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے۔ لیکن اگر اس چیز کی جنس نہ بدلے مثلاً نجس گیہوں کا آٹا پیس لیا جائے یا (نجس آٹے کی) روٹی پکالی جائے تو وہ پاک نہیں ہو گی۔

۱۹۷۔ مٹی کا لوٹا اور دوسری ایسی چیزیں جو نجس مٹی سے بنائی جائیں نجس ہیں لیکن وہ کوئلہ جو نجس لکڑی سے تیار کیا جائے اگر اس میں لکڑی کی کوئی خاصیت باقی نہ رہے تو وہ کوئلہ پاک ہے۔

۱۹۸۔ ایسی نجس چیز جس کے متعلق علم نہ ہو کہ آیا اس کا استحالہ ہوا یا نہیں (یعنی جنس بدلی ہے یا نہیں) نجس ہے۔

انقلاب

۹۹ اگر شراب خود بخود یا کوئی چیز ملانے سے مثلا سرکہ اور نمک ملانے سے سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔

۲۰۰۔ وہ شراب جو نجس انگور یا اس جیسی کسی دوسری چیز سے تیار کی گئی ہو یا کوئی نجس چیز شراب میں گر جائے تو سرکہ بن جانے سے پاک نہیں ہوتی۔

۲۰۱۔ نجس انگور، نجس کشمش اور نجس کھجور سے جو سرکہ تیار کیا جائے وہ نجس ہے۔

۲۰۲۔ اگر انگور یا کھجور کے ڈنٹھل بھی ان کے ساتھ ہوں اور ان سے سرکہ تیار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اسی برتن میں کھیرے اور بینگن وغیرہ ڈالنے میں بھی کوئی خرابی نہیں خواہ انگور یا کھجور کے سرکہ بننے سے پہلے ہی ڈالے جائیں بشرطیکہ سرکہ بننے سے پہلے ان میں نشہ نہ پیدا ہوا ہو۔

۲۰۳۔ اگر انگور کے رس میں آنچ پر رکھنے سے یا خود بخود جوش آجائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور اگر وہ اتنا ابل جائے کہ اس کا دو تہائی حصہ کم ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو حلال ہو جاتا اور مسئلہ (۱۱۴) میں بتایا جا چکا ہے کہ انگور کا رس جوش دینے سے نجس نہیں ہوتا۔

۲۰۴۔ اگر انگور کے رس کا دو تہائی بغیر جوش میں آئے کم ہو جائے اور جو باقی بچے اس میں جوش آجائے تو اگر لوگ اس انگور کا رس کہیں، شیرہ نہ کہیں تو احتیاط لازم کی بنا پر وہ حرام ہے۔

۲۰۵۔ اگر انگور کے رس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ جوش میں آیا ہے یا نہیں تو وہ حلال ہے لیکن اگر جوش میں آجائے اور یہ یقین نہ ہو کہ اس کا دو تہائی کم ہوا ہے یا نہیں تو وہ حلال نہیں ہوتا۔

۲۰۶۔ اگر کچے انگور کے خوشے میں کچھ پکے انگور بھی ہوں اور جو رس اس خوشے سے لیا جائے اسے لوگ انگور کا رس نہ کہیں اور اس میں جوش آجائے تو اس کا پینا حلال ہے۔

۲۰۷۔ اگر انگور کا ایک دانہ کسی ایسی چیز میں گر جائے جو آگ پر جوش کھا رہی ہو اور وہ بھی جوش کھانے لگے لیکن وہ اس چیز میں حل نہ ہو تو فقط اس دانے کا کھانا حرام ہے۔

۲۰۸۔ اگر چند دیگوں میں شیرہ پکایا جائے تو جو چمچہ جوش میں آئی ہوئی دیگ میں ڈالا جا چکا ہو اس کا ایسی دیگ میں ڈالنا بھی جائز ہے جس میں جوش نہ آیا ہو۔

۲۰۹۔ جس چیز کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کچے انگوروں کا رس ہے یا پکے انگوروں کا اگر اس میں جوش آجائے تو حلال ہے۔

انتقال

۲۱۰۔ اگر انسان کا خون یا اچھلنے والا خون رکھنے والے حیوان کا خون کوئی ایسا حیوان جس میں عرفاً خون نہیں ہوتا اس طرح چوس لے کہ وہ خون اس حیوان کے بدن کا جز ہو جائے مثلاً مچھر، انسان یا حیوان کے بدن سے اس طرح خون چوسے تو وہ خون پاک ہو جاتا ہے اور اسے انتقال کہتے ہیں۔ لیکن علاج کی غرض سے انسان کا جو خون جونک چوستی ہے وہ جونک کے بدن کا جز نہیں بنتا بلکہ انسانی خون ہی رہتا ہے اس لئے وہ نجس ہے۔

۲۱۱۔ اگر کوئی شخص اپنے بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کو مار دے اور وہ خون جو مچھر نے چوسا ہو اس کے بدن سے نکلے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ خون پاک ہے کیونکہ وہ خون اس قابل تھا کہ مچھر کی غذا بن جائے اگرچہ مچھر کے خون چوسنے اور مارے جانے کے درمیان وقفہ بہت کم ہو۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس خون سے اس حالت میں پرہیز کرے۔

اسلام

۲۱۲۔ اگر کوئی کافر "شہادتین" پڑھ لے یعنی کسی بھی زبان میں اللہ کی واحدانیت اور خاتم الانبیاء حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی نبوت کی گواہی دیدے تو مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور اگرچہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے نجس کے حکم میں تھا لیکن مسلمان ہو جانے کے بعد اس کا بدن، تھوک، ناک کا پانی اور پسینہ پاک ہو جاتا ہے لیکن مسلمان ہونے کے وقت اگر اس کے بدن پر کوئی عین نجاست ہو تو اسے دور کرنا اور اس مقام کو پانی سے دھونا ضروری ہے بلکہ اگر مسلمان ہونے سے پہلے ہی عین نجاست دور ہو چکی ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مقام کو پانی سے دھوڈالے۔

۲۱۳۔ ایک کافر کے مسلمان ہونے سے پہلے اگر اس کا گیلا لباس اس کے بدن سے چھو گیا ہو تو اس کے مسلمان ہونے کے وقت وہ لباس اس کے بدن پر ہو یا نہ ہو احتیاط واجب کی بنا پر اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

۲۱۴۔ اگر کافر شہادتین پڑھ لے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ دل سے مسلمان ہوا ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے۔ اور اگر یہ علم ہو کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا۔ لیکن ایسی کوئی بات اس سے ظاہر نہ ہوئی ہو جو توحید اور رسالت کی شہادت کے منافی ہو تو صورت وہی ہے (یعنی وہ پاک ہے)۔

تبعیت

۲۱۵۔ تبعیت کا مطلب ہے کوئی نجس چیز کسی دوسری چیز کے پاک ہونے کی وجہ سے پاک ہونے کی وجہ سے پاک ہو جائے
۔

۲۱۶۔ اگر شراب سرکہ ہو جائے تو اس کا برتن بھی اس جگہ تک پاک ہو جاتا ہے جہاں تک شراب جوش کھا کر پہنچی ہو اور اگر کپڑا یا کوئی دوسری چیز جو عموماً اس (شراب کے برتن) پر رکھی جاتی ہے اور اس سے نجس ہو گئی ہو تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر برتن کی بیرونی سطح اس شراب سے آلودہ ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شراب کے سرکہ ہو جانے کے بعد اس سطح سے پرہیز کیا جائے۔

۲۱۷۔ کافر کا بچہ بذریعہ تبعیت دو صورتوں میں پاک ہو جاتا ہے۔

۱۔ جو کافر مرد مسلمان ہو جائے اس کا بچہ طہارت میں اس کے تابع ہے۔ اور اسی طرح بچے کی ماں یا دادی یا دادا مسلمان ہو جائیں تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اس صورت میں بچے کی طہارت کا حکم اس سے مشروط ہے کہ بچہ اس نو مسلم کے ساتھ اور اس کے زیر کفالت ہو نیز بچے کا کوئی کافر رشتہ دار اس بچے کے ہمراہ نہ ہو۔

۲۔ ایک کافر بچے کو کسی مسلمان نے قید کر لیا ہو اور اس بچے کے باپ یا بزرگ (دادا یا نانا وغیرہ) میں سے کوئی ایک بھی اس کے ہمراہ نہ ہو۔ ان دونوں صورتوں میں بچے کے تبعیت کی بنا پر پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ جب باشعور ہو جائے تو کفر کا اظہار نہ کرے۔

۲۱۸۔ وہ تختہ یا سل جس پر میت کو غسل دیا جائے اور وہ کپڑا جس سے میت کی شرمگاہ ڈھانپی جائے نیز غسال کے ہاتھ غسل مکمل ہونے کے بعد پاک ہو جاتے ہیں۔

۲۱۹۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کو پانی سے دھوئے تو اس چیز کے پاک ہونے پر اس شخص کا وہ ہاتھ بھی پاک ہو جاتا ہے جس سے وہ اس چیز کو دھوتا ہے۔

۲۲۰۔ اگر لباس یا اس جیسی کسی چیز کو قلیل پانی سے دھویا جائے اور اتنا نچوڑ دیا جائے جتنا عام طور پر نچوڑا جاتا ہو تا کہ جس پانی سے دھویا گیا ہے اس کا دھوون نکل جائے تو جو پانی اس میں رہ جائے وہ پاک ہے۔

۲۲۱۔ جب نجس برتن کو قلیل پانی سے دھویا جائے تو جو پانی برتن کو پاک کرنے کے لئے اس پر ڈالا جائے اس کے بہہ جانے کے بعد جو معمولی پانی اس میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

عین نجاست کا دور ہونا

۲۲۲۔ اگر کسی حیوان کا بدن عین نجاست مثلاً خون یا نجس شدہ چیز مثلاً نجس پانی سے آلودہ ہو جائے تو جب وہ نجاست دور ہو جائے حیوان کا بدن پاک ہو جاتا ہے اور یہی صورت انسانی بدن کے اندرونی حصوں مثال کے طور پر منہ یا ناک اور کان کے اندر والے حصوں کی ہے کہ وہ باہر سے نجاست لگنے سے نجس ہو جائیں گے اور جب نجاست دور ہو جائے تو پاک ہو جائیں گے لیکن نجاست داخلی مثلاً دانتوں کے ریخوں سے خون نکلنے سے بدن کا اندرونی حصہ نجس نہیں ہوتا اور یہی حکم ہے جب کسی خارجی چیز کو بدن کے اندرونی حصہ میں نجاست داخلی لگ جائے تو وہ چیز نجس نہیں ہوتی۔ اس بنا پر

اگر مصنوعی دانت منہ کے اندر دوسرے دانتوں کے ریخوں سے نکلے ہوئے خون سے آلودہ ہو جائیں تو ان دانتوں کو دھونالازم نہیں ہے۔ لیکن اگر ان مصنوعی دانتوں کو نجس غذا الگ جائے توان کو دھونالازم ہے۔

۲۲۳۔ اگر دانتوں کی ریخوں میں غذا لگی رہ جائے اور پھر منہ کے اندر خون نکل آئے تو وہ غذا خون ملنے سے نجس نہیں ہو گی۔

۲۲۴۔ ہونٹوں اور آنکھ کی پلکوں کے وہ حصے جو بند کرتے وقت ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں وہ اندرونی حصے کا حکم رکھتے ہیں۔ اگر اس اندرونی حصے میں خارج سے کوئی نجاست لگ جائے تو اس اندرونی حصے کو دھوناضروری نہیں ہے لیکن وہ مقامات جن کے بارے میں انسان کو یہ علم نہ ہو کہ آیا انھیں اندرونی حصے سمجھا جائے یا بیرونی اگر خارج سے نجاست ان مقامات پر لگ جائے تو انہیں دھوناچاہیئے۔

۲۲۵۔ اگر نجس مٹی کپڑے یا خشک قالین، دری یا ایسی ہی کسی اور چیز کو لگ جائے اور کپڑے وغیرہ کو یوں جھاڑا جائے کہ نجس مٹی اس سے الگ ہو جائے تو اس کے بعد اگر کوئی تر چیز کپڑے وغیرہ کو چھو جائے تو وہ نجس نہیں ہو گی۔

نجاست کھانے والے حیوان کا استبراء

۲۲۶۔ جس حیوان کو انسانی نجاست کھانے کی عادت پڑ گئی ہو اس کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے اور اگر اسے پاک کرنا مقصود ہو تو اس کا استبراء کرنا ضروری ہے یعنی ایک عرصے تک اسے نجاست نہ کھانے دیں اور پاک غذا دیں حتی کہ اتنی مدت گزر جائے کہ پھر اسے نجاست کھانے والا نہ کہا جاسکے اور احتیاط مستحب کی بنا پر نجاست کھانے والے اونٹ کو چالیس دن تک، گائے کو بیس دن تک بھیڑ کو دس دن تک، مرغابی کو کو سات یا پانچ دن تک اور پالتو مرغی کو تین دن تک نجاست کھانے سے باز رکھا جائے۔ اگرچہ مقررہ مدت گزرنے سے پہلے ہی انہیں نجاست کھانے والے حیوان نہ کہا جاسکے (تب بھی اس مدت تک انہیں نجاست کھانے سے باز رکھنا چاہیئے)۔

مسلمان کا غائب ہو جانا

۲۲۷۔ اگر بالغ اور پاکی، ناپاکی کی سمجھ رکھنے والے مسلمان کا بدن لباس یا دوسری اشیاء مثلاً برتن اور دری وغیرہ جو اس کے استعمال میں ہوں نجس ہو جائیں اور پھر وہ وہاں سے چلا جائے تو اگر کوئی انسان یہ سمجھے کہ اس نے یہ چیزیں دھوئی تھیں تو وہ پاک ہوں گی لیکن احتیاط مستحب ہے کہ ان کو پاک نہ سمجھے مگر درج ذیل چند شرائط کے ساتھ:

)اول) جس چیز نے اس مسلمان کے لباس کو نجس کیا ہے اسے وہ نجس سمجھتا ہو۔ لہٰذا اگر مثال کے طور پر اس کا لباس تر ہو اور کافر کے بدن چھو گیا ہو اور وہ اسے نجس نہ سمجھتا ہو تو اس کے چلے جانے کے بعد اس کے لباس کو پاک نہیں سمجھنا چاہئے۔

)دوم) اسے علم ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس چیز سے لگ گیا ہے۔

)سوم) کوئی شخص اسے اس چیز کو ایسے کام میں استعمال کرتے ہوئے دیکھے جس میں اس کا پاک ہونا ضروری ہو مثلاً اسے اس لباس کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھے۔

)چہارم) اس بات کا احتمال ہو کہ وہ مسلمان جو کام اس چیز کے ساتھ کر رہا ہے اس کے بارے میں اسے علم ہے کہ اس چیز کا پاک ہونا ضروری ہے لہٰذا مثال کے طور پر اگر وہ مسلمان یہ نہیں جانتا کہ نماز پڑھنے والے کا لباس پاک ہونا چاہئے اور نجس لباس کے ساتھ ہی نماز پڑھ رہا ہے تو ضروری ہے کہ انسان اس لباس کو پاک نہ سمجھے۔

)پنجم) وہ مسلمان نجس اور پاک چیز میں فرق کرتا ہو۔ پس اگر وہ مسلمان نجس اور پاک چیز میں فرق کرتا ہو۔ پس اگر وہ مسلمان نجس اور پاک میں لاپروائی کرتا ہو تو ضروری ہے کہ انسان اس چیز کو پاک نہ سمجھے۔

۲۲۸۔ اگر کسی شخص کو یقین یا اطمینان ہو کہ جو چیز پہلے نجس تھی اب پاک ہو گئی ہے یا وہ عادل اشخاص اس کے پاک ہونے کی خبر دیں اور ان کی شہادت اس چیز کی پاکی کا جواز ہے تو وہ چیز پاک ہے اسی طرح اگر وہ شخص جس کے پاس کوئی نجس چیز ہو کہئے کہ وہ چیز پاک ہو گئی ہے اور وہ غلط بیاں نہ ہو یا کسی مسلمان نے ایک نجس چیز کو دھویا ہو گو یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے ٹھیک طرح سے دھویا ہے یا نہیں تو وہ چیز بھی پاک ہے۔

۲۲۹۔ اگر کسی نے ایک شخص کا لباس دھونے کی ذمہ داری ہو اور کہے کہ میں نے اسے دھو دیا ہے اور اس شخص کو اس کے یہ کہنے سے تسلی ہو جائے تو وہ لباس پاک ہے۔

۲۳۰۔ اگر کسی شخص کی یہ حالت ہو جائے کہ اسے کسی نجس چیز کے دھوئے جانے کا یقین ہی نہ آئے اگر وہ اس چیز کو جس طرح لوگ عام طور پر دھوتے ہیں دھولے تو کافی ہے۔

معمول کے مطابق (ذبیحہ کے) خون کا بہہ جانا

۲۳۱۔ جیسا کہ مسئلہ ۹۸ میں بتایا گیا ہے کہ کسی جانور کو شرعی طریقے سے ذبح کرنے کے بعد اس کے بدن سے معمول کے مطابق (ضروری مقدار میں) خون نکل جائے تو جو خون اس کے بدن کے اندر باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

۲۳۲۔ مذکورہ بالا حکم جس کا بیان مسئلہ ۲۳۱ میں ہوا ہے احتیاط کی بنا پر اس جانور سے مخصوص ہے جس کا گوشت حلال ہو۔ جس جانور کا گوشت حرام ہو اس پر یہ حکم جاری نہیں ہو سکتا بلکہ احتیاط مستحب کی بنا پر اس کا اطلاق حلال گوشت والے جانور کے ان اعضاء پر بھی نہیں ہو سکتا جو حرام ہیں۔

برتنوں کے احکام

۲۳۳۔ جو برتن کتے، سور یا مردار کے چمڑے سے بنایا جائے اس میں کسی چیز کا کھانا پینا جب کہ تری اس کی نجاست کا موجب بنی ہو، حرام ہے اور اس برتن کو وضو اور غسل اور ایسے دوسرے کاموں میں استعمال نہیں کرنا چاہئے جنہیں پاک چیز سے انجام دینا ضروری ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ کتے، سور اور مردار کے چمڑے کو خواہ وہ برتن کی شکل میں نہ بھی ہو استعمال نہ کیا جائے۔

۲۳۴۔ سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر ان کو کسی طرح بھی استعمال کرنا حرام ہے لیکن ان سے کمرہ وغیرہ سجانے یا انہیں اپنے پاس رکھنے میں کوئی حرج نہیں گو ان کا ترک کر دینا احوط ہے۔ اور سجاوٹ یا قبضے میں رکھنے کے لئے سونے اور چاندی کے برتن بنانے اور ان کی خرید و فروخت کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

۲۳۵۔ استکان (شیشے کا چھوٹا سا گلاس جس میں قہوہ پیتے ہیں) کا ہولڈر جو سونے یا چاندی سے بنا ہوا ہو اگر اسے برتن کہا جائے تو ہو سونے، چاندی کے برتن کا حکم رکھتا ہے اور اگر اسے برتن نہ کہا جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

۲۳۶۔ ایسے برتنوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جن پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھایا گیا ہو۔

۲۳۷۔ اگر جست کو چاندی یا سونے میں مخلوط کر کے برتن بنائے جائیں اور جست اتنی زیادہ مقدار میں ہو کہ اس برتن کو سونے یا چاندی کا برتن نہ کہا جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

۲۳۸۔ اگر غذا سونے یا چاندی کے برتن میں رکھی ہو اور کوئی شخص اسے دوسرے برتن میں انڈیل لے تو اگر دوسرا برتن عام طور پر پہلے برتن میں کھانے کا ذریعہ شمار نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۳۹۔ حقے کے چلم کا سوراخوں والا ڈھکنا، چھری یا چاقو کا میان اور قرآن مجید رکھنے کا ڈبہ اگر سونے یا چاندی سے بنے ہوں تو کوئی حرج نہیں تاہم احتیاط مستحب یہ ہے کہ سونے چاندی کی بنی ہوئی عطر دانی، سرمہ دانی اور افیم دانی استعمال نہ کی جائیں۔

۲۴۰۔ مجبوری کی حالت میں سونے چاندی کے برتنوں میں اتنا کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں جس سے بھوک مٹ جائے لیکن اس سے زیادہ کھانا پینا جائز نہیں۔

۲۴۱۔ ایسا برتن استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ یہ سونے یا چاندی کا ہے یا کسی اور چیز سے بنا ہوا ہے۔

عبادات (وضو)

وضو

۲۴۲۔ وضو میں واجب ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے جائیں اور سر کے اگلے حصے اور دونوں پاوں کے سامنے والے حصے کا مسح کیا جائے۔

۲۴۳۔ چہرے کو لمبائی میں پیشانی کے اوپر اس جگہ سے لے کر جہاں سر کے بال اگتے ہیں ٹھوڑی کے آخری کنارے تک دھونا ضروری ہے اور چوڑائی میں بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے پھیلاو میں جتنی جگہ آجائے اسے دھونا ضروری ہے اگر اس مقدار کا ذرا سا حصہ بھی چھوٹ جائے تو وضو باطل ہے۔ اور اگر انسان کو یہ یقین نہ ہو کہ ضروری حصہ پورا دھل گیا ہے تو یقین کرنے کے لئے تھوڑا تھوڑا ادھر ادھر سے دھونا بھی ضروری ہے۔

۲۴۴۔ اگر کسی شخص کے ہاتھ یا چہرہ عام لوگوں کی بہ نسبت بڑے یا چھوٹے ہوں تو اسے دیکھنا چاہئے کہ عام لوگ کہاں تک اپنا چہرہ دھوتے ہیں اور پھر وہ بھی اتنا ہی دھوڈالے۔ علاوہ ازیں اگر اس کی پیشانی پر بال اگے ہوئے ہوں یا سر کے اگلے حصے پر بال نہ ہوں تو اسے چاہئے کہ عام اندازے کے مطابق پیشانی دھوڈالے۔

۲۴۵۔ اگر اس بات کا احتمال ہو کہ کسی شخص کی بھوں، آنکھ کے گوشوں اور ہونٹوں پر میل یا کوئی دوسری چیز ہے۔ جو پانی کے ان تک پہنچنے میں مانع ہے اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظروں میں درست ہو تو اسے وضو سے پہلے تحقیق کر لینی چاہئے اور اگر کوئی چیز ہو تو اسے دور کرنا چاہئے۔

۲۴۶۔ اگر چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہو تو پانی جلد تک پہنچانا ضروری ہے اور اگر نظر نہ آتی ہو تو بالوں کا دھونا کافی ہے اور ان کے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

۲۴۷۔ اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آیا اس کے چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہے یا نہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ بالوں کو دھوئے اور پانی جلد تک بھی پہنچائے۔

۲۴۸۔ ناک کے اندرونی حصے اور ہونٹوں اور آنکھوں کے ان حصوں کا جو بند کرنے پر نظر نہیں آتے دھونا واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی انسان کو یہ یقین نہ ہو کہ جن جگہوں کا دھونا ضروری ہے ان میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی تو واجب ہے کہ ان اعضاء کا کچھ اضافی حصہ بھی دھولے تاکہ اسے یقین ہو جائے اور جس شخص کو اس (مذکورہ) بات کا علم نہ ہوا گر اس نے جو وضو کیا ہے اس میں ضروری حصے دھونے یا نہ دھونے کے بارے میں نہ جانتا ہو تو اس وضو سے اس نے جو نماز پڑھی ہے وہ صحیح ہے اور بعد کی نمازوں کے لئے وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔

۲۴۹۔ احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ ہاتھوں اور اسی طرح چہرے کو اوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے۔ اگر نیچے سے اوپر کی طرف دھوئے جائیں تو وضو باطل ہو گا۔

۲۵۰۔ اگر ہتھیلی پانی سے تر کر کے چہرے اور ہاتھوں پر پھیری جائے اور ہاتھ میں اتنی تری ہو کہ اسے پھیرنے سے پورے چہرے اور ہاتھوں پر پانی پہنچ جائے تو کافی ہے۔ ان پر پانی کا بہنا ضروری نہیں۔

۲۵۱۔ چہرہ دھونے کے بعد پہلے دایاں ہاتھ اور پھر بایاں ہاتھ کہنی سے انگلیوں کے سروں تک دھونا چاہئے۔

۲۵۲۔ اگر انسان کو یقین نہ ہو کہ کہنی کو پوری طرح دھولیا ہے تو یقین کرنے کے لئے کہنی سے اوپر کا کچھ حصہ دھونا بھی ضروری ہے۔

۲۵۳۔ جس شخص نے چہرہ دھونے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو کلائی کے جوڑ تک دھویا ہو اسے چاہئے کہ وضو کرتے وقت انگلیوں کے سروں تک دھوئے۔ اگر وہ صرف کلائی کے جوڑ تک دھوئے گا تو اس کا وضو باطل ہو گا۔

۲۵۴۔ وضو میں چہرے اور ہاتھوں کا ایک دفعہ دھونا واجب، دوسری دفعہ دھونا مستحب اور تیسری دفعہ یا اس سے زیادہ بار دھونا حرام ہے۔ ایک دفعہ دھونا اس وقت مکمل ہو گا جب وضو کی نیت سے اتنا پانی چہرے یا ہاتھ پر ڈالے کہ وہ پانی پورے چہرے یا ہاتھ پر پہنچ جائے اور احتیاطاً کوئی جگہ باقی نہ رہے لہٰذا اگر پہلی دفعہ دھونے کی نیت سے دس بار بھی چہرے پر پانی ڈالے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے یعنی جب تک مثلاً وضو کرنے یا چہرہ دھونے کی نیت نہ کرنے پہلی بار دھونا شمار نہیں ہو گا۔ لہٰذا اگر چاہے تو چند بار چہرہ کو دھولے اور آخری بار چہرہ دھوتے وقت وضو کی نیت کر سکتا ہے لیکن دوسری دفعہ دھونے میں نیت کا معتبر ہونا اشکال سے خالی نہیں ہے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اگرچہ وضو کی نیت سے نہ بھی ہو ایک دفعہ دھونے کے بعد ایک بار سے زائد چہرے یا ہاتھوں کو نہ دھوئے۔

۲۵۵۔ دونوں ہاتھ دھونے کے بعد سر کے اگلے حصے کا مسح وضو کے پانی کی اس تری سے کرنا چاہئے جو ہاتھوں کو لگی رہ گئی ہو۔ اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسح دائیں ہاتھ سے کیا جائے جو اوپر سے نیچے کی طرف ہو۔

۲۵۶۔ سر کے چار حصوں میں سے پیشانی سے ملا ہوا ایک حصہ وہ مقام ہے جہاں مسح کرنا چاہئے۔ اس حصے میں جہاں بھی اور جس اندازے سے بھی مسح کریں کافی ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ طول میں ایک انگلی کی لمبائی کے لگ بھگ اور عرض میں تین ملی ہوئی انگلیوں کے لگ بھگ جگہ پر مسح کیا جائے۔

۲۵۷۔ یہ ضروری نہیں کہ سر کا مسح جلد پر کیا جائے بلکہ سر کے اگلے حصے کے بالوں پر کرنا بھی درست ہے لیکن اگر کسی کے سر کے بال اتنے لمبے ہوں کہ مثلاً اگر کنگھا کرے تو چہرے پر آگریں یا سر کے کسی دوسرے حصے تک جا پہنچیں تو ضروری ہے کہ وہ بالوں کی جڑوں پر یا مانگ نکال کر سر کی جلد پر مسح کرے۔ اور اگر وہ چہرے پر آگرنے والے یا سر کے دوسرے حصوں تک پہنچنے والے بالوں کو آگے کی طرف جمع کر کے ان پر مسح کرے گا یا سر کے دوسرے حصوں کے بالوں پر جو آگے کو بڑھ آئے ہوں مسح کرے گا تو ایسا مسح باطل ہے۔

۲۵۸۔ سر کے مسح کے بعد وضو کے پانی کی اس تری سے جو ہاتھوں میں باقی ہو پاوں کی کسی ایک انگلی سے لے کر پاوں کے جوڑ تک مسح کرنا ضروری ہے۔ اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ دائیں پیر کا دائیں ہاتھ سے اور بائیں پیر کا بائیں ہاتھ سے مسح کیا جائے۔

۲۵۹۔ پاوں پر مسح کا عرض جتنا بھی ہو کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ تین جڑی ہوئی انگلیوں کی چوڑائی کے برابر ہو اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ پاوں کے پورے اوپری حصے کا مسح پوری ہتھیلی سے کیا جائے۔

۲۶۰۔ احتیاط یہ ہے کہ پاوں کا مسح کرتے وقت ہاتھ انگلیوں کے سروں پر رکھے اور پھر پاوں کے ابھار کی جانب کھینچے یا ہاتھ پاوں کے جوڑ پر رکھ کر انگلیوں کے سروں کی طرف کھینچے۔ یہ درست نہیں کہ پورا ہاتھ پاوں پر رکھے اور تھوڑا سا کھینچے۔

۲۶۱۔ سر اور پاوں کا مسح کرنے وقت ہاتھ پر کھینچنا ضروری ہے۔ اور اگر ہاتھ کو ساکن رکھے اور سر یا پاوں کو اس پر چلائے تو باطل ہے لیکن ہاتھ کھینچنے کے وقت سر اور پاوں معمولی حرکت کریں تو کوئی حرن نہیں۔

۲۶۲۔ جس جگہ کا مسح کرنا ہو وہ خشک ہونی چاہئے۔ اگر وہ اس قدر تر ہو کہ ہتھیلی کی تری اس پر اثر نہ کرے تو مسح باطل ہے لیکن اگر اس پر نمی ہو یا تری اتنی کم ہو کہ وہ ہتھیلی کی تری سے ختم ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

۲۶۳۔ اگر مسح کرنے کے لئے ہتھیلی پر تری باقی نہ رہی ہو تو اسے دوسرے پانی سے تر نہیں کیا جاسکتا بلکہ ایسی صورت میں اپنی ڈاڑھی کی تری لے کر اس سے مسح کرنا چاہئے۔ اور ڈاڑھی کے علاوہ اور کسی جگہ سے تری لے کر مسح کرنا محل اشکال ہے۔

۲۶۴۔ اگر ہتھیلی کی تری صرف سر کے مسح کے لئے کافی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سر کا مسح اس تری سے کیا جائے اور پاوں کے مسح کے لئے اپنی ڈاڑھی سے تری حاصل کرے۔

۲۶۵۔ موزے اور جوتے پر مسح کرنا باطل ہے۔ ہاں اگر سخت سردی کی وجہ سے یا چور یا درندے وغیرہ کے خوف سے جوتے یا موزے نہ اتارے جاسکیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ موزے اور جوتے پر مسح کرے اور تیمم بھی کرے۔ اور تقیہ کی صورت میں موزے اور جوتے پر مسح کرنا کافی ہے۔

٢٦٦۔ اگر پاوں کا اوپر والا حصہ نجس ہو اور مسح کرنے کے لئے اسے دھویا بھی نہ جا سکتا ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

ارتماسی وضو

٢٦٧۔ ارتماسی وضو یہ ہے کہ انسان چہرے اور ہاتھوں کو وضو کی نیت سے پانی میں ڈبو دے۔ بظاہر ارتماسی طریقے سے دھلے ہوئے ہاتھ کی تری سے مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ایسا کرنا خلاف احتیاط ہے۔

٢٦٨۔ ارتماسی وضو میں بھی چہرہ اور ہاتھ اوپر سے نیچے کی طرف دھونے چاہئیں۔ لہذا جب کوئی شخص وضو کی نیت سے چہرہ اور ہاتھ پانی میں ڈبوئے تو ضروری ہے کہ چہرہ پیشانی کی طرف سے اور ہاتھ کہنیوں کی طرف سے ڈبوئے۔

٢٦٩۔ اگر کوئی شخص بعض اعضاء کا وضو ارتماسی طریقے سے اور بعض کا غیر ارتماسی (یعنی ترتیبی) طریقے سے کرے تو کوئی حرج نہیں۔

دعائیں جن کا وضو کرتے وقت پڑھنا مستحب ہے

٢٧٠۔ جو شخص وضو کرنے لگے اس کے لئے مستحب ہے کہ جب اس کی نظر پانی پر پڑے تو یہ دعا پڑھے:۔

بِسمِ اللہ وَ بِاللہِ وَالحَمدُ للہ الّذی جَعَلَ المَآءَ طَھُوراوّلم یَجعَلہُ نجِسنا۔

جب وضو سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجعَلنی مِنَ التَّوّابِینَ وَاجعَلنِی مِنَ المُتَطَھِّرِینَ۔

کُلّی کرنے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ لَقِّنّی حُجَّتِی یَومَ اَلقاکَ وَاَطلِق لِسانِی بِذِکرِکَ ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ لاَ تُحَرِّم عَلَیَّ رِیحَ الجَنَّۃِ واجعَلنِی مِمَّن یَّشُمُّ رِیحَھَا وَرَوحَھَا وَطِیبَھَا۔

چہرہ دھوتے یاؤ عا پڑھے: اَللّٰھُمَّ بَیِّض وَجھِی یَومَ تَسوَدُّ الوُجُوہُ وَلاَ تُسَوِّد وَجھِی یَومَ تَبیَضُّ الوُجُوہُ۔

دایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اَعطِنِی کِتَابِی بِیَمِینِی وَالخُلدَ فِی الجِنَانِ بِیَسَارِی وَحَاسِبنِی حِسَاباً یَّسِیراً۔

بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ لاَ تُعطِنِی کِتَابِی بِشِمَالِی وَلاَ مِن وَّرَآءِ ظَھرِی وَلاَ تَجعَلھَا مَغلُولَۃً اِلٰی عُنُقِی وَاَعُوذُ بِکَ مِن مُقَطَّعَاتِ النِّیرَانِ۔

سر کا مسح کرتے وقت یہ دُعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ غَشِّنِی عَلَی الصِراطِ یَومَ تَزِلُ فِیہِ الاَقدَامُ وَاجعَل سَعیِی فِی مَا یُرضِیکَ عَنِّی یَاذَالجَلَالِ وَالِاکرَامِ۔

وضو صحیح ہونے کی شرائط

وضو کا صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں۔

(پہلی شرط) وضو کا پانی پاک ہو۔ ایک قول کی بناپر وضو کا پانی ایسی چیزوں مثلاً حلال گوشت حیوان کے پیشاب، پاک مُردار اور زخم کی ریم سے آلودہ نہ ہو جن سے انسان کو گھن آتی ہو اگرچہ شرعی لحاظ سے (ایسا پانی) پاک ہے اور یہ قول احتیاط کی بناپر ہے۔

(دوسری شرط) پانی مطلق ہو۔

۲۷۱۔ نجس یا مضاف پانی سے وضو کرنا باطل سے خواہ وضو کرنے والا شخص اس کے نجس یا مضاف ہونے کے بارے میں علم نہ رکھتا ہو یا بھول گیا ہو کہ یہ نجس یا مضاف پانی ہے۔ لہذا اگر وہ ایسے پانی سے وضو کرکے نماز پڑھ چکا ہو تو صحیح وضو کرکے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔

۲۷۲۔ اگر ایک شخص کے پاس مٹی ملے ہوئے مضاف پانی کے علاوہ اور کوئی پانی وضو کے لئے نہ ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرلے لیکن اگر وقت تنگ نہ ہو تو ضروری ہے کہ پانی کے صاف ہونے کا انتظار کرے یا کسی طریقے سے اس پانی کو صاف کرے اور وضو کرے۔

(تیسری شرط) وضو کا پانی مباح ہو۔

۲۷۳۔ ایسے پانی سے وضو کرنا جو غصب کیا گیا ہو یا جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ اس کا مالک اس کے استعمال راضی ہے یا نہیں حرام اور باطل ہے۔ علاوہ ازیں اگر چہرے اور ہاتھوں سے وضو کا پانی غصب کی ہوئی جگہ پر گرتا ہو یا وہ جگہ جس میں وضو کر رہا ہے غصبی ہے اور وضو کرنے کے لئے کوئی اور جگہ بھی نہ ہو تو متعلقہ شخص کا فریضہ تیمم ہے اور اگر کسی دوسری جگہ وضو کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ دوسری جگہ وضو کرے۔ لیکن اگر دونوں صورتوں میں گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے اسی جگہ وضو کرلے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

۲۷۴۔ کسی مدرسے کے ایسے حوض سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ تمام لوگوں کے لئے وقت کیا گیا ہے یا صرف مدرسے سے طلباء کے لئے وقف ہے اور صورت یہ ہو کہ لوگ عموماً اس حوض سے وضو کرتے ہوں اور کوئی منع نہ کرتا ہو۔

۲۷۵۔ اگر کوئی شخص ایک مسجد میں نماز پڑھنا نہ چاہتا ہو اور یہ بھی نہ جانتا ہو کہ آیا اس مسجد کا حوض تمام لوگوں کے لئے وقف ہے یا صرف ان لوگوں کے لئے جو اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو اس کے لئے اس حوض سے وضو کرنا درست نہیں لیکن اگر عموماً وہ لوگ بھی اس حوض سے وضو کرتے ہوں جو اس مسجد میں نماز نہ پڑھنا چاہتے ہوں اور کوئی منع نہ کرتا ہو تو وہ شخص بھی اس حوض سے وضو کر سکتا ہے۔

۲۷۶۔ سرائے، مسافر خانوں اور ایسے ہی دوسرے مقامات کے حوض سے ان لوگوں کا جو ان میں مقیم نہ ہوں، وضو کرنا اسی صورت میں درست ہے جب عموماً ایسے لوگ بھی جو وہاں مقیم نہ ہوں اس حوض سے وضو کرتے ہوں اور کوئی منع نہ کرتا ہو۔

۲۷۷۔ بڑی نہروں سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ انسان نہ جانتا ہو کہ ان کا مالک راضی ہے یا نہیں۔ لیکن اگر ان نہروں کا مالک وضو کرنے سے منع کرے یا معلوم ہو کہ وہ ان سے وضو کرنے پر راضی نہیں یا ان کا مالک نابالغ یا پاگل ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان نہروں کے پانی سے وضو نہ کرے۔

۲۷۸۔ اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ پانی غضبی ہے اور اس سے وضو کرلے تو اس کا وضو صحیح ہے۔ لیکن اگر کسی شخص نے خود پانی غصب کیا ہو اور بعد میں بھول جائے کہ یہ پانی غضبی ہے اور اس سے وضو کرلے تو اس کا وضو صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

)چوتھی شرط) وضو کا برتن مباح ہو۔

)پانچویں شرط) وضو کا برتن احتیاط واجب کی بنا پر سونے یا چاندی کا بنا ہوا نہ ہو۔ ان دو شرطوں کی تفصیل بعد والے مسئلے میں آرہی ہے۔

۲۷۹۔ اگر وضو کا پانی غصبی یا سونے یا چاندی کے برتن میں ہو اور اس شخص کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی پانی نہ ہو تو اگر وہ اس پانی کو شرعی طریقے سے دوسرے برتن میں انڈیل سکتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اسے کسی دوسرے برتن میں انڈیل لے اور پھر اس سے وضو کرے اور اگر ایسا کرنا آسان نہ ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔ اور اگر اس کے پاس اس کے علاوہ دوسرا پانی موجود ہو تو ضروری ہے کہ اس سے وضو کرے۔ اور اگر ان دونوں صورتوں میں وہ صحیح طریقے پر عمل نہ کرتے ہوئے اس پانی سے جو غصبی یا سونے یا چاندی کے برتن میں ہے وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

۲۸۰۔ اگر کسی حوض میں مثال کے طور پر غصب کی ہوئی ایک اینٹ یا ایک پتھر لگا ہو اور عرف عام میں اس حوض میں سے پانی نکالنا اس اینٹ یا پتھر پر تصرف نہ سمجھا جائے تو (پانی لینے میں) کوئی حرج نہیں لیکن اگر تصرف سمجھا جائے تو پانی کا نکالنا حرام لیکن اس سے وضو کرنا صحیح ہے۔

۲۸۱۔ اگر ائمۂ طاہرین علیہم السلام یا ان کی اولاد کے مقبرے کے صحن میں جو پہلے قبرستان تھا کوئی حوض یا نہر کھودی جائے اور یہ علم نہ ہو کہ صحن کی زمین قبرستان کے لئے وقف ہو چکی ہے تو اس حوض یا نہر کے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

)چھٹی شرط) وضو کے اعضاء دھوتے وقت اور مسح کرتے وقت پاک ہوں۔

۲۸۲۔ اگر وضو مکمل ہونے سے پہلے وہ مقام نجس ہو جائے جسے دھویا جا چکا ہے یا جس کا مسح کیا جا چکا ہے تو وضو صحیح ہے۔

۲۸۳۔ اگر اعضائے وضو کے سوا بدن کا کوئی حصہ نجس ہو تو وضو صحیح ہے لیکن اگر پاخانے یا پیشاب کے مقام کو پاک نہ کیا ہو تو پھر احتیاط مستحب یہ ہے کہ پہلے انہیں پاک کرے اور پھر وضو کرے۔

۲۸۴۔ اگر وضو کے اعضاء میں سے کوئی عضو نجس ہو اور وضو کرنے کے بعد متعلقہ شخص کو شک گزرے کہ آیا وضو کرنے سے پہلے اس عضو کو دھویا تھا یا نہیں تو وضو صحیح ہے لیکن اس نجس مقام کو دھو لینا ضروری ہے۔

۲۸۵۔ اگر کسی کے چہرے یا ہاتھوں پر کوئی ایسی خراش یا زخم ہو جس سے خون نہ رکتا ہو اور پانی اس کے لئے مضر نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس عضو کے صحیح سالم اجزاء کو ترتیب وار دھونے کے بعد زخم یا خراش والے حصے کو کُر برابر پانی یا جاری

پانی میں ڈبو دے اور اسے اس قدر دبائے کہ خون بند ہو جائے اور پانی کے اندر ہی اپنی انگلی زخم یا خراش پر رکھ کر اوپر سے نیچے کی طرف کھینچے تا کہ اس (خراش یا زخم) پر پانی جاری ہو جائے۔ اس طرح اس کا وضو صحیح ہو جائے گا۔

)ساتویں شرط) وضو کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے وقت کافی ہو۔

۲۸۶۔ اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ متعلقہ شخص وضو کرے تو ساری کی ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑے تو ضروری ہے کہ تیمم کر لے لیکن اگر تیمم اور وضو کے لئے تقریباً یکساں وقت درکار ہو تو پھر وضو کرے۔

۲۸۷۔ جس شخص کے لئے نماز کا وقت تنگ ہونے کے باعث تیمم کرنا ضروری ہو اگر وہ قصد قربت کی نیت سے یا کسی مستحب کام مثلاً قرآن مجید پڑھنے کے لئے وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے۔ اور اگر اسی نماز کو پڑھنے کے لئے وضو کرے تو بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اسے قصد قُربت حاصل نہیں ہو گا۔

)آٹھویں شرط) وضو بقصد قربت یعنی اللہ تعالی کی رضا کے لئے کیا جائے۔ اگر اپنے آپ کو ٹھنڈک پہنچانے یا کسی اور نیت سے کیا جائے تو وضو باطل ہے۔

۲۸۸۔ وضو کی نیت زبان سے یا دل میں کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر ایک شخص وضو کے تمام افعال اللہ تعالی کے حکم پر عمل کرنے کی نیت سے بجالائے تو کافی ہے۔

)نویں شرط) وضو اس ترتیب سے کیا جائے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یعنی پہلے چہرہ اور اس کے بعد دایاں اور پھر بایاں ہاتھ دھویا جائے اس کے بعد سر کا اور پھر پاوں کا مسح کیا جائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ دونوں پاوں کا ایک ساتھ مسح نہ کیا جائے بلکہ بائیں پاوں کا مسح دائیں پاوں کے بعد کیا جائے۔

)دسویں شرط) وضو کے افعال سر انجام دینے میں فاصلہ نہ ہو۔

۲۸۹۔ اگر وضو کے افعال کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ عرف عام میں متواتر دھونا نہ کہلائے تو وضو باطل ہے لیکن اگر کسی شخص کو کوئی عذر پیش آجائے مثلاً یہ کہ بھول جائے یا پانی ختم ہو جائے تو اس صورت میں بلا فاصلہ دھونے کی شرط معتبر نہیں ہے۔ بلکہ وضو کرنے والا شخص جس وقت چاہے کسی عضو کو دھولے یا اس کا مسح کر لے تو اس اثنا میں اگر ان مقامات کی تری خشک ہو جائے۔ جنہیں وہ پہلے دھو چکا ہو یا جن کا مسح کر چکا ہو تو وضو باطل ہو گا لیکن اگر جس عضو کو

دھونا ہے یا مسح کرنا ہے صرف اس سے پہلے دھوئے ہوئے یا مسح کئے ہوئے عضو کی تری خشک ہو گئی ہو مثلاً جب بایاں ہاتھ دھوتے وقت دائیں ہاتھ کی تری خشک ہو چکی ہو لیکن چہرہ تر ہو تو وضو صحیح ہے۔

۲۹۰۔ اگر کوئی شخص وضو کے افعال بلا فاصلہ انجام دے لیکن گرم ہوا یا بدن کی تپ یا کسی اور ایسی ہی وجہ سے پہلی جگہوں کی تری (یعنی ان جگہوں کی تری جنہیں وہ پہلے دھو چکا ہو یا جن کا مسح کر چکا ہو) خشک ہو جائے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

۲۹۱۔ وضو کے دوران چلنے پھرنے میں کوئی حرن نہیں لہذا اگر کوئی شخص چہرہ اور ہاتھ دھونے کے بعد چند قدم چلے اور پھر سر اور پاوں کا مسح کرے تو اس کا وضوو صحیح ہے۔

)گیارہویں شرط) انسان خود اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور پھر سر اور پاوں کا مسح کرے۔ اگر کوئی دوسرا اسے وضو کرائے یا اس کے چہرے یا ہاتھوں پر پانی ڈالنے یا سر اور پاوں کا مسح کرنے میں اس کی مدد کرے تو اس کا وضو باطل ہے۔

۲۹۲۔ اگر کوئی کوئی شخص خود وضو نہ کر سکتا ہو تو کسی دوسرے شخص سے مدد لے لے اگرچہ دھونے اور مسح کرنے میں حتی الامکان دونوں کی شرکت ضروری ہے اور اگر وہ شخص اجرت مانگے تو اگر اس کی ادائیگی کر سکتا ہو اور ایسا کرنا اسکے لئے مالی طور پر نقصان دہ نہ ہو تو اجرت ادا کرنا ضروری ہے۔ نیز ضروری ہے کہ وضو کی نیت خود کرے اور اپنے ہاتھ سے مسح کرے اور اگر خود دوسرے کے ساتھ شرکت نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کسی دوسرے شخص سے مدد لے جو اسے وضو کروائے یا اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ دونوں وضو کی نیت کریں۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا نائب اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی مسح کی جگہوں پر پھیرے ار اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ نائب اس کے ہاتھ سے تری حاصل کرے اور اس تری سے اس کے سر اور پاوں پر مسح کرے۔

۲۹۳۔ وضو کے جا افعال بھی انسان بذات خود انجام دے سکتا ہو ضروری ہے کہ انھیں انجام دینے کے لئے دوسروں کی مدد نہ لے۔

)بارہویں شرط) وضو کرنے والے کے لئے پانی کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

۲۹۴۔ جس شخص کو خوف ہو کہ وضو کرنے سے بیمار ہو جائے گا یا اس پانی سے وضو کرے گا تو پیاسا رہ جائے گا اس کا فریضہ وضو نہیں ہے۔ اور اگر اسے علم نہ ہو کہ پانی اس کے لئے مضر ہے اور وہ وضو کرلے اور اسے وضو کرنے سے نقصان پہنچے تو اس کا وضو باطل ہے۔

۲۹۵۔ اگر چہرے اور ہاتھوں کو اتنے کم پانی سے دھونا جس سے وضو صحیح ہو جاتا ہو ضرر رساں نہ ہو اور اس سے زیادہ ضرر رساں ہو تو ضروری ہے کہ کم مقدار سے ہی وضو کرے۔

)تیرہویں شرط) وضو کے اعضاء تک پانی پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

۲۹۶۔ اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ اس کے وضو کے اعضاء پر کوئی چیز لگی ہوئی ہے لیکن اس بارے میں اسے شک ہو کہ آیا وہ چیز پانی کے ان اعضاء تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ یا تو اس چیز کو ہٹادے یا پانی اس کے نیچے تک پہنچائے۔

۲۹۷۔ اگر ناخن کے نیچے میل ہو تو وضو درست ہے لیکن اگر ناخن کاٹا جائے اور اس میل کی وجہ سے پانی کھال تک نہ پہنچے تو وضو کے لئے اس میل کا دور کرنا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں اگر ناخن معمول سے زیادہ بڑھ جائیں تو جتنا حصہ معمول سے زیادہ بڑھا ہوا ہو اس کے نیچے سے میل نکالنا ضروری ہے۔

۲۹۸۔ اگر کسی شخص کے چہرے، ہاتھوں، سر کے اگلے حصے یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر جل جانے سے یا کسی اور وجہ سے ورم ہو جائے تو اسے دھولینا اور اس پر مسح کرلینا کافی ہے اور اگر اس میں سوراخ ہو جائے تو پانی جلد کے نیچے پہنچانا ضروری نہیں بلکہ اگر جلد کا ایک حصہ اکھڑ جائے تب بھی یہ ضروری نہیں کہ جو حصہ نہیں اکھڑا اس کے نیچے تک پانی پہنچایا جائے۔ لیکن جب اکھڑی ہوئی جلد کبھی بدن سے چپک جاتی ہو اور کبھی اوپر اٹھ جاتی ہو تو ضروری ہے کہ یا تو اسے کاٹ دے یا اس کے نیچے پانی پہنچائے۔

۲۹۹۔ اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس کے وضو کے اعضاء سے کوئی چیز چپکی ہوئی ہے یا نہیں اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظر میں بھی درست ہو مثلاً گارے سے کوئی کام کرنے کے بعد شک ہو کہ گارا اس کے ہاتھ سے لگا رہ گیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ تحقیق کرلے یا ہاتھ کو اتنا ملے کہ اطمینان ہو جائے کہ اگر اس پر گارا لگا رہ گیا تھا تو دور ہو گیا ہے یا پانی اس کے نیچے پہنچ گیا ہے۔

٣٠٠۔ جس جگہ کو دھوناہو یا جس کا مسح کرناہو اگر اس پر میل ہو لیکن وہ میل پانی کے جلد تک پہنچے میں رکاوٹ نہ ڈالے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر پلستر وغیرہ کا کام کرنے کے بعد سفیدی ہاتھ پر لگی رہ جائے جو پانی کو جلد تک پہنچنے سے نہ روکے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر شک ہو کہ ان چیزوں کی موجودگی پانی کے جلد تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو انہیں دور کرنا ضروری ہے۔

٣٠١۔ اگر کوئی شخص وضو کرنے سے پہلے جانتاہو کہ وضو کے بعض اعضاء پر ایسی چیز موجود ہے جو ان تک پانی پہنچنے میں مانع ہے اور وضو کے بعد شک کرے کہ وضو کرتے وقت پانی ان اعضاء تک پہنچاپاہے یا نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے۔

٣٠٢۔ اگر وضو کے بعض اعضاء میں کوئی ایسی رکاوٹ ہو جس کے نیچے پانی کبھی تو خود بخود چلا جاتاہو اور کبھی نہ پہنچتاہو اور انسان وضو کے بعد شک کرے کہ پانی اس کے نیچے پہنچاہے یا نہیں جب کہ وہ جانتاہو کہ وضو کے وقت وہ اس رکاوٹ کے نیچے پانی پہنچنے کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

٣٠٣۔ اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد وضو کے اعضاء پر کوئی ایسی چیز دیکھے جو پانی کے بدن تک پہنچنے میں مانع ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وضو کے وقت یہ چیز موجود تھی یا بعد میں پیدا ہوئی تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر وہ جانتاہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس رکاوٹ کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

٣٠٤۔ اگر کسی شخص کو وضو کے بعد شک ہو کہ جو چیز پانی کے پہنچنے میں مانع ہے وضو کے اعضاء پر تھی یا نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے۔

وضو کے احکام

٣٠٥۔ اگر کوئی شخص وضو کے افعال اور شرائط مثلاً پانی کے پاک ہونے یا غصبی نہ ہونے کے بارے میں بہت زیادہ شک کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

٣٠٦۔ اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس کا وضو باطل ہواہے یا نہیں تو اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کا وضو باقی ہے لیکن اگر اس نے پیشاب کرنے کے بعد استبراء کئے بغیر وضو کے بعد اس کے مخرج پیشاب سے ایسی رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ یہ جانتاہو کہ پیشاب ہے یا کوئی اور چیز تو اس کا وضو باطل ہے۔

۳۰۷۔ اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس نے وضو کیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ وضو کرے۔

۳۰۸۔ جس شخص کو معلوم ہو کہ اس نے وضو کیا ہے اور اس سے حدث بھی واقع ہو گیا ہے مثلاً اس نے پیشاب کیا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو کہ کونسی بات پہلے واقع ہوئی ہے اگر یہ صورت نماز سے پہلے پیش آئے تو اسے چاہئے کہ وضو کرے اور اگر نماز کے دوران پیش آئے تو نماز توڑ کر وضو کرنا ضروری ہے اور اگر نماز کے بعد پیش آئے تو جو نماز وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے البتہ دوسری نمازوں کے لئے نیا وضو کرنا ضروری ہے۔

۳۰۹۔ اگر کسی شخص کو وضو کے بعد یا وضو کے دوران یقین ہو جائے کہ اس نے بعض جگہیں نہیں دھوئیں یا ان کا مسح نہیں کیا اور جن اعضاء کو پہلے دھویا ہو یا ان کا مسح کیا ہو ان کی تری زیادہ وقت گزر جانے کی وجہ سے خشک ہو چکی ہو تو اسے چاہئے کہ دوبارہ وضو کرے لیکن اگر وہ تری خشک نہ ہوئی ہو یا ہوا کی گرمی یا کیس اور ایسی وجہ سے خشک ہو گئی ہو تو ضروری ہے کہ جن جگہوں کے بارے میں بھول گیا ہو انہیں اور ان کے بعد آنے والی جگہوں کو دھوئے یا ان کا مسح کرے اور اگر وضو کے دوران کسی عضو کے دھونے یا مسح کرنے کے بارے میں شک کرے تو اسی حکم پر عمل کرنا ضروری ہے۔

۳۱۰۔ اگر کسی شخص کو نماز پڑھنے کے بعد شک ہو کہ اس نے وضو کیا تھا یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن آئندہ نمازوں کے لئے وضو کرنا ضروری ہے۔

۳۱۱۔ اگر کسی شخص کو نماز کے دوران شک ہو کہ آیا اس نے وضو کیا تھا یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے۔ اور ضروری ہے کہ وہ وضو کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

۳۱۲۔ اگر کوئی شخص نماز کے بعد یہ سمجھے کہ اس کا وضو باطل ہو گیا تھا لیکن شک ہو کہ اس کا وضو نماز سے پہلے باطل ہوا تھا یا بعد میں تو جو نماز پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے۔

۳۱۳۔ اگر کوئی شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ اسے پیشاب کے قطرے گرتے رہتے ہوں یا پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو تو اگر اسے یقین ہو کہ نماز کے اول وقت سے لے کر آخر وقت تک اسے اتنا وقفہ مل جائے گا کہ وضو کر کے نماز پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ اس وقفے کے دوران نماز پڑھ لے اور اگر اسے صرف اتنی مہلت ملے جو نماز کے واجبات ادا کرنے کے

لئے کافی ہو تو اس دوران صرف نماز کے واجبات بجالانا اور مستحب افعال مثلاً اذان، اقامت اور قنوت کو ترک کر دینا ضروری ہے۔

۳۱۴۔ اگر کسی شخص کو (بیماری کی وجہ سے) وضو کر کے نماز کا کچھ حصہ پڑھنے کی مہلت ملتی ہو اور نماز کے دوران ایک دفعہ یا چند دفعہ اس کا پیشاب یا پاخانہ خارج ہوتا ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اس مہلت کے دوران وضو کر کے نماز پڑھے لیکن نماز کے دوران لازم نہیں ہے کہ پیشاب یا پاخانہ خارج ہونے کی وجہ سے دوبارہ وضو کرے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ پانی کا برتن اپنے ساتھ رکھے اور جب بھی پیشاب یا پاخانہ خارج ہو وضو کرے اور باقی ماندہ نماز پڑھے اور یہ احتیاط اس صورت میں ہے کہ جب پیشاب یا پاخانہ خارج ہونے کا وقفہ طویل نہ ہو یا دوبارہ وضو کرنے کی وجہ سے ارکان نماز کے درمیان فاصلہ زیادہ نہ ہو۔ بصورت دیگر احتیاط کا کوئی فائدہ نہیں۔

۳۱۵۔ اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ بار باریوں آتا کہ اسے وضو کر کے نماز کا کچھ حصہ پڑھنے کی بھی مہلت نہ ملتی ہو تو اس کی ہر نماز کے لئے بلا اشکال ایک وضو کافی ہے بلکہ اظہر یہ ہے کہ ایک وضو چند نمازوں کے لئے بھی کافی ہے۔ ماسوا اس کے کہ کسی دوسرے حدث میں مبتلا ہو جائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے ایک بار وضو کرے لیکن قضا سجدے، قضا تشہد اور نماز احتیاط کے لئے دوسرا وضو ضروری نہیں ہے۔

۳۱۶۔ اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ بار بار آتا ہو تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ وضو کے بعد فوراً نماز پڑھے اگرچہ بہتر ہے کہ نماز پڑھنے میں جلدی کرے۔

۳۱۷۔ اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ بار بار آتا ہو تو وضو کرنے کے بعد اگر وہ نماز کی حالت میں نہ ہو تب بھی اس کے لئے قرآن مجید کے الفاظ کو چھونا جائز ہے۔

۳۱۸۔ اگر کسی شخص کو قطرہ قطرہ پیشاپ آتا رہتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کے لئے ایک ایسی تھیلی استعمال کرے جس میں روئی یا کوئی اور چیز رکھی ہو جو پیشاب کو دوسری جگہوں تک پہنچنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز سے پہلے نجس شدہ ذکر کو دھولے۔ علاوہ ازیں جو شخص پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اسے چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو نماز پڑھنے تک پاخانے کو دوسری جگہوں تک پھیلنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر باعث زحمت نہ ہو تو ہر نماز کے لئے مقعد کو دھوئے۔

۳۱۹۔جو شخص پیشاب پاخانے کو روکنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو نماز میں پیشاب یاپاخانے کو روکے چاہے اس پر کچھ خرچ کرنا پڑے بلکہ اس کا مرض اگر آسانی سے دور ہو سکتا ہو تو اپنا علاج کرائے۔

۳۲۰۔جو شخص اپنا پیشاب یاپاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے صحت یاب ہونے کے بعد یہ ضروری نہیں کہ جو نمازیں اس نے مرض کی حالت میں اپنے وظیفہ کے مطابق پڑھی ہوں ان کی قضا کرے لیکن اگر اس کا مرض نماز پڑھتے ہوئے دور ہو جائے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ جو نماز اس وقت پڑھی ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

۳۲۱۔اگر کسی شخص کو یہ عارضہ لاحق ہو کہ ریاح روکنے پر قادر نہ ہو تو ضروری ہے کہ ان لوگوں کے وظیفہ کے مطابق عمل کرے جو پیشاب اور پاخانہ روکنے پر قدرت رکھتے ہوں۔

وہ چیزیں جن کے لئے وضو کرنا چاہئے

۳۲۲۔چھ چیزوں کے لئے وضو کرنا واجب ہے۔

)اول) واجب نمازوں کے لئے سوائے نماز میت کے۔اور مستحب نمازوں میں وضو شرط صحت ہے۔

)دوم) اس سجدے اور تشہد کے لئے جو ایک شخص بھول گیا ہو جب کہ ان کے اور نماز کے درمیان کوئی حدث اس سے سرزد ہوا ہو مثلاً اس نے پیشاب کیا ہو لیکن سجدہ سہو کے لئے وضو کرنا واجب نہیں۔

)سوم) خانہ کعبہ کے واجب طواف کے لئے جو کہ حج اور عمرہ کا جز ہو۔

)چہارم) وضو کرنے کی منت مانی ہو یا عہد کیا ہو یا قسم کھائی ہو۔

)پنجم) جب کسی نے منت مانی ہو کہ مثلاً قرآن مجید کا بوسہ لے گا۔

)ششم) نجس شدہ قرآن مجید کو دھونے کے لئے یا بیت الخلاء وغیرہ سے نکالنے کے لئے جب کہ متعلقہ شخص مجبور ہو کر اس مقصد کے لئے اپنا ہاتھ یا بدن کا کوئی اور حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے مس کرے لیکن وضو میں صرف ہونے والا وقت اگر قرآن مجید کو دھونے یا اسے بیت الخلاء سے نکالنے میں اتنی تاخیر کا باعث ہو جس سے کلام اللہ کی بے حرمتی

ہوتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ وضو کئے بغیر قرآن مجید کو بیت الخلاء وغیرہ سے باہر نکال لے یا اگر نجس ہو گیا ہو تو اسے دھو ڈالے۔

۳۲۳۔ جو شخص باوضو نہ ہو اس کے لئے قرآن مجید کے الفاظ کو چھونا یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے لگانا حرام ہے لیکن اگر قرآن مجید کا فارسی زبان یا کسی اور زبان میں ترجمہ کیا گیا ہو تو اسے چھونے میں کوئی اشکال نہیں۔

۳۲۴۔ بچے اور دیوانے کو قرآن مجید کے الفاظ کو چھونے سے روکنا واجب نہیں لیکن اگر ان کے ایسا کرنے سے قرآن مجید کی توہین ہوتی ہو تو انہیں روکنا ضروری ہے۔

۳۲۵۔ جو شخص باوضو نہ ہو اس کے لئے اللہ تعالی کے ناموں اور ان صفتوں کو چھونا جو صرف اسی کے لئے مخصوص ہیں خواہ کسی زبان میں لکھی ہوں احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہے اور بہتر یہ ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ائمہ طاہرین علیہم الصلوۃ والسلام اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے آسمائے مبارکہ کو بھی نہ چھوئے۔

۳۲۶۔ اگر کوئی شخص کو یقین ہو کہ (نماز کا) وقت داخل ہو چکا ہے اور واجب وضو کی نیت کرے لیکن وضو کرنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

۳۲۸۔ میت کی نماز کے لئے قبرستان جانے کے لئے، مسجد یا ائمۃ علیہم السلام کے حرم میں جائے کے لئے، قرآن مجید ساتھ رکھنے، اسے پڑھنے، لکھنے اور اس کا حاشیہ چھونے کے لئے اور سونے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔ اور اگر کسی شخص کا وضو ہو تو ہر نماز کے لئے دوبارہ وضو کرنا مستحب ہے۔ اور مذکورہ بالا کاموں میں سے کسی ایک کے لئے وضو کرے تو ہر وہ کام کر سکتا ہے جو باوضو کرنا ضروری ہے مثلاً اس وضو کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مبطلات وضو

۳۲۹۔ سات چیزیں وضو کو باطل کر دیتی ہیں:۔

)اول) پیشاب (دوم) پاخانہ (سوم) معدے اور آنتوں کی ہوا جو مقعد سے خارج ہوتی ہے (چہارم) نیند جس کی وجہ سے نہ آنکھیں دیکھ سکیں اور نہ کان سن سکیں لیکن اگر آنکھیں نہ دیکھ رہی ہوں لیکن کان سن رہے ہوں تو وضو باطل

نہیں ہوتا (پنجم) ایسی حالت جن میں عقل زائل ہو جاتی ہو مثلاً دیوانگی، مستی یا بے ہوشی (ششم) عورتوں کا استحاضہ جس کا ذکر بعد میں آئے گا (ہفتم) جنابت بلکہ احتیاط مستحب کی بنا پر ہر وہ کام جس کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

جبیرہ وضو کے احکام

وہ چیز جس سے زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی باندھی جاتی ہے اور وہ دوا جو زخم یا ایسی ہی کسی چیز پر لگائی جاتی ہے جبیرہ کہلاتی ہے۔

۳۳۰۔ اگر وضو کے اعضا میں سے کسی پر زخم یا پھوڑا ہو ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور پانی اس کے لئے مضر نہ ہو تو اسی طرح وضو کرنا ضروری ہے جیسے عام طور پر کیا جاتا ہے۔

۳۳۱۔ اگر کسی شخص کے چہرے اور ہاتھوں پر زخم یا پھوڑا ہو یا اس (چہرے یا ہاتھوں) کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور اس پر پانی ڈالنا نقصان دہ ہو تو اسے زخم یا پھوڑے کے آس پاس کا حصہ اس طرح اوپر سے نیچے کو دھونا چاہئے جیسا وضو کے بارے میں بتایا گیا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اگر اس پر تر ہاتھ کھینچنا نقصان دہ نہ ہو تو تر ہاتھ اس پر کھینچے اور اس کے بعد پاک کپڑا اس پر ڈال دے اور گیلا ہاتھ اس کپڑے پر بھی کھینچے۔ البتہ اگر ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔

۳۳۲۔ اگر زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہڈی کسی شخص کے سر کے اگلے حصے یا پاؤں پر ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور وہ اس پر مسح نہ کر سکتا ہو کیونکہ زخم مسح کی پوری جگہ پر پھیلا ہوا ہو یا مسح کی جگہ کا جو حصہ صحیح و سالم ہو اس پر مسح کرنا بھی اس کی قدرت سے باہر ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ تیمم کرے اور احتیاط مستحب کی بنا پر وضو بھی کرے اور پاک کپڑا زخم وغیرہ پر رکھے اور وضو کے پانی کی تری سے جو ہاتھوں پر لگی ہو کپڑے پر مسح کرے۔

۳۳۳۔ اگر پھوڑے یا زخم یا ٹوٹی ہڈی کا منہ کسی چیز سے بند ہو اور اس کا کھولنا بغیر تکلیف کے ممکن ہو اور پانی بھی اس کے لئے مضر نہ ہو تو اسے کھول کر وضو کرنا ضروری ہے خواہ زخم وغیرہ چہرے اور ہاتھوں پر ہو یا سر کے اگلے حصے اور پاؤں کے اوپر والے حصے پر ہو۔

۳۳۴۔ اگر کسی شخص کا زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی جو کسی چیز سے بندھی ہوئی ہو اس کے چہرے یا ہاتھوں پر ہو اور اس کا کھولنا اور اس پر پانی ڈالنا مضر ہو تو ضروری ہے کہ آس پاس کے جتنے حصے کو دھونا ممکن ہو اسے دھوئے اور جبیرہ پر مسح کرے۔

۳۳۵۔ اگر زخم کا منہ نہ کھل سکتا ہو اور خود زخم اور جو چیز اس پر لگائی گئی ہو پاک ہو اور زخم تک پانی پہنچانا ممکن ہو اور مضر بھی نہ ہو تو ضروری ہے کہ پانی کو زخم کے منہ پر اوپر سے نیچے کی طرف پہنچائے۔ اور اگر زخم یا اس کے اوپر لگائی گئی چیز نجس ہو اور اس کا دھونا اور زخم کے منہ تک پانی پہنچانا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ اسے دھوئے اور وضو کرتے وقت پانی زخم تک پہنچائے۔ اور اگر پانی زخم کے لئے مضر نہ ہو۔ لیکن زخم کے منہ تک پانی پہنچانا ممکن نہ ہو یا زخم نجس ہو اور اسے دھویا نہ جا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔

۳۳۶۔ اگر جبیرہ اعضائے وضو کے کسی حصے پر پھیلا ہوا ہو تو بظاہر وضو جبیرہ سے کافی ہے لیکن اگر جبیرہ تمام اعضائے وضو پر پھیلا ہوا ہو تو احتیاط کی بنا پر تیمم کرنا ضروری ہے اور وضوئے جبیرہ بھی کرے۔

۳۳۷۔ یہ ضروری نہیں کہ جبیرہ ان چیزوں میں سے ہو جن کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے بلکہ اگر وہ ریشم یا ان حیوانات کے اجزا سے بنی ہو جن کا گوشت کھانا جائز نہیں تو ان پر بھی مسح کرنا جائز ہے۔

۳۳۸۔ جس شخص کی ہتھیلی اور انگلیوں پر جبیرہ ہو اور وضو کرنے وقت اس نے تر ہاتھ اس پر کھینچا ہو تو سر اور پاوں کا مسح اسی تری سے کرے۔

۳۳۹۔ اگر کسی شخص کے پاوں کے اوپر والے پورے حصے پر جبیرہ ہو لیکن کچھ حصہ انگلیوں کی طرف سے اور کچھ حصہ پاوں کے اوپر والے حصہ کی طرف سے کھلا ہو تو جو جگہیں کھلی ہیں وہاں پاوں کے اوپر والے حصے پر اور جن جگہوں پر جبیرہ ہے وہاں جبیرہ پر مسح کرنا ضروری ہے۔

۳۴۰۔ اگر چہرے یا ہاتھوں پر کئی جیرے ہوں تو ان کا درمیانی حصہ دھونا ضروری ہے اور اگر سر یا پاوں کے اوپر والے حصے پر جبیرے ہوں تو ان کے درمیانی حصے کا مسح کرنا ضروری ہے اور جہاں جبیرے ہوں وہاں جبیرے کے بارے میں احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔

۳۴۱۔ اگر جبیرہ زخم کے آس پاس کے حصول کو معمول سے زیادہ گھیرے ہوئے ہو اور اس کو ہٹانا بغیر تکلیف کے ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ متعلقہ شخص تیمم کرے بجز اس کے کہ جبیرہ و تیمم کی جگہوں پر ہو کیونکہ اس صورت میں ضروری ہے کہ وضو اور تیمم دونوں کرے اور دونوں صورتوں میں اگر جبیرہ کا ہٹانا بغیر تکلیف کے ممکن ہو تو ضروری ہے کہ اسے

ہٹادے۔ پس اگر زخم چہرے یا ہاتھوں پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کی دھوئے اور اگر سر یا پاوں کے اوپر والے حصے پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کا مسح کرے اور زخم کی جگہ کے لئے جبیرہ کے احکام پر عمل کرے۔

۳۴۲۔ اگر وضو کے اعضا پر زخم نہ ہو یا ان کی ہڈی ہوئی نہ ہو لیکن کسی دوسری وجہ سے پانی ان کے لئے مضر ہو یا تیمم کرنا ضروری ہے۔

۳۴۳۔ اگر وضو کے اعضا کی کسی رگ سے خون نکل آیا ہو اور اسے دھونا ممکن نہ ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔ لیکن اگر پانی اس کے لئے مضر ہو تو جبیرہ کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔

۳۴۴۔ اگر وضو یا غسل کی جگہ پر کوئی ایسی چیز چپک گئی ہو جس کا اتارنا ممکن نہ ہو یا اسے اتارنے کی تکلیف نا قابل برداشت ہو تو متعلقہ شخص کا فریضہ تیمم ہے۔ لیکن اگر چپکی ہوئی چیز تیمم کے مقامات پر ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ وضو اور تیمم دونوں کرے اور اگر چپکی ہوئی چیز دوا ہو تو وہ جبیرہ کے حکم میں آتی ہے۔

۳۴۵۔ غسل مس میت کے علاوہ تمام قسم کے غسلوں میں غسل جبیرہ وضوئے جبیرہ کی طرح ہے لیکن احتیاط لازم کی بنا پر مکلف شخص کے لئے ضروری ہے کہ غسل ترتیبی کرے (ارتماسی نہ کرے) اور اظہر یہ ہے کہ اگر بدن پر زخم یا پھوڑا ہو تو مکلف کو غسل یا تیمم کا اختیار ہے۔ اگر وہ غسل کو اختیار کرتا ہے اور زخم یا پھوڑے پر جبیرہ نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زخم یا پھوڑے پر پاک کپڑا رکھے اور اس کپڑے کے اوپر مسح کرے۔ اور اگر بدن کا کوئی حصہ ٹوٹا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور احتیاط جبیرہ کے اوپر بھی مسح کرے اور اگر جبیرہ پر مسح کرنا ممکن نہ ہو یا جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے وہ کھلی ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

۳۴۶۔ جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو اگر اس کی تیمم کی بعض جگہوں پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو ضروری ہے کہ وہ وضوئے جبیرہ کے احکام کے مطابق تیمم جبیرہ کرے۔

۳۴۷۔ جس شخص کو وضوئے جبیرہ یا غسل جبیرہ کرکے نماز پڑھنا ضروری ہو اگر اسے علم ہو کہ نماز کے آخر وقت تک اس کا عذر دور نہیں ہو گا تو وہ اول وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر اسے امید ہو کہ آخر وقت تک اس کا عُذر دور ہو جائے گا تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ انتظار کرے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں وضوئے جبیرہ یا غسل جبیرہ

کے ساتھ نماز ادا کرے لیکن اگر اول وقت میں نماز پڑھ لے اور آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو یا غسل کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

۳۴۸۔ اگر کوئی شخص آنکھ کی بیماری کی وجہ سے پلکیں موند کر رکھتا ہو تو ضروری ہے کہ وہ تیمم کرے۔

۳۴۹۔ اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آیا اس کا وظیفہ تیمم ہے یا وضوئے جبیرہ تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے تیمم اور وضوئے جبیرہ دونوں بجالانے چاہئیں۔

۳۵۰۔ جو نمازیں کسی انسان نے وضوئے جبیرہ سے پڑھی ہوں وہ صحیح ہیں اور وہ اسی وضو کے ساتھ آئندہ کی نمازیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

واجب غسل

واجب غسل سات ہیں: (پہلا) غسل جنابت (دوسرا) غسل حیض (تیسرا) غسل نفاس (چوتھا) غسل استحاضہ (پانچواں) غسل مس میت (چھٹا) غسل میت اور (ساتواں) وہ غسل جو منت یا قسم وغیرہ کی وجہ سے واجب ہو جائے۔

جنابت کے احکام

۳۵۱۔ دو چیزوں سے انسان جُنُب ہو جاتا ہے اول جماع سے اور دوم منی کے خارج ہونے سے خواہ وہ نیند کی حالت میں نکلے یا جاگتے ہیں، کم ہو یا زیادہ، شہوت کے ساتھ نکلے یا بغیر شہوت کے اور اس کا نکلنا متعلقہ شخص کے اختیار میں ہو یا نہ ہو۔

۳۵۲۔ اگر کسی شخص کے بدن سے کوئی رطوبت خارج ہو اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا پیشاب یا کوئی اور چیز اور اگر وہ رطوبت شہوت کے ساتھ اور اچھل کر نکلی ہو اور اس کے نکلنے کے بعد بدن سست ہو گیا ہو تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔ لیکن اگر ان تین علامات میں سے ساری کی ساری یا کچھ موجود نہ ہوں تو وہ رطوبت منی کے حکم میں نہیں آئے گی۔ لیکن اگر متعلقہ شخص بیمار ہو تو پھر ضروری نہیں کہ وہ رطوبت اچھل کر نکلی ہو اور اس کے نکلنے کے وقت بدن سست ہو جائے بلکہ اگر صرف شہوت کے ساتھ نکلے تو وہ رطوبت منی کے حکم میں ہو گی۔

۳۵۳۔ اگر کسی ایسے شخص کے مخرج پیشاب سے جو بیمار نہ ہو کوئی ایسا پانی خارج ہو جس میں ان تین علامات میں سے جن کا ذکر اوپر والے مسئلہ میں کیا گیا ہے ایک علامت موجود ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ باقی علامات بھی اس میں موجود ہیں یا نہیں تو اگر اس پانی کے خارج ہونے سے پہلے اس نے وضو کیا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اسی وضو کو کافی سمجھے اور اگر وضو نہیں کیا تھا تو صرف وضو کرنا کافی ہے اور اس پر غسل کرنا لازم نہیں۔

۳۵۴۔ منی خارج ہونے کے بعد انسان کے لئے پیشاب کرنا مستحب ہے اور اگر پیشاب نہ کرے اور غسل کے بعد اس کے مخرج پیشاب سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا کوئی اور رطوبت تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔

۳۵۵۔ اگر کوئی شخص جماع کرے اور عضو تناسل سپاری کی مقدار تک یا اس سے زیادہ عورت کی فرج میں داخل ہو جائے تو خواہ یہ دخول فرج میں ہو یا دُبُر میں اور خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ اور خواہ منی خارج ہو یا نہ ہو دونوں جنب ہو جاتے ہیں۔

۳۵۶۔ اگر کسی کو شک ہو کہ عضو تناسل سپاری کی مقدار تک داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

۳۵۷۔ نعوذ باللہ اگر کوئی شخص کسی حیوان کے ساتھ وطی کرے اور اس کی منی خارج ہو تو صرف غسل کرنا کافی ہے اور اگر منی خارج نہ ہو اور اس نے وطی کرنے سے پہلے وضو کیا ہوا ہو تب بھی صرف غسل کافی ہے اور اگر وضو نہ کر رکھا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ غسل کرے اور وضو بھی کرے اور مرد یا لڑکے سے وطی کرنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

۳۵۸۔ اگر منی اپنی جگہ سے حرکت کرے لیکن خارج نہ ہو یا انسان کو شک ہو کہ منی خارج ہوئی ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

۳۵۹۔ جو شخص غسل نہ کر سکے لیکن تیمم کر سکتا ہو وہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد بھی اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے۔

۳۶۰۔ اگر کوئی شخص اپنے لباس میں منی دیکھے اور جانتا ہو کہ اس کی اپنی منی ہے اور اس نے اس منی کے لئے غسل نہ کیا ہو تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور جن نمازوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے کے بعد پڑھی تھیں ان کی قضا کرے لیکن ان نمازوں کی قضا ضروری نہیں جن کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے سے پہلے پڑھی تھیں۔

وہ چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں:

۳۶۱۔ پانچ چیزیں جنب شخص پر حرام ہیں:

)اول) اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ یا اللہ تعالی کے نام سے خواہ وہ کسی بھی زبان میں ہو مس کرنا۔ اور بہتر یہ ہے کہ پیغمبروں، اماموں اور حضرت زہرا علیہم السلام کے ناموں سے بھی اپنا بدن مس نہ کرے۔

)دوم) مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں جانا ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے نکل آئے۔

)سوم) مسجد الحرام اور اور مسجدی نبوی کے علاوہ دوسری مسجدوں میں ٹھہرنا۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر اماموں کے حرم میں ٹھہرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کو عبور کرے مثلاً ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے باہر نکل جائے تو کوئی حرج نہیں۔

)چہارم) احتیاط لازم کی بنا پر کسی مسجد میں کوئی چیز رکھنے یا کوئی چیز اٹھانے کے لئے داخل ہونا۔

)پنجم) ان آیات میں سے کسی آیت کا پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور وہ آیتیں چار سورتوں میں ہیں (۱) قرآن مجید کی ۳۲ویں سورۃ (آلمّ تنزیل) (۲) ۴۱ویں سورۃ (حٰمٓ سجدہ) (۳) ۵۳ویں سورۃ (وَالنَّجم) (۴) ۹۶ویں سورۃ (عَلَق)

وہ چیزیں جو مجنب کے لئے مکروہ ہیں

۳۶۲۔ نو چیزیں جنب شخص کے لئے مکروہ ہیں:

)اول اور دوم) کھانا پینا۔ لیکن اگر ہاتھ منہ دھولے اور کلی کر لے تو مکروہ نہیں ہے اور اگر صرف ہاتھ دھولے تو بھی کراہت کم ہو جائے گی۔

)سوم) قرآن مجید کی ساتھ سے زیادہ ایسی آیات پڑھنا جن میں سجدہ واجب نہ ہوا۔

)چہارم) اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کی جلد، حاشیہ یا الفاظ کی درمیانی جگہ سے چھونا۔

)پنجم) قرآنی مجید اپنے ساتھ رکھنا۔

)ششم) سونا۔ البتہ اگر وضو کرلے یا پانی نہ ہونے کی وجہ سے غسل کے بدلے تیمم کرلے تو پھر سونا مکروہ نہیں ہے۔

)ہفتم) مہندی یا اس سے ملتی جلتی چیز سے خضاب کرنا۔

)ہشتم) بدن پر تیل ملنا۔

)نہم) احتلام یعنی سوتے میں منی خارج ہونے کے بعد جماع کرنا۔

غسل جنابت

۳۶۳۔ غسل جنابت واجب نماز پڑھنے کے لئے اور ایسی دوسری عبادات کے لئے واجب ہو جاتا ہے لیکن نماز میت، سجدہ سہو، سجدہ شکر اور قرآن مجید کے واجب سجدوں کے لئے غسل جنابت ضروری نہیں ہے۔

۳۶۴۔ یہ ضروری نہیں کہ غسل کے وقت نیت کرے کہ واجب غسل کر رہا ہے، بلکہ فقط قُربۃً اِلَی اللہ یعنی اللہ تعالی کی رضا کے ارادے سے غسل کرے تو کافی ہے۔

۳۶۵۔ اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور غسل واجب کی نیت کرلے لیکن بعد میں پتہ چلے کہ اس نے وقت سے پہلے غسل کر لیا ہے تو اس کا غسل صحیح ہے۔

۳۶۶۔ غسل جنابت دو طریقوں سے انجام دیا جا سکتا ہے ترتیبی اور ارتماسی۔

ترتیبی غسل

۳۶۷۔ ترتیبی غسل میں احتیاط لازم کی بنا پر غسل کی نیت سے پہلے پورا سر اور گردن اور بعد میں بدن دھونا ضروری ہے اور بہتر یہ ہے کہ بدن کو پہلے دائیں طرف سے اور بعد میں بائیں طرف سے دھوئے۔ اور تینوں اعضاء میں سے ہر ایک کو غسل کی نیت سے پانی کے نیچے حرکت دینے سے ترتیبی غسل کا صحیح ہونا اشکال سے خالی نہیں ہے اور احتیاط اس پر اکتفانہ کرنے میں ہے۔ اور اگر وہ شخص جان بوجھ کر یا بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے بدن کو سر سے پہلے دھوئے تو اس کا غسل باطل ہے۔

۳۶۸۔ اگر کوئی شخص بدن کو سر سے پہلے دھوئے تو اس کے لئے غسل کا اعادہ کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر بدن کو دوبارہ دھولے تو اس کا غسل صحیح ہو جائے گا۔

۳۶۹۔ اگر کسی شخص کو اس بات کا یقین نہ ہو کہ اس نے سر، گردن اور جسم کا دایاں و بایاں حصہ مکمل طور پر دھولیا ہے تو اس بات کا یقین کرنے کے لئے جس حصے کو دھوئے اس کے ساتھ دوسرے حصے کی کچھ مقدار بھی دھونا ضروری ہے۔

۳۷۰۔ اگر کسی شخص کو غسل کے بعد پتہ چلے کہ بدن کا کچھ حصہ دھلنے سے رہ گیا ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ وہ کونسا حصہ ہے تو سر کا دوبارہ دھونا ضروری نہیں اور بدن کا صرف وہ حصہ دھوا ضروری ہے جس کے نہ دھوئے جانے کے بارے میں احتمال پیدا ہوا ہے۔

۳۷۱۔ اگر کسی کو غسل کے بعد پتہ چلے کہ اس نے بدن کا کچھ حصہ نہیں دھویا تو اگر وہ بائیں طرف ہو تو صرف اسی مقدار کا دھولینا کافی ہے اور اگر دائیں طرف ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اتنی مقدار دھونے کے بعد بائیں طرف کو دوبارہ دھوئے اور اگر سر اور گردن دھلنے سے رہ گئی ہو تو ضروری ہے کہ اتنی مقدار دھونے کے بعد دوبارہ بدن کو دھوئے۔

۳۷۲۔ اگر کسی شخص کو غسل مکمل ہونے سے پہلے دائیں یا بائیں طرف کا کچھ حصہ دھوئے جانے کے بارے میں شک گزرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اتنی مقدار دھوئے اور اگر اسے سر یا گردن کا کچھ حصہ دھوئے جانے کے بارے میں شک ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر سر اور گردن دھونے کے بعد دائیں اور بائیں حصے کو دوبارہ دھونا ضروری ہے۔

ارتماسی غسل

ارتماسی غسل دو طریقے سے انجام دیا جاسکتا ہے۔ دَفعی اور تدرِیجی۔

۳۷۳۔ غسل ارتماسی دفعی میں ضروری ہے کہ ایک لمحے میں پورے بدن کے ساتھ پانی میں ڈبکی لگائے لیکن غسل کرنے سے پہلے ایک شخص کے سارے بدن کا پانی سے باہر ہونا معتبر نہیں ہے۔ بلکہ اگر بدن کا کچھ حصہ پانی سے باہر ہو اور غسل کی نیت سے پانی میں غوطہ لگائے تو کافی ہے۔

۳۷۴۔ غسل ارتماسی تدریجی میں ضروری ہے کہ غسل کی نیت سے ایک دفعہ بدن کو دھونے کا خیال رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ پانی میں غوطہ لگائے۔ اس غسل میں ضروری ہے کہ بدن کا پورا حصہ غسل کرنے سے پہلے پانی سے باہر ہو۔

۳۷۵۔ اگر کسی شخص کو غسل ارتماسی کے بعد پتہ چلے کہ اس کے بدن کے کچھ حصے تک پانی نہیں پہنچا ہے تو خواہ وہ اس مخصوص حصے کے متعلق جانتا ہو یا نہ جانتا ہو ضروری ہے کہ دوبارہ غسل کرے۔

۳۷۶۔ اگر کسی شخص کے پاس غسل ترتیبی کے لئے وقت نہ ہو لیکن ارتماسی غسل کے لئے وقت ہو تو ضروری ہے کہ ارتماسی غسل کرے۔

۳۷۷۔ جس شخص نے حج یا عمرے کے لئے احرام باندھا ہو وہ ارتماسی غسل نہیں کر سکتا لیکن اگر اس نے بھول کر ارتماسی غسل کر لیا ہو تو اس کا غسل صحیح ہے۔

غسل کے احکام

۳۷۸۔ غسل ارتماسی یا غسل ترتیبی میں غسل سے پہلے سارے جسم کا پاک ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر پانی میں غوطہ لگانے یا غسل کے ارادے سے پانی بدن پر ڈالنے سے بدن پاک ہو جائے تو غسل صحیح ہو گا۔

۳۷۹۔ اگر کوئی شخص حرام سے جنب ہوا ہو اور گرم پانی سے غسل کر لے تو اگرچہ اسے پسینہ بھی آئے تب بھی اس کا غسل صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرے۔

۳۸۰۔ غسل میں بال برابر بدن بھی اگر ان دھلا رہ جائے تو غسل باطل ہے لیکن کان اور ناک کے اندرونی حصوں کا اور ہر اس چیز کا دھونا جو باطن شمار ہوتی ہو واجب نہیں ہے۔

۳۸۱۔ اگر کسی شخص کو بدن کے کسی حصے کے بارے میں شک ہو کہ اس کا شمار بدن کے ظاہر میں ہے یا باطن میں تو ضروری ہے کہ اسے دھولے۔

۳۸۲۔ اگر کان کی بالی کا سوراخ یا اس جیسا کوئی اور سوراخ اس قدر کھلا ہو کہ اس کا اندرونی حصہ بدن کا ظاہر شمار کیا جائے تو اسے دھونا ضروری ہے ورنہ اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

۳۸۳۔ جو چیز بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو ضروری ہے کہ انسان اسے ہٹادے اور اگر اس سے پیشتر کہ اسے یقین ہو جائے کہ وہ چیز ہٹ گئی ہے غسل کرے تو اس کا غسل باطل ہے۔

۳۸۴۔ اگر غسل کے وقت کسی شخص کو شک گزرے کہ کوئی ایسی چیز اس کے بدن پر ہے یا نہیں جو بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو تو ضروری ہے کہ چھان بین کرے حتی کہ مطمئن ہو جائے کہ کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ہے۔

۳۸۵۔ غسل میں کہ ان چھوٹے چھوٹے بالوں کو جو بدن کا جزو شمار ہوتے ہیں دھونا ضروری ہے اور لمبے بالوں کا دھونا واجب نہیں ہے بلکہ اگر پانی کو جلد تک اس طرح پہنچائے کہ لمبے بال تر نہ ہوں تو غسل صحیح ہے لیکن اگر انہیں دھوئے بغیر جلد تک پانی پہنچا ممکن نہ ہو تو انہیں بھی دھونا ضروری ہے تا کہ پانی بدن تک پہنچ جائے۔

۳۸۶۔ وہ تمام شرائط جو وضو کے صحیح ہونے کے لئے بتائی جاچکی ہیں مثلاً پانی کا پاک ہونا اور غصبی نہ ہونا وہی شرائط غسل کے صحیح ہونے کے لئے بھی ہیں۔ لیکن غسل میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان بدن کو اوپر سے نیچے کی جانب دھوئے۔ علاوہ ازیں غسل ترتیبی میں یہ ضروری نہیں کہ سر اور گردن دھونے کے بعد فوراً بدن کو دھوئے لہذا اگر سر اور گردن دھونے کے بعد توقف کرے اور کچھ وقت گزرنے کے بعد بدن کو دھوئے تو کوئی حرج نہیں بلکہ ضروری نہیں کہ سر اور گردن یا تمام بدن کو ایک ساتھ دھوئے پس اگر مثال کے طور پر سر دھویا ہو اور کچھ دیر بعد گردن دھوئے تو جائز ہے لیکن جو شخص پیشاب یا پاخانہ کے نکلنے کو نہ روک سکتا ہو تاہم اسے پیشاب اور پاخانہ اندازاً اتنے وقت تک نہ آتا ہو کہ غسل کر کے نماز پڑھ لے تو ضروری ہے کہ فوراً غسل کرے اور غسل کے بعد فوراً نماز پڑھ لے۔

۳۸۷۔ اگر کوئی شخص یہ جانے بغیر کہ حمام والا راضی ہے یا نہیں اس کی اجرت ادھار رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو تو خواہ حمام والے کو بعد میں اس بات پر راضی بھی کر لے اس کا غسل باطل ہے۔

۳۸۸۔ اگر حمام والا ادھار غسل کرنے کے لئے راضی ہو لیکن غسل کرنے والا اس کی اجرت نہ دینے یا حرام مال سے دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کا غسل باطل ہے۔

۳۸۹۔ اگر کوئی شخص حمام والے کو ایسی رقم بطور اجرت دے جس کا خمس ادا نہ کیا گیا ہو تو اگرچہ وہ حرام کا مرتکب ہو گا لیکن بظاہر اس کا غسل صحیح ہو گا اور مستحقین کو خمس ادا کرنا اس کے ذمے رہے گا۔

۳۹۰۔ اگر کوئی شخص مقعد کو حمام کے حوض کے پانی سے پاک کرے اور غسل کرنے سے پہلے شک کرے کہ چونکہ اس نے حمام کے حوض سے طہارت کی ہے اس لئے حمام والا اس کے غسل کرنے پر راضی ہے یا نہیں تو اگر وہ غسل سے پہلے حمام والے کو راضی کر لے تو صحیح ورنہ اس کا غسل باطہ ہے۔

۳۹۱۔ اگر کوئی شخص شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ غسل کرے لیکن اگر غسل کے بعد شک کرے کہ غسل صحیح کیا ہے یا نہیں تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں۔

۳۹۲۔ اگر غسل کے دوران کسی شخص سے حَدَثِ اصغر سرزد ہو جائے مثلاً پیشاب کر دے تو اس غسل کو ترک کر کے نئے سرے سے غسل کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ اپنے اس غسل کو مکمل کر سکتا ہے اس صورت میں احتیاط لازم کی بنا پر وضو کرنا بھی ضروری ہے۔ لیکن اگر وہ شخص غسل ترتیبی سے غسل ارتماسی کی طرف یا غسل ارتماسی سے غسل ترتیبی یا ارتماسی دفعی کی طرف پلٹ جائے تو وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔

۳۹۳۔ اگر وقت کی تنگی کی وجہ مکلف شخص کا وظیفہ تیمم ہو۔ لیکن اس خیال سے کہ غسل اور نماز کے لئے اس کے پاس وقت ہے غسل کرے تو اگر اس نے غسل قصد قربت سے کیا ہے تو اس کا غسل صحیح ہے اگرچہ اس نے نماز پڑھنے کے لئے غسل کیا ہو۔

۳۹۴۔ جو شخص جنیب ہو اگر وہ شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہیں لیکن بعد کی نمازوں کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔ اور اگر نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہوا ہو تو لازم ہے کہ وضو بھی کرے اور اگر وقت ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر جو نماز پڑھ چکا ہے اسے دوبارہ پڑھے۔

۳۹۵۔ جس شخص پر کئی غسل واجب ہوں وہ ان سب کی نیت کر کے ایک غسل کر سکتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی ایک مخصوص غسل کا قصد کرے تو وہ باقی غسلوں کے لئے بھی کافی ہے۔

۳۹۶۔ اگر بدن کے کسی حصے پر قرآن مجید کی آیت یا اللہ تعالی کا نام لکھا ہوا ہو تو وضو یا غسل ترتیبی کرتے وقت اسے چاہئے کہ پانی اپنے بدن پر اس طرح پہنچائے کہ اس کا ہاتھ ان تحریروں کو نہ لگے۔

۳۹۷۔ جس شخص نے غسل جنابت کیا ہو ضروری نہیں ہے کہ نماز کے لئے وضو بھی کرے بلکہ دوسرے واجب غسلوں کے بعد بھی سوائے غسل اِستِحاضۂ مُتَوسِّطہ اور مستحب غسلوں کے جن کا ذکر مسئلہ ۶۵۱ میں آئے گا بغیر وضو نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے۔

اِستِحاضَہ

عورتوں کو جو خون آتے رہتے ہیں ان میں سے ایک خون استحاضہ ہے اور عورت کو خون استحاضہ آنے کے وقت مستحاضہ کہتے ہیں۔

۳۹۸۔ خون استحاضہ زیادہ تر زرد رنگ کا اور ٹھنڈا ہوتا ہے اور فشار اور جلن کے بغیر خارج ہوتا ہے اور گاڑھا بھی نہیں ہوتا لیکن ممکن ہے کہ کبھی سیاہ یا سرخ اور گرم اور گاڑھا ہو اور فشار اور سوزش کے ساتھ خارج ہو۔

۳۹۹۔ اِستِحاضہ تین قسم کا ہوتا ہے: قلیلہ، مُتَوسِطہ اور کثیرہ۔

قلیلہ یہ ہے کہ خون صرف اس روئی کے اوپر والے حصے کو آلودہ کرے جو عورت اپنی شرمگاہ میں رکھے اور اس روئی کے اندر تک سرایت نہ کرے۔

اِستِحاضۂ مُتَوَسِطہ یہ ہے کہ خون روئی کے اندر تک چلا جائے اگرچہ اس کے ایک کونے تک ہی ہو لیکن روئی سے اس کپڑے تک نہ پہنچے جو عورتیں عموماً خون روکنے کے لئے باندھتی ہیں۔

اِستِحاضہ کثیرہ یہ ہے کہ خون روئی سے تجاوز کر کے کپڑے تک پہنچ جائے۔

اِستحاضہ کے احکام

۴۰۰۔ اِستحاضہ قلیلہ میں ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کرنا ضروری ہے اور احتیاط مُستحب کی بنا پر روئی کو دھولے یا اسے تبدیل کر دے اور اگر شرمگاہ کے ظاہری حصے پر خون لگا ہو تو اسے بھی دھونا ضروری ہے۔

۴۰۱۔ اِستحاضہ مُتَوسِّطہ میں احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ عورت اپنی نمازوں کے لئے روزانہ ایک غسل کرے اور یہ بھی ضروری ہے اِستحاضہ قلیلہ کے وہ افعال سرانجام دے جو سابقہ مسئلہ میں بیان ہو چکے ہیں چنانچہ اگر صبح کی نماز سے پہلے یا نماز کے دوران عورت کو اِستحاضہ آجائے تو صبح کی نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے اگر جان بوجھ کر یا بھول کر صبح کی نماز کے لئے غسل نہ کرے تو ظہر اور عصر کی نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے اور اگر نماز ظہر اور عصر کے لئے غسل نہ کرے تو نماز مغرب وعشاء سے پہلے غسل کرنا ضروری ہے خواہ خون آرہا ہو یا بند ہو چکا ہو۔

۴۰۲۔ استحاضہ کثیرہ میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ عورت ہر نماز کے لئے روئی اور کپڑے کا ٹکڑا تبدیل کرے یا اسے دھوئے۔ اور ایک غسل فجر کی نماز کے لئے اور ایک غسل ظہر و عصر کی اور ایک غسل مغرب وعشاء کی نماز کے لئے کرنا ضروری ہے اور ظہر اور عصر کی نمازوں کے درمیان فاصلہ نہ رکھے۔ اور اگر فاصلہ رکھے تو عصری کی نماز کے لئے دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر مغرب وعشاء کی نماز کے درمیاں فاصلہ رکھے تو عشاء کی نماز کے لئے دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے۔ یہ مذکورہ احکام اس صورت میں ہیں اگر خون بار بار روئی ہے پٹی پر پہنچ جائے۔ اگر روئی سے پٹی تک خون پہنچنے میں اتنا فاصلہ ہو جائے کہ عورت اس فاصلہ کے اندر ایک نماز یا ایک سے زیادہ نمازیں پڑھ سکتی ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ جب خون روئی سے پٹی تک پہنچ جائے تو روئی اور پٹی کو تبدیل کرلے یا دھولے اور غسل کرلے۔ اسی بنا پر اگر عورت غسل کرے اور مثلاً ظہر کی نماز پڑھے لیکن عصر کی نماز سے پہلے یا نماز کے دوران دوبارہ خون روئی سے پٹی پر پہنچ جائے تو عصر کی نماز کے لئے بھی غسل کرنا ضروری ہے لیکن اگر فاصلہ اتنا ہو کہ عورت اس دوران دو یا دو سے زیادہ نمازیں پڑھ سکتی ہو مثلاً مغرب اور عشاء کی نماز خون کے دوبارہ پٹی پر پہنچنے سے پہلے پڑھ سکتی ہو تو ظاہر یہ ہے کہ ان نمازوں کے لئے دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔ ان تمام صورتوں میں اظہر یہ ہے کہ استخاضہ کثیرہ ہے میں غسل کرنا وضو کے لئے بھی کافی ہے۔

۴۰۳۔ اگر خون اِسخاضہ کے وقت سے پہلے بھی آئے اور عورت نے اس خون کے لئے وضو یا غسل نہ کیا ہو تو نماز کے وقت وضو یا غسل کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ وہ اس وقت مستحاضہ نہ ہو۔

۴۰۴۔ مُستَحَاضَہ مُتَوَسِطِہ جس کے لئے وضو اور غسل کرنا ضروری ہے احتیاط لازم کی بنا پر اسے چاہئے کہ پہلے غسل کرے اور بعد میں وضو کرے لیکن مُستَحَاضہ کثیرہ میں اگر وضو کرنا چاہئے تو ضروری ہے کہ وضو غسل سے پہلے کرے۔

۴۰۵۔ اگر عورت کا اِستحاضہ قلیلہ صبح کی نماز کے بعد مُتَوَسطہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز کے لئے غسل کرے۔ اور اگر ظہر اور عصر کی نماز کے بعد مُتَوَسِطَہ ہو تو مغرب اور عشاء کی نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

۴۰۶۔ اگر عورت کا استحاضہ قلیلہ یا متوسطہ صبح کی نماز کے بعد کثیرہ ہو جائے اور وہ عورت اسی حالت پر باقی رہے تو مسئلہ ۴۰۲ میں جو احکام گزر چکے ہیں نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء پڑھنے کے لئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

۴۰۷۔ مستحاضہ کثیرہ کی جس صورت میں نماز اور غسل کے درمیان ضروری ہے کہ فاصلہ نہ ہو جیسا کہ مسئلہ ۴۰۲ میں گزر چکا ہے اگر نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے غسل کرنے کی وجہ سے نماز اور غسل میں فاصلہ ہو جائے تو اس غسل کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہے اور یہ مستحاضہ نماز کے لئے دوبارہ غسل کرے اور یہی حکم مستحاضہ متوسطہ کے لئے بھی ہے۔

۴۰۸۔ ضروری ہے کہ مسحاضہ قلیلہ و متوسطہ روزانہ کی نمازوں کے علاوہ جن کے بارے میں حکم اوپر بیان ہو چکا ہے ہر نماز کے لئے خواہ وہ واجب ہو یا مستحب، وضو کرے لیکن اگر وہ چاہے کہ، روزانہ کی وہ نمازیں جو وہ پڑھ چکی ہو احتیاط دوبارہ پڑھے یا جو نماز اس نے تنہا پڑھی ہے دوبارہ باجماعت پڑھے تو ضروری ہے کہ وہ تمام افعال بجالائے جن کا ذکر استحاضہ کے سلسلے میں کیا گیا ہے البتہ اگر وہ نماز احتیاط، بھولے ہوئے سجدے اور بھولے ہوئے تشہد کی بجا آوری نماز کے فوراً بعد کرے اور اسی طرح سجدہ سہو کسی بھی صورت میں کرے تو اس کے لئے استحاضہ کے افعال کا انجام دینا ضروری نہیں ہے۔

۴۰۹۔ اگر کسی مستحاضہ عورت کا خون رک جائے تو اس کے بعد جو پہلی نماز پڑھے صرف اس کے لئے استحاضہ کے افعال انجام دینا ضروری ہے۔ لیکن بعد کی نمازوں کے لئے ایسا کرنا ضروری نہیں۔

۴۱۰۔ اگر کسی عورت کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا استحاضہ کون سا ہے تو جب نماز پڑھنا چاہے تو بطور احتیاط ضروری ہے کہ تحقیق کرنے کے لئے پہلے تھوڑی سی روئی شرمگاہ میں رکھے اور کچھ دیر انتظار کرے اور پھر روئی نکال لے اور جب اسے پتہ چل جائے کہ اس کا استحاضہ تین اقسام میں سے کون سی قسم کا ہے تو اس قسم کے استحاضہ کے لئے جن افعال کا حکم دیا

گیاہے انہیں انجام دے۔ لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ جس وقت تک وہ نماز پڑھنا چاہتی ہے اس کا استحاضہ تبدیل نہیں ہو گا تو نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے بھی وہ اپنے بارے میں تحقیق کر سکتی ہے۔

۴۱۱۔ اگر مستحاضہ اپنے بارے میں تحقیق کرنے سے پہلے نماز میں مشغول ہو جائے تو اگر وہ قربت کا قصد رکھتی ہو اور اس نے اپنے وظیفے کے مطابق عمل کیا ہو مثلاً اس کا استحاضہ قلیلہ ہو اور اس نے اسحاضہ قلیلہ کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر وہ قربت کا قصد نہ رکھتی ہو یا اس کا عمل اس کے وظیفہ کے مطابق نہ ہو مثلاً اس کا استحاضہ متوسطہ ہو اور اس نے عمل استحاضہ قلیلہ کے مطابق کیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

۴۱۲۔ اگر مستحاضہ اپنے بارے میں تحقیق نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ جو اس کا یقینی وظیفہ ہو اس کے مطابق عمل کرے مثلاً اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضہ قلیلہ ہے یا متوسطہ تو ضروری ہے کہ استحاضہ قلیلہ کے افعال انجام دے اور اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضہ متوسطہ ہے یا کثیرہ تو ضروری ہے کہ استحاضہ متوسطہ کے افعال انجام دے لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ اس سے پیشتر اسے ان تین اقسام میں سے کونسی قسم کا استحاضہ تھا تو ضروری ہے کہ اسی قسم کے استحاضہ کے مطابق اپنا وظیفہ انجام دے۔

۴۱۳۔ اگر استحاضہ کا خون اپنے ابتدائی مرحلے پر جسم کے اندر ہی ہو اور باہر نہ نکلے تو عورت نے جو وضو یا غسل کیا ہوا ہو اسے باطل نہیں کرتا لیکن اگر باہر آجائے تو خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو وضو اور غسل کو باطل کر دیتا ہے۔

۴۱۴۔ مستحاضہ اگر نماز کے بعد اپنے بارے میں تحقیق کرے اور خون نہ دیکھے تو اگرچہ اسے علم ہو کہ دوبارہ خون آئے گا جو وضو وہ کئے ہوئے ہے اسی سے نماز پڑھ سکتی ہے۔

۴۱۵۔ مستحاضہ عورت اگر یہ جانتی ہو کہ جس وقت سے وہ وضو یا غسل میں مشغول ہوئی ہے خون اس کے بدن سے باہر نہیں آیا اور نہ ہی شرمگاہ کے اندر ہے تو جب تک اسے پاک رہنے کا یقین ہو نماز پڑھنے میں تاخیر کر سکتی ہے۔

۴۱۶۔ اگر مستحاضہ کو یقین ہو کہ نماز کا وقت گزرنے سے پہلے پوری طرح پاک ہو جائے گی یا اندازاً جتنا وقت نماز پڑھنے میں لگتا ہے اس میں خون آنا بند ہو جائے گا تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ انتظار کرے اور اس وقت نماز پڑھے جب پاک ہو۔

۴۱۷۔ اگر وضو اور غسل کے بعد خون آنا بظاہر بند ہو جائے اور مستحاضہ کو معلوم ہو کہ اگر نماز پڑھنے میں تاخیر کرے تو جتنی دیر میں وضو، غسل اور نماز بجالائے گی بالکل پاک ہو جائے گی تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو موخر کر دے اور جب بالکل پاک ہو جائے تو دوبارہ وضو اور غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر خون کے بظاہر بند ہونے کے وقت نماز کا وقت تنگ ہو تو وضو اور غسل دوبارہ کرنا ضروری نہیں بلکہ جو وضو اور غسل اس نے کئے ہوئے ہیں انہی کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے۔

۴۱۸۔ مستحاضہ کثیرہ جب خون سے بالکل پاک ہو جائے اگر اسے معلوم ہو کہ جس وقت سے اس نے گذشتہ نماز کے لئے غسل کیا تھا اس وقت تک خون نہیں آیا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں ہے بصورت دیگر غسل کرنا ضروری ہے۔ اگر اس حکم کا بطور کلی ہونا احتیاط کی بنا پر ہے۔ اور مستحاضہ متوسطہ میں ضروری نہیں ہے کہ خون سے بالکل پاک ہو جائے پھر غسل کرے۔

۴۱۹۔ مستحاضہ قلیلہ کو وضو کے بعد اور مستحاضہ متوسطہ کو غسل اور وضو کے بعد اور مستحاضہ کثیرہ کو غسل کے بعد (ان دو صورتوں کے علاوہ جو مسئلہ ۴۰۳ میں آئی ہیں) فوراً نماز میں مشغول ہونا ضروری ہے۔ لیکن نماز سے پہلے اَذان اور اقامت کہنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ نماز میں مستحب کام مثلاً قنوت وغیرہ پڑھ سکتی ہے۔

۴۲۰۔ اگر مستحاضہ جس کا وظیفہ یہ ہو کہ وضو یا غسل اور نماز کے درمیان فاصلہ نہ رکھے اگر اس نے اپنے وظیفہ کے مطابق عمل نہ کیا ہو تو ضروری ہے کہ وضو یا غسل کرنے کے بعد فوراً نماز میں مشغول ہو جائے۔

۴۲۱۔ اگر عورت کا خون استحاضہ جاری رہے اور بند ہونے میں نہ آئے اور خون کا روکنا اس کے لئے مضر نہ ہو تو ضروری ہے کہ غسل کے بعد خون کو باہر آنے سے روکے اور اگر ایسا کرنے میں کوتاہی برتے اور خون نکل آئے تو جو نماز پڑھ لی ہو اسے دوبارہ پڑھنے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ غسل کرے۔

۴۲۲۔ اگر غسل کرتے وقت خون نہ رکے تو غسل صحیح ہے لیکن اگر غسل کے دوران استحاضہ متوسطہ استحاضہ کثیرہ ہو جائے تو از سر نو غسل کرنا ضروری ہے۔

۴۲۳۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ مستحاضہ روزے سے ہو تو سارا دن جہاں تک ممکن ہو خون کو نکلنے سے روکے۔

۴۲۴۔ مشہور قول کی بناپر مستحاضہ کثیرہ کا روزہ اس صورت میں صحیح ہو گا کہ جس رات کے بعد کے دن وہ روزہ رکھنا چاہتی ہو اس رات کو مغرب اور عشاء کی نماز کا غسل کرے۔ علاوہ ازیں دن کے وقت وہ غسل انجام دے جو دن کی نمازوں کے لئے واجب ہیں لیکن کچھ بعید نہیں کہ اس کے روزے کی صحت کا انحصار غسل پر نہ ہو۔ اسی طرح بنابر اقوی مستحاضہ متوسطہ میں یہ غسل شرط نہیں ہے۔

۴۲۵۔ اگر عورت عصر کی نماز کے بعد مستحاضہ ہو جائے اور غروب آفتاب تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ بلا اشکال صحیح ہے۔

۴۲۶۔ اگر کسی عورت کا استحاضہ قلیلہ نماز سے پہلے متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ متوسطہ یا کثیرہ کے افعال جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے انجام دے اور اگر استحاضہ متوسطہ کثیرہ ہو جائے تو چاہئے کہ استحاضہ کثیرہ کے افعال انجام دے۔ چنانچہ اگر وہ استحاضہ متوسطہ کے لئے غسل کر چکی ہو تو اس کا یہ غسل بے فائدہ ہو گا اور اسے استحاضہ کثیرہ کے لئے دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے۔

۴۲۷۔ اگر نماز کے دوران کسی عورت کا استحاضہ متوسطہ کثیرہ میں بدل جائے تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور استحاضہ کثیرہ کے لئے غسل کرے اور اس کے دوسرے افعال انجام دے اور پھر اسی نماز کو پڑھے اور احتیاط مستحب کی بناپر غسل سے پہلے وضو کرے اور اگر اس کے پاس غسل کے لئے وقت نہ ہو تو غسل کے بدلے تیمم کرنا ضروری ہے۔ اور اگر تیمم کے لئے بھی وقت نہ ہو تو احتیاط کی بناپر نماز نہ توڑے اور اسی حالت میں ختم کرے لیکن ضروری ہے کہ وقت گزرنے کے بعد اس نماز کی قضا کرے۔ اور اسی طرح اگر نماز کے دوران اس کا استحاضہ قلیلہ متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ نماز کو توڑ دے اور استحاضہ متوسطہ یا کثیرہ کے افعال انجام دے۔

۴۲۸۔ اگر نماز کے دوران خون بند ہو جائے اور مستحاضہ کو معلوم نہ ہو کہ باطن میں بھی خون بند ہوا ہے یا نہیں تو اگر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ خون پورے طور پر بند ہو گیا تھا اور اسکے پاس اتنا وسیع وقت ہو کہ پاک ہو کر دوبارہ نماز پڑھ سکے تو اگر خون بند ہونے سے مایوس نہ ہوئی ہو تو احتیاط لازم کی بناپر اپنے وظیفہ کے مطابق وضو یا غسل کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

۴۲۹۔ اگر کسی عورت کا استحاضہ کثیرہ متوسطہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ پہلی نماز کے لئے کثیرہ کا عمل اور بعد کی نمازوں کے لئے متوسطہ کا عمل بجالائے مثلاً اگر ظہر کی نماز سے پہلے استحاضہ کثیرہ متوسطہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ ظہر کی نماز کے لئے غسل کرے اور نماز عصر و مغرب و عشاء کے لئے صرف وضو کرے لیکن اگر نماز ظہر کے لئے غسل نہ کرے اور اسکے پاس صرف نماز عصر کے لئے وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز عصر کے لئے غسل کرے اور اگر نماز عصر کے لئے بھی غسل نہ کرے تو ضروری ہے کہ نماز مغرب کے لئے غسل کرے اور اگر اس کے لئے بھی غسل نہ کرے اور اس کے پاس صرف نماز عشاء کے لئے وقت ہو تو نماز عشاء کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

۴۳۰۔ اگر ہر نماز سے پہلے مستحاضہ کثیرہ کا خون بند ہو جائے اور دوبارہ آجائے تو ہر نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

۴۳۱۔ اگر استحاضہ کثیرہ قلیلہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ عورت پہلی نماز کے لئے کثیرہ والے اور بعد کی نمازوں کے لئے قلیلہ والے افعال بجالائے اور اگر استحاضہ متوسطہ قلیلہ ہو جائے تو پہلی نماز کے لئے متوسطہ والے اور بعد کی نمازوں کے لئے قلیلہ والے افعال بجالانا ضروری ہے۔

۴۳۲۔ مستحاضہ کے لئے جو افعال واجب ہیں اگر وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۴۳۳۔ مستحاضہ قلیلہ یا متوسطہ اگر نماز کے علاوہ وہ کام انجام دینا چاہتی ہو جس کے لئے وضو کا ہونا شرط ہے مثلاً اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے چھونا چاہتی ہو تو نماز ادا کرنے کے بعد وضو کرنا ضروری ہے اور وہ وضو جو جماز کے لئے کیا تھا کافی نہیں ہے۔

۴۳۴۔ جس مستحاضہ نے اپنے واجب غسل کر لئے ہوں اسکا مسجد میں جانا اور وہاں ٹھہرنا اور وہ آیات پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور اس کے شوہر کا اس کے ساتھ مجامعت کرنا حلال ہے۔ خواہ اس نے وہ افعال جو وہ نماز کے لئے انجام دیتی تھی (مثلاً روئی اور کپڑے کے ٹکڑے کا تبدیل کرنا) انجام نہ دیئے ہوں اور بعید نہیں ہے کہ یہ افعال بغیر غسل بھی جائز ہوں اگرچہ احتیاط ان کے ترک کرنے میں ہے۔

۴۳۵۔ جو عورت استحاضہ کثیرہ یا متوسطہ میں ہو اگر وہ چاہے کہ نماز کے وقت سے پہلے اس آیت کو پڑھے جس کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے یا مسجد میں جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر ضروری ہے کہ غسل کرے اور اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرنا چاہے تب بھی یہی حکم ہے۔

۴۳۶۔ مستحاضہ پر نماز آیات کا پڑھنا واجب ہے اور نماز آیات ادا کرنے کے لئے یومیہ نمازوں کے لئے بیان کئے گئے تمام اعمال انجام دینا ضروری ہیں۔

۴۳۷۔ جب بھی یومیہ نماز کے وقت میں نماز آیات مستحاضہ پر واجب ہو جائے تو وہ چاہے کہ ان دونوں نمازوں کو یکے بعد دیگرے ادا کرے تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر وہ ان دونوں کو ایک وضو اور غسل سے نہیں پڑھ سکتی۔

۴۳۸۔ اگر مستحاضۃ قضا نماز پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ نماز کے لئے وہ افعال انجام دے جو ادا نماز کے لئے اس پر واجب ہیں اور احتیاط کی بنا پر قضا نماز کے لئے ان افعال پر اکتفا نہیں کر سکتی جو کہ اس نے ادا نماز کے لئے انجام دیئے ہوں۔

۴۳۹۔ اگر کوئی عورت جانتی ہو کہ جو خون اسے آرہا ہے وہ زخم کا خون نہیں ہے لیکن اس خون کے استحاضہ، حیض یا نفاس ہونے کے بارے میں شک کرے اور شرعاًوہ خون حیض و نفاس کا حکم بھی نہ رکھتا ہو تو ضروری ہے کہ استحاضہ والے احکام کے مطابق عمل کرے۔ بلکہ اگر اسے شک ہو کہ یہ خون استحاضہ ہے یا کوئی دوسرا اور وہ دوسرے خون کی علامات بھی نہ رکھتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر استحاضہ کے افعال انجام دینا ضروری ہیں۔

حیض

حیض وہ خون ہے جو عموماً ہر مہینے چند دنوں کے لئے عورتوں کے رحم سے خارج ہوتا ہے اور عورت کو جب حیض کو خون آئے تو اسے حائض کہتے ہیں۔

۴۴۰۔ حیض کا خون عموماً گاڑھا اور گرم ہوتا ہے اور اس کا رنگ سیاہ یا سرخ ہوتا ہے۔ وہ اچھل کر اور تھوڑی سی جلن کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

۴۴۱۔ وہ خون جو عورتوں کو ساٹھ برس پورے کرنے کے بعد آتا ہے حیض کا حکم نہیں رکھتا۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ عورتیں جو غیر قریشی ہیں وہ پچاس سے ساٹھ سال کی عمر کے دوران خون اس طرح دیکھیں کہ اگر وہ پچاس سال سے پہلے خون دیکھتیں تو وہ خون یقیناً حیض کا حکم رکھتا تو وہ مستحاضہ والے افعال بجالائیں اور ان کاموں کو ترک کریں جنہیں حائض ترک کرتی ہے۔

۴۴۲۔ اگر کسی لڑکی کو نو سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے خون آئے تو وہ حیض نہیں ہے۔

۴۴۳۔ حاملہ اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو بھی حیض آنا ممکن ہے اور حاملہ اور غیر حاملہ کا حکم ایک ہی ہے بس (فرق یہ ہے کہ) حاملہ عورت اپنی عادت کے ایام شروع ہونے کے بیس روز بعد بھی اگر حیض کی علامتوں کے ساتھ خون دیکھے تو اس کے لئے احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ ان کاموں کو ترک کر دے جنہیں حائض ترک کرتی ہے اور مستحاضہ کے افعال بھی بجالائے۔

۴۴۴۔ اگر کسی ایسی لڑکی کو خون آئے جسے اپنی عمر کے نو سال پورے ہونے کا علم نہ ہو اور اس خون میں حیض کی علامات نہ ہوں تو وہ حیض نہیں ہے اور اگر اس خون میں حیض کی علامات ہوں تو اس پر حیض کا حکم لگانا محل اشکال ہے مگر یہ کہ اطمینان ہو جائے کہ یہ حیض ہے۔ اور اس صورت میں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس کی عمر پورے نو سال ہو گئی ہے۔

۴۴۵۔ جس عورت کو شک ہو کہ اس کی عمر ساٹھ سال ہو گئی ہے یا نہیں اگر وہ خون دیکھے اور یہ نہ جانتی ہو کہ یہ حیض ہے یا نہیں تو اسے سمجھنا چاہئے کہ اس کی عمر ساٹھ سال نہیں ہوئی ہے۔

۴۴۶۔ حیض کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اور اگر خون آنے کی مدت تین دن سے بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں ہو گا۔

۴۴۷۔ حیض کے لئے ضروری ہے کہ پہلے تین دن لگاتار آئے لہذا اگر مثال کے طور پر کسی عورت کو دو دن خون آئے پھر ایک دن نہ آئے اور پھر ایک دن آ جائے تو وہ حیض نہیں ہے۔

۴۴۸۔ حیض کی ابتدا میں خون کا باہر آنا ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ پورے تین دن خون نکلتا رہے بلکہ اگر شرم گاہ میں خون موجود ہو تو کافی ہے اور اگر تین دنوں میں تھوڑے سے وقت کے لئے بھی کوئی عورت پاک ہو جائے جیسا کہ تمام یا بعض عورتوں کے درمیان متعارف ہے تب بھی وہ حیض ہے۔

۴۴۹۔ ایک عورت کے لئے یہ ضروری نہیں خہ اس کا خون پہلی رات اور چوتھی رات کو باہر نکلے لیکن یہ ضروری ہے کہ دوسری اور تیسری رات کو منقطع نہ ہو پس اگر پہلے دن صبح سویرے سے تیسرے دن غروب آفتاب تک متواتر خون آتا

رہے اور کسی وقت بند نہ تو وہ حیض ہے۔ اور اگر پہلے دن دوپہر سے خون آنا شروع ہو اور چوتھے دن اسی وقت بند ہو تو اس کی صورت بھی یہی ہے (یعنی وہ بھی حیض ہے)۔

۴۵۰۔ اگر کسی عورت کو تین دن متواتر خون آتا رہے پھر وہ پاک ہو جائے چنانچہ اگر وہ دوبارہ خون دیکھے تو جن دنوں میں وہ خون دیکھے اور جن دنوں میں وہ پاک ہو ان تمام دنوں کو ملا کر اگر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو جن دنوں میں وہ خون دیکھے وہ حیض کے دن ہیں لیکن احتیاط لازم کی بنا پر پاکی کے دنوں میں وہ ان تمام امور کو جو پاک عورت پر واجب اور حائض کے لئے حرام ہیں انجام دے۔

۴۵۱۔ اگر کسی عورت کو تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم خون آئے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ خون پھوڑے یا زخم کا ہے یا حیض کا تو اسے چاہئے کہ اس خون کو حیض نہ سمجھے۔

۴۵۲۔ اگر کسی عورت کو ایسا خون آئے جس کے بارے میں اسے علم نہ ہو کہ زخم کا خون ہے یا حیض کا تو ضروری ہے کہ اپنی عبادات بجالاتی رہے۔ لیکن اگر اس کی سابقہ حالت حیض کی رہی ہو تو اس صورت میں اسے حیض قرار دے۔

۴۵۳۔ اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے شک ہو کہ یہ خون حیض ہے یا استحاضہ تو ضروری ہے کہ حیض کی علامات موجود ہونے کی صورت میں اسے حیض قرار دے۔

۴۵۴۔ اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حیض ہے یا بکارت کا خون ہے تو ضروری ہے کہ اپنے بارے میں تحقیق کرے یعنی کچھ روئی شرم گاہ میں رکھے اور تھوڑی دیر انتظار کرے۔

پھر روئی باہر نکالے۔ پس اگر خون روئی کے اطراف میں لگا ہو تو خون بکارت ہے اور اگر ساری کی ساری روئی خون میں تر ہو جائے تو حیض ہے۔

۴۵۵۔ اگر کسی عورت کو تین دن سے کم مدت تک خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور تین دن کے بعد خون آئے تو دوسرا خون حیض ہے اور پہلا خون خواہ وہ اس کی عادت کے دنوں ہی میں آیا ہو حیض نہیں ہے۔

حائض کے احکام

۴۵۶۔ چند چیزیں حائض پر حرام ہیں:

۱۔ نماز اور اس جیسی دیگر عبادتیں جنہیں وضو یا غسل یا تیمم کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ لیکن ان عبادتوں کے ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں جن کے لئے وضو، غسل یا تیمم کرنا ضروری نہیں جیسے نماز میت۔

۲۔ وہ تمام چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں اور جن کا ذکر جنابت کے احکام میں آچکا ہے۔

۳۔ عورت کی فرج میں جماع کرنا اور جو مرد اور عورت دونوں کے لئے حرام ہے خواہ دخول صرف سپاری کی حد تک ہی ہو اور منی بھی خارج نہ ہو بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ سپاری سے کم مقدار میں بھی دخول نہ کیا جائے نیز احتیاط کی بنا پر عورت کی دبر میں مجامعت نہ کرے خوہ وہ حائض ہو یا نہ ہو۔

۴۵۷۔ ان دنوں میں بھی جماع کرنا حرام ہے جن میں عورت کا حیض یقینی نہ ہو لیکن شرعاً اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو حائض قرار دے۔ پس جس عورت کو دس دن سے زیادہ خون آیا ہو اور اس کے لئے ضروری ہو کہ اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اپنے آپ کو اتنے دن کے لئے حائض قرار دے جتنے دن کی اس کے کنبے کی عورتوں کو عادت ہو تو اس کا شوہر ان دنوں میں اس سے مجامعت نہیں کر سکتا۔

۴۵۸۔ اگر مرد اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں مجامعت کرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ استغفار کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ بھی ادا کرے، اس کا کفارہ مسئلہ ۴۶۰ میں بیان ہو گا۔

۴۵۹۔ حائض سے مجامعت کے علاوہ دوسری لطف اندوزیوں مثلاً بوس و کنار کی ممانعت نہیں ہے۔

۴۶۰۔ حیض کی حالت میں مجامعت کا کفارہ حیض کے پہلے حصے میں اٹھارہ چنوں کے برابر، دوسرے حصے میں نو چنوں کے برابر اور تیسرے حصے میں ساڑھے چار چنوں کے برابر سکہ دار سونا ہے مثلاً اگر کسی عورت کو چھ دن حیض کا خون آئے اور اس کا شوہر پہلی یا دوسری رات یا دن میں اس سے جماع کرے تو اٹھارہ چنوں کے برابر سونا دے اور اگر تیسری یا چوتھی رات یا دن میں جماع کرے تو نو چنوں کے برابر سونا دے اور اگر پانچویں یا چھٹی رات یا دن میں جماع کرے تو ساڑھے چار چنوں کے برابر سونا دے۔

۴۶۱۔ اگر سکہ دار سونا ممکن نہ ہو تو متعلقہ شخص اس کی قیمت دے اور اگر سونے کی اس وقت کی قیمت ہے جب کہ اس نے جماع کیا تھا اس وقت کی قیمت جب کہ وہ غریب محتاج کو دینا چاہتا ہو مختلف ہو گئی ہو تو اس وقت کی قیمت کے مطابق حساب لگائے جب وہ غریب محتاج کو دینا چاہتا ہو۔

۴۶۲۔ اگر کسی شخص نے حیض کے پہلے حصے میں بھی دوسرے حصے میں بھی اور تیسرے حصے میں بھی اپنی بیوی سے جماع کیا ہو تو وہ تینوں کفارے دے جو سب مل کر ساڑھے اکتیس چنے (۶۰۵ء۶ گرام) ہو جاتے ہیں۔

۴۶۳۔ اگر مرد کو جماع کے دوران معلوم ہو جائے کہ عورت کو حیض آنے لگا ہے تو ضروری ہے کہ فوراً اس سے جدا ہو جائے اور اگر جدا نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ دے۔

۴۶۵۔ اگر کوئی مرد حائض سے زنا کرے یا یہ گمان کرتے ہوئے نامحرم حائض سے جماع کرے کہ وہ اس کی اپنی بیوی ہے تب بھی احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ دے۔

۴۶۶۔ اگر کوئی شخص لاعلمی کی بنا پر یا بھول کر عورت سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو اس پر کفارہ نہیں۔

۴۶۷۔ اگر ایک مرد یہ خیال کرتے ہوئے کہ عورت حائض ہے اس سے مجامعت کرے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ حائض نہ تھی تو اس پر کفارہ نہیں۔

۴۶۸۔ جیسا کہ طلاق کے احکام میں بتایا جائے گا عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دینا باطل ہے۔

۴۶۹۔ اگر عورت کہے کہ میں حائض ہوں یا یہ کہے کہ میں حیض سے پاک ہوں اور وہ غلط بیانی نہ کرتی ہو تو اس کی بات قبول کی جائے لیکن اگر غلط بیاں ہو تو اس کی بات قبول کرنے میں اشکال ہے۔

۴۷۰۔ اگر کوئی عورت نماز کے دوران حائض ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۴۷۱۔ اگر عورت نماز کے دوران شک کرے کہ حائض ہوئی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ نماز کے دوران حائض ہو گئی تھی تو جو نماز اس نے پڑھی ہے وہ باطل ہے۔

۴۷۲۔ عورت کے حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اس پر واجب ہے کہ نماز اور دوسری عبادات کے لئے جو وضو، غسل یا تیمم کرکے بجالانا چاہئیں غسل کرے اور اس کا طریقہ غسل جنابت کی طرح ہے اور بہتر یہ ہے کہ غسل سے پہلے وضو بھی کرے۔

۴۷۳۔ عورت کے حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اگرچہ اس نے غسل نہ کیا ہو اسے طلاق دینا صحیح ہے اور اس کا شوہر اس سے جماع بھی کر سکتا لیکن احتیاط لازم یہ ہے کہ جماع شرم گاہ دھونے کے بعد کیا جائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے غسل کرنے سے پہلے مرد اس سے جماع نہ کرے۔

البتہ جب تک وہ عورت غسل نہ کرلے وہ دوسرے کام جو حیض کے وقت اس پر حرام تھے مثلاً مسجد میں ٹھہرنا یا قرآن مجید کے الفاظ کو چھوٹا اس پر حلال نہیں ہوتے۔

۴۷۴۔ اگر پانی (عورت کے) وضو اور غسل کے لئے کافی نہ ہو اور تقریباً اتنا ہو کہ اس سے غسل کر سکے تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کے بدلے تیمم کرے اور اگر پانی صرف وضو کے لئے کافی ہو اور اتنا نہ ہو کہ اس سے غسل کیا جاسکے تو بہتر یہ ہے کہ وضو کرے اور غسل کے بدلے تیمم کرنا ضروری ہے اور اگر دونوں میں سے کسی کے لئے بھی پانی نہ ہو تو غسل کے بدلے تیمم کرنا ضروری ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ وضو کے بدلے بھی تیمم کرے۔

۴۷۵۔ جو نمازیں عورت نے حیض کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا نہیں لیکن رمضان کے وہ روزے جو حیض کی حالت میں نہ رکھے ہوں ضروری ہے کہ ان کے قضا کرے اور اسی طرح احتیاط لازم کی بناپر جو روزے منت کی وجہ سے معین دنوں میں واجب ہوئے ہوں اور اس نے حیض کی حالت میں وہ روزے نہ رکھے ہوں تو ضروری ہے کہ ان کی قضا کرے۔

۴۷۶۔ جب نماز کا وقت ہو جائے اور عورت یہ جان لے (یعنی اسے یقین ہو) کہ اگر وہ نماز پڑھنے میں دیر کرے گی تو خالص ہو جائے گی تو ضروری ہے کہ فوراً نماز پڑھے اور اگر اسے فقط احتمال ہو کہ نماز میں تاخیر کرنے سے وہ حائض ہو جائے گی احتیاط لازم کی بناپر یہی حکم ہے۔

۴۷۷۔ اگر عورت نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اول وقت میں سے اتنا وقت گزر جائے جتنا کہ حدث سے پانی کے ذریعے، اور احتیاط لازم کی بناپر تیمم کے ذریعے طہارت حاصل کرکے ایک نماز پرھنے میں لگتا اور اسے حیض آجائے تو

اس نماز کی قضا اس عورت پر واجب ہے۔ لیکن جلدی پڑھنے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے اور دوسری باتوں کے بارے میں ضروری ہے کہ اپنی عادت کا لحاظ کرے مثلاً اگر ایک عورت جو سفر میں نہیں ہے اول وقت میں نماز ظہر نہ پڑھے تو اس کی قضا اس پر اس صورت میں واجب ہوگی جب کہ حدث سے طہارت حاصل کرنے کے بعد چار رکعت نماز پڑھنے کے برابر وقت اول ظہر سے گزر جائے اور وہ حائض ہو جائے اور اس عورت کے لئے جو سفر میں ہو طہارت حاصل کرنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کے برابر وقت گزر جانا بھی کافی ہے۔

۴۷۸۔ اگر ایک عورت نماز کے آخر وقت میں خون سے پاک ہو جائے اور اس کے پاس اندازاً اتنا وقت ہو کہ غسل کر کے ایک یا ایک سے زائد رکعت پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا بجالائے۔

۴۷۹۔ اگر ایک حائض کے پاس (حیض سے پاک ہونے کے بعد) غسل کے لئے وقت نہ ہو لیکن تیمم کر کے نماز وقت کے اندر پڑھ سکتی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نماز تیمم کے ساتھ پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو قضا کرے۔ لیکن اگر وقت کی تنگی سے قطع نظر کسی اور وجہ سے اس کا فریضہ ہی تیمم کرنا ہو مثلاً اگر پانی اس کے لئے مضر ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کر کے وہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

۴۸۰۔ اگر کسی عورت کو حیض سے پاک ہو جانے کے بعد شک ہو کہ نماز کے لئے وقت باقی ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ نماز پڑھ لے۔

۴۸۱۔ اگر کوئی عورت اس خیال سے نماز نہ پڑھے کہ حدث سے پاک ہونے کے بعد ایک رکعت نماز پڑھنے کے لئے بھی اس کے پاس وقت نہیں ہے لیکن بعد میں اسے پتہ چلے کہ وقت تھا تو اس نماز کی قضا بجالانا ضروری ہے۔

۴۸۲۔ حائض کے لئے مستحب ہے کہ نماز کے وقت اپنے آپ کو خون سے پاک کرے اور روئی اور کپڑے کا ٹکڑا بدلے اور وضو کرے اور اگر وضو نہ کر سکے تو تیمم کرے اور نماز کی جگہ پر روبقبلہ بیٹھ کر ذکر، دعا اور صلوات میں مشغول ہو جائے۔

۴۸۳۔ حائض کے لئے قرآن مجید کا پڑھنا اور اسے اپنے ساتھ رکھنا اور اپنے بدن کا کوئی حصہ اس کے الفاظ کے درمیانی حصے سے چھونا نیز مہندی یا اس جیسی کسی اور چیز سے خضاب کرنا مکروہ ہے۔

حائض کی قسمیں

۴۸۴۔ حائض کی چھ قسمیں ہیں:

۱۔ وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت: یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک معین وقت پر حیض آئے اور اس کے حیض کے دنوں کی تعداد بھی دونوں مہینوں میں ایک جیسی ہو۔ مثلاً اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک خون آتا ہو۔

۲۔ وقت کی عادت رکھنے والی عورت: یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر حیض آئے لیکن اس کے حیض کے دنوں کی تعداد دونوں مہینوں میں ایک جیسی نہ ہو۔

مثلاً یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اسے مہینے کی پہلی تاریخ سے خون آنا شروع ہو لیکن وہ پہلے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے مہینے میں آٹھویں دن خون سے پاک ہو۔

۳۔ عدد کی عادت رکھنے والی عورت: یہ وہ عورت ہے جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک جیسی ہو لیکن ہر مہینے خون آنے کا وقت یکساں نہ ہو۔ مثلاً پہلے مہینے میں اسے پانچویں سے دسویں تاریخ تک، اور دوسرے مہینے میں بارھویں سے سترھویں تاریخ تک خون آتا ہو۔

۴۔ مُضطَرِبَہ: یہ وہ عورت ہے جسے چند مہینے خون آیا ہو لیکن اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو یا اس کی سابقہ عادت بگڑ گئی ہو اور نئی عادت نہ بنی ہو۔

۵۔ مُبتَدِئَہ: یہ وہ عورت ہے جسے پہلی دفعہ خون آیا ہو۔

۶۔ نَاسِیَہ: یہ وہ عورت ہے جو اپنی عادت بھول چکی ہو۔

ان میں سے ہر قسم کی عورت کے لئے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

۱۔ وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت

۴۸۵۔ جو عورتیں وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:۔

)اول) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک مُعَیّن وقت پر خون آئے اور وہ ایک مُعَیّن وقت پر ہی پاک بھی ہو جائے مثلاً یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اسے مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آئے اور وہ ساتویں روز پاک ہو جائے تو اس عورت کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک ہے۔

)دوم) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں مُعَیّن وقت پر خون آئے اور جب تین یا زیادہ دن تک خون آ چکے تو وہ ایک یا زیادہ دنوں کے لئے پاک ہو جائے اور پھر اسے دوبارہ خون آ جائے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں اسے خون آیا ہے بشمول ان درمیانی دنوں کے جن میں وہ پاک رہی ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور دونوں مہینوں میں تمام دن جن میں اسے خون آیا اور بیچ کے وہ دن جن میں پاک رہی ہو ایک جتنے ہوں تو اس کی عادت ان تمام دنوں کے مطابق قرار پائے گی جن میں اسے خون آیا لیکن ان دنوں کو شامل نہیں کر سکتی جن کے درمیان پاک رہی ہو۔ پس لازم ہے کہ جن دنوں میں اسے خون آیا ہو اور جن دنوں میں وہ پاک رہی ہو دونوں مہینوں میں ان دنوں کی تعداد ایک جتنی ہو مثلاً اگر پہلے مہینے میں اور اسی طرح دوسرے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے اور پھر تین دن پاک رہے اور پھر تین دن دوبارہ خون آئے تو اس عورت کی عادت چھ دن کی ہو جائے گی اور اگر اسے دوسرے مہینے میں آنے والے خون کے دنوں کی تعداد اس سے کم یا زیادہ ہو تو یہ عورت وقت کی عادت رکھتی ہے، عدد کی نہیں۔

۴۸۶۔ جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہو خواہ عدد کی عادت رکھتی ہو یا نہ رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت یا اس سے ایک دو دن یا اس سے بھی زیادہ دن پہلے خون آ جائے جب کہ یہ کہا جائے کہ اس کی عادت وقت سے قبل ہو گئی ہے اگر اس خون میں حیض کی علامات نہ بھی ہوں تب بھی ضروری ہے کہ ان احکام پر عمل کرے جو حائض کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اگر ابعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ حیض کا خون نہیں تھا مثلاً وہ تین دن سے پہلے پاک ہو جائے تو ضروری ہے کہ جو عبادات اس نے انجام نہ دی ہوں ان کی قضا کرے۔

۴۸۷۔ جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے تمام دنوں میں اور عادت سے چند دن پہلے اور عادت کے چند دن بعد خون آئے اور وہ کل ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو وہ سارے کا سارا حیض ہے اور اگر یہ مدت دس دن سے بڑھ جائے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آیا ہے وہ حیض ہے اور جو عادت سے پہلے یا بعد میں آیا ہے وہ استحاضہ ہے اور جو عبادات وہ عادت سے پہلے اور بعد کے دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرنا ضروری ہے۔ اور اگر

عادت کے تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت سے کچھ دن پہلے اسے خون آئے اور ان سب دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارا حیض ہے اور اگر دنوں کی تعداد دس سے زیادہ ہو جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اگرچہ اس میں حیض کی علامات نہ ہوں اور اس سے پہلے آنے والا خون حیض کی علامات کے ساتھ ہو۔ اور جو خون اس سے پہلے آئے وہ استحاضہ ہے اور اگر عادت کے تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت کے چند دن بعد خون آئے اور کل دنوں کی تعداد ملا کر دس سے زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور اگر یہ تعداد دس سے بڑھ جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اور باقی استحاضہ ہے۔

۴۸۸۔ جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے کچھ دنوں میں یا عادت سے پہلے خون آئے اور ان تمام دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو وہ سارے کا سارا حیض ہے۔ اور اگر ان دنوں کی تعداد دس سے بڑھ جائے تو جن دنوں میں اسے حسب عادت خون آیا ہے اور پہلے کے چند دن شامل کر کے عادت کے دنوں کی تعداد پوری ہونے تک حیض اور شروع کے دنوں کو استحاضہ قرار دے۔ اور اگر عادت کے کچھ دنوں کے ساتھ ساتھ عادت کے بعد کے کچھ دنوں میں خون آئے اور ان سب دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور اگر دس سے بڑھ جائے تو اسے چاہئے کہ جن دنوں میں عادت کے مطابق خون آیا ہے اس میں بعد کے چند دن ملا کر جن دنوں کی مجموعی تعداد اس کی عادت کے دنوں کے برابر ہو جائے انہیں حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

۴۸۹۔ جو عورت عادت رکھتی ہو اگر اس کا خون تین یا زیادہ دن تک آنے کے بعد رک جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور ان دونوں خون کا درمیانی فاصلہ دس دن سے کم ہو اور ان سب دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بشمول ان درمیانی دنوں کے جن میں پاک رہی ہو دس سے زیادہ ہو۔ مثلاً پانچ دن خون آیا ہو پھر پانچ دن رک گیا ہو اور پھر پانچ دن دوبارہ آیا ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں:

۱۔ وہ تمام خون یا اس کی کچھ مقدار جو پہلی بار دیکھے عادت کے دنوں میں ہو اور دوسرا خون جو پاک ہونے کے بعد آیا ہے عادت کے دنوں میں نہ ہو۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ پہلے تمام خون کو حیض اور دوسرے خون کو استحاضہ قرار دے۔

۲۔ پہلا خون عادت کے دنوں میں نہ آئے اور دوسرا تمام خون یا اس کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے تو ضروری ہے کہ دوسرے تمام خون کو حیض اور پہلے کو استحاضہ قرار دے۔

۳۔ دوسرے اور پہلے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے اور ایام عادت میں آنے والا پہلا خون تین دن سے کم نہ ہو اس صورت میں وہ مدت بمع درمیان میں پاک رہنے کی مدت اور عادت کے دنوں میں آنے والے دوسرے خون کی مدت دس دن سے زیادہ نہ ہو تو دونوں میں خون حیض ہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ پاکی کی مدت میں پاک عورت کے کام بھی انجام دے اور وہ کام جو حائض پر حرام ہیں ترک کرے۔ اور دوسرے خون کی وہ مقدار جو عادت کے دنوں کے بعد آئے استحاضہ ہے۔ اور خون اول کی وہ مقدار جو ایام عادت سے پہلے آئی ہو اور عرفاً کہا جائے کہ اس کی عادت وقت سے قبل ہو گئی ہے تو وہ خون، حیض کا حکم رکھتا ہے۔ لیکن اگر اس خون پر حیض کا حکم لگانے سے دوسرے خون کی بھی کچھ مقدار جو عادت کے دنوں میں تھی یا سارے کا سارا خون، حیض کا حکم لگانے سے دوسرے خون کی بھی کچھ مقدار جو عادت کے دنوں میں تھی یا سارے کا سارا خون، حیض کے دس دن سے زیادہ ہو جائے تو اس صورت میں وہ خون، خون استحاضہ کا حکم رکھتا ہے مثلاً اگر عورت کی عادت مہینے کی تیسری سے دسویں تاریخ تک ہو اور اسے کسی مہینے کی پہلی سے چھٹی تاریخ تک خون آئے اور پھر دو دن کے لئے بند ہو جائے اور پھر پندرھویں تاریخ تک آئے تو تیسری سے دسویں تاریخ تک حیض ہے اور گیارہویں سے پندرہویں تاریخ تک آنے والا خون استحاضہ ہے۔

۴۔ پہلے اور دوسرے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے لیکن ایام عادت میں آنے والا پہلا خون تین دن سے کم ہو۔ اس صورت میں بعید نہیں ہے کہ جتنی مدت اس عورت کو ایام عادت میں خون آیا ہے اسے عادت سے پہلے آنے والے خون کی کچھ مدت کے ساتھ ملا کر تین دن پورے کرے اور انہیں ایام حیض قرار دے۔ پس اگر ایسا ہو کہ وہ دوسرے خون کی اس مدت کو جو عادت کے دنوں میں آیا ہے حیض قرار دے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ مدت اور پہلے خون کی وہ مدت جسے حیض قرار دیا ہے اور ان کے درمیان پاکی کی مدت سب ملا کر دس دن سے تجاوز نہ کریں۔ تو یہ سب ایام حیض ہیں ورنہ دوسرا خون استحاضہ ہے۔ اور بعض صورتوں میں ضروری ہے کہ پہلے پورے خون کو حیض قرار دے۔ نہ کہ اس خاص مقدار کو جسے پہلے خون کی کمی پورا کرنے کے لئے وہ لازمی طور پر حیض قرار دیتی۔ اور اس میں دو شرطیں ہیں:

)اول) اسے اپنی عادت سے کچھ دن پہلے خون آیا ہو کہ اس کے باری میں یہ کہا جائے کہ اس کی عادت تبدیل ہو کر وقت سے پہلے ہو گئی ہے۔

)دوم) وہ اسے حیض قرار دے تو یہ لازم نہ آئے کہ اس کے دوسرے خون کی کچھ مقدار جو کہ عادت کے دنوں میں آیا ہو حیض کے دس دن سے زیادہ ہو جائے مثلاً اگر عورت کی عادت مہینے کی چوتھی تاریخ سے دس تاریخ تک تھی اور اسے مہینے کے پہلے دن سے چوتھے دن کے آخری وقت تک خون آئے اور دو دن کے لئے پاک ہو اور پھر دوبارہ اسے پندرہ تاریخ تک خون آئے تو اس صورت میں پہلا پورے کا پورا خون حیض ہے۔ اور اسی طرح دوسرا وہ خون بھی جو دسویں دن کے آخری وقت تک آئے حیض کا خون ہے۔

۴۹۰۔ جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت خون نہ آئے بلکہ اس کے علاوہ کسی اور وقت حیض کے دنوں کے برابر دنوں میں حیض کی علامات کے ساتھ اسے خون آئے تو ضروری ہے کہ اسی خون کو حیض قرار دے خواہ وہ عادت کے وقت سے پہلے آئے یا بعد میں آئے۔

۴۹۱۔ جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت تین یا تین سے زیادہ دن تک خون آئے لیکن اس کے دنوں کی تعداد اس کی عادت کے دنوں سے کم یا زیادہ ہو اور پاک ہونے کے بعد اسے دوبارہ اتنے دنوں کے لئے خون آئے جتنی اس کی عادت ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں:

۱۔ دونوں خون کے دنوں اور ان کے درمیان پاک رہنے کے دنوں کو ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہو تو اس صورت میں دونوں خون ایک حیض شمار ہوں گے۔

۲۔ دونوں خون کے درمیان پاک رہنے کی مدت دس دن یا دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں دونوں خون میں سے ہر ایک کو ایک مستقل حیض قرار دیا جائے گا۔

۳۔ ان دونوں خون کے درمیان پاک رہنے کی مدت دس دن سے کم ہو لیکن ان دونوں خون کو اور درمیان میں پاک رہنے کی ساری مدت کو ملا کر دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ پہلے آنے والے خون کو حیض اور دوسرے خون کو استحاضہ قرار دے۔

۴۹۲۔ جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے دس سے زیادہ دن تک خون آئے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آئے خواہ وہ حیض کی علامات نہ بھی رکھتا ہو تب بھی حیض ہے اور جو خون عادت کے دنوں کے بعد آئے خواہ وہ

حیض کی علامات بھی رکھتا ہو استحاضہ ہے۔ مثلاً اگر ایک ایسی عورت جس کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی سے ساتویں تاریخ تک ہو اسے پہلی سے بارہویں تاریخ تک خون آئے تو پہلے ساتھ دن حیض اور بقیہ پانچ دن استحاضہ کے ہوں گے۔

۲۔ وقت کی عادت رکھنے والی عورت

۴۹۳۔ جو عورتیں وقت کی عادت رکھتی ہیں اور ان کی عادت کی پہلی تاریخ معین ہو ان کی دو قسمیں ہیں:۔

ا۔ وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر خون آئے اور چند دنوں بعد بند ہو جائے لیکن دونوں مہینوں میں خون آنے کے دنوں کی تعداد مختلف ہو۔ مثلاً اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آئے لیکن پہلے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے مہینے میں آٹھویں دن بند ہو۔ ایسی عورت کو چاہئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی عادت قرار دے۔

۲۔ وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر تین یا زیادہ دن آئے اور پھر بند ہو جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے مع ان درمیانی دنوں کے جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ ہو لیکن دوسرے مہینے میں دنوں کی تعداد پہلے مہینے سے کم یا زیادہ ہو مثلا پہلے مہینے میں آٹھ دن اور دوسرے مہینے میں نو دن بنتے ہوں تو اس عورت کو بھی چاہیئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی حیض کی عادت کا پہلا دن قرار دے۔

۴۹۴۔ وہ عورت جو وقت کی عادت رکھتی ہے اگر اس کو عادت کے دنوں میں یا دادت سے دو تین دن پہلے خون آئے تو ضروری ہے کہ وہ عورت ان کا احکام پر عمل کرے جو حائض کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور اس صورت کی تفصیل مسئلہ ۴۸۶ میں گزر چکی ہے۔ لیکن ان دو صورتوں کے علاوہ مثلاً یہ کہ عادت سے اس قدر پہلے خون آئے کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ عادت وقت سے قبل ہو گئی ہے بلکہ یہ کہا جائے کہ عادت کی مدت کے علاوہ (یعنی دوسرے وقت میں) خون آیا ہے یا یہ کہا جائے کہ عادت کے بعد خون آیا ہے چنانچہ وہ خون حیض کی علامات کے ساتھ آئے تو ضروری ہے کہ ان احکام پر عمل کرے جو حائض کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اگر اس خون میں حیض کی علامات نہ ہوں لیکن وہ عورت یہ جان لے کہ خون تین دن تک جاری رہے گا تب بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر یہ نہ جانتی ہو کہ خون تین دن تک جاری رہے گا یا نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ کام جو مستحاضہ پر واجب ہیں انجام دے اور وہ کام جو حائض پر حرام ہیں ترک کرے۔

۴۹۵۔ جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہے اگر اسے عادت کے دنوں میں خون آئے اور اس خون کی مدت دس دن سے زیادہ ہو اور حیض کی نشانیوں کے ذریعے اس کی مدت معین نہ کر سکتی ہو تو احوط یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں میں سے بعض عورتوں کی عادت کے مطابق حیض قرار دے چاہے وہ رشتہ ماں کی طرف سے ہو یا باپ کی طرف سے زندہ ہو یا مردہ لیکن اس کی دو شرطیں ہیں:

۱۔ اسے اپنے حیض کی مقدار اور اس رشتہ دار عورت کی عادت کی مقدار میں فرق کا علم نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ خود نوجوان ہو اور طاقت کے لحاظ سے قوی اور دوسری عورت عمر کے لحاظ سے یاس کے نزدیک ہو تو ایسی صورت میں معمولاً عادت کی مقدار کم ہوتی ہے اسی طرح وہ خود عمر کے لحاظ سے یاس کے نزدیک ہو اور رشتہ دار عورت نوجوان ہو۔

۲۔ اسے اس عورت کی عادت کی مقدار میں اور اس کی دوسری رشتہ دار عورتوں کی عادت کی مقدار میں کہ جن میں پہلی شرط موجود ہے اختلاف کا علم نہ ہو لیکن اگر اختلاف اتنا کم ہو کہ اسے اختلاف شمار نہ کیا جاتا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس عورت کے لئے بھی یہی حکم ہے جو وقت کی عادت رکھتی ہے اور عادت کے دنوں میں کوئی خون نہ آئے لیکن عادت کے وقت کے علاوہ کوئی خون آئے جو دس دن سے زیادہ ہو اور حیض کی مقدار کو نشانیوں کے ذریعے معین نہ کر سکے۔

۴۹۶۔ وقت کی عادت رکھنے والی عورت اپنی عادت کے عالاوہ وقت میں آنے والے خون کو حیض قرار نہیں دے سکتی، لہٰذا اگر اسے عادت کا ابتدائی وقت معلوم ہو مثلاً ہر مہینے کی پہلی کو خون آتا ہو اور کبھی پانچویں اور کبھی چھٹی کو خون سے پاک ہوتی ہو چنانچہ اسے کسی ایک مہینے میں بارہ دن خون آئے اور وہ حیض کی نشانیوں کے ذریعے اس کی مدت معین نہ کر سکے تو چاہئے کہ مہینے کی پہلی کو حیض کی پہلی تاریخ قرار دے اور اس کی تعداد کے بارے میں جو کچھ پہلے مسئلہ میں بیان کیا گیا ہے اس پر عمل کرے۔ اور اگر اس کی عادت کی درمیانی یا آخری تاریخ معلوم ہو چنانچہ اگر اسے دس دن سے زیادہ خون آئے تو ضروری ہے کہ اس کا حساب اس طرح کرے کہ آخری یا درمیانی تاریخ میں سے ایک اس کی عادت کے دنوں کے مطابق ہو۔

۴۹۷۔ جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہو اور اسے دس دن سے زیادہ خون آئے اور اس خون کو مسئلہ ۴۹۵ میں بتائے گئے طریقے سے معین نہ کر سکے مثلاً اس خون میں حیض کی علامات نہ ہوں یا پہلے بتائی گئی دو شرطوں میں سے ایک شرط نہ ہو تو اسے اختیار ہے کہ تین دن سے دس دن تک جتنے دن حیض کی مقدار کے مناسب سمجھے حیض قرار دے۔ چھ یا آٹھ دنوں کو اپنے حیض کو مقدار کے مناسب سمجھنے کی صورت میں بہتر یہ ہے کہ ساتھ دنوں کو حیض قرار دے۔ لیکن

ضروری ہے کہ جن دنوں کو وہ حیض قرار دے وہ دن اس کی عادت کے وقت کے مطابق ہوں جیسا کہ پہلے مسئلے میں بیان کیا جاچکا ہے۔

۳۔ عدد کی عادت رکھنے والی عورت

۴۹۸۔ جو عورتیں عدد کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ عورت جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں یکساں ہو لیکن اس کے خون آنے کے وقت ایک جیسا نہ ہو اس صورت میں جتنے دن اسے خون آئے وہی اس کی عادت ہو گی۔ مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے پانچویں تاریخ تک اور دوسرے مہینے میں گیارہویں سے پندرہویں تاریخ تک خون آئے تو اس کی عادت پانچ دن ہو گی۔

۲۔ وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں سے ہر ایک میں تین یا تین سے زیادہ دنوں تک خون آئے اور ایک یا اس سے زائد دنوں کے لئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور خون آنے کا وقت پہلے مہینے اور دوسرے مہینے میں مختلف ہو اس صورت میں اگر ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بمع ان درمیانی دنوں کے جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور دونوں مہینوں میں سے ہر ایک میں ان کی تعدا بھی یکساں ہو تو وہ تمام دن جن میں خون آیا ہے اس کے حیض کی عادت کے دن شمار کئے جائیں گے اور ان درمیانی دنوں میں جن میں خون نہیں آیا احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ جو کام پاک عورت پر واجب ہیں انجام دے اور جو کام حائض پر حرام ہیں انہیں ترک کرے مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے اور پھر دو دن کے لئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ تین دن خون آئے اور دوسرے مہینے میں گیارہوں تاریخ سے تیرہویں تک خون آئے اور وہ دن کے لئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ تین دن خون آئے تو اس عورت کی عادت چھ دن کی ہو گی۔ اور اگر پہلے مہینے میں اس آٹھ دن خون آئے اور دوسرے مہینے میں چار دن خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور پھر دوبارہ آئے اور خون کے دنوں اور درمیان میں خون بند ہو جانے والے دنوں کی مجموعی تعداد آٹھ دن ہو تو ظاہراً یہ عورت عدد کی عادت نہیں رکھتی بلکہ مُضطَرِبہ شمار ہو گی۔ جس کا حکم بعد میں بیان کیا جائے گا۔

۴۹۹۔ جو عورت عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے اپنی عادت کی تعداد سے کم یا زیادہ دن خون آئے اور ان دنوں کی تعداد دس سے زیادہ ہو تو ان تمام دنوں کو حیض قرار دے۔ اور اگر اس کی عادت سے زیادہ خون آئے اور دس دن سے تجاوز کر جائے تو اگر تمام کا تمام خون ایک جیسا ہو تو خون آنے کی ابتدا سے لے کر اس کی عادت کے دنوں تک حیض اور باقی خون کو استحاضہ قرار دے۔ اور اگر آنے والا تمام خون ایک جیسا نہ ہو بلکہ کچھ دن حیض کی علامات کے ساتھ اور کچھ دن استحاضہ کی علامات کے ساتھ ہو پس اگر حیض کی علامات کے ساتھ آنے والے خون کے دنوں کی تعداد اس کی عادت کے دنوں کے برابر ہو تو ضروری ہے کہ ان دنوں کو حیض اور باقی دنوں کو استحاضہ قرار دے اور اگر ان دنوں کی تعداد جن میں خون حیض کی علامات کے ساتھ آیا ہو عادت کے دنوں سے زیادہ ہو تو صرف عادت کے دن حیض اور باقی دن استحاضہ ہے اور اگر حیض کے علامات کے ساتھ آنے والے خون کے دنوں کی تعداد عادت کے دنوں سے کم ہو تو ضروری ہے کہ ان دنوں کے ساتھ چند اور دنوں کو ملا کر عادت کی مدت پوری کرے اور ان کو حیض اور باقی دنوں کو استحاضہ قرار دے۔

۴۔ مُضطَرِبَہ

۵۰۰۔ مضطربہ یعنی وہ عورت جسے چند مہینے خون آئے لیکن وقت اور عدد دونوں کے لحاظ سے اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو اگر اسے دس دن سے زیادہ خون آئے اور سارا خون ایک جیسا ہو مثلاً تمام خون یا حیض کی نشانیوں کے ساتھ یا استحاضہ کی نشانیوں کے ساتھ آیا ہو تو اس کا حکم وقت کی عادت رکھنے والی عورت کا حکم ہے کہ جسے اپنی عادت کے علاوہ وقت میں خون آئے اور علامات کے ذریعے حیض کو استحاضہ سے تمیز نہ دے سکتی ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ اپنی رشتہ دار عورتوں میں سے بعض عورتوں کی عادت کے مطابق حیض قرار دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو تین اور دس دن میں سے کسی ایک عدد کو اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۴۹۵ اور ۴۹۷ میں بیان کی گئی ہے اپنے حیض کی عادت قرار دے۔

۵۰۱۔ اگر مضطربہ کو دس دن سے زیادہ خون آئے جس میں سے چند دنوں کے خون میں حیض کی علامات اور چند دوسرے دنوں کے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں تو اگر وہ خون جس میں حیض کی علامات ہوں تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ مدت تک نہ آیا ہو تو اس تمام خون کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔ اور تین دن کم اور دس دن سے زیادہ ہو تو حیض کے دنوں کی تعداد معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جو حکم سابقہ مسئلے میں گزر چکا ہے اس کے مطابق عمل کرے اور اگر اس سابقہ خون کو حیض قرار دیئے کے بعد دس دن گزرنے سے پہلے دوبارہ حیض کی علامات کی ساتھ خون آئے تو بعید نہیں کہ اس کے استحاضہ قرار دینا ضروری ہو۔

۵۔ مُبْتَدِئَہ

۵۰۲۔ مبتدئہ یعنی اس عورت کو جسے پہلی بار خون آیا ہو دس دن سے زیادہ خون آئے اور وہ تمام خون جو متبدئہ کو آیا ہے جیسا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے کنبے والیوں کی عادت کی مقدار کو حیض اور باقی کو ان دو شرطوں کے ساتھ استحاضہ قرار دے جو مسئلہ ۴۹۵ میں بیان ہوئی ہیں۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ مسئلہ ۴۹۷ میں دی گئی تفصیل کے مطابق تین اور دس دن میں سے کسی ایک عدد کو اپنے حیض کے دن قرار دے۔

۵۰۳۔ اگر مبتدئہ کو دس سے زیادہ دن تک خون آئے جب کہ چند دن آنے والے خون میں حیض کی علامات اور چند دن آنے والے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں تو جس خون میں حیض کی علامات ہوں وہ تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہ ہو وہ سارا حیض ہے۔ لیکن جس خون میں حیض کی علامات تھیں اس کے بعد دس دن گزرنے سے پہلے دوبارہ خون آئے اور اس میں بھی حیض کی علامات ہوں مثلاً پانچ دن سیاہ خون اور نو دن زرد خون اور پھر دوبارہ پانچ دن سیاہ خون آئے تو اسے چاہئے کہ پہلے آنے والے خون کو حیض اور بعد میں آنے والے دونوں خون کو استحاضۃ قرار دے جیسا کہ مضطربہ کے متعلق بتایا گیا ہے۔

۵۰۴۔ اگر مبتدئہ کو دس سے زیادہ دنوں تک خون آئے جو چند دن حیض کی علامات کے ساتھ اور چند دن استحاضہ کی علامات کے ساتھ ہو لیکن جس خون میں حیض کی علامات ہوں وہ تین دن سے کم مدت تک آیا ہو تو چاہئے کہ اسے حیض قرار دے اور دنوں کی مقدار سے متعلق مسئلہ ۵۰۱ میں بتائے گئے طریقے پر عمل کرے۔

٦۔ نَاسِیَہ

۵۰۵۔ ناسیہ یعنی ناسیہ یعنی وہ عورت جو اپنی عادت کی مقدار بھول چکی ہو، اس کی چند قسمیں ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ عدد کی عادت رکھنے والی عورت اپنی عادت کی مقدار بھول چکی ہو اگر اس عورت کو کوئی خون آئے جس کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ وہ ان تمام دنوں کو حیض قرار دے اور اگر دس دن سے زیادہ ہو تو اس کے لئے مضطربہ کا حکم ہے جو مسئلہ ۵۰۰ اور ۵۰۱ میں بیان کیا گیا ہے صرف ایک فرق کے ساتھ اور وہ فرق یہ ہے کہ جن ایام کو وہ حیض قرار دے رہی ہے وہ اس تعداد سے کم نہ ہوں جس تعداد کے متعلق وہ جانتی ہے کہ اس کے حیض کے دنوں کی تعداد اس سے کم نہیں ہوتی (مثلاً یہ کہ وہ جانتی ہے کہ پانچ دن سے کم اسے خون نہیں آتا تو پانچ دن حیض

قرار دے گی) اسی طرح ان ایام سے بھی زیادہ دنوں کو حیض قرار نہیں دے سکتی جن کے بارے میں اسے علم ہے کہ اس کی عادت کی مقدار ان دنوں سے زیادہ نہیں ہوتی (مثلاً وہ جانتی ہے کہ پانچ دن سے زیادہ اسے خون نہیں آتا تو پانچ دن سے زیادہ حیض قرار نہیں دے سکتی) اور اس جیسا حکم ناقص عدد رکھنے والی عورت پر بھی لازم ہے یعنی وہ عورت جسے عادت کے دنوں کی مقدار تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم ہونے میں شک ہو۔ مثلاً جسے ہر مہینے میں چھ یا ساتھ دن خون آتا ہو وہ حیض کی علامات کے ذریعے یا اپنی بعض کنبے والیوں کی عادت کے مطابق یا کسی اور ایک عدد کو اختیار کر کے دس دن سے زیادہ خون آنے کی صورت میں دونوں عددوں (چھ یا سات) سے کم یا زیادہ دنوں کو حیض قرار نہیں دے سکتی۔

حیض کے متفرق مسائل

۵۰۶۔ مُبتَدِئَہ، مُضطَرِبَہ، نَاسِیَہ اور عَدَد کی عادت رکھنے والی عورتوں کو اگر خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں یا یقین ہو کہ یہ خون تین دن تک آئے گا تو انہیں چاہئے کہ عبادات ترک کر دیں اور اگر بعد میں انہیں پتہ چلے کہ یہ حیض نہیں تھا تو انہیں چاہئے کہ جو عبادات بجانہ لائی ہوں ان کی قضا کریں۔

۵۰۷۔ جو عورت حیض کی عادت رکھتی ہو خواہ یہ عادت حیض کے وقت کے اعتبار سے ہو یا حیض کے عدد کے اعتبار سے یا وقت اور عدد دونوں کے اعتبار سے ہو۔ اگر اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اپنی عادت کے بر خلاف خون آئے جس کا وقت یا دنوں کی تعداد یا وقت اور ان دونوں کی تعداد یکساں ہو تو اس کی عادت جس طرح ان دو مہینوں میں اسے خون آیا ہے اس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر پہلے اسے مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک خون آتا تھا اور پھر بند ہو جاتا تھا مگر دو مہینوں میں اسے دسویں تاریخ سے سترھویں تاریخ تک خون آیا ہو اور پھر بند ہوا ہو تو اس کی عادت دسویں تاریخ سے سترھویں تاریخ تک ہو جائے گی۔

۵۰۸۔ ایک مہینے سے مراد خون کے شروع ہونے سے تیس دن تک ہے۔ مہینے کی پہلی تاریخ سے مہینے کے آخر تک نہیں ہے۔

۵۰۹۔ اگر کسی عورت کو عموماً مہینے میں ایک مرتبہ خون آتا ہو لیکن کسی ایک مہینے میں دو مرتبہ آ جائے اور اس خون میں حیض کی علامات ہوں تو اگر ان درمیانی دنوں کی تعداد جن میں اس خون نہیں آیا دس دن سے کم نہ ہو تو اسے چاہئے کہ دونوں خون کو حیض قرار دے۔

۵۱۰۔ اگر کسی عورت کو تین یا اس سے زیادہ دنوں تک ایسا خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں اور اس کے بعد دس یا اس سے زیادہ دنوں تک ایسا خون آئے جس میں استحاضہ کی علامات ہوں اور پھر اس کے بعد دوبارہ تین دن تک حیض کی علامتوں کے ساتھ خون آئے تو اسے چاہئے کہ پہلے اور آخری خون کو جس میں حیض کی علامات ہوں حیض قرار دے۔

۵۱۱۔ اگر کسی عورت کا خون دس دن سے پہلے رک جائے اور اسے یقین ہو کہ اس کے باطن میں خون حیض نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی عبادات کے لئے غسل کرے اگرچہ گمان رکھتی ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے دوبارہ خون آجائے گا۔ لیکن اگر اس یقین ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے اسے دوبارہ خون آجائے گا تو جیسے بیان ہو چکا اسے چاہئے کہ احتیاطاً غسل کرے اور اپنی عبادات بجالائے اور جو چیزیں حائض پر حرام ہیں انہیں ترک کرے۔

۵۱۲۔ اگر کسی عورت کا خون دس دن گزرنے سے پہلے بند ہو جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ اس کے باطن میں خون حیض ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی شرم گاہ میں روئی رکھ کر کچھ دیر انتظار کرے۔ لیکن اس مدت سے کچھ زیادہ انتظار کرے جو عالم طور پر عورتیں حیض سے پاک ہونے کی مدت کے درمیان کرتی ہیں اس کے بعد نکالے پس اگر خون ختم ہو گیا ہو تو غسل کرے اور عبادات بجالائے اور اگر خون بند نہ ہو یا ابھی اس کی عادت کے دس دن تمام نہ ہوئے ہوں تو اسے چاہئے کہ انتظار کرے اور اگر دس دن سے پہلے خون ختم ہو جائے تو غسل کرے اور اگر دسویں دن کے خاتمے پر خون آنا بند ہو یا خون دس دن کے بعد بھی آتا رہے تو دسویں دن غسل کرے اور اگر اس کی عادت دس دنوں سے کم ہو اور وہ جانتی ہو کہ دس دن ختم ہونے سے پہلے یا دسویں دن کے خاتمے پر خون بند ہو جائے تو غسل کرنا ضروری نہیں ہے اور اگر احتمال ہو کہ اسے دس دن تک خون آئے گا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک دن کے لئے عبادت ترک کرے اور دسویں دن تک بھی عبادت کو ترک کر سکتی ہے اور یہ حکم صرف اس عورت کے لئے مخصوص ہے جسے عادت سے پہلے لگاتار خون نہیں آتا تھا ورنہ عادت کے گزرنے کے بعد عبادت ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

۵۱۳۔ اگر کوئی عورت چند دنوں کو حیض قرار دے اور عبادت نہ کرے۔ لیکن بعد میں اسے پتہ چلے کہ حیض نہیں تھا تو اسے چاہئے کہ جو نمازیں اور روزے وہ دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرے اور اگر چند دن اس خیال سے عبادات بجا

لاتی رہی ہو کہ حیض نہیں ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ حیض تھا تو اگر ان دنوں میں اس نے روزے بھی رکھے ہوں تو ان کی قضا کرنا ضروری ہے۔

نفاس

۵۱۴۔ بچے کا پہلا جزو ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے وقت سے جو خون عورت کو آئے اگر وہ دس دن سے پہلے یا دسویں دن کے خاتمے پر بند ہو جائے تو وہ خون نفاس ہے اور نفاس کی حالت میں عورت کو نفساء کہتے ہیں۔

۵۱۵۔ جو خون عورت کو بچے کا پہلا جزو باہر آنے سے پہلے آئے وہ نفاس نہیں ہے۔

۵۱۶۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ بچے کی حلقت مکمل ہو بلکہ اس کی خلقت نامکمل ہو تب بھی اگر اسے "بچہ جننا" کہا جا سکتا ہے تو وہ خون جو عورت کو دس دن تک آئے خون نفاس ہے۔

۵۱۷۔ یہ ہو سکتا ہے کہ خون نفاس ایک لحظہ سے زیادہ نہ آئے لیکن وہ دس دن سے زیادہ نہیں آتا۔

۵۱۸۔ اگر کسی عورت کو شک ہو کہ اسقاط ہوا ہے یا نہیں یا جو اسقاط ہوا وہ بچہ تھا یا نہیں تو اس کے لئے تحقیق کرنا ضروری نہیں اور جو خون اسے آئے وہ شرعاً نفاس نہیں ہے۔

۵۱۹۔ مسجد میں ٹھہرنا اور دوسرے افعال جو حائض پر حرام ہیں احتیاط کی بنا پر نفساء پر بھی حرام ہیں اور جو کچھ حائض پر واجب ہے وہ نفساء پر بھی واجب ہے۔

۵۲۰۔ جو عورت نفاس کی حالت میں ہو اسے طلاق دینا اور اس سے جماع کرنا حرام ہے لیکن اگر اس کا شوہر اس سے جماع کرے تو اس پر بلا اشکال کفارہ نہیں۔

۵۲۱۔ جب عورت نفاس کے خون سے پاک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ غسل کرے اور اپنی عبادات بجالائے اور اگر بعد میں ایک یا ایک بار سے زیادہ خون آئے تو خون آنے والے دنوں کو پاک رہنے والے دنوں سے ملا کر اگر دس دن یا دس دن سے کم ہو تو سارے کا سارا خون نفاس ہے۔ اور ضروری ہے کہ درمیان میں پاک رہنے کے دنوں میں احتیاط کی بنا پر جو کام پاک عورت پر واجب ہیں انجام دے اور جو کام نفساء پر حرام ہیں انہیں ترک کرے اور اگر ان دنوں میں کوئی

روزہ رکھا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔ اور اگر بعد میں آنے والا خون دس دن سے تجاوز کر جائے اور وہ عورت عدد کی عادت نہ رکھتی ہو تو خون کی وہ مقدار جو دس دن کے اندر آئی ہے اسے نفاس اور دس دن کے بعد آنے والے خون کو استحاضہ قرار دے۔ اور اگر وہ عورت عدد کی عادت رکھتی ہو تو ضروری ہے کہ احتیاطاً عادت کے بعد آنے والے خون کی تمام مدت میں جو کام مستحاضہ کے لئے ہیں انجام دے اور جو کام نفساء پر حرام ہیں انہیں ترک کرے۔

۵۲۲۔ اگر عورت خون نفاس سے پاک ہو جائے اور احتمال ہو کہ اس کے باطن میں خون نفاس ہے تو اسے چاہئے کہ کچھ روئی اپنی شرم گاہ میں داخل کرے اور کچھ دیر انتظار کرے پھر اگر وہ پاک ہو تو عبادات کے لئے غسل کرے۔

۵۲۳۔ اگر عورت کو نفاس کا خون دس دن سے زیادہ آئے اور وہ حیض میں عادت رکھتی ہو تو عادت کے برابر دنوں کی مدت نفاس اور باقی استحاضہ ہے اور اگر عادت نہ رکھتی ہو تو دس دن تک نفاس اور باقی استحاضہ ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو عورت عادت رکھتی ہو وہ عادت کے بعد کے دن سے اور جو عورت عادت نہ رکھتی ہو وہ دسویں دن کے بعد سے بچے کی پیدائش کے اٹھارہویں دن تک استحاضہ کے افعال بجالائے اور وہ کام جو نفساء پر حرام ہیں انہیں ترک کرے۔

۵۲۴۔ اگر کسی عورت کو جس کی حیض کی عادت دس دن سے کم ہو اپنی عادت سے زیادہ دن خون آئے تو اسے چاہئے کہ اپنی عادت کے دنوں کی تعداد کو نفاس قرار دے اور اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ دس دن تک نماز ترک کرے یا مستحاضہ کے احکام پر عمل کرے لیکن ایک دن کی نماز ترک کرنا بہتر ہے۔ اور اگر خون دس دن کے بعد بھی آتا رہے تو اسے چاہئے کہ عادت کے دنوں کے بعد دسویں دن تک بھی استحاضہ قرار دے اور جو عبادات وہ ان دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرے۔ مثلاً جس عورت کی عادت چھ دنوں کی ہو اگر اسے چھ دن سے زیادہ خون آئے تو اسے چاہئے کہ چھ دنوں کو نفاس قرار دے۔ اور ساتویں، آٹھویں، نویں اور دسویں دن اسے اختیار ہے کہ یا تو عبادت ترک کرے یا استحاضہ کے افعال بجالائے اور اگر اسے دس دن سے زیادہ خون آیا ہو تو اس کی عادت کے بعد کے دن سے وہ استحاضہ ہو گا۔

۵۲۵۔ جو عورت حیض میں عادت رکھتی ہو اگر اسے بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدت تک لگاتار خون آتا رہے تو اس کی عادت کے دنوں کی تعداد کے برابر خون نفاس ہے اور جو خون، نفاس کے بعد دس دن تک آئے خواہ وہ اس کی ماہانہ عادت کے دنوں میں آیا ہو استحاضہ ہے۔ مثلاً ایسی عورت جس کے حیض کی عادت ہر مہینے کی بیس تاریخ سے ستائیس تاریخ تک ہو اگر وہ مہینے کی دس تاریخ کو بچہ جنے اور ایک مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک اسے متواتر

خون آئے تو سترھویں تاریخ تک نفاس اور سترھویں تاریخ سے دس دن تک کا خون حتی کہ وہ خون بھی جو بیس تاریخ سے ستائیس تاریخ تک اس کی عادت کے دنوں میں آیا ہے استحاضہ ہو گا اور دس دن گزرنے کے بعد جو خون اسے آئے اگر وہ عادت کے دنوں میں ہو تو حیض ہے خواہ اس میں حیض کی علامات ہوں یا نہ ہوں۔ اور اگر وہ خون اس کی عادت کے دنوں میں نہ آیا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی عادت کے دنوں کا انتظار کرے اگرچہ اس کے انتظار کی مدت ایک مہینہ یا ایک مہینے سے زیادہ ہو جائے اور خواہ اس مدت میں جو خون آئے اس میں حیض کی علامات ہوں۔ اور اگر وہ وقت کی عادت والی عورت نہ ہو اور اس کے لئے ممکن ہو تو ضروری ہے کہ وہ اپنے حیض کو علامات کے ذریعے معین کرے اور اگر ممکن نہ ہو جیسا کہ نفاس کے بعد دس دن جو خون آئے وہ سارا ایک جیسا ہو اور ایک مہینہ یا چند مہینے انہی کے ساتھ آتا رہے تو ضروری ہے کہ ہر مہینے میں اپنے کنبے کی بعض عورتوں کے حیض کی جو صورت ہو وہی اپنے لئے قرار دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جو عدد اپنے لئے مناسب سمجھتی ہے اختیار کرے اور ان تمام امور کی تفصیل حیض کی بحث میں گزر چکی ہے۔

۵۲۶۔ جو عورت حیض میں عدد کے لحاظ سے عادت نہ رکھتی ہو اگر اسے بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدت تک خون آئے تو اس کے پہلے دس دنوں کے لئے وہی حکم ہے جس کا ذکر مسئلہ ۵۲۳ میں آچکا ہے اور دوسری دہائی میں جو خون آئے وہ استحاضہ ہے اور جو خون اسے اس کے بعد آئے ممکن ہے وہ حیض ہو اور ممکن ہے استحاضہ ہو اور حیض قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس حکم کے مطابق عمل کرے جس کا ذکر سابقہ مسئلہ میں گزر چکا ہے۔

غسل مس میت

۵۲۷۔ اگر کوئی شخص کسی ایسے مردہ انسان کے بدن کو چھوئے جو ٹھنڈا ہو چکا ہو اور جسے غسل نہ دیا گیا ہو یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ اس سے لگائے تو اسے چاہئے کہ غسل مس میت کرے خواہ اس نے نیند کی حالت میں مردے کا بدن چھوا ہو یا بیداری کے عالم میں اور خواہ ارادی طور پر چھوا ہو یا غیر ارادی طور پر حتی کہ اگر اس کا ناخن یا ہڈی مردے کے ناخن یا ہڈی سے چھو جائے تب بھی اسے چاہئے کہ غسل کرے لیکن اگر مردہ حیوان کو چھوئے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

۵۲۸۔ جس مردے کا تمام بدن ٹھنڈا نہ ہوا ہو اسے چھونے سے غسل واجب نہیں ہوتا خواہ اس کے بدن کا جو حصہ چھوا ہو وہ ٹھنڈا ہو چکا ہو۔

۵۲۹۔ اگر کوئی شخص اپنے بال مردے کے بدن سے لگائے یا اپنا بدن مردے کے بالوں سے لگائے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

۵۳۰۔ مردہ بچے کو چھونے پر حتی کہ ایسے سقط شدہ بچے کو چھونے پر جس کے بدن میں روح داخل ہو چکی ہو غسل مس میت واجب ہے اس بنا پر اگر مردہ بچہ پیدا ہو اور اس کا بدن ٹھنڈا ہو چکا ہو اور وہ ماں کے ظاہری حصے کو چھو جائے تو ماں کو چاہئے کہ غسل مس میت کرے بلکہ اگر ظاہری حصے کو مس نہ کرے تب بھی ماں کو چاہئے کہ احتیاط واجب کی بنا پر غسل مس میت کرے۔

۵۳۱۔ جو بچہ ماں کے مر جانے اور اس کا بدن ٹھنڈا ہو جانے کے بعد پیدا ہو اگر وہ ماں کے بدن کے ظاہرے حصے کو مس کرے تو اس پر واجب ہے کہ جب بالغ ہو تو غسل مس میت کرے بلکہ اگر ماں کے بدن کے ظاہری حصے کو مس نہ کرے تب بھی احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ بچہ بالغ ہونے کے بعد غسل مس میت کرے۔

۵۳۲۔ اگر کوئی شخص ایک ایسی میت کو مس کرے جسے تین غسل مکمل طور پر دیئے جا چکے ہوں تو اس پر گسل واجب نہیں ہو تا لیکن اگر وہ تیسرا عمل مکمل ہونے سے پہلے اسکے بدن کے کسی حصے کو مس کرے تو خواہ اس حصے کو تیسرا غسل دیا جا چکا ہو اس شخص کے لئے غسل مس میت کرنا ضروری ہے۔

۵۳۳۔ اگر کوئی دیوانہ یا نابالغ بچہ میت کو مس کرے تو دیوانے کو عاقل ہونے اور بچے کو بالغ ہونے کے بعد غسل مس میت کرنا ضروری ہے۔

۵۳۴۔ اگر کسی زندہ شخص کے بدن سے یا کسی ایسے مردے کے بدن سے جسے غسل نہ دیا گیا ہو ایک حصہ جدا ہو جائے اور اس سے پہلے کہ جدا ہونے والے حصے کو غسل دیا جائے کوئی شخص اسے مس کر لے تو قول اقوی کی بنا پر اگرچہ اس حصے میں ہڈی ہو غسل مس میت کرنا ضروری نہیں۔

۵۳۵۔ ایک ایسی ہڈی کے مس کرنے سے جسے غسل نہ دیا گیا ہو خواہ وہ مردے کے بدن سے جدا ہوئی ہو یا زندہ شخص کے بدن سے غسل واجب نہیں ہے اور دانت خواہ وہ مردے کے بدن سے جدا ہوئے ہوں یا زندہ شخص کے بدن سے ان کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۵۳۶۔ غسل مس میت کا طریقہ وہی ہے جو غسل جنابت کا ہے لیکن جس شخص نے میت کو مس کیا ہو اگر وہ نماز پڑھنا چاہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے۔

۵۳۷۔ اگر کوئی شخص کئی میتوں کو مس کرے یا ایک میت کو کئی بار مس کرے تو ایک غسل کافی ہے۔

۵۳۷۔ جس شخص نے میت کو مس کرنے کے بعد غسل نہ کیا ہو اس کے لئے مسجد میں ٹھہرنا اور بیوی سے جماع کرنا اور ان آیات کا پڑھنا جن میں سجدہ واجب ہے ممنوع نہیں ہے لیکن نماز اور اس جیسی عبادات کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

محتضر، میت کے احکام

۵۳۹۔ جو مسلمان محتضر ہو یعنی جاں کنی کی حالت میں ہو خواہ مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا، اسے احتیاط کی بنا پر بصورت امکان پشت کے بل یوں لٹانا چاہئے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ رخ ہوں۔

۵۴۰۔ اولی یہ ہے کہ جب تک میت کا غسل مکمل نہ ہو اسے بھی روبقبلہ لٹائیں لیکن جب اس کا غسل مکمل ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسے اس حالت میں لٹائیں جس طرح اس نماز جنازہ پڑھتے وقت لٹاتے ہیں۔

۵۴۱۔ جو شخص جاں کنی کی حالت میں ہو اسے احتیاط کی بنا پر روبقبلہ لٹانا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ لہذا وہ شخص جو جاں کنی کی حالت میں ہے راضی ہو اور قاصر بھی نہ ہو (یعنی بالغ اور عاقل ہو) تو اس کام کے لئے اس کے ولی کی اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کسی دوسری صورت میں اس کے ولی سے اجازت لینا احتیاط کی بنا پر ضروری ہے۔

۵۴۲۔ مستحب ہے کہ جو شخص جاں کنی کی حالت میں ہو اس کے سامنے شَہَادتَین، بارہ اماموں کے نام اور دوسرے دینی عقائد اس طرح دہرائے جائیں کہ وہ سمجھ لے۔ اور اسکی موت کے وقت تک ان چیزوں کی تکرار کرنا بھی مستحب ہے۔

۵۴۳۔ مستحب ہے کہ جو شخص جاں کنی کی حالت میں ہو اسے مندرجہ ذیل دعا اس طرح سنائی جائے کہ سمجھ لے:

"اَللّٰھُمَّ اغفِرلِیَ مِن مَّعاصِیکَ وَاقبَل مِنّی الیَسِیرَ مِن طَاعَتِک یَا مَن یَّقبَلُ الیَسِیرَ وَیَعفُو عَنِ الکَثِیرِ اقبَل مِنّی الیَسِیرَ وَاعفُ عَنّی الکَثِیرَ اِنَّکَ اَنتَ العَفُوُّ الغَفُورُ ارحَمنِی فَاِنَّکَ رَحِیم"

۵۴۴۔ کسی کی جان سختی سے نکل رہی ہو تو اگر اسے تکلیف نہ ہو تو اسے اس جگہ لے جانا جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا مُستحب ہے۔

۵۴۵۔ جو شخص جاں کنی کے عالم میں ہو اس کی آسانی کے لئے (یعنی اس مقصد سے کہ اس کی جان آسانی سے نکل جائے) اس کے سرہانے سورہ یَسین، سُورہ صافّات، سورہ اَحزاب، آیتُ الکُرسی اور سُورہ اعراف کی ۵۴ ویں آیت اور سورۃ بَقَرہ کی آخری تین آیات پڑھنا مُستحب ہے بلکہ قرآن مجید جتنا بھی پڑھا جاسکے پڑھا جائے۔

۵۴۶۔ جو شخص جاں کنی کے عالم میں ہو اسے تنہا چھوڑنا اور کوئی بھاری چیز اس کے پیٹ پر رکھنا اور جُنُب اور حائض کا اس کے قریب ہونا اسی طرح کے پاس زیادہ باتیں کرنا، رونا اور صرف عورتوں کو چھوڑنا مکروہ ہے۔

مرنے کے بعد کے احکام

۵۴۷۔ مستحب ہے کہ مرنے کے بعد میت کی آنکھیں اور ہونٹ بند کر دیئے جائیں اور اس کی ٹھوڑی کو باندھ دیا جائے نیز اس کے ہاتھ اور پاوں سیدھے کر دیئے جائیں اور اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا جائے۔ اور اگر موت رات کو واقع ہو تو جہاں موت واقع ہوئی ہو وہاں چراغ جلائیں (روشنی کر دیں) اور جنازے میں شرکت کے لئے مومنین کو اطلاع دیں اور میت کو دفن کرنے میں جلدی کریں لیکن اگر اس شخص کے مرنے کا یقین نہ ہو تو انتظار کریں تاکہ صورت حال واضح ہو جائے۔ علاوہ ازیں اگر میت حاملہ ہو اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو تو ضروری ہے کہ دفن کرنے میں اتنا توقف کریں کہ اس کا پہلو چاک کرکے بچہ باہر نکال لیں اور پھر اس پہلو کو سی دیں۔

غسل، کفن، نماز اور دفن کا وجوب

۵۴۸۔ کسی مسلمان کا غسل، حنوط، کفن، نماز میت اور دفن خواہ وہ اثنا عشری شیعہ نہ بھی ہو اس کے ولی پر واجب ہے۔ ضروری ہے کہ ولی خود ان کاموں کو انجام دے یا کسی دوسرے کو ان کاموں کے لئے معین کرے اور اگر کوئی شخص ان کاموں کو ولی کی اجازت سے انجام دے تو ولی پر سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے بلکہ اگر دفن اور اس کی مانند دوسرے امور کو کوئی شخص ولی کی اجازت کے بغیر انجام دے تب بھی ولی سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور ان امور کو دوبارہ انجام دینے کی ضرورت نہیں اور اگر میت کا کوئی ولی نہ ہو یا ولی ان کاموں کو انجام دینے سے منع کرے تب بھی باقی مکلف لوگوں پر واجب کفائی ہے کہ میت کے ان کاموں کو انجام دیں اور اگر بعض مکلف لوگوں نے انجام دیا تو دوسروں پر سے وجوب

ساقط ہو جاتا ہے۔ چناچہ اگر کوئی بھی انجام نہ دے تو تمام مکلف لوگ گناہ گار ہوں گے اور ولی کے منع کرنے کی صورت میں اس سے اجازت لینے کی شرط ختم ہو جاتی ہے۔

۵۴۹۔ اگر کوئی شخص تجہیز و تکفین کے کاموں میں مشغول ہو جائے تو دوسروں کے لئے اس بارے میں کوئی اقدام کرنا واجب نہیں لیکن اگر وہ ان کاموں کو ادھورا چھوڑ دے تو ضروری ہے کہ دوسرے انہیں پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

۵۵۰۔ اگر کسی شخص کو اطمینان ہو کہ کوئی دوسرا میت (کو نہلانے، کفنانے اور دفنانے) کے کاموں میں مشغول ہے تو اس پر واجب نہیں ہے کہ میت کے (متذکرہ) کاموں کے بارے میں اقدام کرے لیکن اگر اسے (متذکرہ کاموں کے نہ ہونے کا) محض شک یا گمان ہو تو ضروری ہے کہ اقدام کرے۔

۵۵۱۔ اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ میت کا غسل یا کفن یا نماز یا دفن غلط طریقے سے ہوا ہے تو ضروری ہے کہ ان کاموں کو دوبارہ انجام دے لیکن اگر اسے باطل ہونے کا گمان ہو (یعنی یقین نہ ہو) یا شک ہو کہ درست تھا یا نہیں تو پھر اس بارے میں کوئی اقدام کرنا ضروری نہیں۔

۵۵۲۔ عورت کا ولی اس کا شوہر ہے اور عورت کے علاوہ وہ اشخاص کہ جن کو میت سے میراث ملتی ہے اسی ترتیب سے جس کا ذکر میراث کے مختلف طبقوں میں آئے گا دوسروں پر مقدم ہیں۔ میت کا باپ میت کے بیٹے پر اور میت کا دادا اس کے بھائی پر اور میت کا پدری و مادری بھائی اس کے صرف پدری بھائی یا مادری بھائی پر اس کا پدری بھائی اس کے مادری بھائی پر۔ اور اسکے چچا کے اس کے ماموں پر مقدم ہونے میں اشکال ہے چنانچہ اس سلسلے میں احتیاط کے (تمام) تقاضوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

۵۵۳۔ نابالغ بچہ اور دیوانہ میت کے کاموں کو انجام دینے کے لئے ولی نہیں بن سکتے اور بالکل اسی طرح وہ شخص بھی جو غیر حاضر ہو وہ خود یا کسی شخص کو مامور کر کے میت سے متعلق امور کو انجام نہ دے سکتا ہو تو وہ بھی ولی نہیں بن سکتا۔

۵۵۴۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں میت کا ولی ہوں یا میت کے ولی نے مجھے اجازت دی ہے کہ میت کے غسل، کفن اور دفن کو انجام دوں یا کہے کہ میں میت کے دفن سے متعلق کاموں میں میت کا وصی ہوں اور اسکے کہنے سے اطمینان حاصل ہو جائے یا میت اس کے تصرف میں ہو یا دو عادل شخص گواہی دیں تو اس کا قول قبول کر لینا چاہئے۔

۵۵۵۔ اگر مرنے والا اپنے غسل، کفن، دفن اور نماز کے لئے اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو مقرر کرے تو ان امور کی ولایت اسی شخص کے ہاتھ میں ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کو میت نے وصیت کی ہو کہ وہ خود ان کاموں کو انجام دینے کا ذمہ دار بنے اور اس وصیت کو قبول کرے لیکن اگر قبول کر لے تو ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔

غسل میت کی کیفیت

۵۵۶۔ میت کو تین غسل دینے واجب ہیں: پہلے ایسے پانی سے جس میں بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں، دوسرا ایسے پانی سے جس میں کافور ملا ہوا ہو اور تیسرا خالص پانی سے۔

۵۵۷۔ ضروری ہے کہ بیری اور کافور نہ اس قدر زیادہ ہوں کہ پانی مضاف ہو جائے اور نہ اس قدر کم ہوں کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ بیری اور کافور اس پانی میں نہیں ملائے گئے ہیں۔

۵۵۸۔ اگر بیری اور کافور اتنی مقدار میں نہ مل سکیں جتنی کہ ضروری ہے تو احتیاط مستحب کی بنا پر جتنی مقدار میسر آئے پانی میں ڈال دی جائے۔

۵۵۹۔ اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں مر جائے تو اسے کافور کے پانی سے غسل نہیں دینا چاہئے بلکہ اس کے بجائے خالص پانی سے غسل دینا چاہئے لیکن اگر وہ حج تمتّع کا اِحرام ہو اور وہ طواف اور طواف کی نماز اور سعی کو مکمل کر چکا ہو یا حج قران یا افراد کے احرام میں ہو اور سر منڈا چکا ہو تو ان دو صورتوں میں اس کو کافور کے پانی سے غسل دینا ضروری ہے۔

۵۶۰۔ اگر بیری اور کافور یا ان میں سے کوئی ایک نہ مل سکے یا اس کا استعمال جائز نہ ہو مثلاً یہ کہ غصبی ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ ان میں سے ہر اس چیز کے بجائے جس کا ملنا ممکن نہ ہو میت کو خالص پانی سے غسل دیا جائے اور ایک تیمم بھی کرایا جائے۔

۵۶۱۔ جو شخص میت کو غسل دے ضروری ہے کہ وہ عقل مند اور مسلمان ہو اور قول مشہور کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ اثنا عشری ہو اور غسل کے مسائل سے بھی واقف ہو اور ظاہر یہ ہے کہ جو بچہ اچھے اور برے کی تمیز رکھتا ہو اگر وہ غسل کو صحیح طریقے سے انجام دے سکتا ہو تو اس کا غسل دینا بھی کافی ہے چنانچہ اگر غیر اثنا عشری مسلمان کی میت کو اس کا ہم

مذہب اپنے مذہب کے مطابق غسل دے تو مومن اثنا عشری سے ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ اثنا عشری شخص میت کا ولی ہو تو اس صورت میں ذمہ داری اس سے ساقط نہیں ہوتی۔

۵۶۲۔ جو شخص غسل دے ضروری ہے کہ وہ قربت کی نیت رکھتا ہو یعنی اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے غسل دے۔

۵۶۳۔ مسلمان کے بچے کو خواہ وہ وَلَدُ الزّنا ہی کیوں نہ ہو غسل دینا واجب ہے اور کافر اور اس کی اولاد کا غسل، کفن اور دفن شریعت میں نہیں ہے اور جو شخص بچپن سے دیوانہ ہو اور دیوانگی کی حالت میں ہی بالغ ہو جائے اگر وہ اسلام کے حکم میں ہو تو ضروری ہے کہ اسے غسل دیں۔

۵۶۴۔ اگر ایک بچہ چار مہینے یا اس سے زیادہ کا ہو کر ساقط ہو جائے تو اسے غسل دینا ضروری ہے بلکہ اگر چار مہینے سے بھی کم کا ہو لیکن اس کا پورا بدن بن چکا ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کو غسل دینا ضروری ہے۔ ان دو صورتوں کی علاوہ احتیاط کی بنا پر اسے کپڑے میں لپیٹ کر بغیر غسل دیئے دفن کر دینا چاہیئے۔

۵۶۵۔ مرد عورت کو غسل نہیں دے سکتا اسی طرح عورت مرد کو غسل نہیں دے سکتی۔ لیکن بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اور شوہر بھی اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی بیوی کو حالت اختیار میں غسل نہ دے۔

۵۶۶۔ مرد اتنی چھوٹی لڑکی کو غسل دے سکتا ہے جو ممیز نہ ہو اور عورت بھی اتنے چھوٹے لڑکے کو غسل دے سکتی ہے جو ممیز نہ ہو۔

۵۶۷۔ اگر مرد کی میت کو غسل دینے کے لئے مرد نہ مل سکے تو وہ عورتیں جو اس کی قرابت دار اور محرم ہوں مثلاً ماں، بہن، پھوپھی اور خالہ یا وہ عورتیں جو رضاعت یا نکاح کے سبب سے اس کی محرم ہو گئی ہوں اسے غسل دے سکتی ہیں اور اسی طرح اگر عورت کی میت کو غسل دینے کے لئے کوئی اور عورت نہ ہو تو جو مرد اس کے قرابت دار اور محرم ہوں یا رضاعت یا نکاح کے سبب سے اس کے محرم ہو گئے ہوں اسے غسل دے سکتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں لباس کے نیچے سے غسل دینا ضروری نہیں ہے اگرچہ اس طرح غسل دینا احوط ہے سوائے شرمگاہوں کے (جنہیں لباس کے نیچے ہی سے غسل دینا چاہیئے)۔

۵۶۸۔ اگر میت اور غَسّال دونوں مرد ہوں یا دونوں عورت ہوں تو جائز ہے کہ شرمگاہ کے علاوہ میت کا باقی بدن برہنہ ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ لباس کے نیچے سے غسل دیا جائے۔

۵۶۹۔ میت کی شرم گاہ پر نظر ڈالنا حرام ہے اور جو شخص اسے غسل دے رہا ہو اگر وہ اس پر نظر ڈالے تو گناہ گار ہے لیکن اس سے غسل باطل نہیں ہوتا۔

۵۷۰۔ اگر میت کے بدن کے کسی حصے پر عین نجاست ہو تو ضروری ہے کہ اس حصے کو غسل دینے سے پہلے عین نجس دور کرے اور اَولٰی یہ ہے کہ غسل شروع کرنے سے پہلے میت کا تمام بدن پاک ہو۔

۵۷۱۔ غسل میت غسل جنابت کی طرح ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک میت کو غسل ترتیبی دینا ممکن ہو غسل اِرتماسی نہ دیا جائے اور غسل ترتیبی میں بھی ضروری ہے کہ داہنی طرف کی بائیں طرف سے پہلے دھویا جائے اور اگر ممکن ہو تو احتیاط مستحب کی بناپر بدن کے تینوں حصوں میں سے کسی حصے کو پانی میں نہ ڈبویا جائے بلکہ پانی اس کے اوپر ڈالا جائے۔

۵۷۲۔ جو شخص حیض یا جنابت کی حالت میں مر جائے اسے غسل حیض یا غسل جنابت دینا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف غسل میت اس کے لئے کافی ہے۔

۵۷۳۔ میت کو غسل دینے کی اجرت لینا احتیاط کی بناپر حرام ہے اور اگر کوئی شخص اجرت لینے کے لئے میت کو اس طرح غسل دے کہ یہ غسل دینا قصد قربت کے منافی ہو تو غسل باطل ہے لیکن غسل کے ابتدائی کاموں کی اجرت لینا حرام نہیں ہے۔

۵۷۴۔ میت کے غسل میں غسل جبیرہ جائز نہیں ہے اور اگر پانی میسر نہ ہو یا اس کے استعمال میں کوئی امر مانع ہو تو ضروری ہے کہ غسل کے بدلے میت کو ایک تیمم کرائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تین تیمم کرائے جائیں اور ان تین تیمم میں سے ایک مَافِی الذِّمَّہ کی نیت کرے یعنی جو شخص تیمم کرا رہا ہو یہ نیت کرے کہ یہ تیمم اس شرعی ذمہ داری کو انجام دینے کے لئے کرا رہا ہوں جو مجھ پر واجب ہے۔

۵۷۵۔ جو شخص میت کو تیمم کرا رہا ہو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور میت کے چہرے اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو میت کو اس کے اپنے ہاتھوں سے بھی تیمم کرائے۔

کفن کے احکام

۵۷۶۔ مسلمان میت کو تین کپڑوں کو کفن دینا ضروری ہے جنہیں لنگ، کُرتہ اور چادر کہا جاتا ہے۔

۵۷۷۔ احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ لنگ ایسی ہو جو ناف سے گھٹنوں تک بدن کی اطراف کو ڈھانپ لے اور بہتر یہ ہے کہ سینے سے پاوں تک پہنچے اور (کُرتہ یا) پیراہن احتیاط کی بنا پر ایسا ہو کہ کندھوں کے سروں سے آدھی پنڈلیوں تک تمام بدن کو ڈھانپے اور بہتر یہ ہے کہ پاوں تک پہنچے اور چادر کی لمبائی اتنی ہونی چاہئے کہ پورے بدن کو ڈھانپ دے اور احتیاط یہ ہے کہ چادر کی لمبائی اتنی ہونی چاہئے کہ میت کے پاوں اور سر کی طرف سے گرہ دے سکیں اور اس کی چوڑائی اتنی ہونی چاہئے کہ اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارہ پر آسکے۔

۵۷۸۔ لنگ کی اتنی مقدار جو ناف سے گھٹنوں تک کے حصے کو ڈھانپ لے اور (کُرتے یا) پیراہن کی اتنی مقدار ہو جو کندھے سے نصف پنڈلی ڈھانپ لے کفن کے لئے واجب ہے اور اس مقدار سے زیادہ جو کچھ سابقہ مسئلے میں بتایا گیا ہے وہ کفن کی مستحب مقدار ہے۔

۵۷۹۔ واجب مقدار کی حد تک کفن جس کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو چکا ہے میت کے اصل مال سے لیا جاتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ مستحب مقدار کی حد تک کفن میت کی شان اور عرف عام کو پیش نظر رکھتے ہوئے میت کے اصل مال سے لیا جائے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ واجب مقدار سے زائد کفن ان وارثوں کے حصے سے نہ لیا جائے جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں۔

۵۸۰۔ اگر کسی شخص نے وصیت کی ہو کہ مستحب کفن کی مقدار جس کا ذکر دو سابقہ مسائل میں آچکا ہے اس کے تہائی مال سے لی جائے یا یہ وصیت کی ہو کہ اس کا تہائی مال خود اس پر خرچ کیا جائے لیکن اس کے مَصرف کا تعین نہ کیا ہو یا صرف اس کے کچھ حصے کے مَصرف کا تعین کیا ہو تو مستحب کفن اس کے تہائی مال سے لیا جاسکتا ہے۔

۵۸۱۔ اگر مرنے والے نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ کفن اس کے تہائی مال سے لیا جائے اور متعلقہ اشخاص چاہیں کہ اس کے اصل مال سے لیں تو جو بیان مسئلہ ۵۷۹ میں گزر چکا ہے اس سے زیادہ نہ لیں مثلاً وہ مستحب کام جو کہ معمولاً انجام نہ دیئے جاتے ہوں اور جو میت کی شان کے مطابق بھی نہ ہوں تو ان کی ادائیگی کے لئے ہر گز اصل مال سے نہ لیں اور بالکل اسی طرح اگر کفن معمول سے زیادہ قیمتی ہو تو اضافی رقم کو میت کے اصل مال سے نہیں لینا چاہئے لیکن جو ورثاء بالغ ہیں اگر وہ اپنے حصے میں سے لینے کی اجازت دیں تو جس حد تک وہ لوگ اجازت دیں ان کے حصے سے لیا جا سکتا ہے۔

۵۸۲۔ عورت کے کفن کی ذمہ داری شوہر پر ہے خواہ عورت اپنا مال بھی رکھتی ہو۔ اسی طرح اگر عورت کو اس تفصیل کے مطابق جو طلاق کے احکام میں آئے گی طلاق رَجعی دی گئی ہو اور وہ عدت ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو شوہر کے لئے ضروری ہے کہ اسے کفن دے۔ اور اگر شوہر بالغ نہ ہو یا دیوانہ ہو تو شوہر کے ولی کو چاہئے کہ اس کے مال سے عورت کو کفن دے۔

۵۸۳۔ میت کو کفن دینا اس کے قرابت داروں پر واجب نہیں گو اس کی زندگی میں اخراجات کی کفالت ان پر واجب رہی ہو۔

۵۸۴۔ احتیاط یہ ہے کہ کفن کے تینوں کپڑوں میں سے ہر کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ میت کا بدن اس کے نیچے سے نظر آئے لیکن اگر اس طرح ہو کہ تینوں کپڑوں کو ملا کر میت کا بدن اس کے نیچے سے نظر نہ آئے تو بنابر اقوی کافی ہے۔

۵۸۵۔ غصب کی ہوئی چیز کا کفن دینا خواہ کوئی دوسری چیز میسر نہ ہو تب بھی جائز نہیں ہے پس اگر میت کا کفن غَصبی ہو اور اس کا مالک راضی نہ ہو تو وہ کفن اس کے بدن سے اتار لینا چاہئے خواہ اس کو دفن بھی کیا جا چکا ہو لیکن بعض صورتوں میں (اس کے بدن سے کفن اتارنا جائز نہیں) جس کی تفصیل کی گنجائش اس مقام پر نہیں ہے۔

۵۸۶۔ میت کو نجس چیز یا خالص ریشمی کپڑے کا کفن دینا (جائز نہیں) اور احتیاط کی بنا پر سونے کے پانی سے کام کئے ہوئے کپڑے کا کفن دینا (بھی) جائز نہیں لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۸۷۔ میت کو نجس مُردار کی کھال کا کفن دینا اختیاری حالت میں جائز نہیں ہے بلکہ پاک مُردار کی کھال کو کفن دینا بھی جائز نہیں ہے اور احتیاط کی بنا پر کسی ایسے کپڑے کا کفن دینا جو ریشمی ہو یا اس جانور کی اون سے تیار کیا گیا ہو جس کا گوشت

کھانا حرام ہو اختیاری حالت میں جائز نہیں ہے لیکن اگر کفن حلال گوشت جانور کی کھال یا بال اور اون کا ہو تو کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا بھی کفن نہ دیا جائے۔

۵۸۸۔ اگر میت کا کفن اس کی اپنی نجاست یا کسی دوسری نجاست سے نجس ہو جائے تو (نجاست لگنے سے) کفن ضائع نہیں ہوتا (ایسی صورت میں) جتنا حصہ نجس ہوا ہو اسے دھونا یا کاٹنا ضروری ہے خواہ میت کو قبر میں ہی کیوں نہ اتارا جا چکا ہو۔ اور اگر اس کا دھونا یا کاٹنا ممکن نہ ہو لیکن بدل دینا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ بدل دیں۔

۵۸۹۔ اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جس نے حج یا عمرے کا احرام باندھ رکھا ہو تو اسے دوسروں کی طرح کفن پہنانا ضروری ہے اور اس کا سر اور چہرہ ڈھانک دینے میں کوئی حرج نہیں۔

۵۹۰۔ انسان کے لئے اپنی زندگی میں کفن، بیری اور کافور کا تیار رکھنا مستحب ہے۔

حَنُوط کے احکام

۵۹۱۔ غسل دینے کے بعد واجب ہے کہ میت کو حنوط کیا جائے یعنی اس کی پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں پاؤں کے انگوٹھوں پر کافور اس طرح ملا جائے کہ کچھ کافور اس پر باقی رہے خواہ کچھ کافور بغیر ملے باقی بچے اور مستحب یہ ہے کہ میت کی ناک پر بھی کافور ملا جائے۔ کافور پسا ہوا اور تازہ ہونا چاہئے اور اگر پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی خوشبو زائل ہو گئی ہو تو کافی نہیں۔

۵۹۲۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ کافور پہلے میت کی پیشانی پر ملا جائے لیکن دوسرے مقامات پر ملنے میں ترتیب ضروری نہیں ہے۔

۵۹۳۔ بہتر یہ ہے کہ میت کو کفن پہنانے سے پہلے حنوط کیا جائے۔ اگرچہ کفن پہنانے کے دوران یا اس کے بعد بھی حنوط کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۹۴۔ اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جس نے حج یا عمرے کے لئے احرام باندھ رکھا ہو تو اسے حنوط کرنا جائز نہیں ہے مگر ان دو صورتوں میں (جائز ہے) جن کا ذکر مسئلہ ۵۵۹ میں گزر چکا ہے۔

۵۹۵۔ ایسی عورت جس کا شوہر مر گیا ہو اور ابھی اس کی عدت باقی ہو اگرچہ خوشبو لگانا اس کے لئے حرام ہے لیکن اگر وہ مر جائے تو اسے حنوط کرنا واجب ہے۔

۵۹۶۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ میت کو مشک، عنبر، عُود اور دوسری خوشبوئیں نہ لگائی جائیں اور انہیں کافور کے ساتھ بھی نہ ملایا جائے۔

۵۹۷۔ مستحب ہے کہ سَید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی مٹی (خاک شفا) کی کچھ مقدار کافور میں ملالی جائے لیکن اس کافور کو ایسے مقامات پر نہیں لگانا چاہئے جہاں لگانے سے خاک شفا کی بے حرمتی ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ خاک شفا اتنی زیادہ نہ ہو کہ جب وہ کافور کے ساتھ مل جائے تو اسے کافور نہ کہا جا سکے۔

۵۹۸۔ اگر کافور نہ مل سکے یا فقط غسل کے لئے کافی ہو تو حنوط کرنا ضروری نہیں اور اگر غسل کی ضروری سے زیادہ ہو لیکن تمام سات اعضا کے لئے کافی نہ ہو تو احتیاط مستحب کی بنا پر چاہئے کہ پہلے پیشانی پر اور اگر بچ جائے تو دوسرے مقامات پر ملا جائے۔

۵۹۹۔ مستحب ہے کہ (درخت کی) دو تر و تازہ ٹہنیاں میت کے ساتھ قبر میں رکھی جائیں۔

نماز میت کے احکام

۶۰۰۔ ہر مسلمان کی میت پر اور ایسے بچے کی میت پر جو اسلام کے حکم میں ہو اور پورے چھ سال کا ہو چکا ہو نماز پڑھنا واجب ہے۔

۶۰۱۔ ایک ایسے بچے کی میت پر جو چھ سال کا نہ ہوا ہو لیکن نماز کو جانتا ہو احتیاط لازم کی بنا پر نماز پڑھنا چاہئے اور اگر نماز کو نہ جانتا ہو تو رجاء کی نیت سے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ بچہ جو مردہ پیدا ہوا ہو اس کی میت پر نماز پڑھنا مستحب نہیں ہے۔

۶۰۲۔ میت کی نماز اسے غسل دینے، حنوط کرنے اور کفن پہنانے کے بعد پڑھنی چاہئے اور اگر ان امور سے پہلے یا ان کے دوران پڑھی جائے تو ایسا کرنا خواہ بھول چوک یا مسئلے سے لاعلمی کی بنا پر ہی کیوں نہ ہو کافی نہیں ہے۔

۶۰۳۔ جو شخص میت کی نماز پڑھنا چاہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ اس نے وضو، غسل یا تیمم کر رکھا ہو اور اس کا بدن اور لباس پاک ہوں اور اگر اس کا لباس غصبی ہو تب بھی کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کا لحاظ رکھے جو دوسری نمازوں میں لازمی ہیں۔

۶۰۴۔ جو شخص نماز میت پڑھ رہا ہو اسے چاہئے کہ روبقبلہ ہو اور یہ بھی واجب ہے کہ میت کو نماز پڑھنے والے کے سامنے پشت کے بل یوں لٹا جائے کہ میت کا سر نماز پڑھنے والے کے دائیں طرف ہو اور پاوں بائیں طرف ہوں۔

۶۰۵۔ احتیاط مستحب کی بنا پر ضروری ہے کہ جس جگہ ایک شخص میت کی نماز پڑھے وہ غصبی نہ ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ نماز پڑھنے کی جگہ میت کے مقام سے اونچی یا نیچی نہ ہو لیکن معمولی پستی یا بلندی میں کوئی حرج نہیں۔

۶۰۶۔ نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ میت سے دور نہ ہو لیکن جو شخص نماز میت با جماعت پڑھ رہا ہو اگر وہ میت سے دور ہو جب کہ صفیں باہم متصل ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

۶۰۷۔ نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ میت کے سامنے کھڑا ہو لیکن اگر نماز، باجماعت پڑھی جائے اور جماعت کی صفت میت کے دونوں طرف سے گزر جائے تو ان لوگوں کی نماز میں جو میت کے سامنے نہ ہوں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۶۰۸۔ احتیاط کی بنا پر میت اور نماز پڑھنے والے کے درمیان پردہ یا دیوار یا کوئی اور ایسی چیز حائل نہیں ہونی چاہئے لیکن اگر میت تابوت میں یا ایسی ہی کسی اور چیز میں رکھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۶۰۹۔ نماز پڑھتے وقت ضروری ہے کہ میت کی شرمگاہ ڈھکی ہوئی ہو اور اگر اسے کفن پہنانا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس شرمگاہ کو خواہ لکڑی یا اینٹ یا ایسی ہی کسی اور چیز سے ہی ڈھانک دیں۔

۶۱۰۔ نماز میت کھڑے ہو کر اور قربت کی نیت سے پڑھنی چاہئے اور نیت کرنے وقت میت کو معین کر لینا چاہئے مثلاً نیت کرنی چاہئے کہ میں اس میت پر قُربۃً اِلَی اللہ نماز پڑھ رہا ہوں۔

۶۱۱۔ اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز میت نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھ لے۔

۶۱۲۔ اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ کوئی مخصوص شخص اس کی نماز پڑھائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ شخص میت کے ولی سے اجازت حاصل کرے۔

۶۱۳۔ میت پر کئی دفعہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر میت کسی صاحب علم و تقوی کی ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

۶۱۴۔ اگر میت کو جان بوجھ کر یا بھول چوک کی وجہ سے یا کسی عذر کی بنا پر بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا جائے یا دفن کر دینے کے بعد پتہ چلے کہ جو نماز اس پر پڑھی جاچکی ہے وہ باطل ہے تو میت پر نماز پڑھنے کے لئے اس کی قبر کو کھولنا جائز نہیں لیکن جب تک اس کا بدن پاش پاش نہ ہو جائے اور جن شرائط کا نماز میت کے سلسلے میں ذکر آچکا ہے ان کے ساتھ رَجاء کی نیت سے اس کی قبر پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نماز میت کا طریقہ

۶۱۵۔ میت کی نماز میں پانچ تکبیریں ہیں اور اگر نماز پڑھنے والا شخص مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ پانچ تکبیریں کہے تو کافی ہے۔

نیت کرنے اور پہلی تکبیر پڑھنے کے بعد کہے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ اور دوسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اور تیسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔

اور چھوٹی تکبیر کے بعد اگر میت مرد ہو تو کہے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِھٰذَا الْمَیِّتِ۔

اور اگر میت عورت ہو تو کہے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِھٰذِہِ الْمَیِّتِ اور اس کے بعد پانچویں تکبیر پڑھے۔

اور بہتر یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد کہے: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ۔

اور دوسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ کَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَجَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔

اور تیسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰھُمَّ اغفِر لِلمُؤمِنِینَ وَالمُؤمِنَاتِ وَالمُسلِمِینَ وَالمُسلِمَاتِ الاَحیَآءِ مِنھُم وَالاَموَاتِ تَابِع بَینَنَا وَبَینَھُم بِالخَیرَاتِ اِنَّکَ مُجِیبُ الدَّعَوَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ قَدِیر۔

اور اگر میت مرد ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا عَبدُکَ وَابنُ عَبدِکَ وَابنُ اُمَتِکَ نَزَلَ بِکَ وَاَنتَ خَیرُ مَنزُولٍ بِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعلَمُ اِلَّا خَیرًا وَّاَنتَ اَعلَمُ بِہٖ مِنَّا اَللّٰھُمَّ اِن کَانَ مُحسِنًا فَزِد فِی اِحسَانِہٖ وَاِن کَانَ مُسِیئًا فَتَجَاوَز عَنہُ وَاغفِر لَہٗ اَللّٰھُمَّ اجعَلہُ عِندَکَ فِی اَعلٰی عِلِّیِّینَ وَاخلُف عَلٰی اَھلِہٖ فِی الغَابِرِینَ وَارحَمہُ بِرَحمَتِکَ یَآ اَرحَمَ الرّٰحِمِینَ اور اس کے بعد پانچویں تکبیر پڑھے۔ لیکن اگر میت عورت ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہٖ اَمَتُکَ وَابنَۃُ عَبدِکَ وَابنَۃُ اَمَتِکَ نَزَلَت بِکَ وَاَنتَ خَیرُ مَنزُولٍ بِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعلَمُ مِنھَا اِلَّا خَیرًا وَّاَنتَ اَعلَمُ بِھَا مِنَّا اَللّٰھُمَّ اِن کَانَت مُحسِنَۃً فَزِد فِی اِحسَانِھَا وَاِن کَانَت مُسِیئَۃً فَتَجَاوَز عَنھَا وَاغفِر لَھَا اَللّٰھُمَّ اجعَلھَا عِندَکَ فِی اَعلٰی عِلِّیِّینَ وَاخلُف عَلٰی اَھلِھَا فِی الغَابِرِینَ وَارحَمھَا بِرَحمَتِکَ یَآ اَرحَمَ الرّٰحِمِینَ۔

۶۱۶۔ تکبیریں اور دعائیں (تسلسل کے ساتھ) یکے بعد دیگرے اس طرح پڑھنی چاہئیں کہ نماز اپنی شکل نہ کھو دے۔

۶۱۷۔ جو شخص میت کی نماز باجماعت پڑھ رہا ہو خواہ وہ مقتدی ہی ہو اسے چاہئے کہ اس کی تکبیریں اور دعائیں بھی پڑھے۔

نماز میت کے مُستحبات

۶۱۸۔ چند چیزیں نماز میت میں مستحب ہیں۔

۱۔ جو شخص نماز میت پڑھے وہ وضو، غسل یا تیمم کرے۔ اور احتیاط میں ہے کہ تیمم اس وقت کرے جب وضو اور غسل کرنا ممکن نہ ہو یا اسے خدشہ ہو کہ اگر وضو یا غسل کریگا تو نماز میں شریک نہ ہو سکے گا۔

۲۔ اگر میت مرد ہو تو امام جو شخص اکیلا میت پر نماز پڑھ رہا ہو میت کے شکم کے سامنے کھڑا ہو اور اگر میت عورت ہو تو اسکے سینے کے سامنے کھڑا ہو۔

۳۔ نماز ننگے پاوں پڑھی جائے۔

۴۔ ہر تکبیر میں ہاتھوں کو بلند کیا جائے۔

۵۔ نمازی اور میت کے درمیان اتنا کم فاصلہ ہو کہ اگر ہوا نمازی کے لباس کو حرکت دے تو وہ جنازے کو جا چھوئے۔

۶۔ نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھی جاۓ۔

۷۔ امام تکبیریں اور دعائیں بلند آواز سے پڑھے اور مقتدی آہستہ پڑھیں۔

۸۔ نماز باجماعت میں مقتدی خواہ ایک شخص ہی کیوں نہ ہو امام کے پیچھے کھڑا ہو۔

۹۔ نماز پڑھنے والا میت اور مومنین کے لئے کثرت سے دعا کرے۔

۱۰۔ باجماعت نماز سے پہلے تین مرتبہ "اَلصَّلٰوۃ" کہے۔

۱۱۔ نماز ایسی جگہ پڑھی جائے جہاں نماز میت کے لئے لوگ زیادہ تر جاتے ہوں۔

۱۲۔ اگر حائض نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھے تو اکیلی کھڑی ہو اور نمازیوں کی صف میں نہ کھڑی ہو۔

۶۱۹۔ نماز میت مسجدوں میں پڑھنا مکروہ ہے لیکن مسجد الحرام میں پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

دفن کے احکام

۶۲۰۔ میت کو اس طرح زمین میں دفن کرنا واجب ہے کہ اس کی بو باہر نہ آئے اور درندے بھی اس کا بدن باہر نہ نکال سکیں اور اگر اس بات کا خوف ہو کہ درندے اس کا بدن باہر نکال لیں گے تو قبر کو اینٹوں وغیرہ سے پختہ کر دینا چاہئے۔

۶۲۱۔ اگر میت کو زمین میں دفن کرنا ممکن نہ ہو تو دفن کرنے کے بجائے اسے کمرے یا تابوت میں رکھا جا سکتا ہے۔

۶۲۲۔ میت کو قبر میں دائیں پہلو اس طرح لٹانا چاہئے کہ اس کے بدن کا سامنے کا حصہ روبقبلہ ہو۔

۶۲۳۔ اگر کوئی شخص کشتی میں مر جائے اور اس کی میت کے خراب ہونے کا امکان نہ ہو اور اسے کشتی میں رکھنے میں بھی کوئی امر مانع نہ ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ انتظار کریں تاکہ خشکی تک پہنچ جائیں اور اسے زمین میں دفن کر دیں ورنہ چاہئے

کہ اسے کشتی میں ہی غسل دے کر حنوط کریں اور کفن پہنائیں اور نماز میت پڑھنے کے بعد اس چٹائی میں رکھ کر اس کا منہ بند کر دیں اور سمندر میں ڈال دیں کو کوئی بھاری چیز اس کے پاوں میں باندھ کر سمند میں ڈال دیں اور جہاں تک ممکن ہو اسے ایسی جگہ نہیں گرانا چاہئے جہاں جانور اسے فوراً لقمہ بنالیں۔

۶۲۴۔ اگر اس بات کا خوف ہو کہ دشمن قبر کو کھود کر میت کا جسم باہر نکال لے گا اور اس کے کان یا ناک یا دوسرے اعضاء کاٹ لے گا تو اگر ممکن ہو تو سابقہ مسئلے میں بیان کیے گئے طریقے کے مطابق اسے سمندر میں ڈال دینا چاہئے۔

۶۲۵۔ اگر میت کو سمندر میں ڈالنا یا اس کی قبر کو پختہ کرنا ضروری ہو تو اس کے اخراجات میت کے اصل مال میں سے لے سکتے ہیں۔

۶۲۶۔ اگر کوئی کافر عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں مرا ہوا بچہ ہو اور اس بچے کا باپ مسلمان ہو تو اس عورت کو قبر میں بائیں پہلو قبلے کی طرف پیٹھ کر کے لٹانا چاہئے تاکہ بچے کا منہ قبلے کی طرف ہو اور اگر پیٹ میں موجود بچے کے بدن میں ابھی جان نہ پڑی ہو تب بھی احتیاط مستحب کی بنا پر یہی حکم ہے۔

۶۲۷۔ مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا اور کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

۶۲۸۔ مسلمان کو ایسی جگہ جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو مثلاً جہاں کوڑا کرکٹ اور گندگی پھینکی جاتی ہو، دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

۶۲۹۔ میت کو غصبی زمین میں یا ایسی زمین میں جو دفن کے علاوہ کسی دوسرے مقصد مثلاً مسجد کے لئے وقت ہو دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

۶۳۰۔ کسی میت کی قبر کھود کر کسی دوسرے مردے کو اس قبر میں دفن کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر قبر پرانی ہو گئی ہو اور پہلی میت کا نشان باقی نہ رہا ہو تو دفن کر سکتے ہیں۔

۶۳۱۔ جو چیز میٹ سے جدا ہو جائے خواہ وہ اس کے بال، ناخن، یا دانت ہی ہون اسے اس کے ساتھ ہی دفن کر دینا چاہئے اور اگر جدا ہونے والی چیزیں اگرچہ وہ دانت، ناخن یا بال ہی کیوں نہ ہوں میت کو دفنانے کے بعد ملیں تو احتیاط لازم کی بنا

پر انہیں کسی دوسری جگہ دفن کر دینا چاہیئے۔ اور جو ناخن اور دانت انسان کی زندگی میں ہی اس سے جدا ہو جائیں انہیں دفن کرنا مستحب ہے۔

۶۳۲۔ اگر کوئی شخص کنویں میں مر جائے اور اسے باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو چاہیئے کہ کنویں کا منہ بند کر دیں اور اس کنویں کو ہی اس کے قبر قرار دیں۔

۶۳۳۔ اگر کوئی بچہ ماں کے پیٹ میں مر جائے اور اس کا پیٹ میں رہنا ماں کی زندگی کے لئے خطرناک ہو تو چاہیئے کہ اسے آسان ترین طریقے سے باہر نکالیں۔ چنانچہ اگر اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر بھی مجبور ہوں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن چاہیئے کہ اگر اس عورت کا شوہر اہل فن ہو تو بچے کو اس کے ذریعے باہر نکالیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کسی اہل فن عورت کے ذریعے سے نکالیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے محرم مرد کے ذریعے نکالیں جو اہل فن ہو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو نامحرم مرد جو اہل فن ہو بچے کو باہر نکالے اور اگر کوئی ایسی شخص بھی موجود نہ ہو تو پھر جو شخص اہل فن نہ ہو وہ بھی بچے کو باہر نکال سکتا ہے۔

۶۳۴۔ اگر ماں مر جائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو اور اگرچہ اس بچے کے زندہ رہنے کی امید نہ ہو تب بھی ضروری ہے کہ ہر اس جگہ کو چاک کریں جو بچے کی سلامتی کے لئے بہتر ہے اور بچے کو باہر نکالیں اور پھر اس جگہ کو ٹانکے لگا دیں۔

دفن کے مستحبات

۶۳۵۔ مستحب ہے کہ متعلقہ اشخاص قبر کو ایک متوسط انسان کے قد کے لگ بھگ کھودیں اور میت کو نزدیک ترین قبرستان میں دفن کریں ماسوا اس کے کہ جو قبرستان دور ہو وہ کسی وجہ سے بہتر ہو مثلاً وہاں نیک لوگ دفن کئے گئے ہوں یا زیادہ لوگ وہاں فاتحہ پڑھنے جاتے ہوں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ قبر سے چند گز دور زمین پر رکھ دیں اور تین دفعہ کر کے تھوڑا تھوڑا قبر کے نزدیک لے جائیں اور ہر دفعہ زمین پر رکھیں اور پھر اٹھالیں اور چوتھی دفعہ قبر میں اتار دیں اور اگر میت مرد ہو تو تیسری دفعہ زمین پر اس طرح رکھیں کہ اس کا سر قبر کی نچلی طرف ہو اور چوتھی دفعہ سر کی طرف سے قبر میں داخل کریں اور اگر میت عورت ہو تو تیسری دفعہ اسے قبر کے قبلے کی طرف رکھیں اور پہلو کی طرف سے قبر میں اتار دیں اور قبر میں اتارتے وقت ایک کپڑا قبر کے اوپر تان لیں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ بڑے آرام کے ساتھ تابوت سے نکالیں اور قبر میں داخل کریں اور وہ دعائیں جنہیں پڑھنے کے لئے کہا گیا ہے دفن کرنے سے پہلے اور دفن

کرتے وقت پڑھیں اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس کے کفن کی گرہیں کھول دیں اور اس کا رخسار زمین پر رکھ دیں اور اس کے سر کے نیچے مٹی کا تکیہ بنادیں اور اس کی پیٹھ کے پیچھے کچی اینٹیں یا ڈھیلے رکھ دیں تاکہ میت چت نہ ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ قبر بند کریں دایاں ہاتھ میت کے دائیں کندھے پر ماریں اور بایاں ہاتھ زور سے میت کے بائیں کندھے پر رکھیں اور منہ اس کے کان کے قریب لے جائیں اور اسے زور سے حرکت دیں اور تین دفعہ کہیں اَسمَع اِفھَم یَافُلاَنَ ابنَ فُلاَنٍ۔ اور فلان ابن فلان کی جگہ میت کا اور اسکے باپ کا نام لیں۔ مثلاً اگر اس کا اپنا نام موسی اور اس کے باپ کو نام عمران ہو تو تین دفعہ کہیں: اِسمَع اِفھَم یَامُوسٰی بنَ عَمرَانَ اس کے بعد کہیں: ھَل اَنتَ عَلَی العَھدِ الَّذِی فَارَقتَنَا عَلَیہِ مِن شَھَادَۃِ اَن لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ وَحدَہُ لَاشَرِیکَ لَہُ وَاَنَّ مُحَمَّداً صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہ عَبدُہُ وَرَسُولُہُ وَسَیِّدُ النَّبِیِّینَ وَخَاتَمُ المُرسَلِینَ وَاَنَّ عَلِیّاً اَمِیرُ المُؤمِنِینَ وَسَیِّدُ الوَصِیِّینَ وَاِمَامٌ اِفتَرَضَ اللہُ طَاعَتَہُ عَلَی العٰلَمِینَ وَاَنَّ الحَسَنَ وَالحُسَینَ وَعَلِیَّ بنَ الحُسَینِ وَمُحَمَّدَ بنَ عَلِیٍّ وَّ جَعفَرَ بنَ مُحَمَّدٍ وَّ مُوسَی بنَ جَعفَرٍ وَّ عَلِیَّ بنَ مُوسٰی وَمُحَمَّدَ بنَ عَلِیٍّ وَّ عَلِیَّ بنَ مُحَمَّدٍ وَالحَسَنَ بنَ عَلِیٍّ وَّالقَائِمَ الحُجَّۃَ۔ المَھدِیَّ صَلَوَاتُ اللہِ عَلَیھِم اَئِمَّۃُ المُؤمِنِینَ وَحُجَجُ اللہِ عَلَی الخَلقِ اَجمَعِینَ وَاَئِمَّتَکَ اَئِمَّۃُ ھُدًی اَبرَارٌ یَافُلاَنَ ابنَ فُلاَنٍ اور فلان ابن فلان کی بجائے میت کا اور اس کے باپ کا نام لے اور پھر کہے: اِذَا اَتَاکَ المَلَکَانِ المُقَرَّبَانِ رَسُولَینِ مِن عِندِ اللہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَسَاَلاَکَ عَن رَّبِّکَ وَعَن نَّبِیِّکَ وَعَن دِینِکَ وَعَن کِتَابِکَ وَعَن قِبلَتِکَ وَعَن اَئِمَّتِکَ فَلاَ تَخَف وَلاَ تَحزَن وَقُل فِی جَوَابِھِمَا اللہُ رَبِّی وَمُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ نَبِیِّی وَالاِسلاَمُ دِینِی وَالقُراٰنُ کِتَابِی وَالکَعبَۃُ قِبلَتِی وَاَمِیرُ المُؤمِنِینَ عَلِیُّ بنُ اَبِی طَالِبٍ اِمَامِی وَالحَسَنُ بنُ عَلِیٍّ المُجتَبٰی اَمَامِی وَالحُسَینُ بنُ عَلِیٍّ الشَّھِیدُ بِکَربَلاَءَ اِمَامِی وَعَلِیٌّ زَینُ العَابِدِینَ اِمَامِی وَمُحَمَّدٌ البَاقِرُ اِمَامِی وَجَعفَرٌ الصَّادِقُ اِمَامِی وَمُوسَی الکَاظِمُ اِمَامِی وَعَلِیٌّ الرِّضَا اِمَامِی وَمُحَمَّدٌ الجَوَادُ اِمَامِی وَعَلِیٌّ الھَادِی اِمَامِی وَالحَسَنُ العَسکَرِیُّ اِمَامِی وَالحُجَّۃُ المُنتَظَرُ اِمَامِی ھٰؤُلاَءِ صَلَوَاتُ اللہِ عَلَیھِم اَجمَعِینَ اَئِمَّتِی وَسَادَتِی وَشُفَعَآئِی بِھِم اَتَوَلّٰی وَمِن اَعدَآئِھِم اَتَبَرَّاُ فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ ثُمَّ اعلَم یَافُلاَنٍ اور فلان بن فلان کی بجائے میت کا اور اس کے باپ کا نام لے اور پھر کہے: اَنَّ اللہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نِعمَ الرَّبُّ وَاَنَّ مُحَمَّداً صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ نِعمَ الرَّسُولُ وَاَنَّ عَلِیَّ بنَ اَبِی طَالِبٍ وَاَولاَدَہُ المَعصُومِینَ الاَئِمَّۃَ الاِثنَی عَشَرَ نِعمَ الاَئِمَّۃُ وَاَنَّ مَاجَآءَ بِہٖ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ حَقٌّ وَّاَنَّ المَوتَ حَقٌّ وَّسُؤَالَ مُنکَرٍ وَّ نَکِیرٍ فِی القَبرِ حَقٌّ وَّالبَعثَ حَقٌّ وَّالنُّشُورَ حَقٌّ وَّالصِّرَاطَ حَقٌّ وَّالمِیزَانَ حَقٌّ وَّتَطَایُرَ الکُتُبِ حَقٌّ وَّاَنَّ الجَنَّۃَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّارَیبَ فِیھَا وَاَنَّ اللہَ یَبعَثُ مَن فِی القُبُورِ۔ پھر کہے۔ "اَفَھِمتَ یَافُلاَنُ" اور فلان کی بجائے میت کا نام لے اور اس کے بعد کہے: ثَبَّتَکَ اللہُ بِالقَولِ الثَّابِتِ ھَدَاکَ اللہُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیمٍ عَرَّفَ اللہُ بَینَکَ وَبَینَ اَولِیَآئِکَ فِی مُستَقَرٍّ مِّن رَّحمَتِہٖ۔ اس کے بعد کہے۔ "اَللّٰھُمَّ جَافِ الاَرضَ عَن جَنبَیہِ وَاَصعِد بِرُوحِہٖ اِلَیکَ وَلَقِّہٖ مِنکَ بُرھَاناً اَللّٰھُمَّ عَفوَکَ عَفوَکَ"۔

۶۳۶۔ مستحب ہے کہ جو شخص میت کو قبر میں اتارے وہ باطہارت، برہنہ سر اور برہنہ پا ہو اور میت کی پائنتی کی طرف سے قبر سے باہر نکلے اور میت کے عزیز اقربا کے علاوہ جو لوگ موجود ہوں وہ ہاتھ کی پشت سے قبر پر مٹی ڈالیں اور اِنَّاللّٰہِ وَاِنَّااِلَیہِ رَاجِعُونَ پڑھیں۔ اگر میت عورت ہو تو اس کا محرم اسے قبر میں اتارے اور اگر محرم نہ ہو تو اس کے عزیز و اقربا اسے قبر میں اتاریں۔

۶۳۷۔ مستحب ہے کہ قبر مربع یا مستطیل بنائی جائے اور زمین سے تقریباً چار انگل بلند ہو اور اس پر کوئی (کتبہ یا) نشانی لگا دی جائے تا کہ پہچاننے میں غلطی نہ ہو اور قبر پر پانی چھڑ کا جائے اور پانی چھڑکنے کے بعد جو لوگ موجود ہوں وہ اپنی انگلیاں قبر کی مٹی میں گاڑ کر سات دفعہ سورہ قدر پڑھیں اور میت کے لئے مغفرت طلب کریں اور یہ دعا پڑھیں: اَللّٰھُمَّ جَافِ الاَرضَ عَن جَنبَیہِ وَاَصعِد اِلَیکَ رُوحَہُ وَلَقِّہِ مِنکَ رِضوَانًاوَّ اَسکِن قَبرَہ مِن رَّحمَتِکَ مَاتُغنِیہِ بِہٖ عَن رَّحمَۃِ مَن سِوَاکَ۔

۶۳۸۔ مستحب ہے کہ جو لوگ جنازے کی مشایعت کے لئے ہوں ان کے چلے جانے کے بعد میت کا ولی یا وہ شخص جسے ولی اجازت دے میت کو ان دعاوں کی تلقین کرے جو بتائی گئی ہیں۔

۶۳۹۔ دفن کے بعد مستحب ہے کہ میت کے پس ماندگان کو پرسا دیا جائے لیکن اگر اتنی مدت گزر چکی ہو کہ پُرسا دینے سے ان کا دکھ تازہ ہو جائے تو پرسانہ دینا بہتر ہے یہ بھی مستحب ہے کہ میت کے اہل خانہ کے لئے تین دن تک کھانا بھیجا جائے۔ ان کے پاس بیٹھ کر اور ان کے گھر میں کھانا کھانا مکروہ ہے۔

۶۴۰۔ مستحب ہے کہ انسان عزیز اقربا کی موت پر خصوصاً بیٹے کی موت پر صبر کرے اور جب بھی میت کی یاد آئے اِنَّاللّٰہِ وَاِنَّااِلَیہِ رَاجِعُونَ پڑھے اور میت کے لئے قرآن خوانی کرے اور ماں باپ کی قبروں پر جا کر اللہ تعالی سے اپنی حاجتیں طلب کرے اور قبر کو پختہ کر دے تا کہ جلدی ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔

۶۴۱۔ کسی کی موت پر بھی انسان کے لئے احتیاط کی بنا پر جائز نہیں کہ اپنا چہرہ اور بدن زخمی کرے اور اپنے بال نوچے لیکن سر اور چہرے کا پیٹنا بنابر اقوی جائز ہے۔

۶۴۲۔ باپ اور بھائی کے علاوہ کسی کی موت پر گریبان چاک کرنا احتیاط کی بنا پر جائز نہیں ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ باپ اور بھائی کی موت پر بھی گریبان چاک نہ کیا جائے۔

۶۴۳۔ اگر عورت میت کے سوگ میں اپنا چہرہ زخمی کرکے خون آلود کرلے یا بال نوچے تو احتیاط کی بنا پر وہ ایک غلام کو آزاد کرے یا دس فقیروں کو کھانا کھلائے یا انہیں کپڑے پہنائے اور اگر مرد اپنی بیوی یا فرزند کی موت پر اپنا گریبان یا لباس پھاڑے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۶۴۴۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ میت پر روتے وقت آواز بہت بلند نہ کی جائے۔

نماز وحشت

۶۴۵۔ مناسب ہے کہ میت کے دفن کے بعد پہلی رات کو اس کے لئے دو رکعت نماز وحشت پڑھی جائے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ الحمد کے بعد ایک دفعہ آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد کے بعد دس دفعہ سورہ قدر پڑھا جائے اور سلام نماز کے بعد کہا جائے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّابعَث ثَوَابَھَا اِلٰی قَبرِ فُلاَنٍ۔ اور لفظ فلاں کی بجائے میت کا نام لیا جائے۔

۶۴۶۔ نماز وحشت میت کے دفن کے بعد پہلی رات کو کسی وقت بھی پڑھی جاسکتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اول شب میں نماز عشا کے بعد پڑھی جائے۔

۶۴۷۔ اگر میت کو کسی دور کے شہر میں لے جانا مقصود ہو یا کسی اور وجہ سے اس کے دفن میں تاخیر ہو جائے تو نماز وحشت کو اس کے سابقہ طریقے کے مطابق دفن کی پہلی رات تک ملتوی کر دینا چاہیئے۔

نَبشِ قبر (قبر کا کھولنا)

۶۴۸۔ کسی مسلمان کا نبش قبر یعنی اس کی قبر کا کھولنا خواہ وہ بچہ یا دیوانہ ہی کیوں نہ ہو حرام ہے۔ہاں اگر اس کا بدن مٹی کے ساتھ مل کر مٹی ہو چکا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

۶۴۹۔ امام زادوں، شہیدوں، عالموں اور صالح لوگوں کی قبروں کو اجاڑنا خواہ انہیں فوت ہوئے سالہاسال گزر چکے ہوں اور ان کے بدن خاک ہو گئے ہوں، اگر ان کی بے حرمتی ہوتی ہو تو حرام ہے۔

۶۵۰۔ چند صورتیں ایسی ہیں جن میں قبر کا کھولنا حرام نہیں ہے:

۱۔ جب میت کو غصبی زمین میں دفن کیا گیا ہو اور زمین کا مالک اس کے وہاں رہنے پر راضی نہ ہو۔

۲۔ جب کفن یا کوئی اور چیز جو میت کے ساتھ دفن کی گئی ہو غصبی ہو اور اس کا مالک اس بات پر رضامند نہ ہو کہ وہ قبر میں رہے اور اگر خود میت کے مال میں سے کوئی چیز جو اس کے وارثوں کو ملی ہو اس کے ساتھ دفن ہو گئی ہو اور اس کے وارث اس بات پر راضی نہ ہوں کہ وہ چیز قبر میں رہے تو اس کی بھی یہی صورت ہے البتہ اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ دعا یا قرآن مجید یا انگوٹھی اس کے ساتھ دفن کی جائے اور اس کی وصیت پر عمل کیا گیا ہو تو ان چیزوں کو نکالنے کے لئے قبر کو نہیں کھولا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ان بعض صورتوں میں بھی جب زمین یا کفن میں سے کوئی ایک چیز غصبی ہو یا کوئی اور غصبی چیز میت کے ساتھ دفن ہو گئی ہو تو قبر کو نہیں کھولا جاسکتا۔ لیکن یہاں ان تمام صورتوں کی تفصیل بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

۳۔ جب قبر کا کھولنا میت کی بے حرمتی کا موجب نہ ہو اور میت کو بغیر غسل دیئے یا بغیر کفن پہنائے دفن کیا گیا ہو یا پتہ چلے کہ میت کا غسل باطل تھا یا اسے شرعی احکام کے مطابق کفن نہیں دیا گیا تھا یا قبر میں قبلے کے رخ پر نہیں لٹایا گیا تھا۔

۴۔ جب کوئی ایسا حق ثابت کرنے کے لئے جو نبش قبر سے اہم ہو میت کا بدن دیکھنا ضروری ہو۔

۵۔ جب میت کو ایسی جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں اس کی بے حُرمتی ہوتی ہو مثلاً اسے کافروں کے قبرستان میں یا اس جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں غلاظت اور کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہو۔

۶۔ جب کسی ایسے شرعی مقصد کے لئے قبر کھولی جائے۔ جس کی اہمیت قبر کھولنے سے زیادہ ہو مثلاً کسی زندہ بچے حاملہ عورت کے پیٹ سے نکالنا مطلوب ہو جسے دفن کر دیا گیا ہو۔

۷۔ جب یہ خوف ہو کہ درندہ میت کو چیر پھاڑ ڈالے گا یا سیلاب اسے بہالے جائے گا یا دشمن اسے نکال لے گا۔

۸۔ میت نے وصیت کی ہو کہ اسے دفن کرنے سے پہلے مقدس مقامات کی طرف منتقل کیا جائے اور لے جاتے وقت اس کی بے حرمتی بھی نہ ہوتی ہو لیکن جان بوجھ کر یا بھولے سے کسی دوسری جگہ دفنا دیا گیا ہو تو بے حرمتی نہ ہونے کی صورت میں قبر کھول کر اسے مقدس مقامات کی طرف لے جاسکتے ہیں۔

مستحب غسل

۶۵۱۔ اسلام کی مقدس شریعت میں بہت سے غسل مستحب ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

۱۔ غسل جمعہ۔ اس کا وقت صبح کی اذان کے بعد سے سورج غروب ہونے تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر کے قریب بجالایا جائے (اور اگر کوئی شخص اسے ظہر تک انجام نہ دے تو بہتر ہے کہ ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر غروب آفتاب تک بجالائے) اور اگر جمعہ کے دن غسل نہ کرے تو مستحب ہے کہ ہفتے کے دن صبح سے غروب آفتاب تک اس کی قضا بجالائے۔ اور جو شخص جانتا ہو کہ اسے جمعہ کے دن پانی میسر نہ ہو گا تو وہ رجاء جمعرات کے دن غسل انجام دے سکتا ہے اور مستحب ہے کہ انسان غسل جمعہ کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔ "اَشْھَدُ اَن لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحدَہٗ لاَ شَرِیکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجعَلنِی مِنَ التَّوَّابِینَ وَاجعَلنِی مِنَ المُتَطَھِّرِینَ"۔

۲ تا ۷۔ ماہ رمضان کی پہلی اور سترھویں رات اور انیسویں، اکیسویں اور تیئیسویں راتوں کے پہلے حصے کا غسل اور چوبیسویں رات کا غسل۔

۸۔۹۔ عید الفطر اور عید قربان کے دن کا غسل۔ اس کا وقت صبح کی اذان سے سورج غروب ہونے تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز سے پہلے کر لیا جائے۔

۱۰۔۱۱۔ ماہ ذی الحجہ کے آٹھویں اور نویں دن کا غسل اور بہتر یہ ہے کہ نویں دن کا غسل ظہر کے نزدیک کیا جائے۔

۱۲۔ اس شخص کا غسل جس نے اپنے بدن کا کوئی حصہ ایسی میت کے بدن سے مس کیا ہو جسے غسل دیا گیا ہو۔

۱۳۔ احرام کا غسل۔

۱۴۔ حرم مکہ میں داخل ہونے کا غسل۔

۱۵۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا غسل۔

۱۶۔ خانہ کعبہ کی زیارت کا غسل۔

۱۷۔ کعبہ میں داخل ہونے کا غسل۔

۱۸۔ ذبح اور نحر کے لئے غسل۔

۱۹۔ بال مونڈنے کے لئے غسل۔

۲۰۔ حرم مدینہ میں داخل ہونے کا غسل۔

۲۱۔ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا غسل۔

۲۲۔ مسجد نبوی میں داخل ہونے کا غسل۔

۲۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر سے وداع ہونے کا غسل۔

۲۴۔ دشمن کے ساتھ مباہلہ کرنے کا غسل۔

۲۵۔ نوزائدہ بچے کو غسل دینا۔

۲۶۔ استخارہ کرنے کا غسل

۲۷۔ طلب باران کا غسل

۶۵۲۔ فقہاء نے مستحب غسلوں کے باب میں بہت سے غسلوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے چند یہ ہیں ا۔ ماہ رمضان المبارک کی تمام طاق راتوں کا غسل اور اس کی آخری دہائی کی تمام راتوں کا غسل اور اس کی تیسویں رات کے آخری حصے میں دوسرا غسل۔

۲۔ ماہ ذی الحجہ کے چوبیسویں دن کا غسل۔

۳۔ عید نوروز کے دن اور پندرہویں شعبان اور نویں اور سترہویں ربیع الاول اور ذی القعدہ کے پچیسویں دن کا غسل۔

۴۔ اس عورت کا غسل جس نے اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے خوشبو استعمال کی ہو۔

۵۔اس شخص کا غسل جو مستی کی حالت میں سو گیا ہو۔

۶۔اس شخص کا غسل جو کسی سولی چڑھے ہوئے انسان کو دیکھنے گیا ہو اور اسے دیکھا بھی ہو لیکن اگر اتفاقاً یا مجبوری کی حالت میں نظر گئی ہو یا مثال کے طور پر اگر شہادت دینے گیا ہو تو غسل مستحب نہیں ہے۔

۷۔دور یا نزدیک سے معصومین علیہم السلام کی زیارت کے لئے غسل۔ لیکن احوط یہ ہے کہ یہ تمام غسل رجاء کی نیت سے بجالائے جائیں۔

۶۵۳۔ان مستحب غسلوں کے ساتھ جن کا ذکر مسئلہ ۶۵۱ میں کیا گیا ہے انسان ایسے کام مثلاً نماز انجام دے سکتا ہے جن کے لئے وضو لازم ہے (یعنی وضو کرنا ضروری نہیں ہے) لیکن جو غسل بطور رجاء کیے جائیں وہ وضو کے لئے کفایت نہیں کرتے (یعنی ساتھ ساتھ وضو کرنا بھی ضروری ہے)۔

۶۵۴۔اگر کئی مستحب غسل کسی شخص کے ذمے ہوں اور وہ سب کی نیت کر کے ایک غسل کر لے تو کافی ہے۔

تیمم

سات صورتوں میں وضو اور غسل کے بجائے تیمم کرنا چاہئے:

تیمم کی پہلی صورت

وضو یا غسل کے لئے ضروری مقدار میں پانی مہیا کرنا ممکن نہ ہو۔

۶۵۵۔اگر انسان آبادی میں ہو تو ضروری ہے کہ وضو اور غسل کے لئے پانی مہیا کرنے کے لئے اتنی جستجو کرے کہ بالآخر اس کے ملنے سے ناامید ہو جائے اور اگر بیابان میں ہو تو ضروری ہے کہ راستوں میں یا اپنے ٹھہرنے کی جگہوں میں یا اس کے آس پاس والی جگہوں میں پانی تلاش کرے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ وہاں کی زمین ناہموار ہو یا درختوں کی کثرت کی وجہ سے راہ چلنا دشوار ہو تو چاروں اطراف میں سے ہر طرف پرانے زمانے میں کمان کے چلے پر چڑھا کر پھینکے جانے والے تیر کی اپرواز کے فاصلے کے برابر پانی کی تلاش میں جائے۔ ورنہ ہر طرف اندازاً دو بار پھینکے جانے والے تیر کے فاصلے کے برابر جستجو کرے۔

۶۵۶۔ اگر چار اطراف میں سے بعض ہموار اور بعض ناہموار ہوں تو جو طرف ہموار ہو اس میں دو تیروں کی پرواز کے برابر اور جو طرف ناہموار ہو اس میں ایک تیر کی پرواز برابر پانی تلاش کرے۔

۶۵۷۔ جس طرف پانی کے نہ ہونے کا یقین ہو اس طرف تلاش کرنا ضروری نہیں۔

۶۵۸۔ اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ نہ ہو اور پانی حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس وقت ہو اور اسے یقین یا اطمینان ہو کہ جس فاصلے تک اس کے لئے پانی تلاش کرنا ضروری ہے اس سے دور پانی موجود ہے تو اسے چاہئے کہ پانی حاصل کرنے کے لئے وہاں جائے لیکن اگر وہاں جانا مشقت کا باعث ہو یا پانی بہت زیادہ دور ہو کہ لوگ یہ کہیں کہ اس کے پاس پانی نہیں ہے تو وہاں جانا لازم نہیں ہے اور اگر پانی موجود ہونے کا گمان ہو تو پھر بھی وہاں جانا ضروری نہیں ہے۔

۶۵۹۔ یہ ضروری نہیں کہ انسان خود پانی کی تلاش میں جائے بلکہ وہ کسی اور ایسے شخص کو بھیج سکتا ہے جس کے کہنے پر اسے اطمینان ہو اور اس صورت میں اگر ایک شخص کئی اشخاص کی طرف سے جائے تو کافی ہے۔

۶۶۰۔ اگر اس بات کا احتمال ہو کہ کسی شخص کے لئے اپنے سفر کے سامان میں یا پڑاوڈالنے کی جگہ پر یا قافلے میں پانی موجود ہے تو ضروری ہے کہ اس قدر جستجو کرے کہ اسے پانی کے نہ ہونے کا اطمینان ہو جائے یا اس کے حصول سے ناامید ہو جائے۔

۶۶۱۔ اگر ایک شخص نماز کے وقت سے پہلے پانی تلاش کرے اور حاصل نہ کر پائے اور نماز کے وقت تک وہیں رہے تو اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

۶۶۲۔ اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد تلاش کرے اور پانی حاصل نہ کر پائے اور بعد والی نماز کے وقت تک اسی جگہ رہے تو اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

۶۶۳۔ اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ ہو یا اسے چور ڈاکو اور درندے کا خوف ہو یا پانی کی تلاش اتنی کٹھن ہو کہ وہ اس صعوبت کو برداشت نہ کر سکے تو تلاش ضروری نہیں۔

۱۔ مجلسی اول قدس سرہ نے مَن لَایَحضُرُہُ الفَقِیہ کی شرح میں تیر کے پرواز کی مقدار دوسو قدم معین فرمائی ہے۔

۶۶۴۔ اگر کوئی شخص پانی تلاش نہ کرے حتی کہ نماز کا وقت تنگ ہو جائے اور پانی تلاش کرنے کی صورت میں پانی میں مل سکتا تھا تو وہ گناہ کا مرتکب ہوا لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے۔

۶۶۵۔ اگر کوئی شخص اس یقین کی بنا پر کہ اسے پانی نہیں مل سکتا پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اگر تلاش کرتا تو پانی مل سکتا تھا تو احتیاط لازم کی بنا پر وضو کر کے نماز کو دوبارہ پڑھے۔

۶۶۶۔ اگر کسی شخص کو تلاش کرنے پر پانی نہ ملے اور ملنے سے مایوس ہو کر تیمم کے ساتھ نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ جہاں اس نے تلاش کیا تھا وہاں پانی موجود تھا اور اس کی نماز صحیح ہے۔

۶۶۷۔ جس شخص کو یقین ہو کہ نماز کا وقت تنگ ہے اگر وہ پانی تلاش کئے بغیر تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور نماز پڑھنے کے بعد اور وقت گزرنے سے پہلے اسے پتہ چلے کہ پانی تلاش کرنے کے لئے اس کے پاس وقت تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

۶۶۸۔ اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کسی شخص کو وضو باقی ہو اور اسے معلوم ہو کہ اگر اس نے اپنا وضو باطل کر دیا تو وہ دوبارہ وضو کرنے کے لئے پانی نہیں ملے گا یا وہ وضو نہیں کر پائے گا تو اس صورت میں اگر وہ اپنا وضو برقرار رکھ سکتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیئے کہ اسے باطل نہ کرے لیکن ایسا شخص یہ جانتے ہوئے بھی کہ غسل نہ کر پائے گا اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے۔

۶۶۹۔ اگر کوئی شخس نماز کے وقت سے پہلے باوضو ہو اور اسے معلوم ہو کہ اگر اس نے اپنا وضو باطل کر دیا تو دوبارہ وضو کرنے کے لئے پانی مہیا کرنا اس کے لئے ممکن نہ ہو گا تو اس صورت میں اگر وہ اپنا وضو برقرار رکھ سکتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے باطل نہ کرے۔

۶۷۰۔ جب کسی کے پاس فقط وضو یا غسل کے لئے پانی ہو اور وہ جانتا ہو کہ اسے گرا دینے کی صورت میں مزید پانی نہیں مل سکے گا تو اگر نماز کا وقت داخل ہو گیا ہو تو اس پانی کا گرانا حرام ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کے وقت سے پہلے بھی نہ گرائے۔

۶۷۱۔ اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ اس پانی نہ مل سکے گا، نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد اپنا وضو باطل کر دے یا جو پانی اس کے پاس ہو اسے گرا دے تو اگرچہ اس نے (حکم مسئلہ کے) برعکس کام کیا ہے، تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہوگی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

تیمم کی دوسری صورت

۶۷۲۔ اگر کوئی شخص بڑھاپے یا کمزوری کی وجہ سے یا چور ڈاکو اور جانور وغیرہ کے خوف سے یا کنویں سے پانی نکالنے کے وسائل میسر نہ ہونے کی وجہ سے پانی حاصل نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے۔ اور اگر پانی مہیا کرنے یا اسے استعمال کرنے میں اسے اتنی تکلیف اٹھانی پڑے جو ناقابل برداشت ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔ لیکن آخری صورت میں اگر تیمم نہ کرے اور وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہوگا۔

۶۷۳۔ اگر کنویں سے پانی نکالنے کے لئے ڈول اور رسی وغیرہ ضروری ہوں اور متعلقہ شخص مجبور ہو کہ اس انہیں خریدے یا کرایہ پر حاصل کرے تو خواہ ان کی قیمت عام بھاو سے کئی گنا زیادہ ہی کیوں نہ ہو اسے چاہئے کہ انہیں حاصل کرے۔ اور اگر پانی اپنی اصلی قیمت سے مہنگا بیچا جا رہا ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر ان چیزوں کے حصول پر اتنا خرچ اٹھتا ہو کہ اس کے جیب اجازت نہ دیتی ہو تو پھر ان چیزوں کا مہیا کرنا واجب نہیں ہے۔

۶۷۴۔ اگر کوئی شخص مجبور ہو کہ پانی مہیا کرنے کے لئے قرض لے تو قرض لینا ضروری ہے لیکن جس شخص کو علم ہو یا گمان ہو کہ وہ اپنے قرضے کی ادائیگی نہیں کر سکتا اس کے لئے قرض لینا واجب نہیں ہے۔

۶۷۵۔ اگر کنواں کھودنے میں کوئی مشقت نہ ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ پانی مہیا کرنے کے لئے کنواں کھودے۔

۶۷۶۔ اگر کوئی شخص بغیر احسان رکھے کچھ پانی دے تو اسے قبول کر لینا چاہئے۔

تیمم کی تیسری صورت

۶۷۷۔ اگر کسی شخص کو پانی استعمال کرنے سے اپنی جان پر بن جانے یا بدن میں کوئی عیب یا مرض پیدا ہونے یا موجودہ مرض کے طولانی یا شدید ہو جانے یا علاج معالجہ میں دشواری پیدا ہونے کا خوف ہو تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے۔ لیکن اگر

پانی کے ضرر کو کسی طریقے سے دور کر سکتا ہو مثلاً یہ کہ پانی کو گرم کرنے سے ضرور دور ہو سکتا ہو تو پانی گرم کر کے وضو کرے اور اگر غسل کرنا ضروری ہو تو غسل کرے۔

۶۷۸۔ ضروری نہیں کہ کسی شخص کو یقین ہو کہ پانی اس کے لئے مضر ہے بلکہ اگر ضرر کا احتمال ہو اور یہ احتمال عام لوگوں کی نظروں میں معقول ہو اور اس احتمال سے اسے خوف لاحق ہو جائے تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

۶۷۹۔ اگر کوئی شخص درد چشم میں مبتلا ہو اور پانی اس کے لئے مضر ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔

۶۸۰۔ اگر کوئی شخص ضرر کے یقین یا خوف کی وجہ سے تیمم کرے اور اسے نماز سے پہلے اس بات کا پتہ چل جائے کہ پانی اس کے لئے نقصان دہ نہیں تو اس کا تیمم باطل ہے اور اگر اس بات کا پتہ نماز کے بعد چلے تو وضو یا غسل کر کے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔

۶۸۱۔ اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ پانی اس کے لئے مضر نہیں ہے اور غسل یا وضو کر لے، بعد میں اسے پتہ چلے کہ پانی اس کے لئے مضر تھا تو اس کا وضو اور غسل دونوں باطل ہیں۔

تیمم کی چوتھی صورت

۶۸۲۔ اگر کسی شخص کو یہ خوف ہو کہ پانی سے وضو یا غسل کر لینے کے بعد وہ پیاس کی وجہ سے بے تاب ہو جائے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے اور اس وجہ سے تیمم کے جائز ہونے کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ اگر پانی وضو یا غسل کرنے میں صرف کر دے تو وہ خود فوری طور پر یا بعد میں ایسی پیاس لگے گی جو اس کی ہلاکت یا علالت کا موجب ہو گی یا جس کا برداشت کرنا اس کے لئے سخت تکلیف کا باعث ہو گا۔

۲۔ اسے خوف ہو کہ جن لوگوں کی حفاظت کرنا اس پر واجب ہے وہ کہیں پیاس سے ہلاک یا بیمار نہ ہو جائیں۔

۳۔ اپنے علاوہ کسی دوسرے کی خاطر خواہ اور انسان ہو یا حیوان، ڈرتا ہو اور اس کی ہلاکت یا بیماری یا بیتابی اسے گراں گزرتی ہو خواہ محترم نفوس میں سے ہو یا غیر محترم نفوس میں سے ہو ان تین صورتوں کے علاوہ کسی صورت میں پانی ہوتے ہوئے تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔

۶۸۳۔ اگر کسی شخص کے پاس اس پاک پانی کے علاوہ جو وضو یا غسل کے لئے ہو اتنا نجس پانی بھی ہو جتنا اسے پینے کے لئے درکار ہے تو ضروری ہے کہ پاک پانی پینے کے لئے رکھ لے اور تیمم کر کے نماز پڑھے لیکن اگر پانی اس کے ساتھیوں کے پینے کے لئے درکار ہو تو کہ وہ پاک پانی سے وضو یا غسل کر سکتا ہے خواہ اس کے ساتھی پیاس بجھانے کے لئے نجس پانی پینے پر ہی مجبور کیوں نہ ہوں بلکہ اگر وہ لوگ اس پانی کے نجس ہونے کے بارے میں نہ جانتے ہوں یا یہ کہ نجاست سے پرہیز نہ کرتے ہوں تو لازم ہے کہ پاک پانی کو وضو یا غسل کے لئے صرف کرے اور اسی طرح پانی اپنے کسی جانور یا نابالغ بچے کو پلانا چاہے تب بھی ضروری ہے کہ انہیں وہ نجس پانی پلائے اور پاک پانی سے وضو یا غسل کرے۔

تیمم کی پانچویں صورت

۶۸۴۔ اگر کسی شخص کا بدن یا لباس نجس ہو اور اس کے پاس اتنی مقدار میں پانی ہو کہ اس سے وضو یا غسل کر لے تو بدن یا لباس دھونے کے لئے پانی نہ بچتا ہو تو ضروری ہے کہ بدن یا لباس دھوئے اور تیمم کر کے نماز پڑھے لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس پر تیمم کرے تو ضروری ہے کہ پانی وضو یا غسل کے لئے استعمال کرے اور نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

تیمم کی چھٹی صورت

۶۸۵۔ اگر کسی شخص کے پاس سوائے ایسے پانی یا برتن کے جس کا استعمال کرنا حرام ہے کوئی اور پانی یا برتن نہ ہو مثلاً جو پانی یا برتن اس کے پاس ہو وہ غصبی ہو اور اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی پانی یا برتن نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وضو اور غسل کے بجائے تیمم کرے۔

تیمم کی ساتویں صورت

۶۸۶۔ جب وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر ایک شخص وضو یا غسل کرے تو ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھا جا سکے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔

۶۸۷۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں اتنی تاخیر کرے کہ وضو یا غسل کا وقت باقی نہ رہے تو گو وہ گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

۶۸۸۔ اگر کسی کو شک ہو کہ وہ وضو یا غسل کرے تو نماز کا وقت باقی رہے گا یا نہیں تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔

۶۸۹۔ اگر کسی شخص نے وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمم کیا ہو اور نماز کے بعد وضو کر سکنے کے باوجود نہ کیا ہو حتی کہ جو پانی اس کے پاس تھا وہ ضائع ہو گیا ہو تو اس صورت میں کہ اس کا فریضہ تیمم ہو ضروری ہے کہ آئندہ نمازوں کے لئے دوبارہ تیمم کرے خواہ وہ تیمم جو اس نے کیا تھا نہ ٹوٹا ہو۔

۶۹۰۔ اگر کسی شخص کے پاس پانی ہو لیکن وقت کی تنگی کے باعث تیمم کر کے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران جو پانی اس کے پاس تھا وہ ضائع ہو جائے اور اگر اس کا فریضہ تیمم ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بعد کی نمازوں کے لئے دوبارہ تیمم کرے۔

۶۹۱۔ اگر کسی شخص کے پاس اتنا وقت ہو کہ وضو یا غسل کر سکے اور نماز کو اس کے مستحب افعال مثلاً اقامت اور قنوت کے بغیر پڑھ لے تو ضروری ہے کہ غسل یا وضو کر لے اور اس کے مستحب افعال کے بغیر نماز پڑھے بلکہ اگر سورہ پڑھنے جتنا وقت بھی نہ بچتا ہو تو ضروری ہے کہ غسل یا وضو کرے اور بغیر سورہ کے نماز پڑھے۔

وہ چیزیں جن پر تیمم کرنا صحیح ہے

۶۹۲۔ مٹی، ریت، ڈھیلے اور روڑی یا پتھر پر تیمم کرنا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر مٹی میسر ہو تو کسی دوسری چیز پر تیمم نہ کیا جائے۔ اور اگر متی نہ ہو تو ریت یا ڈھیلے پر اور اگر ریت اور ڈھیلا بھی نہ ہوں تو پھر روڑی یا پتھر پر تیمم کیا جائے۔

۶۹۳۔ جپسم اور چونے کے پتھر پر تیمم کرنا صحیح ہے نیز اس گرد و غبار پر جو قالین، کپڑے اور ان جیسی دوسری چیزوں پر جمع ہو جاتا ہے اگر عرف عام میں اسے نرم مٹی شمار کیا جاتا ہو تو اس پر تیمم صحیح ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں اس پر تیمم نہ کرے۔ اسی طرح احتیاط مستحب کی بنا پر اختیار کی حالت میں پکے جپسم اور چونے پر اور پکی ہوئی اینٹ اور دوسرے معدنی پتھر مثلاً عقیق وغیرہ پر تیمم نہ کرے۔

۶۹۴۔ اگر کسی شخص کو مٹی، ریت، ڈھیلے یا پتھر نہ مل سکیں تو ضروری ہے کہ تر مٹی پر تیمم کرے اور اگر تر مٹی نہ ملے تو ضروری ہے کہ قالین، دری یا لباس اور ان جیسی دوسری چیزوں کے اندر یا اوپر موجود اس مختصر سے گرد و غبار سے جو

عرف میں مٹی شمار نہ ہوتا ہو تیمم کرے اور اگر ان میں سے کوئی چیز بھی دستیاب نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم کے بغیر نماز پڑھے لیکن واجب ہے کہ بعد میں اس نماز کی قضا پڑھے۔

۶۹۵۔ اگر کوئی شخص قالین، دری اور ان جیسی دوسری چیزوں کو جھاڑ کر مٹی مہیا کر سکتا ہے تو اس کا گرد آلود چیز پر تیمم کرنا باطل ہے اور اسی طرح اگر تر مٹی کو خشک کرے کے اس سے سوکھی مٹی حاصل کر سکتا ہے تو تر مٹی پر تیمم کرنا باطل ہے۔

۶۹۶۔ جس شخص کے پاس پانی نہ ہو لیکن برف ہو اور اسے پگھلا سکتا ہو تو اسے پگھلا کر پانی بنانا اور اس سے وضو یا غسل کرنا ضروری ہے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہ ہو۔ جس پر تیمم کرنا صحیح ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے وقت میں نماز کو قضا کرے اور بہتر یہ ہے کہ برف سے وضو یا غسل کے اعضا کو تر کرے اور اگر ایسا کرنا بھی ممکن نہ ہو تو برف پر تیمم کرلے اور وقت پر بھی نماز پڑھے۔

۶۹۷۔ اگر مٹی اور ریت کے ساتھ سوکھی گھاس کی طرح کی کوئی چیز (مثلاً بیج، پھلیاں) ملی ہوئی ہو جس پر تیمم کرنا باطل ہو تو متعلقہ شخص اس پر تیمم نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر وہ چیز اتنی کم ہو کہ اسے مٹی یا ریت میں نہ ہونے کے برابر سمجھا جاسکے تو اس مٹی اور ریت پر تیمم صحیح ہے۔

۶۹۸۔ اگر ایک شخص کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر تیمم کیا جاسکے اور اس کا خریدنا یا کسی اور طرح حاصل کرنا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ اس طرح مہیا کرلے۔

۶۹۹۔ مٹی کی دیوار پر تیمم کرنا صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ خشک زمین یا خشک مٹی کے ہوتے ہوئے تر زمین یا تر مٹی پر تیمم نہ کیا جائے۔

۷۰۰۔ جس چیز پر انسان تیمم کرے اس کا پاک ہونا ضروری ہے اور اگر اس کے پاس کوئی ایسی پاک چیز نہ ہو جس پر تیمم کرنا صحیح ہو تو اس پر نماز واجب نہیں لیکن ضروری ہے کہ اس کی قضا بجالائے اور بہتر یہ ہے کہ وقت میں بھی نماز پڑھے۔

۷۰۱۔ اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ ایک چیز پر تیمم کرنا صحیح ہے اور اس پر تیمم کرلے بعد ازاں اسے پتہ چلے کہ اس چیز پر تیمم کرنا باطل تھا تو ضروری ہے کہ جو نمازیں اس تیمم کے ساتھ پڑھی ہیں وہ دوبارہ پڑھے۔

۷۰۲۔ جس چیز پر کوئی شخص تیمم کرے ضروری ہے کہ وہ غصبی نہ ہو پس اگر وہ غصبی مٹی پر تیمم کرے تو اس کا تیمم باطل ہے۔

۷۰۳۔ غصب کی ہوئی فضا میں تیمم کرنا باطل نہیں ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص اپنی زمین میں اپنے ہاتھ مٹی پر مارے اور پھر بلا اجازت دوسرے کی زمین میں داخل ہو جائے اور ہاتھوں کو پیشانی پر پھیرے تو اس کا تیمم صحیح ہو گا اگرچہ وہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔

۷۰۴۔ اگر کوئی شخص بھولے سے کر یا غفلت سے غصبی چیز تیمم صحیح ہے لیکن اگر وہ خود کوئی چیز غصب کرے اور پھر بھول جائے کہ غصب کی ہے تو اس چیز پر تیمم کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

۷۰۵۔ اگر کوئی شخص غصبی جگہ میں محبوس ہو اور اس جگہ کا پانی اور مٹی دونوں غصبی ہوں تو ضروری ہے کہ تیمم کرکے نماز پڑھے۔

۷۰۶۔ جس چیز پر تیمم کیا جائے احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اس پر گرد وغبار موجود ہو جو کہ ہاتھوں پر لگ جائے اور اس پر ہاتھ مارنے کے بعد ضروری ہے کہ اتنے زور سے ہاتھوں کو نہ جھاڑے کہ ساری گرد گر جائے۔

۷۰۷۔ گڑھے والی زمین، راستے کی مٹی اور ایسی شور زمین پر جس پر نمک کی تہہ نہ جمی ہو تیمم کرنا مکروہ ہے اور اگر اس پر نمک کی تہہ جم گئی ہو تو تیمم باطل ہے۔

وضو یا غسل کے بدلے تیمم کرنے کا طریقہ

۷۰۸۔ وضو یا غسل کے بدلے کئے جانے والے تیمم میں چار چیزیں واجب ہیں:

۱۔ نیت۔

۲۔ دونوں ہتھیلیوں کو ایک ساتھ ایسی چیز پر مارنا یار کھنا جس پر تیمم کرنا صحیح ہو۔ اور احتیاط لازم کی بنا پر دونوں ہاتھ ایک ساتھ زمین پر مارنے یار کھنے چاہئیں۔

۳۔ پوری پیشانی پر دونوں ہتھیلیوں کو پھیرنا اور اسی طرح احتیاط لازم کی بنا پر اس مقام سے جہاں سر کے بال اگتے ہیں بھنووں اور ناک کے اوپر تک پیشانی کے دونوں طرف دونوں ہتھیلیوں کو پھیرنا، اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ہاتھ بھنووں پر بھی پھیرے جائیں۔

۴۔ بائیں ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی تمام پشت پر اور اس کے بعد دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی تمام پشت پر پھیرنا۔

۷۰۹۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم خواہ وضو کے بدلے ہو یا غسل کے بدلے اسے ترتیب سے کیا جائے یعنی یہ کہ ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مارے جائیں اور پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے جائیں اور پھر ایک دفعہ زمین پر مارے جائیں اور ہاتھوں کی پشت کا مسح کیا جائے۔

تیمم کے احکام

۷۱۰۔ اگر ایک شخص پیشانی یا ہاتھوں کی پشت کے ذرا سے حصے کا بھی مسح نہ کرے تو اس کا تیمم باطل ہے قطع نظر اس سے کہ اس نے عمداً مسح نہ کیا ہو یا مسئلہ بھول گیا ہو لیکن بال کی کھال نکالنے کی ضرورت بھی نہیں۔ اگر یہ کہا جا سکے کہ تمام پیشانی اور ہاتھوں کا مسح ہو گیا ہے تو اتنا ہی کافی ہے۔

۷۱۱۔ اگر کسی شخص کو یقین نہ ہو کہ ہاتھ کی تمام پشت پر مسح کر لیا ہے تو یقین حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کلائی سے کچھ اوپر والے حصے کا بھی مسح کرے لیکن انگلیوں کے درمیان مسح کرنا ضروری نہیں ہے۔

۷۱۲۔ تیمم کرنے والے کو پیشانی اور ہاتھوں کی پشت کا مسح احتیاط کی بنا پر اوپر سے نیچے کی جانب کرنا ضروری ہے اور یہ افعال ایک دوسرے سے متصل ہونے چاہئیں اور اگر ان افعال کے درمیان اتنا فاصلہ دے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تیمم کر رہا ہے تو تیمم باطل ہے۔

۷۱۳۔ نیت کرتے وقت لازم نہیں کہ اس بات کا تعین کرے کہ اس کا تیمم غسل کے بدلے ہے یا وضو کے بدلے لیکن جہاں دو تیمم انجام دینا ضروری ہوں تو لازم ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو معین کرے اور اگر اس پر ایک تیمم واجب ہو

اور نیت کرے کہ میں اس وقت اپنا وظیفہ انجام دے رہا ہوں تو اگر چہ وہ معین کرنے میں غلطی کرے (کہ یہ تیمم غسل کے بدلے ہے یا وضو کے بدلے) اس کا تیمم صحیح ہے۔

۷۱۴۔ احتیاط مستحب کہ بنا پر تیمم میں پیشانی، ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور ہاتھوں کی پشت جہاں تک ممکن ہو ضروری ہے کہ پاک ہوں۔

۷۱۵۔ انسان کو چاہئے کہ ہاتھ پر مسح کرتے وقت انگوٹھی اتار دے اور اگر پیشانی یا ہاتھوں کی پشت یا ہتھیلیوں پر کوئی رکاوٹ ہو مثلاً ان پر کوئی چیز چپکی ہوئی ہو تو ضروری ہے کہ اسے ہٹا دے۔

۷۱۶۔ اگر کسی شخص کی پیشانی یا ہاتھوں کی پشت پر زخم ہو اور اس پر کپڑا یا پٹی وغیرہ بندھی ہو جس کو کھولا نہ جاسکتا ہو تو ضروری ہے کہ اس کے اوپر ہاتھ پھیرے۔ اور اگر ہتھیلی زخمی ہو اور اس پر کپڑا یا پٹی وغیرہ بندھی ہو جسے کھولا نہ جاسکتا ہو تو ضروری ہے کہ کپڑے یا پٹی وغیرہ سمیت ہاتھ اس چیز مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے۔

۷۱۷۔ اگر کسی شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر بال ہوں تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر سر کے بال پیشانی پر آ گرے ہوں تو ضروری ہے کہ انہیں پیچھے ہٹا دے۔

۷۱۸۔ اگر احتمال ہو کہ پیشانی اور ہتھیلیوں یا ہاتھوں کی پشت پر کوئی رکاوٹ ہے اور یہ احتمال لوگوں کی نظروں میں معقول ہو تو ضروری ہے کہ چھان بین کرے تاکہ اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ رکاوٹ موجود نہیں ہے۔

۷۱۹۔ اگر کسی شخص کا وظیفہ تیمم ہو اور خود تیمم نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کسی دوسرے شخص سے مدد لے تاکہ وہ مددگار متعلقہ شخص کے ہاتھوں کو اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر معتلقہ شخص کے ہاتھوں کو اس کی پیشانی اور دونوں ہاتھوں کی پشت پر رکھ دے تاکہ امکان کی صورت میں وہ خود اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پیشانی اور دونوں ہاتھوں کی پشت پر پھیرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو نائب کے لئے ضروری ہے کہ متعلقہ شخص کو خود اس کے ہاتھوں سے تیمم کرائے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو نائب کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر متعلقہ شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے۔ ان دونوں صورتوں میں احتیاط لازم کی بنا پر دونوں شخص تیمم کی نیت کریں لیکن پہلی صورت میں خود مکلف کی نیت کافی ہے۔

۷۲۰۔ اگر کوئی شخص تیمم کے دوران شک کرے کہ وہ اس کا کوئی حصہ بھول گیا ہے یا نہیں اور اس حصے کا موقع گزر گیا ہو تو وہ اپنے شک کا لحاظ نہ کرے اور اگر موقع نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ اس حصے کا تیمم کرے۔

۷۲۱۔ اگر کسی شخص کو بائیں ہاتھ کا مسح کرنے کے بعد شک ہو کہ آیا اس نے تیمم درست کیا ہے یا نہیں تو اس کا تیمم صحیح ہے اور اگر اس کا شک بائیں ہاتھ کے مسح کے بارے میں ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مسح کرے سوائے اس کے کہ لوگ یہ کہیں کہ تیمم سے فارغ ہو چکا ہے مثلاً اس شخص نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس کے لئے طہارت شرط ہے یا تسلسل ختم ہو گیا ہو۔

۷۲۲۔ جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو اگر وہ نماز کے پورے وقت میں عذر کے ختم ہونے سے مایوس ہو جائے تو تیمم کر سکتا ہے اور اگر اس نے کسی دوسرے واجب یا مستحب کام کے لئے تیمم کیا ہو اور نماز کے وقت تک اس کا عذر باقی ہو (جس کی وجہ سے اس کا وظیفہ تیمم ہے) تو اسی تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

۷۲۳۔ جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو اگر اسے علم ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر باقی رہے گا یا وہ عذر کے ختم ہونے سے مایوس ہو تو وقت کے وسیع ہوتے ہوئے وہ تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو ضروری ہے کہ انتظار کرے اور وضو یا غسل کر کے نماز پڑھے۔ بلکہ اگر وہ آخر وقت تک عذر کے ختم ہونے سے مایوس نہ ہو تو مایوس ہونے سے پہلے تیمم کر کے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

۷۲۴۔ اگر کوئی شخص وضو یا غسل نہ کر سکتا ہو اور اسے یقین ہو کہ اس کا عذر دور ہونے والا نہیں ہے یا دور ہونے سے مایوس ہو تو وہ اپنی قضا نمازیں تیمم کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن اگر بعد میں عذر ختم ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ نمازیں وضو یا غسل کر کے دوبارہ پڑھے اور اگر اسے عذر دور ہونے سے مایوسی نہ ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر قضا نمازوں کے لئے تیمم نہیں کر سکتا۔

۷۲۵۔ جو شخص وضو یا غسل نہ کر سکتا ہو اس کے لئے جائز ہے کہ مستحب نمازیں دن رات کے ان نوافل کی طرح جن کا وقت معین ہے تیمم کر کے پڑھے لیکن اگر مایوس نہ ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو احتیاط لازم یہ ہے کہ وہ نمازیں ان کے اول وقت میں نہ پڑھے۔

۷۲۶۔ جس شخص نے احتیاطاً غسل جبیرہ اور تیمم کیا ہو اگر وہ غسل اور تیمم کے بعد نماز پڑھے اور نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہو مثلاً اگر وہ پیشاب کرے تو بعد کی نمازوں کے لئے ضروری ہے کہ وضو کرے اور اگر حدث نماز سے پہلے صادر ہو تو ضروری ہے کہ اس نماز کے لئے بھی وضو کرے۔

۷۲۷۔ اگر کوئی شخص پانی نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر تیمم کرے تو عذر کے ختم ہو جانے کے بعد اس کا تیمم باطل ہو جاتا ہے۔

۷۲۸۔ جو چیزیں وضو کو باطل کرتی ہیں وہ وضو کے بدلے کئے ہوئے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں اور جو چیزیں غسل کو باطل کرتی ہیں وہ غسل کے بدلے کئے ہوئے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں۔

۷۲۹۔ اگر کوئی شخص غسل نہ کر سکتا ہو اور چند غسل اس پر واجب ہوں تو اس کے لئے جائز ہے کہ ان غسلوں کے بدلے ایک تیمم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان غسلوں میں سے ہر ایک کے بدلے ایک تیمم کرے۔

۷۳۰۔ جو شخص غسل نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کے لئے غسل واجب ہو تو ضروری ہے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور جو شخص وضو نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کے لئے وضو واجب ہو تو ضروری ہے کہ وضو کے بدلے تیمم کرے۔

۷۳۱۔ اگر کوئی شخص غسل جنابت کے بدلے تیمم کرے تو نماز کے لئے وضو کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر دوسرے غسلوں کے بدلے تیمم کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے اور اگر وہ وضو نہ کر سکے تو وضو کے بدلے ایک اور تیمم کرے۔

۷۳۲۔ اگر کوئی شخص غسل جنابت کے بدلے تیمم کرے لیکن بعد میں اسے کسی ایسی صورت سے دوچار ہونا پڑے جو وضو کو باطل کر دیتی ہو اور بعد کی نمازوں کے لئے غسل بھی نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وضو کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم بھی کرے۔ اور اگر وضو نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اس کے بدلے تیمم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس تیمم کو مافی الذمہ کی نیت سے بجالائے (یعنی جو کچھ میرے ذمے ہے اسے انجام دے رہا ہوں)۔

۷۳۳۔ کسی شخص کو کوئی کام انجام دینے مثلاً نماز پڑھنے کے لئے وضو یا غسل کے بدلے تیمم کرنا ضروری ہو تو اگر وہ پہلے تیمم میں وضو کے بدلے تیمم یا غسل کے بدلے تیمم کی نیت کرے اور دوسرا تیمم اپنے وظیفے کو انجام دینے کی نیت سے کرے تو یہ کافی ہے۔

۷۳۴۔ جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اگر وہ کسی کام کے لئے تیمم کرے تو جب تک اس کا تیمم اور عذر باقی ہے وہ ان کاموں کو کر سکتا ہے جو وضو یا غسل کر کے کرنے چاہئیں لیکن اگر اس کا عذر وقت کی تنگی ہو یا اس نے پانی ہوتے ہوئے نماز میت یا سونے کے لئے تیمم کیا ہو تو وہ فقط ان کاموں کو انجام دے سکتا ہے جن کے لئے اس نے تیمم کیا ہو۔

۷۳۵۔ چند صورتوں میں بہتر ہے کہ جو نمازیں انسان نے تیمم کے ساتھ پڑھی ہوں ان کی قضا کرے:

)اول) پانی کے استعمال سے ڈرتا ہو اور اس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو جنب کر لیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

)دوم) یہ جانتے ہوئے یا گمان کرتے ہوئے کہ اس پانی نہ مل سکے گا عمداً اپنے آپ کو جنب کر لیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

)سوم) آخر وقت تک پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اگر تلاش کرتا تو اسے پانی مل جاتا۔

)چہارم) جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں تاخیر کی ہو اور آخر وقت میں تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

)پنجم) یہ جانتے ہوئے یا گمان کرتے ہوئے کہ پانی نہیں ملے گا جو پانی اس کے پاس تھا اسے گرا دیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

احکام نماز

نماز دینی اعمال میں سے بہترین عمل ہے۔ اگر یہ درگاہ الہی میں قبول ہو گئی تو دوسری عبادات بھی قبول ہو جائیں گی اور اگر یہ قبول نہ ہوئی تو دوسرے اعمال بھی قبول نہ ہوں گے۔ جس طرح انسان اگر دن رات میں پانچ دفعہ نہر میں نہائے دھوئے تو اس کے بدن پر میل کچیل نہیں رہتی اسی طرح پنج وقتہ نماز بھی انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے اور بہتر

ہے کہ انسان نماز اول وقت میں پڑھے۔ جو شخص نماز کو معمولی اور غیر اہم سمجھے وہ اس شخص کو مانند ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا ہے کہ "جو شخص نماز کو اہمیت نہ دے اور اسے معمولی چیز سمجھے وہ عذاب آخرت کا مستحق ہے" ایک دن رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا لیکن رکوع اور سجود مکمل طور پر بجانہ لایا۔ اس پر حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اس حالت میں مر جائے جبکہ اس کے نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے تو یہ ہمارے دین پر نہیں مرے گا۔ پس انسان کو خیال رکھنا چاہئے کہ نماز جلدی جلدی نہ پڑھے اور نماز کی حالت میں خدا کی یاد میں رہے اور خشوع و خضوع اور سنجیدگی سے نماز پڑھے اور یہ خیال رکھے کہ کس ہستی سے کلام کر رہا ہے اور اپنے آپ کو خداوند عالم کی عظمت اور بزرگی کے مقابلے میں حقیر اور ناچیز سمجھے۔ اگر انسان نماز کے دوران پوری طرح ان باتوں کی طرف متوجہ رہے تو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے جیسا کہ نماز کی حالت میں امیر المومنین امام علیؑ کے پاوں سے تیر کھینچ لیا گیا اور آپؑ کو خبر تک نہ ہوئی۔ علاوہ ازیں نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ توبہ و استغفار کرے اور نہ صرف ان گناہوں کو جو نماز قبول ہونے میں مانع ہوتے ہیں۔ مثلاً حسد، تکبر، غیبت، حرام کھانا، شراب پینا، اور خمس وزکوۃ کا ادانہ کرنا۔ ترک کرے بلکہ تمام گناہ ترک کر دے اور اسی طرح بہتر ہے کہ جو کام نماز کا ثواب گھٹاتے ہیں وہ نہ کرے مثلاً اونگھنے کی حالت میں یا پیشاب روک کر نماز کے لئے نہ کھڑا ہو اور نماز کے موقع پر آسمان کی جانب نہ دیکھے اور وہ کام کرے جو نماز کا ثواب بڑھاتے ہیں مثلاً عقیق کی انگوٹھی اور پاکیزہ لباس پہنے، کنگھی اور مسواک کرے نیز خوشبو لگائے۔

واجب نمازیں

چھ نمازیں واجب ہیں:

۱۔ روزانہ کی نمازیں

۲۔ نماز آیات

۳۔ نماز میت

۴۔ خانہ کعبہ کے واجب طواف کی نماز

۵۔ باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں۔

٦۔ جو نمازیں اجارہ، منت، قسم اور عہد سے واجب ہو جاتی ہیں۔ اور نماز جمعہ روزانہ نمازوں میں سے ہے۔

روزانہ کی واجب نمازیں

روانہ کی واجب نمازیں پانچ ہیں۔

ظہر اور عصر (ہر ایک چار رکعت) مغرب (تین رکعت) عشا (چار رکعت) اور فجر (دو رکعت(

۷۳٦۔ انسان سفر میں ہو تو ضروری ہے کہ چار رکعتی نمازیں ان شرائط کے ساتھ جو بعد میں بیان ہوں گی دو رکعت پڑھے۔

ظہر اور عصر کی نماز کا وقت

۷۳۷۔ اگر لکڑی یا کسی اور ایسی ہی سیدھی چیز کو۔۔۔ جسے شاخص کہتے ہیں۔۔۔ ہموار زمین میں گاڑا جائے تو صبح کے وقت جب سورج طلوع ہوتا ہے اس کا سایہ مغرب کی طرف پڑتا ہے اور جوں جوں سورج اونچا ہوتا جاتا ہے اس کا سایہ گھٹتا جاتا ہے اور ہمارے شہروں میں اول ظہر شرعی کے وقت کمی کے آخری درجے پر پہنچ جاتا ہے اور ظہر گزرنے کے بعد اس کا سایہ مشرق کی طرف ہو جاتا ہے اور جوں جوں سورج مغرب کی طرف ڈھلتا ہے سایہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس بنا پر جب سایہ کمی کے آخری درجے تک پہنچے اور دوبارہ بڑھنے لگے تو پتہ چلتا ہے کہ ظہر شرعی کا وقت ہو گیا ہے لیکن بعض شہروں مثلاً مکہ مکرمہ میں جہاں بعض اوقات ظہر کے وقت سایہ بالکل ختم ہو جاتا ہے جب سایہ دوبارہ ظاہر ہوتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ظہر کا وقت ہو گیا ہے۔

۷۳۸۔ ظہر اور عصر کی نماز کا وقت زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے لیکن اگر کوئی شخص جان بوجھ کر عصر کی نماز کی ظہر کی نماز سے پہلے پڑھے تو اس کی عصر کی نماز باطل ہے سوائے اس کے کہ آخری وقت تک ایک نماز سے زیادہ پڑھنے کا وقت باقی نہ ہو کیوں کہ ایسی صورت میں اگر اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو اس کی ظہر کی نماز قضا ہو گی اور اسے چاہئے کہ عصر کی نماز پڑھے اور اگر کوئی شخص اس وقت سے پہلے غلط فہمی کی بنا پر عصر کی پوری نماز ظہر کی

نماز سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کو نماز ظہر قرار دے اور مافی الذمہ کی نیت سے چار رکعت اور پڑھے۔

۷۳۹۔ اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے غلطی سے عصر کی نماز پڑھنے لگ جائے اور نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو اسے چاہئے کہ نیت نماز ظہر کی جانب پھیر دے یعنی نیت کرے کہ جو کچھ میں پڑھ چکا ہوں اور پڑھ رہا ہوں اور پڑھوں گا وہ تمام کی تمام نماز ظہر ہے اور جب نماز ختم کرے تو اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔

نماز جمعہ کے احکام

۷۴۰۔ جمعہ کی نماز صبح کی نماز کی طرح دو رکعت کی ہے۔ اس میں اور صبح کی نماز میں فرق یہ ہے کہ اس نماز سے پہلے دو خطبے بھی ہیں۔ جمعہ کی نماز واجب تخییری ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن مکلف کو اختیار ہے کہ اگر نماز جمعہ کی شرائط موجود ہوں تو جمعہ کی نماز پڑھے یا ظہر کی نماز پڑھے۔ لہٰذا اگر انسان جمعہ کی نماز پڑھے تو وہ ظہر کی نماز کی کفایت کرتی ہے (یعنی پھر ظہر کی نماز پڑھنا ضروری نہیں)۔

جمعہ کی نماز واجب ہونے کی چند شرطیں ہیں:

)اول) وقت کا داخل ہونا جو کہ زوال آفتاب ہے۔ اور اس کا وقت اول زوال عرفی ہے پس جب بھی اس سے تاخیر ہو جائے، اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور پھر ظہر کی نماز ادا کرنی چاہئے۔

)دوم) نماز پڑھنے والوں کی تعداد جو کہ بمع امام پانچ افراد ہے اور جب تک پانچ مسلمان اکٹھے نہ ہوں جمعہ کی نماز واجب نہیں ہوتی۔

)سوم) امام کا جامع شرائط امامت ہونا مثلاً عدالت وغیرہ جو کہ امام جماعت میں معتبر ہیں اور نماز جماعت کی بحث میں بتایا جائے گا۔ اگر یہ شرط پوری نہ ہو تو جمعہ کی نماز واجب نہیں ہوتی۔

جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں:

)اول) باجماعت پڑھاجانا۔پس یہ نماز فرادی ادا کرنا صحیح نہیں اور جب مقتدی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ اس نماز پر ایک رکعت کے رکوع سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ اس نماز پر ایک رکعت کا اضافہ کرے گا اور اگر وہ رکوع میں امام کو پالے (یعنی نماز میں شامل ہو جائے) تو اس کی نماز کا صحیح ہونا مشکل ہے اور احتیاط ترک نہیں ہوتی (یعنی اسے ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے(

)دوم) نماز سے پہلے دو خطبے پڑھنا۔پہلے خطبے میں خطیب اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کرے نیز نمازیوں کو تقوی اور پرہیز گاری کی تلقین کرے۔پھر قرآن مجید کا ایک چھوٹا سورہ پڑھ کر (منبر پر لحہ دو لحہ) بیٹھ جائے اور پھر کھڑا ہو اور دوبارہ اللہ تعالی کی حمد وثنا بجالائے۔پھر حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ائمہ طاہرین علیہم السلام پر درود بھیجے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مومنین اور مومنات کے لئے استغفار (بخشش کی دعاء) کرے۔ضروری ہے کہ خطبے نماز سے پہلے پڑھے جائیں۔پس اگر نماز دو خطبوں سے پہلے شروع کرلی جائے تو صحیح نہیں ہو گی اور زوال آفتاب سے پہلے خطبے پڑھنے میں اشکال ہے اور ضروری ہے کہ جو شخص خطبے پڑھے وہ خطبے پڑھنے کے وقت کھڑا ہو۔لہذا اگر وہ بیٹھ کر خطبے پڑھے گا تو صحیح نہیں ہو گا اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر فاصلہ دینالازم اور واجب ہے۔اور ضروری ہے کہ مختصر لمحوں کے لئے بیٹھے۔اور یہ بھی ضروری ہے کہ امام جماعت اور خطیب۔۔۔یعنی جو شخص خطبے پڑھے۔۔۔ایک ہی شخص ہو اور اقوی یہ ہے کہ خطبے میں طہارت شرط نہیں ہے اگرچہ اشتراط (یعنی شرط ہونا) احوط ہے۔اور احتیاط کی بنا پر اللہ تعالی کی حمد وثنا اسی طرح پیغمبر اکرام (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ائمہ المسلمینؑ پر عربی زبان میں درود بھیجنا معتبر ہے اور اس سے زیادہ میں عربی معتبر نہیں ہے۔بلکہ اگر حاضرین کی اکثریت عربی نہ جانتی ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ تقوی کے بارے میں وعظ ونصیحت کرنے وقت جو زبان حاضرین جانتے ہیں اسی میں تقوی کی نصیحت کرے۔

)سوم) یہ کہ جمعہ کی دو نمازوں کے درمیان ایک فرسخ سے کم فاصلہ نہ ہو۔پس جب جمعہ کی دوسری نماز ایک فرسخ سے کم فاصلہ پر قائم ہو اور دو نمازیں بیک وقت پڑھی جائیں تو دونوں باطل ہوں گی اور اگر ایک نماز کو دوسری پر سبقت حاصل ہو خواہ وہ تکبیرۃ الاحرام کی حد تک ہی کیوں نہ ہو تو وہ (نماز جسے سبقت حاصل ہو) صحیح ہو گی اور دوسری باطل ہو گی لیکن اگر نماز کے بعد پتہ چلے کہ ایک فرسخ سے کم فاصلہ پر جمعہ کی ایک اور نماز اس نماز سے پہلے یا اس کے ساتھ ساتھ قائم ہوئی تھی تو ظہر کی نماز واجب نہیں ہو گی اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس بات کا علم وقت میں ہو یا وقت کے بعد ہو۔اور جمعہ کی نماز کا قائم کرنا مذکورہ فاصلے کے اندر جمعہ کی دوسری نماز قائم کرنے میں اس وقت مانع ہوتا ہے

جب وہ نماز خود صحیح اور جامع الشرائط ہو ورنہ اس کے مانع ہونے میں اشکال ہے اور زیادہ احتمال اس کے مانع نہ ہونے کا ہے۔

۷۴۱۔ جب جمعہ کی ایک ایسی نماز قائم ہو جو شرائط کو پورا کرتی ہو اور نماز قائم کرنے والا امام وقت یا اس کا نائب ہو تو اس صورت میں نماز جمعہ کے لئے حاضر ہونا واجب ہے۔ اور اس صورت کے علاوہ حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔ پہلی صورت میں حاضری کے وجوب کے لئے چند چیزیں معتبر ہیں:

)اول) مکلف مرد ہو۔ اور جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا عورتوں کے لئے واجب نہیں ہے۔

)دوم) آزاد ہونا۔ لہذا غلاموں کے لئے جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔

)سوم) مقیم ہونا۔ لہذا مسافر کے لئے جمعہ کی نماز میں شامل ہونا واجب نہیں ہے۔ اس مسافر می ۹ں جس کا فریضہ قصر ہو اور جس مسافر نے اقامت کا قصد کیا ہو اور اسکا فریضہ پوری نماز پڑھنا ہو، کوئی فرق نہیں ہے۔

)چہارم) بیمار اور اندھا نہ ہونا۔ لہذا بیمار اور اندھے شخص پر جمعہ کی نماز واجب نہیں ہے۔

)پنجم) بوڑھا نہ ہونا۔ لہذا بوڑھوں پر یہ نماز واجب نہیں۔

)ششم) یہ کہ خود انسان کے اور اس جگہ کے درمیان جہاں جمعہ کی نماز قائم ہو دو فرسخ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور جو شخص دو فرسخ کے سرے پر ہو اس کے لئے حاضر ہونا واجب ہے اور اسی طرح وہ شخص جس کے لئے جمعہ کی نماز میں بارش یا سخت سردی وغیرہ کی وجہ سے حاضر ہونا مشکل یا دشوار ہو تو حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔

۷۴۲۔ چند احکام جن کا تعلق جمعہ کی نماز سے ہے یہ ہیں:

)اول) جس شخص پر جمعہ کی نماز ساقط ہو گئی ہو اور اس کا اس نماز میں حاضر ہونا واجب نہ ہو اس کے لئے جائز ہے کہ ظہر کی نماز اول وقت میں ادا کرنے کے لئے جلدی کرے۔

)دوم) امام کے خطبے کے دوران باتیں کرنا مکروہ ہے لیکن باتوں کی وجہ سے خطبہ سننے میں رکاوٹ ہو تو احتیاط کی بنا پر باتیں کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جو تعداد نماز جمعہ کے واجب ہونے کے لئے معتبر ہے اس میں اور اس سے زیادہ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

)سوم) احتیاط کی بنا پر دونوں خطبوں کا توجہ سے سننا واجب ہے لیکن جو لوگ خطبوں کے معنی نہ سمجھتے ہوں ان کے لئے توجہ سے سننا واجب نہیں ہے۔

)چہارم) جمعہ کے دن کی دوسری اذان بدعت ہے اور یہ وہی اذان ہے جسے عام طور پر تیسری اذان کہا جاتا ہے۔

)پنجم) ظاہر یہ ہے کہ جب امام جمعہ خطبہ پڑھ رہا ہو تو حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔

)ششم) جب جمعہ کی نماز کے لئے اذان دی جا رہی ہو تو خرید فروخت اس صورت میں جب کہ وہ نماز میں مانع ہو حرام ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر حرام نہیں ہے اور اظہر یہ ہے کہ خرید و فروخت حرام ہونے کی صورت میں بھی معاملہ باطل نہیں ہوتا۔

)ہفتم) اگر کسی شخص پر جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا واجب ہو اور وہ اس نماز کو ترک کرے اور ظہر کی نماز بجالائے تو اظہر یہ ہے کہ اس کی نماز صحیح ہو گی۔

مغرب اور عشا کی نماز کا وقت

۷۴۳۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک مشرق کی جانب کی وہ سرخی جو سورج غروب ہونے کے بعد ظاہر ہوتی ہے انسان کے سر پر سے نہ گزر جائے وہ مغرب کی نماز نہ پڑھے۔

۷۴۴۔ مغرب اور عشا کی نماز کا وقت مختار شخص کے لئے آدھی رات تک رہتا ہے لیکن جن لوگوں کو کوئی عذر ہو مثلاً بھول جانے کی وجہ سے یا نیند یا حیض یا ان جیسے دوسرے امور کی وجہ سے آدھی رات سے پہلے نماز پڑھ سکتے ہوں تو ان کے لئے مغرب اور عشا کی نماز کا وقت فجر طلوع ہونے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن ان دونوں نمازوں کے درمیان متوجہ ہونے کی صورت میں ترتیب معتبر ہے یعنی عشا کی نماز کو جان بوجھ کر مغرب کی نماز سے پہلے پڑھے تو باطل ہے۔ لیکن

اگر عشا کی نماز ادا کرنے کی مقدار سے زیادہ وقت باقی نہ رہا ہو تو اس صورت لازم ہے کہ عشا کی نماز کو مغرب کی نماز سے پہلے پڑھے۔

۷۴۵۔ اگر کوئی شخص غلط فہمی کی بنا پر عشا کی نماز مغرب کی نماز سے پہلے پڑھ لے اور نماز کے بعد اس امر کی جانب متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری ہے کہ مغرب کی نماز اس کے بعد پڑھے۔

۷۴۶۔ اگر کوئی شخص مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے بھول کر عشا کی نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ اس نے غلطی کی ہے اور ابھی وہ چوتھی رکعت کے رکوع تک نہ پہنچا ہو تو ضروری ہے کہ مغرب کی نماز کی طرف نیت پھیر لے اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں عشا کی نماز پڑھے اور اگر چوتھی رکعت کے رکوع میں جاچکا ہو تو اسے عشا کی نماز قرار دے اور ختم کرے اور بعد میں مغرب کی نماز بجالائے۔

۷۴۷۔ عشا کی نماز کا مختار شخص کے لئے آدھی رات ہے اور رات کا حساب سورج غروب ہونے کی ابتدا سے طلوع فجر تک ہے۔

۷۴۸۔ اگر کوئی شخص اختیاری حالت میں مغرب اور عشا کی نماز آدھی رات تک نہ پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اذان صبح سے پہلے قضا اور ادا کی نیت کئے بغیر ان نمازوں کو پڑھے۔

صبح کی نماز کا وقت

۷۴۹۔ صبح کی اذان کے قریب مشرق کی طرف سے ایک سفیدی اوپر اٹھتی ہے، جسے فجر اول کہا جاتا ہے جب یہ سفید پھیل جائے تو فجر دوم اور صبح کی نماز کا اول وقت ہے اور صبح کی نماز کا آخری وقت سورج نکلتے تک ہے۔

اوقات نماز کے احکام

۷۵۰۔ انسان نماز میں اس وقت مشغول ہو سکتا ہے جب اسے یقین ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا دو عادل مرد وقت داخل ہو گیا ہے یا دو عادل مرد وقت داخل ہونے کی خبر دیں بلکہ کسی وقت شناس شخص کی جو قابل اطمینان ہو اذان پر یا وقت داخل ہونے کے بارے میں گواہی پر بھی اکتفا کیا جاسکتا ہے۔

۷۵۱۔ اگر کوئی شخص کسی ذاتی عذر مثلاً بینائی نہ ہونے یا قید خانے میں ہونے کی وجہ نماز کا اول وقت داخل ہونے کا یقین نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے حتیٰ کہ اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر وقت داخل ہونے کا یقین ہونے میں ایسی چیز مانع ہو جو مثلاً بادل، غبار یا ان جیسی دوسری چیزوں (مثلاً دھند) کی طرح عموماً پیش آتی ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۷۵۲۔ اگر مذکورہ بالا طریقے سے کسی شخص کو اطمینان ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور وہ نماز میں مشغول ہو جائے لیکن نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کے بعد پتہ چلے کہ اس نے ساری نماز وقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا نماز کے بعد پتہ چلے کہ نماز پڑھتے ہوئے وقت داخل ہو گیا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۷۵۳۔ اگر کوئی شخص اس امر کی جانب متوجہ نہ ہو کہ وقت کے داخل ہونے کا یقین کر کے نماز میں مشغول ہونا چاہئے لیکن نماز کے بعد اسے معلوم ہو کہ اس نے ساری نماز وقت میں پڑھی ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر اسے یہ پتہ چل جائے کہ اس نے وقت سے پہلے نماز پڑھی ہے یا اسے یہ پتہ نہ چلے کہ وقت میں پڑھی ہے یا وقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ نماز کے دوران وقت داخل ہو گیا تھا تب بھی اسے چاہئے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

۷۵۴۔ اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور نماز پڑھنے لگے لیکن نماز کے دوران شک کرے کہ وقت داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر نماز کے دوران اسے یقین ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور شک کرے کہ جتنی نماز پڑھی ہے وہ وقت میں پڑھی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۷۵۵۔ اگر نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز کے بعد مستحب افعال ادا کرنے سے نماز کی کچھ مقدار وقت کے بعد پڑھنی پڑتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ مستحب امور کو چھوڑ دے مثلاً اگر قنوت پڑھنے کی وجہ سے نماز کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑتا ہو تو اسے چاہئے کہ قنوت نہ پڑھے۔

۷۵۶۔ جس شخص کے پاس نماز کی فقط ایک رکعت ادا کرنے کا وقت ہو اسے چاہئے کہ نماز ادا کی نیت سے پڑھے البتہ اسے جان بوجھ کر نماز میں اتنی تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

۷۵۷۔ جو شخص سفر میں نہ ہو اگر اس کے پاس غروب آفتاب تک پانچ رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں پڑھے لیکن اگر اس کے پاس اس سے کم وقت ہو تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں پڑھے لیکن اگر اس کے پاس اس سے کم وقت ہو تو اسے چاہئے کہ صرف عصر کی نماز پڑھے اور بعد میں ظہر کی نماز قضا کرے اور اسی طرح اگر آدھی رات تک اس کے پاس پانچ رکعت پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ مغرب اور عشا کی نماز پڑھے اور اگر وقت اس کم ہو تو اسے چاہئے کہ صرف عشا کی نماز پڑھے اور بعد میں ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر نماز مغرب پڑھے۔

۷۵۸۔ جو شخص سفر میں ہو اگر غروب آفتاب تک اس کے پاس تین رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھے اور اگر اس سے کم وقت ہو تو چاہئے کہ صرف عصر پڑھے اور بعد میں نماز ظہر کی قضا کرے اور اگر آدھی رات تک اس کے پاس چار رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ مغرب اور عشا کی نماز پڑھے اور اگر نماز کے تین رکعت کے برابر وقت باقی ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے عشا کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب کی نماز بجالائے تاکہ نماز مغرب کی ایک رکعت وقت میں انجام دی جائے، اور اگر نماز کی تین رکعت سے کم وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ پہلے عشا کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب کی نماز ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر پڑھے اور اگر عشا کی نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو جائے کہ آدھی رات ہونے میں ایک رکعت یا اس سے زیادہ رکعتیں پڑھنے کے لئے وقت باقی ہے تو اسے چاہئے کہ مغرب کی نماز فوراً ادا کی نیت سے بجالائے۔

۷۵۹۔ انسان کے لئے مستحب ہے کہ نماز اول وقت میں پڑھے اور اس کے متعلق بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور جتنا اول وقت کے قریب ہو بہتر ہے ماسوا اس کے کہ اس میں تاخیر کسی وجہ سے بہتر ہو مثلاً اس لئے انتظار کرے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

۷۶۰۔ جب انسان کے پاس کوئی ایسا عذر ہو کہ اگر اول وقت میں نماز پڑھنا چاہے تو تیمم کرکے نماز پڑھنے پر مجبور ہو اور اسے علم ہو کہ اس کا عذر آخر وقت تک باقی رہے گا یا آخر وقت تک عذر کے دور ہونے سے مایوس ہو تو وہ اول وقت میں تیمم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر مایوس نہ ہو تو ضروری ہے کہ عذر دور ہونے تک انتظار کرے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں ماز پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ اس قدر انتظار کرے کہ نماز کے صرف واجب افعال انجام دے سکے بلکہ اگر اس کے پاس مستحبات نماز مثلاً اذان، اقامت اور قنوت کے لئے بھی وقت ہو تو وہ تیمم کرکے ان مستحبات کے

ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے اور تیمم کے علاوہ دوسری مجبوریوں کی صورت میں اگرچہ عذر دور ہونے سے مایوس نہ ہوا ہو اس کے لئے جائز ہے کہ اول وقت میں نماز پڑھے۔ لیکن اگر وقت کے دوران اس کا عذر دور ہو جائے تو ضروری ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

۷۶۱۔ اگر ایک شخص نماز کے مسائل اور شکیات اور سہویات کا علم نہ رکھتا ہو اور اسے اس بات کا احتمال ہو کہ اسے نماز کے دوران ان مسائل میں سے کوئی نہ کوئی مسئلہ پیش آئے گا اور اس کے یاد نہ کرنے کی وجہ سے کسی لازمی حکم کی مخالفت ہوتی ہو تو ضروری ہے کہ انہیں سیکھنے کے لئے نماز کو اول وقت سے موخر کر دے لیکن اگر اسے امید ہو کہ صحیح طریقے سے نماز انجام دے سکتا ہے۔ اور اول وقت میں نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے پس اگر نماز میں کوئی ایسا مسئلہ پیش نہ آئے جس کا حکم نہ جانتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔ اور اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آ جائے جس کا حکم نہ جانتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ جن دو باتوں کا احتمال ہو ان میں سے ایک عمل کرے اور نماز ختم کرے تاہم ضروری ہے کہ نماز کے بعد مسئلہ پوچھے اور اگر اس کی نماز باطل ثابت ہو تو دوبارہ پڑھے اور اگر صحیح ہو تو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔

۷۶۲۔ اگر نماز کو وقت وسیع ہو اور قرض خواہ بھی اپنے قرض کا مطالبہ کرے تو اگر ممکن ہو تو ضروری ہے کہ پہلے قرضہ ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے اور اگر کوئی ایسا دوسرا واجب کام پیش آ جائے جسے فوراً بجالانا ضروری ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے مثلاً اگر دیکھے کہ مسجد نجس ہو گئی ہے تو ضروری ہے کہ پہلے مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے اور اگر مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں پہلے نماز پڑھے تو گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہو گی۔

وہ نمازیں جو ترتیب سے پڑھنی ضروری ہیں

۷۶۳۔ ضروری ہے کہ انسان نماز عصر، نماز ظہر کے بعد اور نماز عشا، نماز مغرب کے بعد پڑھے اور اگر جان بوجھ کر نماز عصر نماز ظہر سے پہلے اور نماز عشا نماز مغرب سے پہلے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۷۶۴۔ اگر کوئی شخص نماز ظہر کی نیت سے نماز پڑھنی شروع کرے اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے تو وہ نیت کو نماز عصر کی جانب نہیں موڑ سکتا بلکہ ضروری ہے کہ نماز توڑ کر نماز عصر پڑھے اور مغرب اور عشا کی نماز میں بھی یہی صورت ہے۔

۷۶۵۔ اگر نماز عصر کے دوران کسی شخص کو یقین ہو کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی ہے اور وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف موڑ دے تو جونہی اسے یاد آئے کہ وہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے تو نیت کو نماز عصر کی طرف موڑ دے اور نماز مکمل کرے۔ لیکن اگر اس نے نماز کے بعض اجزاء کو ظہر کی نیت سے انجام نہ دیا ہو یا ظہر کی نیت سے انجام دیا ہو تو اس صورت میں ان اجزا کو عصر کی نیت سے دوبارہ انجام دے لیکن اگر وہ جز ایک رکعت ہو تو پھر ہر صورت میں نماز باطل ہے۔ اسی طرح اگر وہ جز ایک رکعت کا رکوع ہو یا دو سجدے ہوں تو احتیاط لازم کی بنا پر نماز باطل ہے۔

۷۶۶۔ اگر کسی شخص کو نماز عصر کے دوران شک ہو کہ اس نے نماز ظہر پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ عصر کی نیت سے نماز تمام کرے اور بعد میں ظہر کی نماز پڑھے لیکن اگر وقت اتنا کم ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد سورج ڈوب جاتا ہو اور ایک رکعت نماز کے لئے بھی وقت باقی نہ بچتا ہو تو لازم نہیں ہے کہ نماز ظہر کی قضا پڑھے۔

۷۶۷۔ اگر کسی شخص کو نماز عشا کے دوران شک ہو جائے کہ اس نے مغرب کی نماز پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ عشا کی نیت سے نماز ختم کرے اور بعد میں مغرب کی نماز پڑھے۔ لیکن اگر وقت اتنا کم ہو کہ نماز ختم ہونے کے بعد آدھی رات ہو جاتی ہو اور ایک رکعت نماز کا وقت بھی نہ بچتا ہو تو نماز مغرب کی قضا اس پر لازم نہیں ہے۔

۷۶۸۔ اگر کوئی شخص نماز عشا کی چوتھی رکعت کے رکوع میں پہنچنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز مغرب پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ نماز مکمل کرے۔ اور اگر بعد میں مغرب کی نماز کے لئے وقت باقی ہو تو مغرب کی نماز بھی پڑھے۔

۷۶۹۔ اگر کوئی شخص ایسی نماز جو اس نے پڑھ لی ہو احتیاط دوبارہ پڑھے اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ اس نماز سے پہلے والی نماز نہیں پڑھی تو وہ نیت کو اس نماز کی طرف نہیں موڑ سکتا۔ مثلاً جب وہ نماز عصر احتیاطاً پڑھ رہا ہو اگر اسے یاد آئے کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف نہیں موڑ سکتا۔

۷۷۰۔ نماز قضا کی نیت نماز ادا کی طرف اور نماز مستحب کی نیت نماز واجب کی طرف موڑنا جائز نہیں ہے۔

۷۷۱۔ اگر ادا نماز کا وقت وسیع ہو تو انسان نماز کے دوران یہ یاد آنے پر کہ اس کے ذمے کوئی قضا نماز ہے، نیت کو نماز قضا کی طرف موڑ سکتا ہے بشرطیکہ نماز قضا کی طرف نیت موڑنا ممکن ہو۔ مثلاً اگر وہ نماز ظہر میں مشغول ہو تو نیت کو قضائے صبح کی طرف اسی صورت میں موڑ سکتا ہے کہ تیسری رکعت کے رکوع میں داخل نہ ہوا ہو۔

مستحب نمازیں

۷۷۲۔ مستحب نمازیں بہت سی ہیں جنہیں نفل کہتے ہیں، اور مستحب نمازوں میں سے روانہ کے نفلوں کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ یہ نمازیں روز جمعہ کے علاوہ چونیتس رکعت ہیں جن میں سے آٹھ رکعت ظہر کی، آٹھ رکعت عصر کی، چار رکعت مغرب کی، دو رکعت عشا کی، گیارہ رکعت نماز شب (یعنی تہجد) کی اور دو رکعت صبح کی ہوتی ہیں اور چونکہ احتیاط واجب کی بنا پر عشا کی دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنی ضروری ہیں اس لئے وہ ایک رکعت شمار ہوتی ہے۔ لیکن جمعہ کے دن ظہر اور عصر کی سولہ رکعت نفل پر چار رکعت کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور بہتر ہے کہ یہ پوری کی پوری بیس رکعتیں زوال سے پہلے پڑھی جائیں۔

۷۷۳۔ نماز شب کی گیارہ رکعتوں میں سے آتھ رکعتیں نافلہ شب کی نیت سے اور دو رکعت نماز شفع کی نیت سے اور ایک رکعت نماز وتر کی نیت سے پڑھنی ضروری ہیں اور نافلہ شب کا مکمل طریقہ دعا کی کتابوں میں مذکور ہے۔

۷۷۴۔ نفل نمازیں بیٹھ کر بھی پڑھی جاسکتی ہیں لیکن بعض فقہا کہتے ہیں کہ اس صورت میں بہتر ہے کہ بیٹھ کر پڑھی جانے والی نفل نماز کی دو رکعتوں کو ایک رکعت شمار کیا جائے مثلاً جو شخص ظہر کی نفلیں جس کی آٹھ رکعتیں ہیں بیٹھ کر پڑھنا چاہے تو اس کے لئے بہتر ہے کہ سولہ رکعتیں پڑھے اور اگر چاہے کہ نماز وتر بیٹھ کر پڑھے تو ایک ایک رکعت کی دو نمازیں پڑھے۔ تاہم اس کام کا بہتر ہونا معلوم نہیں ہے۔ لیکن رجا کی نیت سے انجام دے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۷۷۵۔ ظہر اور عصر کی نفلی نمازیں سفر میں نہیں پڑھنی چاہئیں اور اگر عشا کی نفلیں رجا کی نیت سے پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

روزانہ کی نفلوں کا وقت

۷۷۶۔ ظہر کی نفلیں نماز ظہر سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو اسے ظہر کی کی نماز سے پہلے پڑھا جائے اور اس کا وقت اول ظہر سے لے کر ظہر کی نماز ادا کرنے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ظہر کی نفلیں اس وقت تک موخر کر دے کہ شاخص کے سایہ کی وہ مقدار جو ظہر کے بعد پیدا ہو ساتھ میں سے دو حصوں کے برابر ہو جائے مثلاً شاخص کی لمبائی ساتھ بالشت اور سایہ کی مقدار دو بالشت ہو تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ انسان ظہر کی نماز پڑھے۔

۷۷۷۔ عصر کی نفلیں عصر کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ اور جب تک ممکن ہو اسے عصر کی نماز سے پہلے پڑھا جائے۔ اور اس کا وقت عصر کی نماز ادا کرنے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص عصر کی نفلیں اس وقت تک موخر کر دے کہ شاخص کے سایہ کی وہ مقدار جو ظہر کی بعد پیدا ہو سات میں سے چار حصوں تک پہنچ جائے تو اس صورت میں بہتر ہے کہ انسان عصر کی نماز پڑھے۔ اور اگر کوئی شخص ظہر یا عصر کی نفلیں اس کے مقررہ وقت کے بعد پڑھنا چاہے تو ظہر کی نفلیں نماز ظہر کے بعد اور عصر کی نفلیں نماز عصر کے بعد پڑھ سکتا ہے لیکن احتیاط کی بنا پر ادا اور قضا کی نیت نہ کرے۔

۷۷۸۔ مغرب کی نفلوں کا وقت نماز مغرب ختم ہونے کے بعد ہوتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو اسے مغرب کی نماز کے فوراً بعد بجالائے لیکن اگر کوئی شخص اس سرخی کے ختم ہونے تک جو سورج کے غروب ہونے کے بعد آسمان میں دکھائی دیتی ہے مغرب کی نفلوں میں تاخیر کرے تو اس وقت بہتر یہ ہے کہ عشا کی نماز پڑھے۔

۷۷۹۔ عشا کی نفلوں کا وقت نماز عشا ختم ہونے کے بعد سے آدھی رات تک ہے اور بہتر ہے کہ نماز عشا ختم ہونے کے فوراً بعد پڑھی جائے۔

۷۸۰۔ صبح کی نفلیں صبح کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہے اور اس کا وقت نماز شب کا وقت ختم ہونے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور صبح کی نماز کے ادا ہونے تک باقی رہتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو صبح کی نفلیں صبح کی نماز سے پہلے پڑھنی چاہئیں لیکن اگر کوئی شخص صبح کی نفلیں مشرق کی سرخی ظاہر ہونے تک نہ پڑھے تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ صبح کی نماز پڑھے۔

۷۸۱۔ نماز شب کا اول وقت مشہور قول کی بنا پر آدھی رات ہے اور صبح کی اذان تک اس کا وقت باقی رہتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ صبح کی اذان کے قریب پڑھی جائے۔

۷۸۲۔ مسافر اور وہ شخص جس کے لئے نماز شب کا آدھی رات کے بعد ادا کرنا مشکل ہو اسے اول شب میں بھی ادا کر سکتا ہے۔

نماز غُفیلہ

۷۸۳۔ مشہور مستحب نمازوں میں سے ایک نماز غفیلہ ہے جو مغرب اور عشا کی نماز کے درمیان پڑھی جاتی ہے۔ اس کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد کسی دوسری سورۃ کے بجائے یہ آیت پڑھنی ضروری ہے: وَذَاالنُّونِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِباً اَن لَّن نَّقدِرَعَلَيهِ فَنَادٰی فِي الظُّلُمٰتِ اَن لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اَنتَ سُبحٰنَکَ اِنِّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِینَ فَاستَجَبنَا لَهُ وَنَجَّینٰهُ مِنَ الغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنجِی المُؤمِنِینَ۔ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد بجائے کسی اور سورۃ کے یہ آیت پڑھے: وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الغَیبِ لاَ یَعلَمُهَا اِلاَّ هُوَ وَیَعلَمُ مَا فِي البَرِّ وَالبَحرِ وَمَا تَسقُطُ مِن وَّرَقَةٍ اِلاَّ یَعلَمُهَا وَلاَ حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الاَرضِ وَلاَ رَطبٍ وَّلاَ یَابِسٍ اِلاَّ فِي کِتٰبٍ مُّبِینٍ۔ اور اس کے قنوت میں یہ پڑھے: اللّٰهُمَّ اِنِّي اَسئَلُکَ بِمَفَاتِحِ الغَیبِ الَّتِي لاَ یَعلَمُهَا اِلاَّ اَنتَ اَن تُصَلِّيَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَن تَفعَلَ بِي کَذَا وَکَذَا۔ اور کذا وکذا کی بجائے اپنی حاجتیں بیان کرے اور اسکے بعد کہے: اللّٰهُمَّ اَنتَ وَلِيُّ نِعمَتِي وَالقَادِرُ عَلٰی طَلِبَتِي تَعلَمُ حَاجَتِي فَاَسئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ عَلَیهِ وَعَلَیهِمُ السَّلاَمُ لَمَّا قَضَیتَهَا لِي۔

قبلے کے احکام

۷۸۴۔ خانہ کعبہ جو مکہ مکرمہ میں ہے وہ ہمارا قبلہ ہے لہذا (ہر مسلمان کے لئے) ضروری ہے کہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھے لیکن جو شخص اس سے دور ہو اگر وہ اس طرح کھڑا ہو کہ لوگ کہیں کہ قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے تو کافی ہے اور دوسرے کام جو قبلے کی طرف منہ کر کے انجام دینے ضروری ہیں۔ مثلاً حیوانات کو ذبح کرنا۔ ان کا بھی یہی حکم ہے۔

۷۸۵۔ جو شخص کھڑا ہو کر واجب نماز پرھ رہا ہو ضروری ہے کہ اس کا سینہ اور پیٹ قبلے کی طرف ہو۔۔۔۔ بلکہ اس کا چہرہ قبلے سے بہت زیادہ پھرا ہوا نہیں ہونا چاہئے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے پاوں کی انگلیاں بھی قبلہ کی طرف ہوں۔

۷۸۶۔ جس شخص کو بیٹھ کر نماز پڑھنی ہو ضروری ہے کہ اس کا سینہ اور پیٹ نماز کے وقت قبلے کی طرف ہو۔ بلکہ اس کا چہرہ بھی قبلے سے بہت زیادہ پھرا ہوا نہ ہو۔

۷۸۷۔ جو شخص بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکے ضروری ہے کہ دائیں پہلو کے بل یوں لیٹے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلے کی طرف ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ضروری ہے بائیں پہلو کے بل یوں لیٹئے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلے کی طرف ہو۔ اور

جب تک دائیں پہلو کی بل لیٹ کر نماز پڑھنا ممکن ہوا احتیاط لازم کی بنا پر بائیں پہلو کے بل لیٹ کر نماز نہ پڑھے۔ اور اگر یہ دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں تو ضروری ہے کہ پشت کے بل یوں لیٹے کہ اسکے پاوں کے تلوے قبلے کی طرف ہوں۔

۷۸۸۔ نماز احتیاط، بھولا ہوا سجدہ اور بھولا ہوا تشہد قبلے کی طرف منہ کرکے ادا کرنا ضروری ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر سجدہ سہو بھی قبلے کی طرف منہ کرکے ادا کرے۔

۷۸۹۔ مستحب نماز راستہ چلتے ہوئے اور سواری کی حالت میں پڑھی جاسکتی ہے اور اگر انسان ان دونوں حالتوں میں مستحب نماز پڑھے تو ضروری نہیں کہ اس کا منہ قبلے کی طرف ہو۔

۷۹۰۔ جو شخص نماز پڑھنا چاہے ضروری ہے کہ قبلے کی سمت کا تعین کرنے کے لئے کوشش کرے تاکہ قبلے کی سمت کے بارے میں یقین یا ایسی کیفیت جو یقین کے حکم میں ہو۔ مثلاً دو عادل آدمیوں کی گواہی۔۔۔ حاصل کرلے اور اگر ایسا نہ کرسکے تو ضروری ہے کہ مسلمانوں کی مسجد کے محراب سے یا ان کی قبروں سے یا دوسرے طریقوں سے جو گمان پیدا ہو اس کے مطابق عمل کرے حتی کہ اگر کسی ایسے فاسق یا کافر کے کہنے پر جو سائنسی قواعد کے ذریعے قبلے کا رخ پہچانتا ہو قبلے کے بارے میں گمان پیدا کرے تو وہ بھی کافی ہے۔

۷۹۱۔ جو شخص قبلے کی سمت کے بارے میں گمان کرے، اگر وہ اس سے قوی تر گمان پیدا کرسکتا ہو تو وہ اپنے گمان پر عمل نہیں کرسکتا مثلاً اگر مہمان، صاحب خانہ کے کہنے پر قبلے کی سمت کے بارے میں گمان پیدا کرلے لیکن کسی دوسرے طریقے پر زیادہ قوی گمان پیدا کرسکتا ہو تو اسے صاحب خانہ کے کہنے پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔

۷۹۲۔ اگر کسی کے پاس قبلے کا رخ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو (مثلاً قطب نما) یا کوشش کے باوجود اس کا گمان کسی ایک طرف نہ جاتا ہو تو اس کا کسی بھی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا کافی ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر نماز کا وقت وسیع ہو تو چار نمازیں چاروں طرف منہ کرکے پڑھے (یعنی وہی ایک نماز چار مرتبہ ایک ایک سمت کی جانب منہ کرکے پڑھے)۔

۷۹۳۔ اگر کسی شخص کو یقین یا گمان ہو کہ قبلہ دو میں میں ہے ایک طرف ہے تو ضروری ہے کہ دونوں طرف منہ کرکے نماز پڑھے۔

۷۹۴۔ جو شخص کئی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا چاہتا ہو اگر وہ ایسی دو نمازیں پڑھنا چاہے جو ظہر اور عصر کی طرح یکے بعد دیگرے پڑھنی ضروری ہیں تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ پہلی نماز مختلف سمتوں کی طرف منہ کر کے پڑھے اور بعد میں دوسری نماز شروع کرے۔

۷۹۵۔ جس شخص کو قبلے کی سمت کا یقین نہ ہو اگر وہ نماز کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنا چاہے جو قبلے کی طرف منہ کر کے کرنا ضروری ہے مثلاً اگر وہ کوئی حیوان ذبح کرنا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ گمان پر عمل کرے اور اگر گمان پیدا کرنا ممکن نہ ہو تو جس طرف منہ کر کے وہ کام انجام دے درست ہے۔

نماز میں بدن کا ڈھانپنا

۷۹۶۔ ضروری ہے کہ مرد خواہ اسے کوئی بھی نہ دیکھ رہا ہو نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہوں کو ڈھانپے اور بہتر یہ ہے کہ ناف سے گھٹنوں تک بدن بھی ڈھانپے۔

۷۹۷۔ ضروری ہے کہ عورت نماز کے وقت اپنا تمام بدن حتٰی کہ سر اور بال بھی ڈھانپے اور احتیاط مُستحب یہ ہے کہ پاوں کے تلوے بھی ڈھانپے البتہ چہرے کا جتنا حصہ وضو میں دھویا جاتا ہے اور کلائیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاوں کا ظاہری حصہ ڈھانپا ضروری نہیں ہے لیکن یہ یقین کرنے کے لئے کہ اس نے بدن کی واجب مقدار ڈھانپ لی ہے ضروری ہے کہ چہرے کی اطراف کا کچھ حصہ اور کلائیوں سے نیچے کا کچھ حصہ بھی ڈھانپے۔

۷۹۸۔ جب انسان بھولے ہوئے سجدے یا بھولے ہوئے تشہد کی قضا بجالا رہا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح ڈھانپے جس طرح نماز کے وقت ڈھانپا جاتا ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدہ سہو ادا کرنے کے وقت بھی اپنے آپ کو ڈھانپے۔

۷۹۹۔ اگر انسان جان بوجھ کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے غلطی کرتے ہوئے نماز میں اپنی شرم گاہ نہ ڈھانپے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۸۰۰۔ اگر کسی شخص کو نماز کے دوران پتہ چلے کہ اس کی شرم گاہ ننگی ہے تو ضروری ہے کہ اپنی چھپائے اور اس پر لازم نہیں ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے لیکن احتیاط یہ ہے کہ جب اسے پتہ چلے کہ اس کی شرم گاہ ننگی ہے تو اس کے بعد نماز کا

کوئی جزانجام نہ دے۔ لیکن اگر اسے نماز کے بعد پتہ چلے کہ نماز کے دوران اس کی شرم گاہ ننگی تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۸۰۱۔ اگر کسی شخص کا لباس کھڑے ہونے کی حالت میں اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ لے لیکن ممکن ہو کہ دوسری حالت میں مثلاً رکوع اور سجود کی حالت میں نہ ڈھانپے تو اگر شرمگاہ کے ننگا ہونے کے وقت اسے کسی ذریعے سے ڈھانپ لے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس لباس کے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

۸۰۲۔ انسان نماز میں اپنے آپ کو گھاس پھونس اور درختوں کے (بڑے) پتوں سے ڈھانپ سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان چیزوں سے اس وقت ڈھانپے جب اس کے پاس کوئی اور چیز نہ ہو۔

۸۰۳۔ انسان کے پاس مجبوری کی حالت میں شرم گاہ چھپانے کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو اپنی شرم گاہ کی کھال نمایاں نہ ہونے کے لئے گارا یا اس جیسی کسی دوسری چیز کو لیت پوت کر اسے چھپائے۔

۸۰۴۔ اگر کسی شخص کے پاس کوئی چیز ایسی نہ ہو جس سے وہ نماز میں اپنے آپ کو ڈھانپے اور ابھی وہ ایسی چیز ملنے سے مایوس بھی نہ ہوا ہو تو بہتر یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اگر کوئی چیز نہ ملے تو آخر وقت میں اپنے وظیفے کے مطابق نماز پڑھے لیکن اگر وہ اول وقت میں نماز پڑھے اور اس کا عذر آخر وقت تک باقی نہ رہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

۸۰۵۔ اگر کسی شخص کے پاس جو نماز پڑھنا چاہتا ہو اپنے آپ کو ڈھانپنے کے لئے درخت کے پتے، گھاس، گارا یا دلدل نہ ہو اور آخرت وقت تک کسی ایسی چیز کے ملنے سے مایوس ہو جس سے وہ اپنے آپ کو چھپا سکے اگر اسے اس بات کا اطمینان ہو کہ کوئی شخص اسے نہیں دیکھے گا تو وہ کھڑا ہو کر اسی طرح نماز پڑھے جس طرح اختیاری حالت میں رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں لیکن اگر اسے اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی شخصا سے دیکھ لے گا تو ضروری ہے کہ اس طرح نماز پڑھے کہ اس کی شرم گاہ نظر نہ آئے مثلاً بیٹھ کر نماز پڑھے یا رکوع اور سجود جو اختیاری حالت میں انجام دیتے ہیں ترک کرے اور رکوع اور سجود کو اشارے سے بجالائے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ ننگا شخص نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہ کو اپنے بعض اعضا کے ذریعے مثلاً بیٹھا ہو تو دونوں رانوں سے اور کھڑا ہو تو دونوں ہاتھوں سے چھپالے۔

نمازی کے لباس کی شرطیں

۸۰۶۔ نماز پڑھنے والے کے لباس کی چھ شرطیں ہیں:

)اول) پاک ہو۔

)دوم) مُباح ہو۔

)سوم) مُردار کے اجزا سے نہ بنا ہو۔

)چہارم) حرام گوشت حیوان کے اجزا سے نہ بنا ہو۔

)پنجم اور ششم) اگر نماز پڑھنے والا مرد ہو تو اس کا لباس خالص ریشم اور زر دوزی کا بنا ہو نہ ہو۔ ان شرطوں کی تفصیل آئندہ مسائل میں بتائی جائے گی۔

پہلی شرط

۸۰۷۔ نماز پڑھنے والے کا لباس پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص حالت اختیار میں نجس بدن یا نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۸۰۸۔ اگر کوئی شخص اپنی کوتاہی کی وجہ سے یہ نہ جانتا ہو کہ نجس بدن اور لباس کے ساتھ نماز باطل ہے اور نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

۸۰۹۔ اگر کوئی شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے کوتاہی کی بنا پر کسی نجس چیز کے بارے میں یہ جانتا ہو کہ نجس ہے مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ کافر کا پسینہ نجس ہے اور اس (پسینے) کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز احتیاط لازم کی بنا پر باطل ہے۔

۸۱۰۔ اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس نہیں ہے اور اسکے نجس ہونے کے بارے میں اسے نماز کے بعد پتہ چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۸۱۱۔ اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اسے نماز کے دوران یا اس کے بعد یاد آئے چنانچہ اگر اس نے لاپروائی اور اہمیت نہ دینے کی وجہ سے بھلا دیا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ نماز کو دوبارہ پڑھے

اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔ اور اس صورت کے علاوہ ضروری نہیں ہے کہ وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔ لیکن اگر نماز کے دوران اسے یاد آئے تو ضروری ہے کہ اس حکم پر عمل کرے جو بعد والے مسئلے میں بیان کیا جائے گا۔

۸۱۲۔ جو شخص وسیع وقت میں نماز میں مشغول ہو اگر نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اسے یہ احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے کے بعد نجس ہوا ہے تو اس صورت میں اگر بدن یا لباس پاک کرنے یا لباس تبدیل کرنے یا لباس اتار دینے سے نماز نہ ٹوٹے تو نماز کے دوران بدن یا لباس پاک کرے یا لباس تبدیل کرے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی شرم گاہ کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے لیکن جب صورت یہ ہو کہ اگر بدن یا لباس پاک کرے یا اگر لباس بدلے یا اتارے تو نماز ٹوٹتی ہو یا اگر لباس اتارے تو ننگا ہو جاتا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ پاک لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

۸۱۳۔ جو شخص تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو اگر نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ اس کا لباس نجس ہے اور اسے یہ احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے کے بعد نجس ہوا ہے تو اگر صورت یہ ہو کہ لباس پاک کرنے یا بدلنے یا اتارنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو اور وہ لباس اتار سکتا ہو تو ضروری ہے کہ لباس کو پاک کرے یا بدلے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی شرم گاہ کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے اور نماز ختم کرے لیکن اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو نہ ڈھانپ رکھا ہو اور وہ لباس پاک نہ کر سکتا ہو اور اسے بدل بھی نہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اسی نجس لباس کے ساتھ نماز کو ختم کرے۔

۸۱۴۔ کوئی شخص جو تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو اور نماز کے دوران پتہ چلے کہ اس کا بدن نجس ہے اور اسے یہ احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے کے بعد نجس ہوا ہے تو اگر صورت یہ ہو کہ بدن پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو تو بدن کو پاک کرے اور اگر نماز ٹوٹتی ہو تو ضروری ہے کہ اسی حالت میں نماز ختم کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

۸۱۵۔ ایسا شخص جو اپنے بدن یا لباس کے پاک ہونے کے بارے میں شک کرے اور جستجو کے بعد کوئی چیز نہ پا کر اور نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر اس نے جستجو نہ کی ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

۸۱۶۔ اگر کوئی شخص اپنا لباس دھوئے اور اسے یقین ہو جائے کہ لباس پاک ہو گیا ہے، اس کے ساتھ نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ پاک نہیں ہوا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۸۱۷۔ اگر کوئی شخص اپنے بدن یا لباس میں خون دیکھے اور اسے یقین ہو کہ یہ نجس خون میں سے نہیں ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ مچھر کا خون ہے لیکن نماز پڑھنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ یہ اس خون میں سے ہے جس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جاسکتی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۸۱۸۔ اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ اس کے بدن یا لباس میں جو خون ہے وہ ایسا نجس خون ہے جس کے ساتھ نماز صحیح ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ زخم اور پھوڑے کا خون ہے لیکن نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ یہ ایسا خون ہے جس کے ساتھ نماز باطل ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۸۱۹۔ اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ ایک چیز نجس ہے اور گیلا بدن یا گیلا لباس اس چیز سے چھو جائے اور اسی بھول کے عالم میں وہ نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اس کا گیلا بدن اس چیز کو چھو جائے جس کا نجس ہونا وہ بھول گیا ہے اور اپنے آپ کو پاک کئے بغیر وہ غسل کرے اور نماز پڑھے تو اس کا غسل اور نماز باطل ہیں ماسوا اس صورت کے کہ غسل کرنے سے بدن بھی پاک ہو جائے۔ اور اگر وضو کے گیلے اعضا کا کوئی حصہ اس چیز سے چھو جائے جس کے نجس ہونے کے بارے میں وہ بھول گیا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اس حصے کو پاک کرے وہ وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کا وضو اور نماز دونوں باطل ہیں ماسوا اس صورت کے کہ وضو کرنے اسے وضو کے اعضا بھی پاک ہو جائیں۔

۸۲۰۔ جس شخص کے پاس صرف ایک لباس ہو اگر اس کا بدن اور لباس نجس ہو جائیں اور اس کے پاس ان میں سے ایک کو پاک کرنے کے لئے پانی ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ بدن کو پاک کرے اور نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔ اور لباس کو پاک کر کے نجس بدن کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر لباس کی نجاست بدن کی نجاست سے بہت زیادہ ہو یا لباس کی نجاست بدن کی نجاست کے لحاظ سے زیادہ شدید ہو تو اسے اختیار ہے کہ لباس اور بدن میں سے جسے چاہے پاک کرے۔

۸۲۱۔ جس شخص کے پاس نجس لباس کے علاوہ کوئی لباس نہ ہو ضروری ہے کہ نجس لباس کے ساتھ نماز پرھے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

۸۲۲۔ جس شخص کے پاس دولباس ہوں اگر وہ یہ جانتا ہو کہ ان میں سے ایک نجس ہے لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ کون سا نجس ہے اور اس کے پاس وقت ہو تو ضروری ہے کہ دونوں لباس کے ساتھ نماز پڑھے (یعنی ایک دفعہ ایک لباس پہن کر اور ایک دفعہ دوسرا لباس پہن کر دو دفعہ وہی نماز پڑھے) مثلاً اگر وہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ ہر ایک لباس سے ایک نماز ظہر کی اور ایک نماز عصر کی پڑھے لیکن اگر وقت تنگ ہو تو جس لباس کے ساتھ نماز پڑھ لے کافی ہے۔

دوسری شرط

۸۲۳۔ نماز پڑھنے والے کا لباس مباح ہونا ضروری ہے۔ پس اگر ایک ایسا شخص جو جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے یا کوتاہی کی وجہ سے مسئلہ کا حکم نہ جانتا ہو اور جان بوجھ کر اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر لباس میں وہ چیزیں شامل ہوں جو تنہا شرمگاہ کو نہیں ڈھانپ سکتیں اور اسی طرح وہ چیزیں جن سے اگرچہ شرمگاہ کو ڈھانپا جاسکتا ہو لیکن نماز پڑھنے والے نے انہیں حالت نماز میں نہ پہن رکھا ہو مثلاً بڑا رومال یا لنگوٹی جو جیب میں رکھی ہو اور اسی طرح وہ چیزیں جنہیں نمازی نے پہن رکھا ہو اگرچہ اس کے پاس ایک مباح ستر پوش بھی ہو۔ ایسی تمام صورتوں میں ان (اضافی) چیزوں کے غصبی ہونے سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا اگرچہ احتیاط ان کے ترک کر دینے میں ہے۔

۸۲۴۔ جو شخص یہ جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے لیکن اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم نہ جانتا ہو اگر وہ جان بوجھ کر غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو جیسا کہ سابقہ مسئلے میں تفصیل سے بتایا گیا ہے احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

۸۲۵۔ اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر وہ شخص خود اس لباس کو غصب کرے اور پھر بھول جائے کہ اس غصب کیا ہے اور اسی لباس میں نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

۸۲۶۔ اگر کسی شخص کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے لیکن نماز کے دوران اسے پتہ چل جائے اور اس کی شرمگاہ کسی دوسری چیز سے ڈھکی ہوئی ہو اور وہ فوراً یا نماز کا تسلسل توڑے بغیر غصبی لباس اتار سکتا ہو تو ضروری ہے کہ

فوراً اس لباس کو اتار دے اور اگر اس کی شرمگاہ کسی دوسری چیز سے ڈھکی ہوئی نہ ہو یا وہ غصبی لباس کو فوراً نہ اتار سکتا ہو یا اگر لباس کا اتارنا نماز کے تسلسل کو توڑ دیتا اور صورت یہ ہو کہ اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے جتنا وقت بھی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو توڑ دے اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے جو غصبی نہ ہو اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز کی حالت میں لباس اتار دے اور "برہنہ لوگوں کی نماز کے مطابق" نماز ختم کرے۔

۸۲۷۔ اگر کوئی شخص اپنی جان کی حفاظت کے لئے غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھنے یا مثال کے طور پر غصبی لباس کے ساتھ اس لئے نماز پڑھے تا کہ چوری نہ ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۸۲۸۔ اگر کوئی شخص اس رقم لباس خریدے جس کا خمس اس نے ادا نہ کیا ہو تو اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے وہی حکم ہے جو غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کا ہے۔

تیسری شرط

۸۲۹۔ ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس اور ہر وہ چیز جو شرم گاہ چھپانے کے لئے ناکافی ہے احتیاط لازم کی بنا پر جہندہ خون والے مردہ حیوان کے اجزاء سے نہ بنی ہو بلکہ اگر لباس اس مردہ حیوان مثلاً مچھلی اور سانپ سے تیار کیا جائے جس کا خون جہندہ نہیں ہوتا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

۸۳۰۔ اگر نجس مردار کی ایسی چیز مثلاً گوشت اور کھال جس میں روح ہوتی ہے نماز پڑھنے والے کے ہمراہ ہو تو کچھ بعید نہیں ہے کہ اس کی نماز صحیح ہو۔

۸۳۱۔ اگر حلال گوشت مردار کی کوئی ایسی چیز جس میں روح نہیں ہوتی مثلاً بال اور ان نماز پڑھنے والے کے ہمراہ ہو یا اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے جو ان چیزوں سے تیار کیا گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

چوتھی شرط

۸۳۲۔ ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس۔۔۔ ان چیزوں کے علاوہ جو صرف شرم گاہ چھپانے کے لئے ناکافی ہے مثلاً جراب۔۔۔ جانوروں کے اجزا سے تیار کیا ہوا نہ ہو بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر ہر اس جانور کے اجزا سے بنا ہوا نہ ہو جس کا گوشت کھانا حرام ہے اسی طرح ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس اور بدن حرام گوشت جانور کے پیشاب،

پاخانے، پسینے، دودھ اور بال سے آلودہ نہ ہو لیکن اگر حرام گوشت جانور کا ایک بال اس کے لباس پر لگا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح نماز گزار کے ہمراہ ان میں سے کوئی چیز اگر ڈبیہ (یا بوتل وغیرہ) میں بند رکھی ہو تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۳۳۔ حرام گوشت جانور مثلاً بلی کے منہ یا ناک کا پانی یا کوئی دوسری رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگی ہو اور اگر وہ تر ہو تو نماز باطل ہے لیکن اگر خشک ہو اور اس کا عین جزو زائل ہو گیا ہو تو نماز صحیح ہے۔

۸۳۴۔ اگر کسی کا بال یا پسینہ یا منہ کا لعاب نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح مر دارید، موم اور شہد اس کے ہمراہ ہو تب بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

۸۳۵۔ اگر کسی کو شک ہو کہ لباس حلال گوشت جانور سے تیار کیا گیا ہے یا حرام گوشت جانور سے تو خواہ وہ مقامی طور پر تیار کیا گیا ہو یا زر آمد کیا گیا ہو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

۸۳۶۔ یہ معلوم نہیں ہے کہ سیپی حرام گوشت حیوان کے اجزا میں سے ہے لہذا سیپ (کے بٹن وغیرہ) کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

۸۳۷۔ سمور کا لباس ( ) اور اسی طرح گلہری کی پوستین پہن کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ گلہری کی پوستین کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

۸۳۸۔ اگر کوئی شخص ایسے لباس کے ساتھ نماز پڑھے جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو کہ حرام گوشت جانور سے تیار ہوا ہے تو احتیاط مستحب کی بنا پر اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

پانچویں شرط

۸۳۹۔ زر دوزی کا لباس پہننا مردوں کے لئے حرام ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے لیکن عورتوں کے لئے نماز میں یا نماز کے علاوہ اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۴۰۔ سونا پہننا مثلاً سونے کی زنجیر گلے میں پہننا، سونے کی انگوٹھی ہاتھ میں پہننا، سونے کی گھڑی کلائی پر باندھنا اور سونے کی عینک لگانا مردوں کے لئے حرام ہے اور ان چیزوں کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے۔ لیکن عورتوں کے لئے نماز میں اور نماز کے علاوہ ان چیزوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

۸۴۱۔ اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو تو اس کی انگوٹھی یا لباس سونے کا ہے یا شک رکھتا ہو اور اس کے ساتھ ناز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

چھٹی شرط

۸۴۲۔ نماز پڑھنے والے مرد کا لباس حتیٰ کہ احتیاط مستحب کی بنا پر ٹوپی اور ازار بند بھی خالص ریشم کا نہیں ہونا چاہئے اور نماز کے علاوہ بھی خالص ریشم پہننا مردوں کے لئے حرام ہے۔

۸۴۳۔ اگر لباس کا تمام استر یا اس کا کچھ خالص ریشم کا ہو تو مرد کے لئے اس کا پہننا حرام اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے۔

۸۴۴۔ جب کسی لباس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ خالص ریشم کا ہے یا کسی اور چیز کا بنا ہوا ہے تو اس کا پہننا جائز ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۴۵۔ ریشمی رومال یا اسی جیسی کوئی چیز مرد کی جیب میں ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور وہ نماز کو باطل نہیں کرتی۔

۸۴۶۔ عورت کے لئے نماز میں یا اس کے علاوہ ریشمی لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۴۷۔ مجبوری کی حالت میں غصبی اور خالص ریشمی اور زردوزی کا لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ علاوہ ازیں جو شخص یہ لباس پہننے پر مجبور ہو اور اس کے پاس کوئی اور لباس نہ ہو تو وہ ان لباسوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

۸۴۸۔ اگر کسی شخص کے پاس غصبی لباس کے علاوہ کوئی لباس نہ ہو اور وہ یہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لئے بتائے گئے ہیں۔

۸۴۹۔ اگر کسی کے پاس درندے کے اجزا سے بنے ہوئے لباس کے علاوہ اور کوئی لباس نہ ہو اور وہ یہ لباس پہننے پر مجبور ہو تو اس لباس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھنے جو برہنہ لوگوں کے لئے بتائے گئے ہیں۔ اور اگر اس کے پاس غیر شکاری حرام جانوروں کے اجزا سے تیار شدہ لباس کے سوا دوسرا لباس نہ ہو اور وہ اس لباس کو پہننے پر مجبور نہ ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ دو دفعہ نماز پڑھے۔ ایک بار اسی لباس کے ساتھ اور ایک بار اس طریقے کے مطابق جس کا ذکر برہنہ لوگوں کی نماز میں بیان ہو چکا ہے۔

۸۵۰۔ اگر کسی مرد کے پاس خالص ریشمی یا زربفتی لباس کے سوا کوئی لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو ضروری ہے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لئے بتائے گئے ہیں۔

۸۵۱۔ اگر کسی کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس سے وہ اپنی شرم گاہوں کو نماز میں ڈھانپ سکے تو واجب ہے کہ ایسی چیز کرائے پر لے یا خریدے لیکن اگر اس پر اس کی حیثیت سے زیادہ خرچ اٹھتا ہو یا صورت یہ ہو کہ اس کام کے لئے خرچ برداشت کرے تو اس کی حالت تباہ ہو جائے تو ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لئے بتائے گئے ہیں۔

۸۵۲۔ جس شخص کے پاس لباس نہ ہو اگر کوئی دوسرا شخص اسے لباس بخش دے یا ادھار دے دے تو اگر اس لباس کا قبول کرنا اس پر گراں نہ گزرتا ہو تو ضروری ہے کہ اسے قبول کرلے بلکہ اگر ادھار لینا یا بخشش کے طور پر طلب کرنا اس کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو تو ضروری ہے کہ جس کے پاس لباس ہو اس سے ادھار مانگ لے یا بخشش کے طور پر طلب کرے۔

۸۵۳۔ اگر کوئی شخص ایسا لباس پہننا چاہے جس کا کپڑا، رنگ یا سلائی رواج کے مطابق نہ ہو تو اگر اس کا پہننا اس کی شان کے خلاف اور توہین کا باعث ہو تو اس کا پہننا حرام ہے۔ لیکن اگر وہ اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کے پاس شرمگاہ چھپانے کے لئے فقط وہی لباس ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۸۵۴۔ اگر مرد زنانہ لباس پہنے اور عورت مردانہ لباس پہنے اور اسے اپنی زینت قرار دے تو احتیاط کی بنا پر اس کی پہننا حرام ہے لیکن اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنا ہر صورت میں صحیح ہے۔

۸۵۵۔ جس شخص کو لیٹ کر نماز پڑھنی چاہیے اگر اس کا لحاف درندے کے اجزا سے بلکہ احتیاط کی بنا پر ہر حرام گوشت جانور کے اجزاء سے بنا ہو یا نس یا ریشمی ہو اور اسے پہناوا کہا جا سکے تو اس میں بھی نماز جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر اسے محض

اپنے اوپر ڈال لیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور اس سے نماز باطل نہیں ہو گی البتہ گدیلے کے استعمال میں کسی حالت میں بھی کوئی قباحت نہیں ماسوا اس کے کہ اس کا کچھ حصہ انسان اپنے اوپر لپیٹ لے اور اسے عرف عام میں پہناوا کہا جائے تو اس صورت میں اس کا بھی وہی حکم ہے جو لحاف کا ہے۔

جن صورتوں میں نمازی کا بدن اور لباس پاک ہونا ضروری نہیں

۸۵۶۔ تین صورتوں میں جن کی تفصیل نیچے بیان کی جارہی ہے اگر نماز پڑھنے والے کا بدن یا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

)اول) اس کے بدن کے زخم، جراحت یا پھوڑے کی وجہ سے اس کے لباس یا بدن پر خون لگ جائے۔

)دوم) اس کے بدن یا لباس پر درہم۔ جس کی مقدار تقریباً انگوٹھے کے اوپر والی گرہ کے برابر ہے۔ کی مقدار سے کم خون لگ جائے۔

)سوم) وہ نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو۔

علاوہ ازیں ایک اور صورت میں اگر نماز پڑھنے والے کا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ اس کا چھوٹا لباس مثلاً موزہ اور ٹوپی نجس ہو۔

ان چاروں صورتوں کے مفصل احکام آئندہ مسئلوں میں بیان کئے جائیں گے۔

۸۵۷۔ اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر زخم یا جراحت یا پھوڑے کا خون ہو تو وہ اس خون کے ساتھ یا اس وقت تک نماز پڑھ سکتا ہے جب تک زخم یا جراحت یا پھوڑا ٹھیک نہ ہو جائے اور اگر اس کے بدن یا لباس پر ایسی پیپ ہو جو خون کے ساتھ نکلی ہو یا ایسی دوائی ہو جو زخم پر لگائی گئی ہو اور نجس ہو گئی ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۸۵۸۔ اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر ایسی خراش یا زخم کا خون لگا ہو جو جلدی ٹھیک ہو جاتا ہو اور جس کا دھونا آسان ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

۸۵۹۔ اگر بدن یا لباس کی ایسی جگہ جو زخم سے فاصلے پر ہو زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن اگر لباس یا بدن کی وہ جگہ جو عموماً زخم کی رطوبت سے آلودہ ہو جاتی ہے اس زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

۸۶۰۔ اگر کسی شخص کے بدن یا لباس کو اس بواسیر سے جس کے مسے باہر نہ ہوں یا اس زخم سے جو منہ اور ناک وغیرہ کے اندر ہو خون لگ جائے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے البتہ اس بواسیر کے خون کے ساتھ نماز پڑھنا بلا اشکال جائز ہے جس کے مسے مقعد کے باہر ہوں۔

۸۶۱۔ اگر کوئی ایسا شخص جس کے بدن پر زخم ہو اپنے بدن یا لباس پر ایسا خون دیکھے جو درہم سے زیادہ ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ یہ خون زخم کا ہے یا کوئی اور خون ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس خون کے ساتھ نماز پڑھے۔

۸۶۲۔ اگر کسی شخص کے بدن پر چند زخم ہوں اور وہ ایک دوسرے کے اس قدر نزدیک ہوں کہ ایک زخم شمار ہوتے ہوں تو جب تک وہ زخم ٹھیک نہ ہو جائیں ان کے خون کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ ایک دوسرے سے اتنے دور ہوں کہ ان میں سے ہر زخم ایک علیحدہ زخم شمار ہو تو جو زخم ٹھیک ہو جائے ضروری ہے کہ نماز کے لئے بدن اور لباس کو دھو کر اس زخم کے خون سے پاک کرے۔

۸۶۳۔ اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر سوئی کی نوک کے برابر بھی حیض کا خون لگا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔ اور احتیاط کی بنا پر نجس حیوانات مثلاً سؤر، مُردار اور حرام گوشت جانور نیز نفاس اور استحاضہ کی بھی یہی صورت ہے لیکن کوئی دوسرا خون مثلاً انسان یا حلال گوشت حیوان کے خون کی چھینٹ بدن کے کئی حصوں پر لگی ہو لیکن اس کی مجموعی مقدار ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۶۴۔ جو خون بغیر استر کے کپڑے پر گرے اور دوسری طرف پہنچ جائے وہ ایک خون شمار ہوتا ہے لیکن اگر کپڑے کی دوسری طرف الگ سے خون آلودہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ خون شمار کیا جائے۔ پس اگر وہ خون جو کپڑے کے سامنے کے رخ اور پچھلی طرف ہے مجموعی طور پر ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے۔

٨٦٥۔ اگر استر والے کپڑے پر خون گرے اور اس کے استر تک پہنچ جائے یا استر پر گرے اور کپڑے تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ ہر خون کو الگ شمار کیا جائے۔ لیکن اگر کپڑے کا خون اور استر کا خون اس طرح مل جائے کہ لوگوں کے نزدیک ایک خون شمار ہو تو اگر کپڑے کا خون اور استر کا خون ملا کر ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے۔

٨٦٦۔ اگر بدن یا لباس پر ایک درہم سے کم خون ہو اور کوئی رطوبت اس خون سے مل جائے اور اس کے اطراف کو آلودہ کر دے تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے خواہ خون اور جو رطوبت اس سے ملی ہے ایک درہم کے برابر نہ ہوں لیکن اگر رطوبت صرف خون سے ملے اور اس کے اطراف کو آلودہ نہ کرے تو ظاہر یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

٨٦٧۔ اگر بدن یا لباس پر خون نہ ہو لیکن رطوبت لگنے کی وجہ سے خون سے نجس ہو جائیں تو اگرچہ جو مقدار نجس ہوئی ہے وہ ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ بھی نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

٨٦٨۔ بدن یا لباس پر جو خون ہو اگر وہ ایک درہم سے کم ہو اور کوئی دوسری نجاست اس سے آ لگے مثلاً پیشاب کا ایک قطرہ اس پر گر جائے اور وہ بدن یا لباس سے لگ جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں بلکہ اگر بدن اور لباس تک نہ بھی پہنچے تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر اس میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

٨٦٩۔ اگر نماز پڑھنے والے کو چھوٹا لباس مثلاً ٹوپی اور موزہ جس سے شرمگاہ کو نہ ڈھانپا جاسکتا ہو نجس ہو جائے اور وہ احتیاط لازم کی بنا پر وہ نجس مردار یا نجس العین حیوان مثلاً کتے (کے اجزا) سے نہ بنا ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اسی طرح اگر نجس انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

٨٧٠۔ نجس چیز مثلاً نجس رومال، چابی اور چاقو کا نماز پڑھنے والے کے پاس ہونا جائز ہے اور بعید نہیں ہے کہ مطلق نجس لباس (جو پہنا ہوا نہ ہو) اس کے پاس ہو تب بھی نماز کو کوئی ضرر نہ پہنچائے (یعنی اس کے پاس ہوتے ہوئے نماز صحیح ہو)۔

۸۷۱۔ اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو خون اس کے لباس یا بدن پر ہے وہ ایک درہم سے کم ہے لیکن اس امر کا احتمال ہو کہ یہ اس خون میں سے ہے جو معاف نہیں ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس خون کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

۸۷۲۔ اگر وہ خون جو ایک شخص کے لباس یا بدن پر ہو ایک درہم سے کم ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ اس خون میں سے ہے جو معاف نہیں ہے، نماز پڑھ لے اور پھر اسے پتہ چلے کہ یہ اس خون میں سے تھا جو معاف نہیں ہے، تو اس کے لئے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری نہیں اور اس وقت بھی یہی حکم ہے جب وہ یہ سمجھتا ہو کہ خون ایک درہم سے کم ہے اور نماز پڑھ لے اور بعد میں پتہ چلے کہ اس کی مقدار ایک درہم یا اس سے زیادہ تھی، اس صورت میں بھی دوبارہ نماز پڑھنے کی ضروری نہیں ہے۔

وہ چیزیں جو نمازی کے لباس میں مستحب ہیں۔

۸۷۳۔ جو شخص چند نمازی کے لباس میں مستحب ہیں کہ جن میں سے تحت الحنک کے ساتھ عمامہ، عبا، سفید لباس، صاف ستھر الباس، خوشبو لگانا اور عتیق کی انگوٹھی پہننا ہیں۔

وہ چیزیں جو نمازی کے لباس میں مکروہ ہیں

۸۷۴۔ چند چیزیں نمازی کے لباس میں مکروہ ہیں جن میں سے سیاہ، میلا اور تنگ لباس اور شرابی کا لباس پہننا یا اس شخص کا لباس پہننا جو نجاست سے پرہیز نہ کرتا ہو اور ایسا لباس پہننا جس پر چہرے کی تصویر بنی ہو اس کے علاوہ لباس کے بٹن کھلے ہونا اور ایسی انگوٹھی پہننا جس پر چہرے

کی تصویر بنی ہو مکروہ ہے۔

نماز کے پڑھنے کی جگہ

نماز پڑھنے والے کی جگہ کی سات شرطیں ہیں:

پہلی شرط یہ ہے کہ وہ مباح ہو۔

۸۷۵۔ جو شخص غصبی جگہ پر اگر چہ وہ قالین، تخت اور اسی طرح کی دوسری چیزیں ہوں، نماز پڑھ رہا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے لیکن غصبی چھت کے نیچے اور غصبی خیمے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۷۶۔ ایسی جگہ نماز پڑھنا جس کی منفعت کسی اور کی ملکیت ہو تو منفعت کے مالک کی اجازت کے بغیر وہاں نماز پڑھنا غصبی جگہ پر نماز پڑھنے کے حکم میں ہے مثلاً کرائے کے مکان میں مالک مکان یا اس شخص کی اجازت کے بغیر کہ جس نے وہ مکان کرائے پر لیا ہے نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔ اور اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ فلاں کام پر خرچ کیا جائے تو جب تک کہ تیسرے حصے کو جدا نہ کریں اس کی جائداد میں نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

۸۷۷۔ اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہو اور دوسرا شخص اسے باہر نکال کر اس کی جگہ پر قبضہ کرے اور اس جگہ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے اگر چہ اس نے گناہ کیا ہے۔

۸۷۸۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے غصبی ہونے کا اسے علم نہ ہو اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے یا ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے غصبی ہونے کو وہ بھول گیا ہو اور نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن کوئی ایسا شخص جس نے خود وہ جگہ غصب کی ہو اور وہ بھول جائے اور وہاں نماز پڑھے تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے۔

۸۷۹۔ اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ یہ جگہ غصبی ہے اور اس میں تصرف حرام ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ غصبی جگہ پر نماز پڑھنے میں اشکال ہے اور وہ وہاں نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

۸۸۰۔ اگر کوئی شخص واجب نماز سواری کی حالت میں پڑھنے پر مجبور ہو اور سواری کا جانور یا اس کی زین یا نعل غصبی ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ شخص اس جانور پر سواری کی حالت میں مستحب نماز پڑھنا چاہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

۸۸۱۔ اگر کوئی شخص کسی جائداد میں دوسرے کے ساتھ شریک ہو اور اس کا حصہ جدا نہ ہو تو اپنے شراکت دار کی اجازت کے بغیر وہ اس جائداد پر تصرف نہیں کر سکتا اور اس پر نماز نہیں پڑھ سکتا۔

۸۸۲۔ اگر کسی شخص ایک ایسی رقم سے کوئی جائداد خریدے جس کا خمس اس نے ادا نہ کیا ہو تو اس جائداد پر اس کا تصرف حرام ہے۔ اور اس میں اس کی نماز جائز نہیں۔

۸۸۳۔ اگر کسی جگہ کا مالک زبان سے نماز پڑھنے کی اجازت دے دے اور انسان کو علم ہو کہ وہ دل سے راضی نہیں ہے تو اس کی جگہ پر نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر اجازت نہ دے لیکن انسان کو یقین ہو کہ وہ دل سے راضی ہے تو نماز پرھنا جائز ہے۔

۸۸۴۔ جس متوفی نے زکوۃ اور اس جیسے دوسرے مالی واجبات ادا نہ کئے ہوں اس کی جائداد میں تصرف کرنا اگر واجبات کی ادائیگی میں مانع نہ ہو مثلاً اس کے گھر میں ورثاء کی اجازت سے نماز پڑھی جائے تو اشکال نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وہ رقم جو متوفی کے ذمے ہو ادا کر دے یا یہ ضمانت دے کہ ادا کر دے گا تو اس کی جائداد میں تصرف کرنے میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے۔

۸۸۵۔ اگر متوفی لوگوں کا مقروض ہو تو اس کی جائداد میں تصرف کرنا اس مردے کی جائداد میں تصرف کرنے کے حکم میں ہے جس نے زکوۃ اور اس کی مانند دوسرے مالی واجبات ادا نہ کئے ہوں۔

۸۸٦۔ اگر متوفی کے ذمے قرض نہ ہو لیکن اس کے بعض ورثاء کم سن یا مجنون یا غیر حاضر ہوں تو ان کے ولی کی اجازت کے بغیر اس کی جائداد میں تصرف حرام ہے اور اس میں نماز جائز نہیں۔

۸۸۷۔ کسی کی جائداد میں نماز پڑھنا اس صورت میں جائز ہے جبکہ اس کا مالک صریحاً اجازت دے یا کوئی ایسی بات کہے جس سے معلوم ہو کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی ہے مثلاً اگر کسی شخص کو اجازت دے کہ اس کی جائداد میں بیٹھے یا سوئے تو اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت بھی دے دی ہے یا مالک کے راضی ہونے پر دوسری وجوہات کی بناء پر اطمینان رکھتا ہو۔

۸۸۸۔ وسیع و عریض زمین میں نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ اس کا مالک کم سن یا مجنون ہو یا وہاں نماز پڑھنے پر راضی نہ ہو۔ اسی طرح وہ زمینیں کہ جن کے دروازے اور دیوار نہ ہوں ان میں ان کے مالک کی اجازت کے بغیر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اگر مالک کمسن یا مجنون ہو یا اس کے راضی نہ ہونے کا گمان ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ وہاں نماز نہ پڑھی جائے۔

۸۸۹۔ (دوسری شرط) ضروری ہے کہ نمازی کی جگہ واجب نمازوں میں ایسی نہ ہو کہ تیز حرکت نمازی کے کھڑے ہونے یا رکوع اور سجود کرنے میں مانع ہو بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کے بدن کو ساکن رکھنے میں بھی مانع نہ ہو اور اگر وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے ایسی جگہ مثلاً بس، ٹرک، کشتی یا ریل گاڑی میں نماز پڑھے تو جس قدر ممکن ہو

بدن کے ٹھہراو اور قبلے کی سمت کا خیال رکھے اور اگر ٹرانسپورٹ قبلے سے کسی دوسری طرف مڑ جائے تو اپنا منہ قبلے کی جانب موڑ دے۔

۸۹۰۔ جب گاڑی، کشتی یا ریل گاڑی وغیرہ کھڑی ہوئی ہوں تو ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اسی طرح جب چل رہی ہوں تو اس حد تک نہ ہل جل رہی ہوں کہ نمازی بدن کے بدن کے ٹھہراو میں حائل ہوں۔

۸۹۱۔ گندم، جو اور ان جیسی دوسری اجناس کے ڈھیر پر جو ہلے جلے بغیر نہیں رہ سکتے نماز باطل ہے۔ (بوریوں کے ڈھیر مراد نہیں ہیں)۔

)تیسری شرط) ضروری ہے کہ انسان ایسی جگہ نماز پڑھنے جہاں نماز پوری پڑھ لینے کا احتمال ہو۔ ایسی جگہ نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے جس کے متعلق اسے یقین ہو کہ مثلاً ہوا اور بارش یا بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے وہاں پوری نماز نہ پڑھ سکے گا گو اتفاق سے پوری پڑھ لے۔

۸۹۲۔ اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں ٹھہرنا حرام ہو مثلاً کسی ایسی مخدوش چھت کے نیچے جو عنقریب گرنے والی ہو تو گو وہ گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

۸۹۳۔ کسی ایسی چیز پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے جس پر کھڑا ہونا یا بیٹھنا حرام ہو مثلا قالین کے ایسے حصے جہاں اللہ تعالی کا نام لکھا ہو۔ چونکہ (یہ اسم خدا) قصد قربت کرنے میں مانع ہے اس لئے (نماز پڑھنا) صحیح نہیں ہے۔

)چوتھی شرط) جس جگہ انسان نماز پڑھے اس کی چھت اتنی نیچی نہ ہو کہ سیدھا کھڑا نہ ہو سکے اور نہ ہی وہ جگہ اتنی مختصر ہو کہ رکوع اور سجدے کی گنجائش نہ ہو۔

۸۹۴۔ اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھنے پر مجبور ہو جہاں بالکل سیدھا کھڑا ہونا ممکن نہ ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر رکوع اور سجود ادا کرنے کا امکان نہ ہو تو ان کے لئے سر سے اشارہ کرے۔

۸۹۵۔ ضروری ہے کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ائمۃ اہل بیت علیہم السلام کی قبر کے آگے اگر ان کی بے حرمتی ہوتی ہو تو نماز نہ پڑھے۔ اس کے علاوہ کسی اور صورت میں اشکال نہیں۔

)پانچویں شرط) اگر نماز پڑھنے کی جگہ نجس ہو تو اتنی مرطوب نہ ہو کہ اس کی رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس تک پہنچے لیکن اگر سجدہ میں پیشانی رکھنے کی جگہ نجس ہو تو خواہ وہ خشک بھی ہو نماز باطل ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز پڑھنے کی جگہ ہر گز نجس نہ ہو۔

)چھٹی شرط) احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ عورت مرد سے پیچھے کھڑی ہو اور کم از کم اس کے سجدہ کرنے کی جگہ سجدے کی حالت میں مرد کے دوزانوں کے برابر فاصلے پر ہو۔

۸۹۶۔ اگر کوئی عورت مرد کے برابر یا آگے کھڑی ہو اور دونوں بیک وقت نماز پڑھنے لگیں تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھیں۔ اور یہی حکم ہے اگر ایک، دوسرے سے پہلے نماز کے لئے کھڑا ہو۔

۸۹۷۔ اگر مرد اور عورت ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوں یا عورت آگے کھڑی ہو اور دونوں نماز پڑھ رہے ہوں لیکن دونوں کے درمیان دیوار یا پردہ یا کوئی اور ایسی چیز حائل ہو کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں یا ان کے درمیان دس ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو تو دونوں کی نماز صحیح ہے۔

)ساتویں شرط) نماز پڑھنے والے کی پیشانی رکھنے کی جگہ، دوزانو اور پاوں کی انگلیاں رکھنے جگہ سے چار ملی ہوئی ہوئی انگلیوں کی مقدار سے زیادہ اونچی یا نیچی نہ ہو۔ اس مسئلے کی تفصیل سجدے کے احکام میں آئے گی۔

۸۹۸۔ نامحرم مرد اور عورت کا ایک ایسی جگہ ہونا جہاں گناہ میں مبتلا ہونے کا احتمال ہو حرام ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز بھی نہ پڑھیں۔

۸۹۹۔ جس جگہ ستار بجایا جاتا ہو اور اس جیسی چیزیں استعمال کی جاتی ہوں وہاں نماز پڑھنا باطل نہیں ہے گو ان کا سننا اور استعمال کرنا گناہ ہے۔

۹۰۰۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں خانہ کعبہ کے اندر اور اس کی چھت کے اوپر واجب نماز نہ پڑھی جائے۔ لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۹۰۱۔ خانہ کعبہ کے اندر اور اس کی چھت کے اوپر نفلی نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر ہر رکن کے مقابل دو رکعت نماز پڑھی جائے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مستحب ہے

۹۰۲۔ اسلام کی مقدس شریعت میں بہت تاکید کی گئی ہے کہ نماز مسجد میں پڑھی جائے۔ دنیا بھر کی ساری مسجدوں میں سب سے بہتر مسجد الحرام اور اس کے بعد مسجد نبوی ہے اور اس کے بعد مسجد کوفہ اور اس کے بعد بیت المقدس کا درجہ ہے۔ اس کے بعد شہر کی جامع اور اس کے بعد محلے کی مسجد اور اس کے بعد بازار کی مسجد کا نمبر آتا ہے۔

۹۰۳۔ عورتوں کے لئے بہتر ہے کہ نماز ایسی جگہ پڑھیں جو نامحرم سے محفوظ ہونے کے لحاظ سے دوسری جگہوں سے بہتر ہو خواہ وہ جگہ مکان یا مسجد یا کوئی اور جگہ ہو۔

۹۰۴۔ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے حرموں میں نماز پڑھنا مستحب ہے بلکہ مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حرم پاک میں نماز پڑھنا دولاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

۹۰۵۔ مسجد میں زیادہ جانا اور اس مسجد میں جانا آباد نہ ہو (یعنی جہاں لوگ بہت کم نماز پڑھنے آتے ہوں) مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد کے پڑوس میں رہتا ہو اور کوئی عذر بھی نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۹۰۶۔ جو شخص مسجد میں نہ آتا ہو، مستحب ہے کہ انسان اس کے ساتھ مل کر کھانا کھائے، اپنے کاموں میں اس سے مشورہ نہ کرے، اس کے پڑوس میں نہ رہے اور نہ اس سے عورت کا رشتہ لے اور نہ اسے رشتہ دے۔ (یعنی اس کا سوشل بائیکاٹ کرے)۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

۹۰۷۔ چند مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے جن میں سے کچھ یہ ہیں:

۱۔ حمام

۲۔ شور زمین

۳۔ کسی انسان کے مقابل

۴۔ اس دروازے کے مقابل جو کھلا ہو

۵۔ سڑک، اور کوچے میں بشر طیکہ گزرنے والوں کے لئے باعث زحمت نہ ہو اور اگر انہیں زحمت ہو تو ان کے راستے میں رکاوٹ ڈالنا حرام ہے۔

۶۔ آگ اور چراغ کے مقابل

۷۔ باورچی خانے میں اور ہر اس جگہ جہاں آگ کی بھٹی ہو۔

۸۔ کنویں کے اور ایسے گڑھے کے مقابل جس میں پیشاب کیا جاتا ہو۔

۹۔ جان دار کے فوٹو یا مجسمے کے سامنے مگر یہ کہ اسے ڈھانپ دیا جائے۔

۱۰۔ ایسے کمرے میں جس میں جنب شخص موجود ہو۔

۱۱۔ جس جگہ فوٹو ہو خواہ ہو نماز پڑھنے والے کے سامنے نہ ہو۔

۱۲۔ قبر کے مقابل

۱۳۔ قبر کے اوپر

۱۴۔ دو قبروں کے درمیان

۱۵۔ قبرستان میں۔

۹۰۸۔ اگر کوئی شخص لوگوں کی رہگزر پر نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی اور شخص اس کے سامنے کھڑا ہو تو نمازی کے لئے مستحب ہے کہ اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے اور اگر وہ چیز لکڑی یا رسی ہو تو بھی کافی ہے۔

مسجد کے احکام

۹۰۹۔ مسجد کی زمین، اندرونی اور بیرونی چھت اور اندرونی دیوار کو نجس کرنا حرام ہے اور جس شخص کو پتہ چلے کہ ان میں سے کوئی مقام نجس ہو گیا ہے تو ضروری ہے کہ اس کی نجاست کو فوراً دور کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسجد کے دیوار کا بیرونی حصے کو بھی نجس نہ کیا جائے اور اگر وہ نجس ہو جائے تو نجاست کا ہٹانا لازم نہیں لیکن اگر دیوار کا بیرونی حصہ نجس کرنا مسجد کی بے حرمتی کا سبب ہو تو قطعاً حرام ہے اور اس قدر نجاست کا زائل کرنا کہ جس سے بے حرمتی ختم ہو جائے ضروری ہے۔

۹۱۰۔ اگر کوئی شخص مسجد کو پاک کرنے پر قادر نہ ہو یا اسے مدد کی ضرورت ہو جو دستیاب نہ ہو تو مسجد کا پاک کرنا اس پر واجب نہیں لیکن یہ سمجھتا ہو کہ اگر دوسرے کو اطلاع دے گا تو یہ کام ہو جائے گا تو ضروری ہے کہ اسے اطلاع دے۔

۹۱۱۔ اگر مسجد کی کوئی جگہ نجس ہو گئی ہو جسے کھودے یا توڑے بغیر پاک کرنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس جگہ کو کھودیں یا توڑیں جب کہ جزوی طور پر کھودنا یا توڑنا پڑے یا بے حرمتی کا ختم ہونا مکمل طور پر کھودنے یا توڑنے پر موقوف ہو ورنہ توڑنے میں اشکال ہے۔ جو جگہ کھودی گئی ہو اسے پر کرنا اور جو جگہ توڑی گئی ہو اسے تعمیر کرنا واجب نہیں ہے لیکن مسجد کی کوئی چیز مثلاً اینٹ اگر نجس ہو گئی ہو تو ممکنہ صورت میں اسے پانی سے پاک کر کے ضروری ہے کہ اس کی اصلی جگہ پر لگا دیا جائے۔

۹۱۲۔ اگر کوئی شخص مسجد کو غصب کرے اور اس کی جگہ گھر یا ایسی ہی کوئی چیز تعمیر کرے یا مسجد اس قدر ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اسے مسجد نہ کہا جائے تب بھی احتیاط مستحب کی بنا پر اسے نجس نہ کرے لیکن اسے پاک کرنا واجب نہیں۔

۹۱۳۔ ائمہ اہل بیت علیہم السلام میں سے کسی امام کا حرم نجس کرنا حرام ہے اگر ان کے حرموں میں سے کوئی حرم نجس ہو جائے اور اس کا نجس رہنا اس کی بے حرمتی کا سبب ہو تو اس کا پاک کرنا واجب ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ خواہ بے حرمتی نہ ہوتی ہو تب بھی پاک کیا جائے۔

۹۱۴۔ اگر مسجد کی چٹائی نجس ہو جائے تو ضروری ہے کہ اسے دھو کر پاک کریں اور اگر چٹائی کا نجس ہونا مسجد کی بے حرمتی شمار ہوتا ہو اور وہ دھونے سے خراب ہوتی ہو اور نجس حصے کا کاٹ دینا بہتر ہو تو ضروری ہے کہ اسے کاٹ دیا جائے۔

۹۱۵۔ اگر کسی عین نجاست یا نجس چیز کو مسجد میں لے جانے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہو تو اس کا مسجد میں لے جانا حرام ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر بے حرمتی نہ ہوتی ہو تب بھی عین نجاست کو مسجد میں نہ لے جایا جائے۔

۹۱۶۔ اگر مسجد میں مجلس عزا کے لئے قنات تانی جائے اور فرش بچھایا جائے اور سیاہ پردے لٹکائے جائیں اور چائے کا سامان اس کے اندر لے جایا جائے تو اگر یہ چیزیں مسجد کے تقدس کو پامال نہ کرتی ہوں اور نماز پڑھنے میں بھی مانع نہ ہوتی ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

۹۱۷۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ مسجد کی سونے سے زینت نہ کریں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسجد کو انسان اور حیوان کی طرح جانداروں کی تصویروں سے بھی نہ سجایا جائے۔

۹۱۸۔ اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ بھی جائے تب بھی نہ تو اسے بیچا جاسکتا ہے اور نہ ہی ملکیت اور سڑک میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

۹۱۹۔ مسجد کے دروازوں، کھڑکیوں اور دوسری چیزوں کا بیچنا حرام ہے اور اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ جائے تب بھی ضروری ہے کہ ان چیزوں کو اسی مسجد کی مرمت کے لئے استعمال کیا جائے اور اگر اس مسجد کے کام کی نہ رہی ہوں تو ضروری ہے کہ کسی دوسری مسجد کے کام میں لایا جائے اور اگر دوسری مسجدوں کے کام کی بھی نہ رہی ہوں تو انہیں بیچا جاسکتا ہے اور جو رقم حاصل ہو وہ بصورت امکان اسی مسجد کی مرمت پر ورنہ کسی دوسری مسجد کی مرمت پر خرچ کی جائے۔

۹۲۰۔ مسجد کا تعمیر کرنا اور ایسی مسجد کی مرمت کرنا جو مخدوش ہو مستحب ہے اور اگر مسجد اس قدر مخدوش ہو کہ اس کی مرمت ممکن نہ ہو تو اسے گرا کر دوبارہ تعمیر کیا جاسکتا ہے بلکہ اگر مسجد ٹوٹی پھوٹی نہ ہو تب بھی اسے لوگوں کی ضرورت کی خاطر گرا کر وسیع کیا جاسکتا ہے۔

۹۲۱۔ مسجد کو صاف ستھرا رکھنا اور اس میں چراغ جلانا مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد میں جانا چاہے تو مستحب ہے کہ خوشبو لگائے اور پاکیزہ اور قیمتی لباس پہنے اور اپنے جوتے کے تلووں کے بارے میں تحقیق کرے کہ کہیں نجاست تو نہیں لگی ہوئی۔ نیز یہ کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاوں اور باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاوں رکھے اور اسی طرح مستحب ہے کہ سب لوگوں سے پہلے مسجد میں آئے اور سب سے بعد میں نکلے۔

۹۲۲۔ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز تحیت واحترام مسجد کی نیت سے پڑھے اور اگر واجب نماز یا کوئی اور مستحب نماز پڑھے تب بھی کافی ہے۔

۹۲۳۔ اگر انسان مجبور نہ ہو تو مسجد میں سونا، دنیاوی کاموں کے بارے میں گفتگو کرنا اور کوئی کام کاج کرنا اور ایسے اشعار پڑھنا جن میں نصیحت اور کام کی کوئی بات نہ ہو مکروہ ہے۔ نیز مسجد میں تھوکنا، ناک کی آلائش پھینکنا اور بلغم تھوکنا بھی مکروہ ہے بلکہ بعض صورتوں حرام ہے۔ اور اس کے علاوہ گمشدہ (شخص یا چیز) کو تلاش کرتے ہوئے آواز کو بلند کرنا بھی مکروہ ہے۔ لیکن اذان کے لئے آواز بلند کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔

۹۲۴۔ دیوانے کی مسجد میں داخل ہونے دینا مکروہ ہے اور اسی اس بچے کو بھی داخل ہونے دینا مکروہ ہے جو نمازیوں کے لئے باعث زحمت ہو یا احتمال ہو کہ وہ مسجد کو نجس کر دے گا۔ ان دو صورتوں کے علاوہ بچے کو مسجد میں آنے دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اس شخص کا مسجد میں جانا بھی مکروہ ہے جس نے پیاز، لہسن یا ان سے مشابہ کوئی چیز کھائی ہو کہ جس کی بو لوگوں کو ناگوار گزرتی ہو۔

اذان اور اقامت

۹۲۵۔ ہر مرد اور عورت کے لئے مستحب ہے کہ روزانہ کی واجب نمازوں سے پہلے اذان اور اقامت کہے اور ایسا کرنا دوسری واجب یا مستحب نمازوں کے لئے مشروع نہیں لیکن عید فطر اور عید قربان سے پہلے جب کہ نماز باجماعت پڑھیں تو مستحب ہے کہ تین مرتبہ "اَلصَّلوٰۃ" کہیں۔

۹۲۶۔ مستحب ہے کہ بچے کی پیدائش کے پہلے دن یا ناف اکھڑے سے پہلے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔

۹۲۷۔ اذان اٹھارہ جملوں پر مشتمل ہے۔

اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ

اَشھَدُ اَن لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشھَدُ اَن لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْهَدُ اَن مُحَمَّداً رَّسُولُ اللہِ اَشْهَدُ اَن مُحَمَّداً رَّسُولُ اللہِ

حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ

حَیَّ عَلَی الفلاَحِ حَیَّ عَلَی الفَلاَحِ

حَیَّ عَلَی خَیرِ العَمَلِ حَیَّ عَلٰی خَیرِ العَمَلِ

اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ

لآاِلٰہَ اِلاَّ اللہُ لآاِلٰہَ اِلاَّ اللہُ

اور اقامت کے سترہ جملے ہیں یعنی اذان کی ابتدا سے دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکبَرُ اور آخر سے ایک مرتبہ لآاِلٰہَ اِلاَّ اللہُ کم ہو جاتا ہے اور حَیَّ عَلٰی خَیرِ العَمَلِ کہنے کے بعد دو دفعہ قَد قَامَتِ الصَّلَاۃُ کا اضافہ کر دینا ضروری ہے۔

۹۲۸۔ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیّاً وَلِیُّ اللہِ اذان اور اقامت کا جزو نہیں ہے لیکن اگر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُولُ اللہِ کے بعد قربت کی نیت سے کہا جائے تو اچھا ہے۔

اذان اور اقامت کا ترجمہ

اَللہُ اَکبَرُ یعنی خدائے تعالی اس سے بزرگ تر ہے کہ اس کی تعریف کی جائے اَشْهَدُ اَن لآاِلٰہَ اِلاَّ اللہُ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور پرستش کے قابل نہیں ہے۔

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُولُ اللہِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اللہ کے پیغمبر اور اسی کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔

اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیّاً اَمِیرَ المُؤمِنِینَ وَلِیُّ اللہِ یعنی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام مومنوں کے امیر اور تمام مخلوق پر اللہ کے ولی ہیں۔

حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ یعنی نماز کی طرف جلدی کرو۔

حَیَّ عَلَی الفلاَحِ یعنی رستگاری کے لئے جلدی کرو۔

حَیَّ عَلَی خَیرِ العَمَلِ یعنی بہترین کام کے لئے جو کہ نماز ہے جلدی کرو۔

قَدقَامَتِ الصَّلَاۃُ یعنی التحقیق نماز قائم ہو گئی۔

لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور پرستش کے قابل نہیں۔

۹۲۹۔ ضروری ہے کہ اذان اور اقامت کے جملوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو اور اگر ان کے درمیان معمول سے فاصلہ رکھا جائے تو ضروری ہے کہ اذان اور اقامت دوبارہ شروع سے کہی جائیں۔

۹۳۰۔ اگر اذان یا اقامت میں آواز کو گلے میں اس طرح پھیرے کہ غنا ہو جائے یعنی اذان اور اقامت اس طرح کہے جیسا لہو و لعب اور کھیل کود کی محفلوں میں آواز نکالنے کا دستور ہے تو وہ حرام ہے اور اگر غنا نہ ہو تو مکروہ ہے۔

۹۳۱۔ تمام صورتوں میں جب کہ نمازی دو نمازوں کو تلے اوپر ادا کرے اگر اس نے پہلی نماز کے لئے اذان کہی ہو تو بعد والی نماز کے لئے اذان ساقط ہے۔ خواہ دو نمازوں کا جمع کرنا بہتر ہو یا نہ ہو مثلاً عرفہ کے دن جو نویں ذی الحجہ کا دن ہے ظہر اور عصر کی نمازوں کا جمع کرنا اور عید قربان کی رات میں مغرب اور عشا کی نمازوں کا جمع کرنا اس شخص کے لئے جو مشعر الحرام میں ہو۔ ان صورتوں میں اذان کا ساقط ہونا اس سے مشروط ہے کہ دو نمازوں کے درمیان بالکل فاصلہ نہ ہو یا بہت کم فاصلہ ہو لیکن نفل اور تعقیبات پڑھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان صوتوں میں اذان مشروعیت کی نیت سے نہ کہی جائے بلکہ آخری دو صورتوں میں اذان کہنا مناسب نہیں ہے اگرچہ مشروعیت کی نیت سے نہ ہو۔

۹۳۲۔ اگر نماز جماعت کے لئے اذان اور اقامت کہی جا چکی ہو تو جو شخص اس جماعت کے ساتھ نماز پڑھ ہو اس کے لئے ضروری نہیں کہ اپنی نماز کے لئے اذان اور اقامت کہے۔

۹۳۳۔ اگر کوئی شخص نماز کے لئے مسجد میں جائے اور دیکھے کہ نماز جماعت ختم ہو چکی ہے تو جب تک صفیں ٹوٹ نہ جائیں اور لوگ منتشر نہ ہو جائیں وہ اپنی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہ کہے یعنی ان دونوں کا کہنا مستحب تاکیدی نہیں

بلکہ اگر اذان دینا چاہتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ بہت آہستہ کہے۔ اور اگر دوسری نماز جماعت قائم کرنا چاہتا ہو تو ہرگز اذان اور اقامت نہ کہے۔

۹۳۴۔ ایسی جگہ جہاں نماز جماعت ابھی ابھی ختم ہوئی ہو اور صفیں نہ ٹوٹی ہوں اگر کوئی شخص وہاں تنہا یا دوسری جماعت کے ساتھ جو قائم ہو رہی ہو نماز پڑھنا چاہے تو چھ شرطوں کے ساتھ اذان اور اقامت اس پر سے ساقط ہو جاتی ہے۔

۱۔ نماز جماعت مسجد میں ہو۔ اور اگر مسجد میں نہ ہو تو اذان اور اقامت کا ساقط ہونا معلوم نہیں۔

۲۔ اس نماز کے لئے اذان اور اقامت کہی جا چکی ہو۔

۳۔ نماز جماعت باطل نہ ہو۔

۴۔ اس شخص کو نماز اور نماز جماعت ایک ہی جگہ پر ہو۔ لہٰذا اگر نماز جماعت مسجد کے اندر پڑھی جائے اور وہ شخص مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا چاہے تو مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کہے۔

۵۔ نماز جماعت ادا ہو۔ لیکن اس بات کی شرط نہیں کہ خود اس کی نماز بھی ادا ہو۔

۶۔ اس شخص کی نماز اور نماز جماعت کا وقت مشترک ہو مثلاً دونوں نماز ظہر یا دونوں نماز عصر پڑھیں یا نماز ظہر جماعت سے پڑھی جا رہی ہے اور وہ شخص نماز عصر پڑھے یا وہ شخص ظہر کی نماز پڑھے اور جماعت کی نماز، عصر کی نماز ہو اور اگر جماعت کی نماز عصر ہو اور آخری وقت میں وہ چاہے کہ مغرب کی نماز ادا پڑھے تو اذان اور اقامت اس پر سے ساقط نہیں ہو گی۔

۹۳۵۔ جو شرطیں سابقہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہیں اگر کوئی شخص ان میں سے تیسری شرط کے بارے میں شک کرے یعنی اسے شک ہو کہ جماعت کی نماز صحیح تھی یا نہیں تو اس پر سے اذان اور اقامت ساقط ہے لیکن اگر وہ دوسری پانچ شرائط میں سے کسی ایک کے بارے میں شک کرے تو بہتر ہے کہ رجاء مطلوبیت کی نیت سے اذان اور اقامت کہے۔

۹۳۶۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی اذان جو اعلان یا جماعت کی نماز کے لئے کہی جائے، سنے تو مستحب ہے کہ اس کا جو حصہ سنے خود بھی اسے آہستہ آہستہ دہرائے۔

۹۳۷۔ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کے اذان اور اقامت سنی ہو خواہ اس نے ان جملوں کو دہرایا ہو یا نہ دہرایا ہو نہ دہرایا ہو تو اگر اس اذان اور اقامت اور اس نماز کے درمیان جو وہ پڑھنا چاہتا ہو زیادہ فاصلہ نہ ہوا ہو تو وہ اپنی نماز کے لئے اذان اور اقامت کہہ سکتا ہے۔

۹۳۸۔ اگر کوئی مرد عوت کی اذان کو لذت کے قصد سے سنے تو اس کی اذان ساقط نہیں ہو گی بلکہ اگر مرد کا ارادہ لذت حاصل کرنے کا نہ ہو تب بھی اس کی اذان ساقط ہونے میں اشکال ہے۔

۹۳۹۔ ضروری ہے کہ نماز جماعت کی اذان اور اقامت مرد کہے لیکن عورتوں کی نماز جماعت میں اگر عورت اذان اور اقامت کہہ دے تو کافی ہے۔

۹۴۰۔ ضروری ہے کہ اقامت، اذان کے بعد کہی جائے علاوہ ازیں اقامت میں معتبر ہے کہ کھڑے ہو کر اور حدث سے پاک ہو کر (وضو یا غسل یا تیمم کر کے) کہی جائے۔

۹۴۱۔ اگر کوئی شخص اذان اور اقامت کے جملے بغیر ترتیب کے کہے مثلاً حَیَّ عَلَی الفَلَاحِ کا جملہ حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ سے پہلے کہے تو ضروری ہے کہ جہاں سے ترتیب بگڑی ہو وہاں سے دوبارہ کہے۔

۹۴۲۔ ضروری ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ جو اذان کہی جا چکی ہے اسے اس اقامت کی اذان شمار نہ کیا جا سکے تو مستحب ہے کہ دوبارہ اذان کہی جائے۔ علاوہ ازیں اگر اذان اور اقامت کے اور نماز کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ اذان اور اقامت اس نماز کی اذان اور اقامت شمار نہ ہو تو مستحب ہے کہ اس نماز کے لئے دوبارہ اذان اور اقامت کے اور نماز کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ اذان اور اقامت اس نماز کی اذان اور اقامت شمار نہ ہو تو مستحب ہے کہ اس نماز کے لئے دوبارہ اذان اور اقامت کہی جائے۔

۹۴۳۔ ضروری ہے کہ اذان اور اقامت صحیح عربی میں کہی جائیں۔ لہذا اگر کوئی شخص انہیں غلط عربی میں کہے یا ایک حرف کی جگہ کوئی دوسرا حرف کہے یا مثلاً ان کا ترجمہ اردو زبان میں کہے تو صحیح نہیں ہے۔

۹۴۴۔ ضروری ہے کہ اذان اور اقامت، نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کہی جائیں اور اگر کوئی شخص عمداً یا بھول کر وقت سے پہلے کہے تو باطل ہے مگر ایسی صورت میں جب کہ وسط نماز میں وقت داخل ہو تو اس نماز پر صحیح کا حکم لگے گا کہ جس کا مسئلہ ۷۵۲ میں ذکر ہو چکا ہے۔

۹۴۵۔ اگر کوئی شخص اقامت کہنے سے پہلے شک کرے کہ اذان کہی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اذان کہے اور اگر اقامت کہنے میں مشغول ہو جائے اور شک کرے کہ اذان کہی ہے یا نہیں تو اذان کہنا ضروری نہیں۔

۹۴۶۔ اگر کوئی شخص اقامت کہنے کے دوران کوئی جملہ کہنے سے پہلے ایک شخص شک کرے کہ اس نے اس سے پہلے والا جملہ کہا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ جس جملے کی ادائیگی کے بارے میں اسے شک ہوا ہو اسے ادا کرے لیکن اگر اس اذان یا اقامت کا کوئی جملہ ادا کرتے ہوئے شک ہو کہ اس نے اس سے پہلے والا جملہ کہا ہے یا نہیں تو اس جملے کا کہنا ضروری نہیں۔

۹۴۷۔ مستحب ہے کہ اذان کہتے وقت انسان قبلے کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو اور وضو یا غسل کی حالت میں ہو اور ہاتھوں کو کانوں پر رکھے اور آواز کو بلند کرے اور کھینچے اور اذان کے جملوں کے درمیان قدرے فاصلہ دے اور جملوں کے درمیان باتیں نہ کرے۔

۹۴۸۔ مستحب ہے کہ اقامت کہتے وقت انسان کا بدن ساکن ہو اور اذان کے مقابلے میں اقامت آہستہ کہے اور اس کے جملوں کو ایک دوسرے سے ملا نہ دے لیکن اقامت کے جملوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہ دے جتنا اذان کے جملوں کے درمیان دیتا ہے۔

۹۴۹۔ مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان ایک قدم آگے بڑھے یا تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائے یا سجدہ کرے یا اللہ کا ذکر کرے یا دعا پڑھے یا تھوڑی دیر کے لئے ساکت ہو جائے یا کوئی بات کرے یا دو رکعت نماز پڑھے لیکن نماز فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان کلام کرنا اور نماز مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان نماز پڑھنا (یعنی دو رکعت نماز پڑھنا) مستحب نہیں ہے۔

۹۵۰۔ مستحب ہے کہ جس شخص کو اذان دینے پر مقرر کیا جائے وہ عادل اور وقت شناس ہو، نیز یہ کہ بلند آہنگ ہو اور اونچی جگہ پر اذان دے۔

نماز کے واجبات

واجبات نماز گیارہ ہیں:

۱۔ نیت ۲۔ قیام ۳۔ تکبیرۃ الاحرام ۴۔ رکوع ۵۔ سجود ۶۔ قراءت ۷۔ ذکر ۸۔ تشہد ۹۔ سلام ۱۰۔ ترتیب ۱۱۔ مُوَالات یعنی اجزائے نماز کا پے در پے بجالانا۔

۹۵۱۔ نماز کے واجبات میں سے بعض اس کے رکن ہیں یعنی اگر انسان انہیں بجانہ لائے تو خواہ ایسا کرنا یا عمداً ہو یا غلطی سے ہو نماز باطل ہو جاتی ہے اور بعض واجبات رکن نہیں ہیں یعنی اگر وہ غلطی سے چھوٹ جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

نماز کے ارکان پانچ ہیں:

۱۔ نیت

۲۔ تکبیرۃ الاحرام (یعنی نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا(

۳۔ رکوع سے متصل قیام یعی رکوع میں جانے سے پہلے کھڑا ہونا

۴۔ رکوع

۵۔ ہر رکعت میں دو سجدے۔ اور جہاں تک زیادتی کا تعلق ہے اگر زیادتی عمداً ہو تو بغیر کسی شرط کے نماز باطل ہے۔ اور اگر غلطی سے ہوئی ہو تو رکوع میں یا ایک ہی رکعت کے دو سجدوں میں زیادتی سے احتیاط لازم کی بنا پر نماز باطل ہے ورنہ باطل نہیں۔

نیّت

۹۵۲۔ ضروری ہے کہ انسان نماز قربت کی نیت سے یعنی خداوند عالم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ نیت کو اپنے دل سے گزرائے یا مثلاً زبان سے کہے کہ چار رکعت نماز ظہر پڑھتا ہوں قُربَۃً اِلَی اللّٰہِ۔

۹۵۳۔ اگر کوئی شخص ظہر کی نماز میں یا عصر کی نماز میں نیت کرے کہ چار رکعت نماز پڑھتا ہوں لیکن اس امر کا تعین نہ کرے کہ نماز ظہر کی ہے یا عصر کی تو اس کی نماز باطل ہے۔ نیز مثال کے طور پر اگر کسی شخص پر نماز ظہر کی قضا واجب ہو اور وہ اس قضا نماز یا نماز ظہر کو "ظہر کے وقت" میں پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ جو نماز وہ پڑھے نیت میں اس کا تعین کرے۔

۹۵۴۔ ضروری ہے کہ انسان شروع سے آخر تک اپنی نیت پر قائم رہے۔ اگر وہ نماز میں اس طرح غافل ہو جائے کہ اگر کوئی پوچھے کہ وہ کیا کر رہا ہے تو اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ کیا جواب دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۹۵۵۔ ضروری ہے کہ انسان فقط خداوند عالم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھے پس جو شخص ریا کرے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے خواہ یہ نماز پڑھنا فقط لوگوں کو یا خدا اور لوگوں دونوں کو دکھانے کے لئے ہو۔

۹۵۶۔ اگر کوئی شخص نماز کا کچھ حصہ بھی اللہ تعالی جل شانہ کے علاوہ کسی اور کے لئے بجالائے خواہ وہ حصہ واجب ہو مثلاً سورہ الحمد یا مستحب ہو مثلاً قنوت اور اگر غیر خدا کا یہ قصد پوری نماز پر محیط ہو یا اس بڑے حصے کے تدارک سے بطلان لازم آتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔ اور اگر نماز تو خدا کے لئے پڑھے لیکن لوگوں کو دکھانے کے لئے کسی خاص جگہ مثلاً مسجد میں پڑھے یا کسی خاص وقت مثلاً اول وقت میں پڑھے یا کسی خاص قاعدے سے مثلاً باجماعت پڑھے تو اس کی نماز بھی باطل ہے۔

تکبیرۃ الاحرام

۹۵۷۔ ہر نماز کے شروع میں اَللّٰہُ اَکبر کہنا واجب اور رکن ہے اور ضروری ہے کہ انسان اللہ کے حروف اور اکبر کے حروف اور دو کلمے اللہ اور اکبر پے درپے کہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ دو کلمے صحیح عربی میں کہے جائیں اور اگر کوئی شخص غلط عربی میں کہے یا مثلاً ان کا اردو میں ترجمہ کر کے کہے تو صحیح نہیں ہے۔

۹۵۸۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ انسان نماز کی تکبیرۃ الاحرام کو اس چیز سے مثلاً اقامت یا دعا سے جو وہ تکبیر سے پہلے پڑھ رہا ہو نہ ملائے۔

۹۵۹۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ اللہ اکبر کو اس جملے کے ساتھ جو بعد میں پڑھنا ہو مثلاً بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم سے ملائے تو بہتر یہ ہے کہ اَکبَرُ کے آخری حرف "را" پر پیش دے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ واجب نماز میں اسے نہ ملائے۔

۹۶۰۔ تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت ضروری ہے کہ انسان کا بدن ساکن ہو اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اس حالت میں تکبیرۃ الاحرام کہے کہ اس کا بدن حرکت میں ہو تو (اس کی تکبیر) باطل ہے۔

۹۶۱۔ ضروری ہے کہ تکبیر، اَلحَمد، سورہ، ذکر اور دعا کم سے کم اتنی آواز سے پڑھے کہ خود سن سکے اور اگر اونچا سننے یا بہرہ ہونے کی وجہ سے یا شور و غل کی وجہ سے نہ سن سکے تو اس طرح کہنا ضروری ہے کہ اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو سن لے۔

۹۶۲۔ جو شخص کسی بیماری کو بنا پر گونگا ہو جائے یا اس کی زبان میں کوئی نقص ہو جس کی وجہ سے اللہ اکبر نہ کہہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس طرح کہے اور اگر بالکل ہی نہ کہہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ دل میں کہے اور اس کے لئے انگلی سے اس طرح اشارہ کرے کہ جو تکبیرہ سے مناسب رکھتا ہو اور اگر ہو سکے تو زبان اور ہونٹ کو بھی حرکت دے اور اگر کوئی پیدائشی گونگا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زبان اور ہونٹ کو اس طرح حرکت دے کہ جو کسی شخص کے تکبیر کہنے سے مشابہ ہو اور اس کے لئے اپنی انگلی سے بھی اشارہ کرے۔

۹۶۳۔ انسان کے لئے مستحب ہے کہ تکبیرۃ الاحرام کے بعد کہے:

"یَا مُحسِنُ قَد اَتَاکَ المُسِیُٔ وَقَد اَمَرتَ المُحسِنَ اَن یَّتَجَاوَزَ عَنِ المُسِیٔ اَنتَ المُحسِنُ وَاَنَا المُسِیُٔ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ تَجَاوَز عَن قَبِیحِ مَا تَعلَمُ مِنِّی۔"

)یعنی) اے اپنے بندوں پر احسان کرنے والے خدا! یہ گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں آیا ہے اور تو نے حکم دیا ہے کہ نیک لوگ گناہ گاروں سے درگزر کریں۔ تو احسان کرنے والا ہے اور میں گناہ گار ہوں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور آل محمد (علیہم السلام) کے طفیل میری برائیوں سے جنہیں تو جانتا ہے درگزر فرما۔

۹۶۴۔ (انسان کے لئے) مستحب ہے کہ نماز کی پہلی تکبیر اور نماز کی درمیانی تکبریں کہتے وقت ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک لے جائے۔

۹۶۵۔ اگر کوئی شخص شک کرے کہ تکبیرۃ الاحرام کہی ہے یا نہیں اور قرات میں مشغول ہو جائے تو اپنے شک کی پروانہ کرے اور اگر ابھی کچھ نہ پڑھا ہو تو ضروری ہے کہ تکبیر کہے۔

۹۶۶۔ اگر کوئی شخص تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد شک کرے کہ صحیح طریقے سے تکبیر کہی ہے یا نہیں تو خواہ اس نے آگے کچھ پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو اپنے شک کی پروانہ کرے۔

قیام یعنی کھڑا ہونا

۹۶۸۔ تکبیرۃ الاحرام کہنے سے پہلے اور اسکے بعد تھوڑی دیر کے لئے کھڑا ہونا واجب ہے تا کہ یقین ہو جائے کہ تکبیر قیام کی حالت میں کہی گئی ہے۔

۹۶۹۔ اگر کوئی شخص رکوع کرنا بھول جائے الحمد اور سورہ کے بعد بیٹھ جائے اور پھر اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور رکوع میں جائے۔ لیکن اگر سیدھا کھڑا ہوئے بغیر جھکے ہونے کی حالت میں رکوع کرے تو چونکہ وہ قیام متصل بر کوع بجا نہیں لایا اس لئے اس کا یہ رکوع کفایت نہیں کرتا۔

۹۷۰۔ جس وقت ایک شخص تکبیرۃ الاحرام یا قراءت کے لئے کھڑا ہو ضروری ہے کہ بدن کو حرکت نہ دے اور کسی طرف نہ جھکے اور احتیاط لازم کی بنا پر اختیار کی حالت میں کسی جگہ ٹیک نہ لگائے لیکن اگر ایسا کرنا بہ امر مجبوری ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

۹۷۱۔ اگر قیام کی حالت میں کوئی شخص بھولے سے بدن کو حرکت دے یا کسی طرف جھک جائے یا کسی جگہ ٹیک لگالے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۹۷۲۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ قیام کے وقت انسان کے دونوں پاوں زمین پر ہوں لیکن یہ ضروری نہیں کہ بدن کا بوجھ دونوں پاوں پر ہو چنانچہ اگر ایک پاوں پر بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

۹۷۳۔ جو شخص ٹھیک طور پر کھڑا ہو سکتا ہو اگر وہ اپنے پاوں ایک دوسرے سے اتنے جدا رکھے کہ اس پر کھڑا ہونا صادق نہ آتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔ اور اسی طرح اگر معمول کے خلاف پیروں کو کھڑا ہونے کی حالت میں بہت کھلا رکھے تو احتیاط کی بنا پر یہی حکم ہے۔

۹۷۴۔ جب انسان نماز میں کوئی واجب ذکر پڑھنے میں مشغول ہو تو ضروری ہے کہ اس کا بدن ساکن ہو اور جب مستحب ذکر میں مشغول ہو تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے اور جس وقت وہ قدرے آگے یا پیچھے ہونا چاہے یا بدن کو دائیں یا بائیں جانب تھوڑی سی حرکت دینا چاہے تو ضروری ہے کہ اس وقت کچھ نہ پڑھے۔

۹۷۵۔ اگر متحرک بدن کی حالت میں کوئی شخص مستحب ذکر پڑھے مثلاً رکوع سجدے میں جانے کے وقت تکبیر کہے اور اس ذکر کے قصدے سے کہے جس کا نماز میں حکم دیا گیا ہے تو وہ ذکر صحیح نہیں لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔ اور ضروری ہے کہ انسان اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ وَاَقعدُ اس وقت کہے جب کھڑا ہو رہا ہو۔

۹۷۶۔ ہاتھوں اور انگلیوں کو الحمد پڑھتے وقت حرکت دینے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ انہیں بھی حرکت نہ دی جائے۔

۹۷۷۔ اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ پڑھتے وقت یا تسبیحات پڑھتے وقت بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن کے ساکن ہونے کی حالت سے خارج ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بدن کے دوبارہ ساکن ہونے جو کچھ اس نے حرکت کی حالت میں پڑھا تھا، دوبارہ پڑھے۔

۹۷۸۔ نماز کے دوران اگر کوئی شخص کھڑے ہونے کے قابل نہ ہو تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور اگر بیٹھ بھی نہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ لیٹ جائے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو ضروری ہے کہ کوئی واجب ذکر نہ پڑھے۔

۹۷۹۔ جب تک انسان کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو ضروری ہے کہ نہ بیٹھے مثلاً اگر کھڑا ہونے کی حالت میں کسی کا بدن حرکت کرتا ہو یا وہ کسی چیز پر ٹیک لگانے پر یا بدن کو تھوڑا سا ٹیڑھا کرنے پر مجبور ہو تو ضروری ہے کہ جیسے بھی ہو سکے کھڑا ہو کر نماز پڑھے لیکن اگر وہ کسی طرح بھی کھڑا نہ ہو سکتا ہو تو ضروری ہے کہ سیدھا بیٹھ جائے اور بیٹھ کر نماز پڑھے۔

۹۸۰۔ جب تک انسان بیٹھ سکے ضروری ہے کہ وہ لیٹ کر نماز پڑھے اور اگر وہ سیدھا ہو کر نہ بیٹھ سکے تو ضروری ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو بیٹھے اور اگر بالکل نہ بیٹھ سکے تو جیسا کہ قبلے کے احکام میں کہا گیا ہے ضروری ہے کہ دائیں پہلو لیٹے اور دائیں پہلو پر نہ لیٹ سکتا ہو تو بائیں پہلو پر لیٹے۔ اور احتیاط لازم کی بنا پر ضروری کہ جب تک دائیں پہلو پر لیٹ سکتا ہو بائیں پہلو پر نہ لیٹے اور اگر دونوں طرف لیٹنا ممکن نہ ہو تو پشت کے بل اس طرح لیٹے کہ اس کے تلوے قبلے کی طرف ہوں۔

۹۸۱۔ جو شخص بیٹھ کر نماز پرھ رہاہو اگر وہ الحمد اور سورہ پڑھنے کے بعد کھڑا ہو سکے اور رکوع کھڑا ہو کر بجالا سکے تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور قیام کی حالت سے رکوع میں جائے اور اگر ایسانہ کر سکے تو ضروری ہے کہ رکوع بھی بیٹھ کر بجالائے۔

۹۸۲۔ جو شخص کر نماز پڑھ رہاہو اگر وہ نماز کے دوران اس قابل ہو جائے کہ بیٹھ سکے تو ضروری ہے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑا ہو سکے تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو کر پڑھے لیک جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو جائے ضروری ہے کہ کوئی واجب ذکر نہ پڑھے۔

۹۸۳۔ جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہاہو اگر نماز کے دوران اس قابل ہو جائے کہ کھڑا ہو سکے تو ضروری ہے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو پڑھے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو جائے ضروری ہے کہ کوئی واجب ذکر نہ پڑھے۔

۹۸۴۔ اگر کسی ایسے شخص کو جو کھڑا ہو سکتا ہو یہ خوف ہو کہ کھڑا ہونے بیمار ہو جائے گا یا اسے کوئی تکلیف ہو گی تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر بیٹھنے سے بھی تکلیف کا ڈر ہو تو لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

۹۸۵۔ اگر کسی شخص کو اس بات کی امید ہو کہ آخر وقت میں کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکے گا اور وہ اول وقت میں نماز پڑھ لے اور آخر وقت میں کھڑا ہونے پر قادر ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ دوبارہ نماز پڑھے لیکن اگر کھڑا ہو کر نماز پڑھنے سے مایوس ہو اور اول وقت میں نماز پڑھ لے بعد ازاں وہ کھڑے ہونے کے قابل ہو جائے تو ضروری نہیں کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

۹۸۶۔ (انسان کے لئے) مستحب ہے کہ قیام کی حالت میں جسم سیدھا رکھے اور کندھوں کو نیچے کی طرف ڈھیلا چھوڑ دے نیز ہاتھوں کو رانوں پر رکھے اور انگلیوں کو باہم ملا کر رکھے اور نگاہ سجدہ کی جگہ پر مرکوز رکھے اور بدن کو بوجھ دونوں پاوں پر یکساں ڈالے اور خشوع اور خضوع کے ساتھ کھڑا ہو اور پاوں آگے پیچھے نہ رکھے اور اگر مرد تو پاوں کے درمیان تین پھیلی ہوئی انگلیوں سے لے کر ایک بالشت تک کا فاصلہ رکھے اور اگر عورت ہو تو دونوں پاوں ملا کر رکھے۔

قراءت

۹۸۷۔ ضروری ہے کہ انسان روزانہ کی واجب نمازوں کی پہلی اور دوسری رکعت میں پہلے الحمد اور اس کے بعد احتیاط کی بنا پر کسی ایک پورے سورے کی تلاوت کرے اور وَالضُّحیٰ اور اَلَم نَشرَح کی سورتیں اور اسی طرح سورہ فیل اور سورہ قریش احتیاط کی بنا پر نماز میں ایک سورت شمار ہوتی ہیں۔

۹۸۸۔ اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا انسان کسی مجبوری کی وجہ سے سورہ نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً اسے خوف ہو کہ اگر سورہ پڑھے گا تو چور یا درندہ یا کوئی اور چیز اسے نقصان پہنچائے گی یا اسے ضروری کام ہو تو اگر وہ چاہے تو سورہ نہ پڑھے بلکہ وقت تنگ ہونے کی صورت میں اور خوف کی بعض حالتوں میں ضروری ہے کہ وہ سورہ نہ پڑھے۔

۹۸۹۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر الحمد سے پہلے سورہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہو گی لیکن اگر غلَطی سے الحمد سے پہلے سورہ پڑھے اور پڑھنے کے دوران یاد آئے تو ضروری ہے کہ سورہ کو چھوڑ دے اور الحمد پڑھنے کے بعد سورہ شروع سے پڑھے۔

۹۹۰۔ اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ یا ان سے کسی ایک کا پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں جانے کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۹۹۱۔ اگر رکوع کے لئے جھکنے سے پہلے کسی شخص کو یاد آئے کہ اس نے الحمد اور سورہ نہیں پڑھا تو ضروری ہے کہ پڑھے اور اگر یہ یاد آئے کہ سورہ نہیں پڑھا تو ضروری ہے کہ فقط سورہ پڑھے لیکن اگر اسے یاد آئے کہ فقط الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ پہلے الحمد اور اس کے بعد دوبارہ سورہ پڑھے اور اگر جھک بھی جائے لیکن رکوع حد تک پہنچنے سے پہلے یاد آئے کہ الحمد اور سورہ یا فقط سورہ یا فقط الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور اسی حکم کے مطابق عمل کرے۔

۹۹۲۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر فرض نماز میں ان چار سوروں میں سے کوئی ایک سورہ پڑھے جن میں آیہ سجدہ ہو اور جن کا ذکر مسئلہ ۳۶۱ میں کیا گیا ہے تو واجب ہے کہ آیہ سجدہ پڑھنے کے بعد سجدہ کرے لیکن اگر سجدہ لائے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور ضروری ہے کہ اسے دوبارہ پڑھے اور اگر سجدہ نہ کرے تو اپنی نماز جاری رکھ سکتا ہے اگرچہ سجدہ نہ کر کے اس نے گناہ کیا ہے۔

۹۹۳۔ اگر کوئی شخص بھول کر ایسا سورہ پڑھنا شروع کر دے جس میں سجدہ واجب ہو لیکن آیہ سجدہ پر پہنچنے سے پہلے اسے خیال آجائے تو ضروری ہے کہ اس سورہ کو چھوڑ دے اور کوئی دوسرا سورہ پڑھے اور آیہ سجدہ پڑھنے کے بعد خیال آئے تو ضروری ہے کہ جس طرح سابقہ مسئلہ میں کہا گیا ہے عمل کرے۔

۹۹۴۔ اگر کوئی شخص نماز کے دوران کسی دوسرے کو آیہ سجدہ پڑھتے ہوئی سنے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن احتیاط کی بنا پر سجدے کا اشارہ کرے اور نماز ختم کرنے کے بعد اس کا سجدہ بجالائے۔

۹۹۵۔ مستحب نماز میں سورہ پڑھنا ضروری نہیں ہے خواہ وہ نماز منت ماننے کی وجہ سے ہی واجب کیوں نہ ہو گئی ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص ایسی مستحب نمازیں ان کے احکام کے مطابق پڑھنا چاہے مثلاً نماز وحشت کہ جن میں مخصوص سورتیں پڑھنی ہوتی ہیں تو ضروری ہے کہ وہی سورتیں پڑھے۔

۹۹۶۔ جمعہ کی نماز میں اور جمعہ کے دن ظہر کی نماز میں پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ منافقوں پڑھنا مستحب ہے۔ اور اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی ایک سورہ پڑھنا شروع کر دے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا۔

۹۹۷۔ اگر کوئی شخص الحمد کے بعد سورہ اخلاص یا سورہ کافروں پڑھنے لگے تو وہ اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا البتہ اگر نماز جمعہ یا جمعہ کے دن نماز ظہر میں بھول کر سورہ جمعہ اور سورہ منافقون کی بجائے ان دو سورتوں میں سے کوئی سورہ پڑھے تو انہیں چھوڑ سکتا ہے اور سورہ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھ سکتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ اگر نصف تک پڑھ چکا ہو تو پھر ان سوروں کو نہ چھوڑے۔

۹۹۸۔ اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز میں یا جمعہ کے دن ظہر کی نماز میں جان بوجھ کر سورہ اخلاص یا سورہ کافرون پڑھے تو خواہ وہ نصف تک نہ پہنچا ہو احتیاط واجب کی بنا پر انہیں چھوڑ کر سورہ جمعہ اور سورہ منافقوں نہیں پڑھ سکتا۔

۹۹۹۔ اگر کوئی شخص نماز میں سورہ اخلاص یا سورہ کافرون کے علاوہ کوئی دوسرا سورہ پڑھے تو جب تک نصف تک نہ پہنچا ہو اسے چھوڑ سکتا ہے اور دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے۔ اور نصف تک پہنچنے کے بعد بغیر کسی وجہ کے اس سورہ کو چھوڑ کر دوسرا سورہ پڑھنا احتیاط کی بنا پر جائز نہیں۔

۱۰۰۰۔ اگر کوئی شخص کسی سورے کا کچھ حصہ بھول جائے یا بہ امر مجبوری مثلاً وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے اسے مکمل نہ کرسکتے تو وہ اس سورہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے خواہ نصف تک ہی پہنچ چکا ہو یا وہ سورہ اخلاص یا سورہ کافرون ہی ہو۔

۱۰۰۱۔ مرد پر احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ صبح اور مغرب وعشا کی نمازوں پر الحمد اور سورہ بلند آواز سے پڑھے اور مرد اور عورت دونوں پر احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ نماز ظہر وعصر میں الحمد اور سورہ آہستہ پڑھیں۔

۱۰۰۲۔ احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مرد صبح اور مغرب وعشا کی نماز میں خیال رکھے کہ الحمد اور سورہ کے تمام کلمات حتٰی کہ ان کے آخری حرف تک بلند آواز سے پڑھے۔

۱۰۰۳۔ صبح کی نماز اور مغرب وعشا کی نماز میں عورت الحمد اور سورہ بلند آواز سے یا آہستہ جیسا چاہے پڑھ سکتی ہے۔ لیکن اگر نامحرم اس کی آواز سن رہا ہو اور اس کا سننا حرام ہو تو احتیاط کی بنا پر آہستہ پڑھے۔

۱۰۰۴۔ اگر کوئی شخص جس نماز کی بلند آواز سے پڑھنا ضروری ہے اسے عمداً آہستہ پڑھے یا جو نماز آہستہ پڑھنی ضروری ہے اسے عمداً بلند آواز سے پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر بھول جانے کی وجہ سے یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کرے تو (اس کی نماز) صحیح ہے۔ نیز الحمد اور سورہ پڑھنے کی دوران بھی اگر وہ متوجہ ہو جائے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو ضروری نہیں کہ نماز کا جو حصہ پڑھ چکا ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

۱۰۰۵۔ اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ پڑھنے کے دوران اپنی آوز معمول سے زیادہ بلند کرے مثلاً ان سورتوں کو ایسے پڑھے جیسے کہ فریاد کر رہا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

۱۰۰۶۔ انسان کے لئے ضروری ہے کہ نماز کی قرائت کو سیکھ لے تاکہ غلط نہ پڑھے اور جو شخص کسی طرح بھی پورے سورہ الحمد کو نہ سیکھ سکتا ہو جس قدر بھی سیکھ سکتا ہو سیکھے اور پڑھے لیکن اگر وہ مقدار بہت کم ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر قرآن کے دوسرے سوروں میں سے جس قدر سیکھ سکتا ہو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے اور اگر ایسا نہ کر سکتا ہو تو تسبیح کو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے اور اگر کوئی پورے سورہ کو نہ سیکھ سکتا ہو تو ضروری نہیں کہ اس کے بدلے کچھ پڑھے۔ اور ہر حال میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کو جماعت کے ساتھ بجالائے۔

۱۰۰۷۔ اگر کسی کو الحمد اچھی طرح یاد نہ ہو اور وہ سیکھ سکتا ہو اور نماز کا وقت وسیع ہو تو ضروری ہے کہ سیکھ لے اور اگر وقت تنگ ہو اور وہ اس طرح پڑھے جیسا کہ گزشتہ مسئلے میں کہا گیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر ممکن ہو تو عذاب سے بچنے کے لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔

۱۰۰۸۔ واجبات نماز سکھانے کی اجرات لینا احتیاط کی بنا حرام لیکن مستحبات نماز سکھانے کی اجرت لینا جائز ہے۔

۱۰۰۹۔ اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ کا کوئی کلمہ نہ جانتا ہو یا جان بوجھ کر اسے نہ پڑھے یا ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف کہے مثلاً "ض" کی بجائے "ظ" کہے یا جہاں زیر اور زبر کے بغیر پڑھنا ضروری ہو وہاں زیر اور زبر لگائے یا تشدید حذف کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۱۰۱۰۔ اگر انسان نے کوئی کلمہ جس طرح یاد کیا ہو اسے صحیح سمجھتا ہو اور نماز میں اسی طرح پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اس نے غلط پڑھا ہے تو اس کے لئے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

۱۰۱۱۔ اگر کوئی شخص کسی لفظ کے زبر اور زیر سے واقف نہ ہو یا یہ نہ جانتا ہو کہ وہ لفظ (ہ) سے ادا کرنا چاہئے یا (ح) سے تو ضروری ہے کہ سیکھ لے اور ایسے لفظ کو دو (یا دو سے زائد) طریقوں سے ادا کرے۔ اور اگر اس لفظ کا غلط پڑھنا قرآن یا ذکر خدا شمار نہ ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔ اور اگر دونوں طریقوں سے پڑھنا صحیح ہو مثلاً "اِھدِنَاالصِّرِاطَ الْمُستَقِیمَ" کو ایک دفعہ (س) سے اور ایک دفعہ (ص) سے پڑھے تو ان دونوں طریقوں سے پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۰۱۲۔ علمائے تجوید کا کہنا ہے کہ اگر کسی لفظ میں واو ہو اور اس لفظ سے پہلے والے حرف پر پیش ہو اور اس لفظ میں داد کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً "سُوٓءٍ" تو پڑھنے والے کو چاہئے کہ اس داد کو مد کے ساتھ کھینچ کر پڑھے۔ اسی طرح اگر کسی لفظ میں "الف" ہو اور اس لفظ میں الف سے پہلے والے حرف پر زبر ہو اور اس لفظ میں الف کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً جآءَ تو ضروری ہے کہ اس لفظ کے الف کو کھینچ کر پڑھے۔ اور اگر کسی لفظ میں "ی" سے پہلے والے حرف پر زیر ہو اور اس لفظ میں "ی" کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً "جِیٓءَ" تو ضروری ہے کہ "ی" کو مد کے ساتھ پڑھے اور اگر ان حروف "داد، الف اور یا" کے بعد ہمزہ کے بجائے کوئی ساکن حرف ہو یعنی اس پر زبر، زیر یا پیش میں سے کوئی حرکت نہ ہو تب بھی ان تینوں حروف کو مد کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ لیکن ظاہراً ایسے معاملے میں قرات کا صحیح ہونا مد پر موقف نہیں۔ لہذا جو طریقہ بتایا گیا ہے اگر کوئی پر اس پر عمل نہ کرے تب بھی اس کی نماز صحیح ہے لیکن وَلاَ الضَّآلِّینَ جیسے

الفاظ میں تشدید اور الف کا پورے طور پر ادا ہونا مد پر تھوڑا سا توقف کرنے میں ہے لہذا ضروری ہے کہ الف کو تھوڑا سا کھینچ کر پڑھے۔

۱۰۱۳۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ انسان نماز میں وقف بحرکت اور وصل بسکون نہ کرے اور وقف بحرکت کے معنی یہ ہیں کہ کسی لفظ کے آخر میں زیر زبر پیش پڑھے اور لفظ اور اس کے بعد کے لفظ کے درمیان فاصلہ دے مثلاً کہے اَلرَّحمٰنِ الَّرحِیمِ اور اَلَّرحِیمِ کے میم کو زیر دے اور اس کے بعد قدرے فاصلہ دے اور کہے مَالِکِ یَومِ الدِّینِ اور وصل بسکون کے معنی یہ ہیں کہ کسی لفظ کی زیر زبر یا پیش نہ پڑھے اور اس لفظ کو بعد کے لفظ سے جوڑ دے مثلاً یہ کہے اَلرَّحمٰنِ الَّرحِیمِ اور اَلرَّحِیمِ کے میم کو زیر نہ دے اور فوراً مَالِکِ یَومِ الدِّینِ کہے۔

۱۰۱۴۔ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فقط ایک دفعہ الحمد یا ایک دفعہ تسبیحات اربعہ پڑھی جاسکتی ہے یعنی نماز پڑھنے والا ایک دفعہ کہے سُبحَانَ اللہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ وَاللہُ اَکبَرُ اور بہتر یہ ہے کہ تین دفعہ کہے۔ اور وہ ایک رکعت میں الحمد اور دوسری رکعت میں تسبیحات بھی پڑھ سکتا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ دونوں رکعتوں میں تسبیحات پڑھے۔

۱۰۱۵۔ اگر وقت تنگ ہو تو تسبیحات اربعہ ایک دفعہ پڑھنا چاہئے اور اگر اس قدر وقت بھی نہ ہو تو بعید نہیں کہ ایک دفعہ سُبحَانَ اللہ کہنا لازم ہو۔

۱۰۱۶۔ احتیاط کی بنا پر مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے کہ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد یا تسبیحات اربعہ آہستہ پڑھیں۔

۱۰۱۷۔ اگر کوئی شخص تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد پڑھے تو واجب نہیں کہ اس کی بِسمِ اللہ بھی آہستہ پڑھے لیکن مقتدی کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ بِسمِ اللہ بھی آہستہ پڑھے۔

۱۰۱۸۔ جو شخص تسبیحات یاد نہ کر سکتا ہو یا انہیں ٹھیک ٹھیک پڑھ نہ سکتا ہو ضروری ہے کہ وہ تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد پڑھے۔

۱۰۱۹۔ اگر کوئی شخص نماز کی پہلی دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ آخری دو رکعتیں ہیں تسبیحات پڑھے لیکن رکوع سے پہلے اسے صحیح صورت کا پتہ چل جائے تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر اسے رکوع کے دوران یا رکوع کے بعد پتہ چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۰۲۰۔ اگر کوئی شخص نماز کی کی آخری دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ پہلی دو رکعتیں ہیں الحمد پڑھے یا نماز کی پہلی دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ آخری دو رکعتیں الحمد پڑھے تو اسے صحیح صورت کا خواہ رکوع سے پہلے پتہ چلے یا بعد میں اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۰۲۱۔ اگر کوئی شخص تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد پڑھنا چاہتا ہو لیکن تسبیحات اس کی زبان پر آجائیں یا تسبیحات پڑھنا چاہتا ہو لیکن الحمد اس کی زبان پر آجائے اور اگر اس کے پڑھنے کا بالکل ارادہ نہ تھا تو ضروری ہے کہ اسے چھوڑ کر دوبارہ الحمد یا تسبیحات پڑھے لیکن اگر بطور کلی بلا ارادہ نہ ہو جیسے کہ اس کی عادت وہی کچھ پڑھنے کی ہو جو اس کی زبان پر آیا ہے تو وہ اسی کو تمام کر سکتا ہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۰۲۳۔ جس شخص کی عادت تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات پڑھنے کی ہو اگر وہ اپنی عادت سے غفلت برتے اور اپنے وظیفے کی ادائیگی کی نیت سے الحمد پڑھنے لگے تو وہی کافی ہے اور اس کے لئے الحمد یا تسبیحات دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

۱۰۲۳۔ تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات کے بعد اِستغفار کرنا مثلاً کہے "اَستَغفِرُاللّٰہَ رَبِّی وَاَتُوبُ اِلَیہِ" یا کہے "اَللّٰھُمَّ اغفِرلِی" اور اگر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے جھکنے سے پہلے استغفارہ پڑھ رہا ہو یا اس سے فارغ ہو چکا ہو اور اسے شک ہو جائے کہ اس نے الحمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو ضروری ہے کہ الحمد یا تسبیحات پڑھے۔

۱۰۲۴۔ اگر تیسری یا چوتھی رکعت میں یا رکوع میں جاتے ہوئے شک کرے کہ اس نے الحمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو اپنے شک کی پروانہ کرے۔

۱۰۲۵۔ اگر نماز پڑھنے والا شک کرے کہ آیا اس نے کوئی آیت یا جملہ درست پڑھا ہے یا نہیں مثلاً شک کرے کہ قُل ھُوَاللّٰہُ اَحَد درست پڑھا ہے یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پروانہ کرے لیکن اگر احتیاط وہی آیت یا جملہ دوبارہ صحیح طریقے سے

پڑھ دے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کئی بار بھی شک کرے تو کئی بار پڑھ سکتا ہے۔ ہاں اگر وسوسے کی حد تک پہنچ جائے اور پھر بھی دوبارہ پڑھے تو احتیاط مستحب کی بنا پر پوری نماز دوبارہ پڑھے۔

۱۰۲۶۔ مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد پڑھنے سے پہلے "اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیم" کہے اور ظہر اور عصر کی پہلی اور دوسری رکعتوں میں بِسمِ اللّٰہِ بلند آواز سے کہے اور الحمد اور سورہ کو ممیز کر کے پڑھے اور ہر آیت کے آخر پر وقف کرے یعنی اسے بعد والی آیت کے ساتھ نہ ملائے اور الحمد اور سورہ پرھتے وقت آیات کے معنوں کی طرف توجہ رکھے۔ اور اگر جماعت سے نماز پڑھ رہا ہو تو امام جماعت کے سورہ الحمد ختم کرنے کے بعد اور اگر فُرادیٰ نماز پڑھ رہا ہو تو سورہ الحمد پڑھنے کے بعد کہے "الحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ" اور سورہ قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد پڑھنے کے بعد ایک یا دو تین دفعہ "کَذَالِکَ اللّٰہُ رَبِّی" یا تین دفعہ "کَذٰلِکَ اللّٰہُ رَبُّنَا" کہے اور سورہ پڑھنے کے بعد اور تھوڑی دیر رکے اور اس کے بعد رکوع سے پہلے کی تکبیر کہے یا قنوت پڑھے۔

۱۰۲۷۔ مستحب ہے کہ تمام نمازوں کی پہلی رکعت میں سورہ قدر اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھے۔

۱۰۲۸۔ پنج گانہ نمازوں میں سے کسی ایک نماز میں بھی انسان کا سورہ اخلاص کا نہ پڑھنا مکروہ ہے۔

۱۰۲۹۔ ایک ہی سانس میں سورہ قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد کا پڑھنا مکروہ ہے۔

۱۰۳۰۔ جو سورہ انسان پہلی رکعت میں پڑھے اس کا دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر سورہ اخلاص دونوں رکعتوں میں پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔

رکوع

۱۰۳۱۔ ضروری ہے کہ ہر رکعت میں قرائت کے بعد اس قدر جھکے کہ اپنی انگلیوں کے سرے گھٹنے پر رکھ سکے اور اس عمل کو رکوع کہتے ہیں۔

۱۰۳۲۔ اگر رکوع جتنا جھک جائے لیکن اپنی انگلیوں کے سرے گھٹنوں پر نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۰۳۳۔ اگر کوئی شخص رکوع عام طریقے کے مابق نہ بجالائے مثلاً بائیں یا دائیں جانب جھک جائے تو خواہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ بھی جائیں اس کا رکوع صحیح نہیں ہے۔

۱۰۳۴۔ ضروری ہے کہ جھکنا رکوع کی نیت سے ہو لہٰذا اگر کسی اور کام کے لئے مثلاً کسی جانور کو مارنے کے لئے جھکے تو اسے رکوع نہیں کہا جاسکتا بلکہ ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور دوبارہ رکوع کے لئے جھکے اور اس عمل کی وجہ سے رکن میں اضافہ نہیں ہوتا اور نماز باطل نہیں ہوتی۔

۱۰۳۵۔ جس شخص کے ہاتھ یا گھٹنے دوسرے لوگوں کے ہاتھوں اور گھٹنوں سے مختلف ہوں مثلاً اس کے ہاتھ اتنے لمبے ہوں کہ اگر معمولی سا بھی جھکے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں یا اس کے گھٹنے دوسرے لوگوں کے گھٹنوں کے مقابلے میں نیچے ہوں اور اسے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچانے کے لئے بہت زیادہ جھکنا پڑتا ہو تو ضروری ہے کہ اتنا جھکے جتنا عموماً لوگ جھکتے ہیں۔

۱۰۳۶۔ جو شخص بیٹھ کر رکوع کر رہا ہو اسے اس قدر جھکنا ضروری ہے کہ اس کا چہرہ اس کے گھٹنوں کے بالمقابل جا پہنچے اور بہتر ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا چہرہ سجدے کی جگہ کے قریب جا پہنچے۔

۱۰۳۷۔ بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں رکوع میں تین دفعہ "سُبحَانَ اللہ" یا ایک دفعہ "سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیمِ وَبِحَمدِہٖ" کہے اور ظاہر یہ ہے کہ جو ذکر بھی اتنی مقدار میں کہا جائے کافی ہے لیکن وقت کی تنگی اور مجبوری کی حالت میں ایک دفعہ "سبحَانَ اللہ" کہنا ہی کافی ہے۔

۱۰۳۸۔ ذِکرِ رکوع مسلسل اور صحیح عربی میں پڑھنا چاہیئے اور مستحب ہے کہ اسے تین یا پانچ یا سات دفعہ بلکہ اس سے بھی زیادہ پڑھا جائے۔

۱۰۳۹۔ رکوع کی حالت میں ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا بدن ساکن ہو نیز ضروری ہے کہ وہ اپنے اختیار سے بدن کو اس طرح حرکت نہ دے کہ اس پر ساکن ہونا صادق نہ آئے حتیٰ کہ احتیاط کی بنا پر اگر وہ واجب ذکر میں مشغول نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

۱۰۴۰۔ اگر نماز پڑھنے والا اس وقت جبکہ رکوع کا واجب ذکر ادا کر رہا ہو بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن کے سکون کی حالت میں ہونے سے خارج ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ بدن کے سکون حاصل کرنے کے بعد دوبارہ ذکر کو بجالائے لیکن

اگر اتنی کم مدت کے لئے حرکت کرے کہ بدن کے سکون میں ہونے کی حالت میں خارج نہ ہو یا انگلیوں کو حرکت دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۰۴۱۔ اگر نماز پڑھنے والا اس سے پیشتر کہ رکوع جتنا جھکے اور اس کا بدن سکون حاصل کرے جان بوجھ کر ذکر رکوع پڑھنا شروع کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۱۰۴۲۔ اگر ایک شخص واجب ذکر کے ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر رکوع سے اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً سر اٹھالے اور اس سے پیشتر کہ رکوع کی حالت سے خارج ہو جائے اسے یاد آئے کہ اس نے ذکر رکوع ختم نہیں کیا تو ضروری ہے کہ رک جائے اور ذکر پڑھے۔ اور اگر اسے رکوع کی حالت سے خارج ہونے کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۰۴۳۔ اگر ایک شخص ذکر کی مقدار کے مطابق رکوع کی حالت میں نہ رہ سکتا ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کا بقیہ حصہ رکوع سے اٹھتے ہوئے پڑھے۔

۱۰۴۴۔ اگر کوئی شخص مرض وغیرہ کی وجہ سے رکوع میں اپنا بدن ساکن نہ رکھ سکے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن ضروری ہے کہ رکوع کی حالت میں خارج ہونے سے پہلے واجب ذکر اس طریقے سے ادا کرے جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے۔

۱۰۴۵۔ جب کوئی شخص رکوع کے لئے نہ جھک ہو تو ضروری ہے کہ کسی چیز کا سہارا لے کر رکوع بجالائے اور اگر سہارے کے ذریعے بھی معمول کے مطابق رکوع نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ اس قدر جھکے کہ عُرفاً اسے رکوع کہا جاسکے اور اگر اس قدر نہ جھک سکے تو ضروری ہے کہ رکوع کے لئے سر سے اشارہ کرے۔

۱۰۴۶۔ جس شخص کو رکوع کے لئے سر سے اشارہ کرنا ضروری ہو اگر وہ اشارہ کرنے پر قادر نہ ہو تو ضروری ہے کہ رکوع کی نیت کے ساتھ آنکھوں کو بند کرے اور ذکر رکوع پڑھے اور رکوع سے اٹھنے کی نیت سے آنکھوں کو کھول دے اور اگر اس قابل بھی نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر دل میں رکوع کی نیت کرے اور اپنے ہاتھ سے رکوع کے لئے اشارہ کرے اور ذکر رکوع پڑھے۔

۱۰۴۷۔ جو شخص کھڑے ہو کر رکوع نہ کر سکے لیکن جب بیٹھا ہو تو رکوع کے لئے جھک سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور رکوع کے لئے سر سے اشارہ کرے۔ اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک دفعہ پھر نماز پڑھے اور اس کے رکوع کے وقت بیٹھ جائے اور رکوع کے لئے جھک جائے۔

۱۰۴۸۔ اگر کوئی شخص رکوع کی حد تک پہنچنے کے بعد سر کو اٹھالے اور دوبارہ رکوع کرنے کی حد تک جھکے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۱۰۴۹۔ ضروری ہے کہ ذکر رکوع ختم ہونے کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے اور جب اس کا بدن سکون حاصل کرلے اس کے بعد سجدے میں جائے اور اگر جان بوجھ کر کھڑا ہونے سے پہلے یا بدن کے سکون حاصل کرنے سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۱۰۵۰۔ اگر کوئی شخص رکوع ادا کرنا بھول جائے اور اس سے پیشتر کہ سجدے کی حالت میں پہنچے اسے یاد آجائے تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور پھر رکوع میں جائے۔ اور جھکے ہوئے ہونے کی حالت میں اگر رکوع کی جانب لوٹ جائے تو کافی نہیں۔

۱۰۵۱۔ اگر کسی شخص کو پیشانی زمین پر رکھنے کے بعد یاد آئے کہ اس نے رکوع نہیں کیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ لوٹ جائے اور کھڑا ہونے کے بعد رکوع بجالائے۔ اور اگر اسے دوسرے سجدے میں یاد آئے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

۱۰۵۲۔ مستحب ہے کہ انسان رکوع میں جانے سے پہلے سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر کہے اور رکوع میں گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دھکیلے۔ پیٹھ کو ہموار رکھے۔ گردن کو کھینچ کر پیٹھ کے برابر رکھے۔ دونوں پاؤں کے درمیان دیکھے۔ ذکر سے پہلے یا بعد میں درود پڑھے اور جب رکوع کے بعد اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو تو بدن کے سکون کی حالت میں ہوتے ہوئے "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہ" کہے۔

۱۰۵۳۔ عورتوں کے لئے مستحب ہے کہ رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں سے اوپر رکھیں اور گھٹنوں کو پیچھے کی طرف نہ دھکیلیں۔

سجود

۱۰۵۴۔ نماز پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ واجب اور مستحب نمازوں کی ہر رکعت میں رکوع کے بعد دو سجدے کرے۔ سجدہ یہ ہے کہ خاص شکل میں پیشانی کو خضوع کی نیت سے زمین پر رکھے اور نماز کے سجدے کی حالت میں واجب ہے کہ دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاوں کے انگوٹھے زمین پر رکھے جائیں۔

۱۰۵۵۔ دو سجدے مل کر ایک رکن ہیں اور اگر کوئی شخص واجب نماز میں عمداًیا بھولے سے ایک رکعت میں دونوں سجدے ترک کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔ اور اگر بھول کر ایک رکعت میں دو سجدوں کا اضافہ کرے تو احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔

۱۰۵۶۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایک سجدہ کم یا زیادہ کر دے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواًایک سجدہ کم یا زیادہ کرے تو اس کا حکم بعد میں بیان کیا جائے گا۔

۱۰۵۷۔ جو شخص پیشانی زمین پر رکھ سکتا ہو اگر جان بوجھ کر یا سہواًپیشانی زمین پر نہ رکھے تو خواہ بدن کے دوسرے حصے زمین سے لگ بھی گئے ہوں تو اس نے سجدہ نہیں کیا لیکن اگر وہ پیشانی زمین پر رکھ دے اور سہواًبدن کے دوسرے حصے زمین پر نہ رکھے یا سہواًذکر نہ پڑھے تو اس کا سجدہ صحیح ہے۔

۱۰۵۸۔ بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں سجدے میں تین دفعہ "سُبحَانَ اللہ" یا ایک دفعہ "سُبحَانَ رَبِّ الاَعلٰی وَبِحَمدِہ" پڑھے اور ضروری ہے کہ یہ جملے مسلسل اور صحیح عربی میں کہے جائیں اور ظاہر یہ ہے کہ ہر ذکر کا پڑھنا کافی ہے لیکن احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اتنی ہی مقدار میں ہو اور مستحب ہے کہ "سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی وَبِحَمدِہ" تین یا پانچ یا سات دفعہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ پڑھے۔

۱۰۵۹۔ سجدے کی حالت میں ضروری ہے کہ نمازی کا بدن ساکن ہو اور حالت اختیار میں اسے اپنے بدن کو اس طرح حرکت نہیں دینا چاہئے کہ سکون کی حالت سے نکل جائے اور جب واجب ذکر میں مشغول نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر یہی حکم ہے۔

۱۰۶۰۔ اگر اس پیشتر کہ پیشانی زمین سے لگے اور بدن سکون حاصل کرلے کوئی شخص جان بوجھ کر ذکر سجدہ پڑھے یا ذکر ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر سجدے سے اٹھالے تو اسکی نماز باطل ہے۔

۱۰۶۱۔ اگر اس سے پیشتر کہ پیشانی زمین پر لگے کوئی شخص سہواً ذکر سجدہ پڑھے اور اس سے پیشتر کہ سر سجدے سے اٹھائے اسے پتہ چل جائے کہ اس نے غلطی کی ہے تو ضروری ہے کہ ساکن ہو جائے اور دوبارہ ذکر پڑھے۔

۱۰۶۲۔ اگر کسی شخص کو سر سجدے سے اٹھالینے کے بعد پتہ چلے کہ اس نے ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے سر اٹھالیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۰۶۳۔ جس وقت کوئی شخص ذکر سجدہ پڑھ رہا ہو اگر وہ جان بوجھ کر سات اعضائے سجدہ میں سے کسی ایک کو زمین پر سے اٹھائے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی لیکن جس وقت ذکر پڑھنے میں مشغول نہ ہو اگر پیشانی کے علاوہ کوئی عضو زمین پر سے اٹھالے اور دوبارہ رکھ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر ایسا کرنا اس کے بدن کے ساکن ہونے کے منافی ہو تو اس صورت میں احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

۱۰۶۴۔ اگر ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے کوئی شخص سہواً پیشانی زمین اٹھالے تو اسے دوبارہ زمین پر نہیں رکھ سکتا اور ضروری ہے کہ اسے ایک سجدہ شمار کرے لیکن اگر دوسرے اعضا سہواً زمین پر سے اٹھائے تو ضروری ہے کہ انہیں دوبارہ زمین پر رکھے اور ذکر پڑھے۔

۱۰۶۵۔ پہلے سجدے کا ذکر ختم ہونے کے بعد ضروری ہے کہ بیٹھ جائے حتی کہ اس کا بدن سکون حاصل کرلے اور پھر دوبارہ سجدے میں جائے۔

۱۰۶۶۔ نماز پڑھنے والے کی پیشانی رکھنے کی جگہ گھٹنوں اور پاوں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند یا پست نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی پیشانی کی جگہ اس کے کھڑے ہونے کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ نیچی یا اونچی بھی نہ ہو۔

۱۰۶۷۔ اگر کسی ایسی ڈھلوان جگہ میں اگرچہ اس کا جھکاو صحیح طور پر معلوم نہ ہو نماز پڑھنے والے کی پیشانی کی جگہ اس کے گھٹنوں اور پاوں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند یا پست ہو تو اس کی نماز میں اشکال ہے۔

۱۰۶۸۔ اگر نماز پڑھنے والا اپنی پیشانی کی غلطی سے ایک ایسی چیز پر رکھ دے جو گھٹنوں اور اس کے پاوں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند ہو اور ان کی بلندی اس قدر ہو کہ یہ نہ کہہ سکیں کہ سجدے کی حالت میں ہے تو ضروری ہے کہ سر کو اٹھائے اور ایسی چیز پر جس کی بلندی چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ نہ ہو رکھے اور اگر اس کی بلندی اس قدر ہو کہ کہہ سکیں کہ سجدے کی حالت میں ہے تو پھر واجب ذکر پڑھنے کے بعد متوجہ ہو تو سر سجدے سے اٹھا کر نماز کو تمام کر سکتا ہے۔ اور اگر واجب ذکر پڑھنے سے پہلے متوجہ ہو تو ضروری ہے کہ پیشانی کو اس چیز سے ہٹا کر اس چیز پر رکھے کہ جس کی بلندی چار ملی ہوئی انگلیوں کے برابر یا اس سے کم ہو اور واجب ذکر پڑھے اور اگر پیشانی کو ہٹانا ممکن نہ ہو تو واجب ذکر کو اسی حالت میں پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور ضروری نہیں کہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

۱۰۶۹۔ ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کی پیشانی اور اس چیز کے درمیان جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے کوئی دوسری چیز نہ ہو پس اگر سجدہ گاہ اتنی میلی ہو کہ پیشانی سجدہ گاہ کو نہ چھوئے تو اس کا سجدہ باطل ہے۔ لیکن اگر سجدہ گاہ کا رنگ تبدیل ہو گیا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۱۰۷۰۔ ضروری ہے کہ سجدے میں دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھے لیکن مجبوری کی حالت میں ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھے تو کوئی حرن نہیں اور اگر ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کی بنا ضروری ہے کہ ہاتھوں کی کلائیاں زمین پر رکھے اور اگر انہیں بھی نہ رکھ سکے تو پھر کہنی تک جو حصہ بھی ممکن ہو زمین پر رکھے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر بازو کا رکھنا بھی کافی ہے۔

۱۰۷۱۔ (نماز پڑھنے والے کے لئے) ضروری ہے کہ سجدے میں پاوں کے دونوں انگوٹھے زمین پر رکھے لیکن ضروری نہیں کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے زمین پر رکھے بلکہ ان کا ظاہری یا باطنی حصہ بھی رکھے تو کافی ہے۔ اور اگر پاوں کی دوسری انگلیاں یا پاوں کا اوپر والا حصہ زمین پر رکھے یا ناخن لمبے ہونے کی بنا پر انگوٹھوں کے سرے زمین پر نہ لگیں تو نماز باطل ہے اور جس شخص نے کوتاہی اور مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اپنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں ضروری ہے کہ انھیں دوبارہ پڑھے۔

۱۰۷۲۔ جس شخص کے پاوں کے انگوٹھوں کے سروں سے کچھ حصہ کٹا ہوا ہو ضروری ہے کہ جتنا باقی ہو وہ زمین پر رکھے اور اگر انگوٹھوں کا کچھ حصہ بھی نہ بچا ہو اور اگر بچا بھی ہو تو بہت چھوٹا ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ باقی انگلیوں کو زمین پر رکھے اور اگر اس کی کوئی بھی انگلی نہ ہو تو پاوں کا جتنا حصہ بھی باقی بچا ہوا سے زمین پر رکھے۔

۱۰۷۳۔ اگر کوئی شخص معمول کے خلاف سجدہ کرے مثلاً سینے اور پیٹ کو زمین پر ٹکائے یا پاوں کو کچھ پھیلائے چنانچہ اگر کہا جائے کہ اس نے سجدہ کیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر کہا جائے کہ اس نے پاوں پھیلائے ہیں اور اس پر سجدہ کرنا صادق نہ آتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

۱۰۷۴۔ سجدہ گاہ یا دوسری چیز جس پر نماز پڑھنے والا سجدے کرے ضروری ہے کہ پاک ہو لیکن اگر مثال کے طور پر سجدہ گاہ کو نجس فرش پر رکھ دے یا سجدہ گاہ کی ایک طرف نجس ہو اور وہ پیشانی پاک طرف رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۰۷۵۔ اگر نماز پڑھنے والے کی پیشانی پر پھوڑا یا زخم یا اس طرح کی کوئی چیز ہو۔ جس کی بنا پر وہ پیشانی زمین پر نہ رکھ سکتا ہو مثلاً اگر وہ پھوڑا پوری پیشانی کو نہ گھیرے ہوئے ہو تو ضروری ہے کہ پیشانی کے صحت مند حصے سے سجدہ کرے اور اگر پیشانی کی صحت مند جگہ پر سجدہ کرنا اس بات پر موقوف ہو کہ زمین کو کھودے اور پھوڑے کو گڑھے میں اور صحت مند جگہ کی اتنی مقدار زمین پر رکھے کہ سجدے کے لئے کافی ہو تو ضروری ہے کہ اس کام کا انجام دے۔

۱۰۷۶۔ اگر پھوڑا یا زخم تمام پیشانی پر پھیلا ہوا ہو تو نماز پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے چہرے کہ کچھ حصے سے سجدہ کرے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اگر ٹھوڑی سے سجدہ کر سکتا ہو تو ٹھوڑی سے سجدہ کرے اور اگر نہ کر سکتا ہو تو پیشانی کے دونوں اطراف میں سے ایک طرف سے سجدہ کرے اور اگر چہرے سے سجدہ کرنا کسی طرح بھی ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ سجدے کے لئے اشارہ کرے۔

۱۰۷۷۔ جو شخص بیٹھ سکتا ہو لیکن پیشانی زمین پر نہ رکھ سکتا ہو ضروری ہے کہ جس قدر بھی جھک سکتا ہو جھکے اور سجدہ گاہ یا کسی دوسری چیز کو جس پر سجدہ صحیح ہو کسی بلند چیز پر رکھے اور اپنی پیشانی اس پر اس طرح رکھے کہ لوگ کہیں کہ اس نے سجدہ کیا ہے لیکن ضروری ہے کہ ہتھیلیوں اور گھٹنوں اور پاوں کے انگوٹھوں کو معمول کے مطابق زمین پر رکھے۔

۱۰۷۸۔ اگر کوئی ایسی بلند چیز نہ ہو جس پر نماز پڑھنے والا سجدہ گاہ یا کوئی دوسری چیز جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو رکھ سکے اور کوئی شخص بھی نہ ہو جو مثلاً سجدہ گاہ کو اٹھائے اور پکڑے تاکہ وہ شخص اس پر سجدہ کرے تو احتیاط یہ ہے کہ سجدہ گاہ یا دوسری چیز کو جس پر سجدہ کر رہا ہو ہاتھ سے اٹھائے اور اس پر سجدہ کرے۔

۱۰۷۹۔ اگر کوئی شخص بالکل ہی سجدہ نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ سجدے کے لئے سر سے اشارہ کرے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ آنکھوں سے اشارہ کرے اور اگر آنکھوں سے بھی اشارہ نہ کر سکتا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ ہاتھ وغیرہ سے سجدے کے لئے اشارہ کرے اور دل میں بھی سجدے کی نیت کرے اور واجب ذکر ادا کرے۔

۱۰۸۰۔ اگر کسی شخص کی پیشانی بے اختیار سجدے کی جگہ سے اٹھ جائے تو ضروری ہے کہ حتی الامکان اسے دوبارہ سجدے کی جگہ پر نہ جانے دے قطع نظر اس کے کہ اس نے سجدے کا ذکر پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو یہ ایک سجدہ شمار ہو گا۔ اور اگر سر کو نہ روک سکے اور وہ بے اختیار دوبارہ سجدے کی جگہ پہنچ جائے تو وہی ایک سجدہ شمار ہو گا۔ لیکن اگر واجب ذکر ادا نہ کیا ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے قربت مُطلَقَہ کی نیت سے ادا کرے۔

۱۰۸۱۔ جہاں انسان کے لئے تقیہ کرنا ضروری ہے وہاں وہ قالین یا اسطرح کی چیز پر سجدہ کرے اور یہ ضروری نہیں کہ نماز کے لئے کسی دوسری جگہ جائے یا نماز کو موخر کرے تاکہ اسی جگہ پر اس سبب کے ختم ہونے کے بعد نماز ادا کرے۔ لیکن اگر چٹائی یا کسی دوسری چیز جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اگر وہ اس طرح سجدے کرے کہ تقیہ کی مخالفت نہ ہوتی ہو تو ضروری ہے کہ پھر وہ قالین یا اس سے ملتی جلتی چیز پر سجدہ نہ کرے۔

۱۰۸۲۔ اگر کوئی شخص (پرندوں کے) پروں سے بھرے گدے یا اسی قسم کی کسی دوسری چیز پر سجدہ کرے جس پر جسم سکون کی حالت میں نہ رہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۱۰۸۳۔ اگر انسان کیچڑ والی زمین پر نماز پڑھنے پر مجبور ہو اور بدن اور لباس کا آلودہ ہو جانا اس کے لئے مشقت کا موجب نہ ہو تو ضروری ہے کہ سجدہ اور تشہد معمول کے مطابق بجالائے اور اگر ایسا کرنا مشقت کا موجب ہو تو قیام کی حالت میں سجدے کے لئے سر سے اشارہ کرے اور تشہد کھڑے ہو کر پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہو گی۔

۱۰۸۴۔ پہلی رکعت میں اور مثلاً نماز ظہر، نماز عصر، اور نماز عشا کی تیسری رکعت میں جس میں تشہد نہیں ہے احتیاط واجب یہ ہے کہ انسان دوسرے سجدے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے سکون سے بیٹھے اور پھر کھڑا ہو۔

وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے

۱۰۸۵۔ سجدہ زمین پر اور ان چیزوں پر کرنا ضروری ہے جو کھائی اور پہنی نہ جاتی ہوں اور زمین سے اگتی ہوں مثلاً لکڑی اور درختوں کے پتے پر سجدہ کرے۔ کھانے اور پہننے کی چیزوں مثلاً گندم، جو اور کپاس پر اور ان چیزوں پر جو زمین کے اجزاء شمار نہیں ہوتیں مثلاً سونے، چاندی اور اسی طرح کی دوسری چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے لیکن تار کول اور گندہ بیروزا کی مجبوری کی حالت میں دوسری چیزوں کے مقابلے میں کہ جن پر سجدہ کرنا صحیح نہیں سجدے کے لئے اولیت دے۔

۱۰۸۶۔ انگور کے پتوں پر سجدہ کرنا جبکہ وہ کچے ہوں اور انھیں معمولاً کھایا جاتا ہو جائز نہیں۔ اس صورت کے علاوہ ان پر سجدہ کرنے میں ظاہراً کوئی حرج نہیں۔

۱۰۸۷۔ جو چیزیں زمین سے اگتی ہیں اور حیوانات کی خوراک ہیں مثلاً گھاس اور بھوسا ان پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

۱۰۸۸۔ جن پھولوں کو کھایا نہیں جاتا ان پر سجدہ صحیح ہے بلکہ ان کھانے کی دواوں پر بھی سجدہ صحیح ہے جو زمین سے اگتی ہیں اور انھیں کوٹ کر یا جوش دیکر انکا پانی پیتے ہیں مثلاً گل بنفشہ اور گل گاوزبان، پر بھی سجدہ صحیح ہے۔

۱۰۸۹۔ ایسی گھاس جو بعض شہروں میں کھائی جاتی ہو اور بعض شہروں میں کھائی تو نہ جاتی ہو۔ لیکن وہاں اسے اشیاء خوردنی میں شمار کیا جاتا ہو اس پر سجدہ صحیح نہیں اور کچے پھلوں پر بھی سجدہ کر صحیح نہیں ہے۔

۱۰۹۰۔ چونے کے پتھر اور جپسم پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں پختہ جپسم اور چونے اور اینٹ اور مٹی کے پکے ہوئے برتنوں اور ان سے ملتی جلتی چیزوں پر سجدہ نہ کیا جائے۔

۱۰۹۱۔ اگر کاغذ کو ایسی چیز سے بنایا جائے کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے مثلاً لکڑی اور بھوسے سے تو اس پر سجدہ کیا جا سکتا ہے اور اسی طرح اگر روئی یا کتان سے بنایا گیا ہو تو بھی اس پر سجدہ کرنا صحیح ہے لیکن اگر ریشم یا ابریشم اور اسی طرح کی کسی چیز سے بنایا گیا ہو تو اس پر سجدہ صحیح نہیں ہے۔

۱۰۹۲۔ سجدے کے لئے خاک شفا سب چیزوں سے بہتر ہے اس کے بعد مٹی، مٹی کے بعد پتھر اور پتھر کے بعد گھاس ہے۔

۱۰۹۳۔ اگر کسی کے پاس ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے یا اگر ہو تو سردی یا زیادہ گرمی وغیرہ کی وجہ سے اس پر سجدہ نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں تارکول اور گندہ بیروزا کو سجدے کے لئے دوسری چیزوں پر اولیت حاصل ہے لیکن اگر ان پر سجدہ کرنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنے لباس یا اپنے ہاتھوں کی پشت یا کسی دوسری چیز پر کہ حالت اختیار میں جس پر سجدہ جائز نہیں سجدہ کرے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ جب تک اپنے کپڑوں پر سجدہ ممکن ہو کسی دوسری چیز پر سجدہ نہ کرے۔

۱۰۹۴۔ کیچڑ پر اور ایسی نرم مٹی پر جس پر پیشانی سکون سے نہ ٹک سکے سجدہ کرنا باطل ہے۔

۱۰۹۵۔ اگر پہلے سجدے میں سجدہ گاہ پیشانی سے چپک جائے تو دوسرے سجدے کے لئے اسے چھڑا لینا چاہئے۔

۱۰۹۶۔ جس چیز پر سجدہ کرنا ہو اگر نماز پڑھنے کے دوران وہ گم ہو جائے اور نماز پڑھنے والے کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو تو جو ترتیب مسئلہ ۱۰۹۳ میں بتائی گئی ہے اس پر عمل کرے خواہ وقت تنگ ہو یا وسیع، نماز کو توڑ کر اس کا اعادہ کرے۔

۱۰۹۷۔ جب کسی شخص کو سجدے کی حالت میں پتہ چلے کہ اس نے اپنی پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے چنانچہ واجب ذکر ادا کرنے کے بعد متوجہ ہو تو سر سجدے سے اٹھائے اور اپنی نماز جاری رکھے اور اگر واجب ذکر ادا کرنے سے پہلے متوجہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنی پیشانی کو اس چیز پر کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے لائے اور واجب ذکر پڑھے لیکن اگر پیشانی لانا ممکن نہ ہو تو اسی حال میں واجب ذکر ادا کر سکتا ہے اور اس کی نماز ہر دو صورت میں صحیح ہے۔

۱۰۹۸۔ اگر کسی شخص کو سجدے کے بعد پتہ چلے کہ اس نے اپنی پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۰۹۹۔ اللہ تعالی کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ عوام میں سے بعض لوگ جو ائمہ علیہم السلام کے مزارات مقدسہ کے سامنے پیشانی زمین پر رکھتے ہیں اگر وہ اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے کی نیت سے ایسا کریں تو کوئی حرج نہیں ورنہ ایسا کرنا حرام ہے۔

سجدہ کے مستحبات اور مکروہات

۱۱۰۰۔ چند چیزیں سجدے میں مستحب ہیں:

۱۔ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہو وہ رکوع سر اٹھانے کے بعد مکمل طور پر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے بعد پوری طرح بیٹھ کر سجدہ میں جانے کے لئے تکبیر کہے۔

۲۔ سجدے میں جاتے وقت مرد پہلے اپنی ہتھیلیوں اور عورت اپنے گھٹنوں کو زمین پر رکھے۔

۳۔ نمازی ناک کو سجدہ گاہ یا کسی ایسی چیز پر رکھے جس پر سجدہ کرنا درست ہو۔

۴۔ نمازی سجدے کی حالت میں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر کانوں کے پاس اس طرح رکھے کہ ان کے سرے رو بہ قبلہ ہوں۔

۵۔ سجدے میں دعا کرے، اللہ تعالی سے حاجت طلب کرے اور یہ دعا پڑھے:

"یَاخَیرَ المَسئُولِینَ وَیَاخَیرَ المُعطِینَ ارزُقنِی وَارزُق عَیَالِی مِن فضلِکَ فَاِنَّکَ ذُوالفَضلِ العَظِیم"۔

یعنی: اے ان سب میں سے بہتر جن سے کہ مانگا جاتا ہے اور اے ان سب سے برتر جو عطا کرتے ہیں۔ مجھے اور میرے اہل و عیال کو اپنے فضل و کرم سے رزق عطا فرما کیونکہ تو ہی فضل عظیم کا مالک ہے۔

۶۔ سجدے کے بعد بائیں ران پر بیٹھ جائے اور دائیں پاوں کا اوپر والا حصہ (یعنی پشت) بائیں پاوں کے تلوے پر رکھے۔

۷۔ ہر سجدے کے بعد جب بیٹھ جائے اور بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو تکبیر کہے۔

۸۔ پہلے سجدے کہ بعد جب بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو "اَستَغفِرُ اللہَ رَبِّی وَاَتُوبُ اِلَیہِ" کہے۔

۹۔ سجدہ زیادہ دیر تک انجام دے اور بیٹھنے کے وقت ہاتھوں کو رانوں پر رکھے

۱۰۔ دوسرے سجدے میں جانے کے لئے بدن کے سکون کی حالت میں اَللّٰہُ اَکبَر کہے:

۱۱۔ سجدوں میں درود پڑھے۔

۱۲۔ سجدے یا قیام کے لئے اٹھتے وقت پہلے گھٹنوں کو اور ان کے بعد ہاتھوں کو زمین سے اٹھائے۔

۱۳۔ مرد کہنیوں اور پیٹ کو زمین سے نہ لگائیں نیز بازوؤں کو پہلو سے جدا رکھیں۔ اور عورتیں کہنیاں اور پیٹ زمین پر رکھیں اور بدن کے اعضاء کو ایک دوسرے سے ملالیں۔ ان کے علاوہ دوسرے مستحبات بھی ہیں جن کا ذکر مفصل کتابوں میں موجود ہے۔

۱۱۰۱۔ سجدے میں قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے اور سجدے کی جگہ کو گرد وغبار جھاڑنے کے لئے پھونک مارنا بھی مکروہ ہے بلکہ اگر پھونک مارنے کی وجہ سے دو حرف بھی منہ سے عمداً نکل جائیں تو احتیاط کی بنا پر نماز باطل ہے اور ان کے علاوہ اور مکروہات کا ذکر بھی مفصل کتابوں میں آیا ہے۔

قرآن مجید کے واجب سجدے

۱۱۰۲۔ قرآن مجید کی چار سورتوں یعنی وَالنَّجم، اِقرَا، الٓمّٓ تنزیل اور حٰمٓ سجدہ میں سے ہر ایک میں ایک آیہ سجدہ ہے جسے اگر انسان پڑھے یا سنے تو آیت ختم ہونے کے بعد فوراً سجدہ کرنا ضروری ہے اور اگر سجدہ کرنا بھول جائے تو جب بھی اسے یاد آئے سجدہ کرے اور ظاہر یہ ہے کہ آیہ سجدہ غیر اختیاری حالت میں سنے تو سجدہ واجب نہیں ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سجدہ کیا جائے۔

۱۱۰۳۔ اگر انسان سجدے کی آیت سننے کے وقت خود بھی وہ آیت پڑھے تو ضروری ہے کہ دو سجدے کرے۔

۱۱۰۴۔ اگر نماز کے علاوہ سجدے کی حالت میں کوئی شخص آیہ سجدہ پڑھے یا سنے تو ضروری ہے کہ سجدے سے سر اٹھائے اور دوبارہ سجدہ کرے۔

۱۱۰۵۔ اگر انسان سوئے ہوئے شخص یا دیوانے یا بچے سے جو قرآن سمجھ کر نہ پڑھ رہا ہو سجدے کی آیت سنے یا اس پر کان دھرے تو سجدہ واجب ہے۔ لیکن اگر گراموفون یا ٹیپ ریکارڈ سے (ریکارڈ شدہ آیہ سجدہ) سنے تو سجدہ واجب نہیں۔ اور سجدے کی آیت ریڈیو پر ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے نشر کی جائے تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ریڈیو اسٹیشن سے (براہ راست نشریات میں) سجدے کی آیت پڑھے اور انسان اسے ریڈیو پر تو سجدہ واجب ہے۔

۱۱۰۶۔ قرآن کا واجب سجدہ کرنے کے لئے احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ انسان کی جگہ غصبی نہ ہو اور احتیاط مستحب کی بنا پر اس کے پیشانی رکھنے کی جگہ اس کے گھٹنوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ اونچی یا نیچی نہ ہو لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس نے وضو یا غسل کیا ہوا ہو یا قبلہ رخ ہو یا اپنی شرمگاہ کو چھپائے یا اس کا بدن اور پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو۔ اس کے علاوہ جو شرائط نماز پڑھنے والے کے لباس کے لئے ضروری ہیں وہ شرائط قرآن مجید کا واجب سجدہ ادا کرنے والے کے لباس کے لئے نہیں ہیں۔

۱۱۰۷۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ قرآن مجید کے واجب سجدے میں انسان اپنی پیشانی سجدہ گاہ یا کسی ایسی چیز پر رکھے۔ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احتیاط مستحب کی بنا پر بدن کے دوسرے اعضاء زمین پر اس طرح رکھے۔ جس طرح نماز کے سلسلے میں بتایا گیا ہے۔

۱۱۰۸۔ جب انسان قرآن مجید کا واجب سجدہ کرنے کے ارادے سے پیشانی زمین پر رکھ دے تو خواہ وہ کوئی ذکر نہ بھی پڑھے تب بھی کافی ہے اور ذکر کا پڑھنا مستحب ہے۔ اور بہتر ہے کہ یہ پڑھے:

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حَقًّا حَقًّا، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِیْمَانًا وَّتَصْدِیْقًا، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عُبُوْدِیَّۃً وَّرِقًّا، سَجَدْتُّ لَکَ یَارَبِّ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا، لَا مُسْتَنْکِفًا وَّلَا مُسْتَکْبِرًا، بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِیْلٌ ضَعِیْفٌ خَآئِفٌ مُّسْتَجِیْرٌ۔

تشہد

۱۱۰۹۔ سب واجب اور مستحب نمازوں کی دوسری رکعت میں اور نماز مغرب کی تیسری رکعت میں اور ظہر، عصر اور عشا کی چوتھی رکعت میں انسان کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ جائے اور بدن کے سکون کی حالت میں تشہد پڑھے یعنی کہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اور

اگر کہے اَشہَدُ اَن لآّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اَشہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ اٰلِہ عَبدُہٗ وَرَسُولُہ تو بنابر اقوی کافی ہے۔ اور نماز وتر میں بھی تشہد پڑھنا ضروری ہے۔

۱۱۱۰۔ ضروری ہے کہ تشہد کے جملے صحیح عربی میں اور معمول کے مطابق مسلسل کہے جائیں۔

۱۱۱۱۔ اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول جائے اور کھڑا ہو جائے، اور رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس نے تشہد نہیں پڑھا تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور پھر دوبارا کھڑا ہو اور اس رکعت میں جو کچھ پڑھنا ضروری ہے پڑھے اور نماز ختم کرے۔ اور احتیاط مستحب کی بنا پر نماز کے بعد بے جا قیام کرے اور نماز کے سلام کے بعد احتیاط مستحب کی بنا پر تشہد کی قضا کرے۔ اور ضروری ہے کہ بھولے ہوے تشہد کے لئے دو سجدہ سہو بجالائے۔

۱۱۱۲۔ مستحب ہے کہ تشہد کی حالت میں انسان بائیں ران پر بیٹھے اور دائیں پاوں کی پشت کو بائیں پاوں کے تلوے پر رکھے اور تشہد سے پہلے کہے "اَلحَمدُ لِلّٰہِ" یا کہے۔ "بِسمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ الحَمدُ لِلّٰہِ وَ خَیرُ الاَسمَآءِ لِلّٰہِ" اور یہ بھی مستحب ہے کہ ہاتھ رانوں پر رکھے اور انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ملائے اور اپنے دامن پر نگاہ ڈالے اور تشہد میں صلوات کے بعد کہے :"وَتَقَبَّل شَفَاعَتَہٗ وَارفَع دَرَجَتَہٗ"۔

۱۱۱۳۔ مستحب ہے کہ عورتیں تشہد پڑھتے وقت اپنی رانیں ملا کر رکھیں۔

نماز کا سلام

۱۱۱۴۔ نماز کی آخری رکعت کے تشہد کے بعد جب نمازی بیٹھا ہو اور اس کا بدن سکون کی حالت میں ہو تو مستحب ہے کہ وہ کہے: "اَلسَّلاَمُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" اور اس کے بعد ضروری ہے کہ کہے اَلسَّلاَمُ عَلَیکُم اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اَلسَّلاَمُ عَلَیکُم اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اَلسَّلاَمُ عَلَیکُم کے جملے کے ساتھ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کے جملے کا اضافہ کرے یا یہ کہے اَلسَّلاَمُ عَلَینَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِینَ لیکن اگر اس اسلام کو پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے بعد اَلسَّلاَمُ عَلَیکُم بھی کہے۔

۱۱۱۵۔ اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب ابھی نماز کی شکل ختم نہ ہوئی ہو اور اس نے کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جسے عمداً اور سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہو مثلاً قبلے کی طرف پیٹھ کرنا تو ضروری ہے کہ سلام کہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۱۱۶۔ اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب نماز کی شکل ختم ہو گئی ہو یا اس نے کوئی ایسا کام کیا ہو جسے عمداً اور سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً قبلے کی طرف پیٹھ کرنا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

ترتیب

۱۱۱۷۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز کی ترتیب الٹ دے مثلاً الحمد سے پہلے سورہ پڑھ لے یا رکوع سے پہلے سجدے بجالائے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۱۱۱۸۔ اگر کوئی شخص نماز کا کوئی رکن بھول جائے اور اس کے بعد کا رکن بجالائے مثلاً رکوع کرنے سے پہلے دو سجدے کرے تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے۔

۱۱۱۹۔ اگر کوئی شخص نماز کو کوئی رکن بھول جائے اور ایسی چیز بجالائے جو اس کے بعد ہو اور رکن نہ ہو مثلاً اس سے پہلے کہ دو سجدے کرے تشہد پڑھ لے تو ضروری ہے کہ رکن بجالائے اور جو کچھ بھول کر اس سے پہلے پڑھا ہوا سے دوبارہ پڑھے۔

۱۱۲۰۔ اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اور اس کے بعد کا رکن بجالائے مثلاً الحمد بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۱۲۱۔ اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اور اس چیز کو بجالائے جو اس کے بعد ہو اور وہ بھی رکن نہ ہو مثلاً الحمد بھول جائے اور سورہ پڑھ لے تو ضروری ہے کہ جو چیز بھول گیا ہو وہ بجائے اور اس کے بعد وہ چیز جو بھول کر پہلے پڑھ لی ہو دوبارہ پڑھے۔

۱۱۲۲۔ اگر کوئی شخص پہلا سجدہ اس خیال سے بجالائے کہ دوسرا سجدہ ہے یا دوسرا سجدہ اس خیال سے بجالائے کہ پہلا سجدہ ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس کی پہلا سجدہ، پہلا سجدہ اور دوسرا سجدہ دوسرا سجدہ شمار ہو گا۔

مُوَالات

۱۱۲۳۔ضروری ہے کہ انسان نماز مولات کے ساتھ پڑھے یعنی نماز کے افعال مثلاًرکوع، سجود اور تشہد تواتُر اور تسلسل کے ساتھ بجالائے۔اور جو چیزیں بھی نماز میں پڑھے معمول کے مطابق پے در پے پڑھے اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ ڈالے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۱۱۲۴۔اگر کوئی شخص نماز میں سہواًحروف یا جملوں کے درمیان فاصلہ دے اور فاصلہ اتنا نہ ہو کہ نماز کی صورت برقرار نہ رہے تو اگر وہ ابھی بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ وہ حروف یا جملے معمول کے مطابق پڑھے اور اگر بعد کی کوئی چیز پڑھی جا چکی ہو تو ضروری ہے کہ اسے دہرائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۱۲۵۔رکوع اور سجود کو طول دینا اور بڑی سورتیں پڑھنا مُوَالات کو نہیں توڑتا۔

قُنوت

۱۱۲۶۔تمام واجب اور مستحب نمازوں میں دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے لیکن نماز شفع میں ضروری ہے کہ اسے رجاءً پڑھے اور نماز وتر میں بھی باوجودیکہ ایک رکعت کی ہوتی ہے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے۔اور نماز کی جمعہ کی ہر رکعت میں ایک قنوت، نماز آیات میں پانچ قنوت، نماز عید فطر و قربان کی پہلی رکعت میں پانچ قنوت اور دوسری رکعت میں چار قنوت ہیں۔

۱۱۲۷۔مستحب کہ قنوت پڑھتے وقت ہاتھ چہرے کے سامنے اور ہتھیلیاں ایک دوسری کے ساتھ ملا کر آسمان کی طرف رکھے اور انگوٹھوں کے علاوہ باقی انگلیوں کو آپس میں ملائے اور نگاہ ہتھیلیوں پر رکھے۔

۱۱۲۸۔قنوت میں انسان جو ذکر بھی پڑھے خواہ ایک دفعہ "سُبحَانَ اللہِ" ہی کہے کافی ہے اور بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھے۔لآَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ الحَلِیمُ الکَرِیمُ،لآَاِلٰہَ اِلاَّ اللہُ العَلِیُّ العَظِیمُ،سُبحَانَ اللہِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبعِ وَرَبِّ الاَرَضِینَ السَّبعِ وَمَا فِیھِنَ وَمَا بَینَھُنَّ وَرَبِّ العَرشِ العَظِیمِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ۔

۱۱۲۹۔ مستحب ہے کہ انسان قنوت بلند آواز سے پڑھے لیکن اگر ایک شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہاہو اور امام اس کی آواز سن سکتاہو تو اس کابلند آواز سے قنوت پڑھنا مستحب نہیں ہے۔

۱۱۳۰۔ اگر کوئی شخص عمداً قنوت نہ پڑھے تو اس کی قضا نہیں ہے اور اگر بھول جائے اور اس سے پہلے کہ رکوع کی حد تک جھکے اسے یاد آجائے تو مستحب ہے کہ کھڑا ہو جائے اور قنوت پڑھے۔ اور اگر رکوع میں یاد آجائے تو مستحب ہے کہ رکوع کے بعد قضا کرے اور اگر سجدے میں یاد آئے تو مستحب ہے کہ سلام کے بعد اس کی قضا کرے۔

نماز کا ترجمہ

۱۔ سورہ الحمد کا ترجمہ

بِسمِ اللہِ الَّرحِیمِ: "بِسمِ اللہِ" یعنی میں ابتدا کرتاہوں خدا کے نام سے اس ذات کے نام سے جس میں تمام کملات یکجاہیں اور جو ہر قسم کے نقص سے مُنَزَّہ ہے۔ "اَلرَّحمٰنِ" اس کی رحمت وسیع اور بے انتہا ہے۔ "الرَّحِیمِ" اس کی رحمت ذاتی اور اَزَلی و اَبَدیِ ہے۔ "اَلحَمدُ لِلہِ رَبِّ العَالَمِین"۔ یعنی ثنا اس خداوند کی ذات سے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے۔ "اَلرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔" اس کے معنی بتائے جاچکے ہیں۔ "مَالِکِ یَومِ الدِّینِ" یعنی وہ توانا ذات کہ جزا کے دن کی حکمرانی اس کے ہاتھ میں ہے۔ "اِیَّاکَ نَعبُدُ وَاِیَّاکَ نَستَعِینُ" یعنی ہمیں فقط تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور فقط تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں "اِھدِنَاالصِّرَاطَ المُستَقِیمَ" یعنی ہمیں راہ راست کی جانب ہدایت فرماجو کہ دین اسلام ہے "صِراطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم" یعنی ان لوگوں کے راستے کی جانب جنہیں تونے اپنی نعمتیں عطا کی ہیں جو انبیاء اور انبیاء کے جانشین ہیں۔ "غَیرِ المَغضُوبِ عَلَیھِم وَلاَ الضَّآلِّینَ" یعنی نہ ان لوگوں کے راستے کی جانب جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ان کے راستے کی جانب جو گمراہ ہیں۔

۲۔ سورہ اخلاص کا ترجمہ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ اس کے معنی بتائے جاچکے ہیں۔

" قُل هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ " یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کہہ دیں کہ خداوندی وہی ہے جو یکتا خدا ہے۔ " اللّٰہُ الصَّمَدُ " یعنی وہ خدا جو تمام موجودات سے بے نیاز ہے۔ " لَم یَلِد وَلَم یُولَد " یعنی نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ " وَلَم یَکُن لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ " اور مخلوقات میں سے کوئی بھی اس کے مثل نہیں ہے۔

۳۔ رکوع، سجود اور ان کے بعد کے مستحب اذکار کا ترجمہ

" سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیمِ وَبِحَمدِہ " یعنی میرا پروردگار بزرگ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک اور مُنَزَّہ ہے، میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں۔ " سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی وَبِحَمدِہ " یعنی میرا پروردگار جو سب سے بالاتر ہے اور ہر عیب اور نقص سے پاک اور مُنَزَّہ ہے، میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں۔ " سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہ " یعنی جو کوئی خدا کی ستائش کرتا ہے خدا اسے سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

" اَستَغفِرُ اللّٰہَ رَبِّی وَاَتُوبُ اِلَیہِ " یعنی میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس خداوند سے جو میرا پالنے والا ہے۔ اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ " بِحَولِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ اَقُومُ وَاَقعُدُ " یعنی میں خدا تعالی کی مدد سے اٹھتا اور بیٹھتا ہوں۔

۴۔ قنوت کا ترجمہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الحَلِیمُ الکَرِیمُ " یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو صاحب حلم و کرم ہے۔ " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ العَلِیُّ العَظِیمُ " یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔ " سُبحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبعِ وَرَبِّ الاَرَضِینَ السَّبعِ " یعنی پاک اور مُنَزَّہ ہے وہ خدا جو سات آسمانوں اور سات زمینوں کا پروردگار ہے۔ " وَمَا فِیھِنَّ وَمَا فِیھِنَّ وَمَا بَینَھُنَّ وَرَبِّ العَرشِ العَظِیمِ " یعنی وہ ہر اس چیز کا پروردگار ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں اور ان کے درمیان ہے اور عرش اعظم کا پروردگار ہے۔

" وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ " اور حمد و ثنا اس خدا کے لئے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے۔

۵۔ تسبیحات اربعہ کا ترجمہ

" سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَکبَرُ " یعنی خدا تعالی پاک اور مُنَزَّہ اور ثنا اسی کے لئے مخصوص ہے اور اس بے مثل خدا کے علاوہ کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں اور وہ اس سے بالاتر ہے کہ اس کی (کَمَا حَقُّہٗ) توصیف کی جائے۔

۶۔ تشہُد اور سلام کا ترجمہ

"اَلحَمدُ لِلّٰہِ، اَشھَدُ اَن لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہُ لَا شَرِیکَ لَہ" یعنی ستائش پروردگار کے لئے مخصوص ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اس خدا کے جو یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں کوئی اور خدا پرستش کے لائق نہیں ہے۔ "وَاَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً وَرَسُولُہ" اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ" یعنی اے خدا رحمت بھیج محمد اور آل محمد پر۔ "وَتَقَبَّل شَفَاعَتَہ وَارفَع دَرَجَتَہ"۔ یعنی رسول اللہ کی شفاعت قبول کر اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا درجہ اپنے نزدیک بلند کر۔ "اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ" یعنی اے اللہ کے رسول آپ پر ہمارا سلام ہو اور آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ "اَلسَّلَامُ عَلَینَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِینَ" یعنی ہم نماز پڑھنے والوں پر اور تمام صالح بندوں پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو۔ "اَلسَّلَامُ عَلَیکُم وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ" یعنی تم مومنین پر خدا کی طرف سے سلامتی اور رحمت وبرکت ہو۔

تعقیبات نماز

۱۱۳۱۔ مستحب ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد انسان کچھ دیر کے لئے تعقیبات یعنی ذکر، دعا اور قرآن مجید پڑھنے میں مشغول رہے۔ اور بہتر ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت کرے کہ اس کا وضو، غسل یا تیمم باطل ہو جائے روبہ قبلہ ہو کر تعقبات پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ تعقیبات عربی میں ہوں لیکن بہتر ہے کہ انسان وہ دعائیں پڑھے جو دعاوں کی کتابوں میں بتائی گئی ہیں اور تسبیح فاطمہ ان تعقیبات میں سے ہے جن کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ یہ تسبیح اس ترتیب سے پڑھنی چاہئے: ۳۴ دفعہ "اَللّٰہُ اَکبَرُ" اس کے بعد ۳۳ دفعہ "اَلحَمدُ لِلّٰہِ" اور اس کے بعد ۳۳ دفعہ "سُبحَانَ اللّٰہِ" اور سُبحَانَ اللّٰہِ، اَلحَمدُ لِلّٰہِ سے پہلے بھی پڑھا جا سکتا ہے لیکن بہتر ہے کہ اَلحَمدُ لِلّٰہِ کے بعد پڑھے۔

۱۱۳۲۔ انسان کے لئے مستحب ہے کہ نماز کے بعد سجدہ شکر بجالائے اور اتنا کافی ہے کہ شکر کی نیت سے پیشانی زمین پر رکھے لیکن بہتر ہے کہ سو دفعہ یا تین دفعہ یا ایک دفعہ "شُکرًا لِلّٰہِ" یا "عَفوًا" کہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جب بھی انسان کو کوئی نعمت ملے یا کوئی مصیبت ٹل جائے سجدہ شکر بجالائے۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر صَلَوات (دُرود)

۱۱۳۳۔ جب بھی انسان حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا اسم مبارک مثلاً محمد اور اَحمد یا آنحضرت کا لقب اور کنیت مثلاً مصطفیٰ اور ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ) زبان سے ادا کرے یا سنے تو خواہ نماز میں ہی کیوں نہ ہو مستحب ہے کہ صَلَوات بھیجے۔

۱۱۳۴۔ حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا اسم مبارک لکھتے وقت مستحب ہے کہ انسان صَلَوات بھی لکھے اور بہتر ہے کہ جب بھی آنحضرت کو یاد کرے تو صَلَوات بھیجے۔

مبطلات نماز

۱۱۳۵۔ بارہ چیزیں نماز کو باطل کرتی ہیں اور انہیں مبطلات کہا جاتا ہے۔

)اول) نماز کے دوران نماز کی شرطوں میں سے کوئی شرط مفقد ہو جائے مثلاً نماز پڑھتے ہوئے متعلقہ شخص کو پتہ چلے کہ جس کپڑے سے اس نے ستر پوشی کی ہوئی ہے وہ غصبی ہے۔

)دوم) نماز کے دوران عمداًیا سہواًیا مجبوری کی وجہ سے انسان کسی ایسی چیز سے دوچار ہو جو وضو یا غسل کو باطل کرے مثلاً اس کا پیشاب خطاہو جائے اگرچہ احتیاط کی بناپر اس طرح نماز کے آخری سجدے کے بعد سہواًیا مجبوری کی بناپر تاہم جو شخص پیشاب یاپاخانہ نہ روک سکتا ہو اگر نماز کے دوران میں اس کا پیشاب یاپاخانہ نکل جائے اور وہ اس طریقے پر عمل کرے جو احکام وضو کے ذیل میں بتایا گیا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہو گی اور اسی طرح اگر نماز کے دوران مُستَحاضہ کو خون آجائے تو اگر وہ اِستخاضہ سے متعلق احکام کے مطابق عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۱۳۶۔ جس شخص کو بے اختیار نیند آجائے اگر اسے یہ پتہ نہ چلے کہ وہ نماز کے دوران سو گیا تھا یا اس کے بعد سویا تو ضروری نہیں کہ نماز دوبارہ پڑھے بشرطیکہ یہ جانتا ہو کہ جو کچھ نماز میں پڑھا ہے وہ اس قدر تھا کہ اسے عرف میں نماز کہیں۔

۱۱۳۷۔ اگر کسی شخص کو علم ہو کہ وہ اپنی مرضی سے سویا تھا لیکن شک کرے کہ نماز کے بعد سویا تھا یا نماز کے دوران یہ بھول گیا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور سو گیا تو اس شرط کے ساتھ جو سابقہ مسئلے میں بیان کی گئی ہے اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۱۳۸۔ اگر کوئی شخص نیند سے سجدے کی حالت میں بیدار ہو جائے اور شک کرے کہ آیا نماز کے آخری سجدے میں ہے یا سجدہ شکر میں ہے تو اگر اسے علم ہو کہ بے اختیار سو گیا تھا تو ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر جانتا ہو کہ اپنی مرضی سے سویا تھا اور اس بات کا احتمال ہو کہ غفلت کی وجہ سے نماز کے سجدے میں سو گیا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

)سوم) یہ چیز مبطلات نماز میں سے ہے کہ انسان اپنے ہاتھوں کو عاجزای اور ادب کی نیت سے باندھے لیکن اس کام کی وجہ سے نماز کا باطل ہونا احتیاط کی بنا پر ہے اور اگر مشروعیت کی نیت سے انجام دے تو اس کام کے حرام ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۱۱۳۹۔ اگر کوئی شخص بھولے سے یا مجبوری سے یا تقیہ کی وجہ سے یا کسی اور کام مثلاً ہاتھ کھجانے اور ایسے ہی کسی کام کے لئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

)چہارم) مبطلات نماز میں سے ایک یہ ہے کہ الحمد پڑھنے کے بعد آمین کہے۔ آمین کہنے سے نماز کا اس طرح باطل ہونا غیر ماموم میں احتیاط کی بنا پر ہے۔ اگرچہ آمین کہنے کو جائز سمجھتے ہوئے آمین کہے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ بہر حال اگر امین کو غلطی یا تقیہ کی وجہ سے کہے تو اس کی نماز میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

)پنجم) مبطلات نماز میں سے ہے کہ بغیر کسی عذر کے قبلے سے رخ پھیرے لیکن اگر کسی عذر مثلاً بھول کر یا بے اختیاری کی بنا پر مثلاً تیز ہوا کے تھپیڑے اسے قبلے سے پھیر دیں چنانچہ اگر دائیں یا بائیں سمت تک نہ پہنچے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن ضروری ہے کہ جسے ہی عذر دور ہو فوراً اپنا قبلہ درست کرے۔ اور اگر دائیں یا بائیں طرف مڑ جائے خواہ قبلے کی طرف پشت ہو یا نہ ہو اگر اس کا عذر بھولنے کی وجہ سے ہو اور جس وقت متوجہ ہو اور نماز کو توڑ دے تو اسے دوبارہ قبلہ رخ ہو کر پڑھ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اگرچہ اس نماز کی ایک رکعت وقت میں پڑھے ورنہ اسی نماز پر اکتفا کرے اور اس پر قضا لازم نہیں اور یہی حکم ہے اگر قبلے سے اس کا پھرنا بے اختیاری کی بنا پر ہو چنانچہ قبلے سے پھرے بغیر اگر نماز کو دوبارہ وقت میں پڑھ سکتا ہو۔ اگرچہ وقت میں ایک رکعت ہی پڑھی جا سکتی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو نئے سرے سے پڑھے ورنہ ضروری ہے کہ اسی نماز کو تمام کرے اعادہ اور قضا اس پر لازم نہیں ہے۔

۱۱۴۰۔ اگر فقط اپنے چہرے کو قبلے سے گھمائے لیکن اس کا بدن قبلے کی طرف ہو چنانچہ اس حد تک گردن کو موڑے کہ اپنے سر کے پیچھے کچھ دیکھ سکے تو اس کے لئے بھی وہی حکم ہے جو قبلے سے پھر جانے والے کے لئے ہے جس کا ذکر پہلے کیا

جاچکاہے۔ اور اگر اپنی گردن کو تھوڑا سا موڑے کہ عرفاً کہا جائے اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلے کی طرف ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی اگرچہ یہ کام مکروہ ہے۔

)ششم) مبطلات نماز میں سے ایک یہ ہے کہ عمداً بات کرے اگرچہ ایسا کلمہ ہو کہ جس میں ایک حرف سے زیادہ نہ ہو اگر وہ حرف با معنی ہو مثلاً (ق) کہ جس کے عربی زبان میں معنی حفاظت کرو کے ہیں یا کوئی اور معنی سمجھ میں آتے ہوں مثلاً (ب) اس شخص کے جواب میں کہ جو حروف تہجی کے حرف دوم کے بارے میں سوال کرے اور اگر اس لفظ سے کوئی معنی بھی سمجھ میں نہ آتے ہوں اور وہ دو یا دو سے زیادہ حرفوں سے مرکب ہو تب بھی احتیاط کی بنا پر (وہ لفظ) نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

۱۱۴۱۔ اگر کوئی شخص سہواً کلمہ کہے جس کے حروف ایک یا اس سے زیادہ ہوں تو خواہ وہ کلمہ معنی بھی رکھتا ہو اس شخص کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن احتیاط کی بنا پر اس کے لئے ضروری ہے جیسا کہ بعد میں ذکر آئے گا نماز کے بعد وہ سجدہ سہو بجالائے۔

۱۱۴۲۔ نماز کی حالت میں کھانسنے، یاڈکار لینے میں کوئی حرج نہیں اور احتیاط لازم کی بنا پر نماز میں اختیار آہ نہ بھرے اور نہ ہی گریہ کرے۔ اور آخ اور آہ اور انہی جیسے الفاظ کا عمداً کہنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

۱۱۴۳۔ اگر کوئی شخص کوئی کلمہ ذکر کے قصدے سے کہے مثلاً ذکر کے قصہ سے اَللّٰہُ اَکبَرُ کہے اور اسے کہتے وقت آواز کو بلند کرے تا کہ دوسرے شخص کو کسی شخص کو کسی چیز کی طرف متوجہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور اسی طرح اگر کوئی کلمہ ذکر کے قصد سے کہے اگرچہ جانتا ہو کہ اس کام کی وجہ سے کوئی کسی مطلب کی طرف متوجہ ہو جائے گا تو کوئی اگر بالکل ذکر کا قصد نہ کرے یا ذکر کا قصد بھی ہو اور کسی بات کی طرف متوجہ بھی کرنا چاہتا ہو تو اس میں اشکال ہے۔

۱۱۴۴۔ نماز میں قرآن پڑھنے (چار آیتوں کا حکم کہ جن میں واجب سجدہ ہے قراءت کے احکام مسئلہ نمبر ۹۹۲ میں بیان ہو چکا ہے) اور دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ عربی کے علاوہ کسی زبان میں دعا نہ کرے۔

۱۱۴۵۔ اگر کوئی شخص بغیر قصد جزئیت عمداً یا احتیاطاً الحمد اور سورہ کے کسی حصے یا اذکار نماز کی تکرار کرے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۱۴۶۔ انسان کو چاہیئے کہ نماز کی حالت میں کسی کو سلام نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص اسے سلام کرے تو ضروری ہے کہ جواب دے لیکن جواب سلام کی مانند ہونا چاہیئے یعنی ضروری ہے کہ اصل سلام پر اضافہ ہو مثلاً جواب میں یہ نہیں کہنا چاہیئے۔ سَلاَمٌ عَلَیکُم وَرَحمَۃُاللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ، بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ جواب میں عَلَیکُم یاعَلَیک کے لفظ کو سلام کے لفظ پر مقدم نہ رکھے اگر وہ شخص کہ جس نے سلام کیا ہے اس نے اس طرح نہ کیا ہو بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ جواب مکمل طور پر دے جس طرح کہ اس نے سلام کیا ہو مثلاً اگر کہا ہو "سَلاَمٌ عَلَیکُم" توجواب میں کہے " سَلاَمٌ عَلَیکُم" اور اگر کہا ہو "اَلسَّلاَمُ عَلَیکُم" تو کہے "اَلسَّلاَمُ عَلَیکُم" اور اگر کہا ہو "سَلاَمٌ عَلَیک" تو کہے "سَلاَمٌ عَلَیک" لیکن عَلَیکُم السَّلاَمُ" کے جواب میں جو لفظ چاہے کہہ سکتا ہے۔

۱۱۴۷۔ انسان کو چاہیئے کہ خواہ وہ نماز کی حالت میں ہو یا نہ ہو سلام کا جواب فوراً دے اور اگر جان بوجھ کر یا بھولے سے سلام کا جواب دینے میں اتنا وقت کرے کہ اگر جواب دے تو وہ اس اسلام کا جواب شمار نہ ہو تو اگر وہ نماز کی حالت میں ہو تو ضروری ہے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز کی حالت میں نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں ہے۔

۱۱۴۸۔ انسان کو سلام کا جواب اس طرح دینا ضروری ہے کہ سلام کرنے والا سن لے لیکن اگر سلام کرنے والا بہرا ہو یا سلام کہہ کر جلدی سے گزر جائے چنانچہ ممکن ہو تو سلام کا جواب اشارے سے یا اسی طرح کسی طریقے سے اسے سمجھا سکے تو جواب دینا ضروری ہے۔ اس کی صورت کے علاوہ جواب دینا نماز کے علاوہ کسی اور جگہ پر ضروری نہیں اور نماز میں جائز نہیں ہے۔

۱۱۴۹۔ واجب ہے کہ نمازی اسلام کے جواب کو سلام کی نیت سے کہے۔ اور دعا کا قصد کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں یعنی خداوند عالم سے اس شخص کے لئے سلامتی چاہے جس نے سلام کیا ہو۔

۱۱۵۰۔ اگر عورت یا نامحرم مرد یا وہ بچہ جو اچھے برے میں تمیز کر سکتا ہو نماز پڑھنے والے کو سلام کرے تو ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والا اس کے سلام کا جواب دے اور اگر عورت "سَلاَمٌ عَلَیکَ" کہہ کر سلام کرے تو جواب میں کہہ سکتا ہے "سَلاَمٌ عَلَیکِ" یعنی کاف کو زیر دے۔

۱۱۵۱۔ اگر نماز پڑھنے والا سلام کا جواب نہ دے تو وہ گناہ گار ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۱۵۳۔ کسی ایسے شخص کے سلام کا جواب دینا جو مزاح اور تَمَسخُر کے طور پر سلام کرے اور ایسے غیر مسلم مرد اور عورت کے سلام کا جواب دینا جو ذمّی نہ ہوں واجب نہیں ہے اور اگر ذمّی ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر ان کے جواب میں کلمہ "عَلَیکَ" کہہ دینا کافی ہے۔

۱۱۵۴۔ اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے تو ان سب پر سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن اگر ان میں سے ایک شخص جواب دے دے تو کافی ہے۔

۱۱۵۵۔ اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور جواب ایک ایسا شخص دے جس کا سلام کرنے والے کو سلام کرنے کا ارادہ نہ ہو تو (اس شخص کے جواب دینے کے باوجود) سلام کا جواب اس گروہ پر واجب ہے۔

۱۱۵۶۔ اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور اس گروہ میں سے جو شخص نماز میں مشغول ہو وہ شک کرے کہ سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا یا نہیں تو ضروری ہے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز پڑھنے والے کو یقین ہو کہ اس شخص کا اراداہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا لیکن کوئی شخص سلام کا جواب دے دے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر نماز پڑھنے والے کو معلوم ہو کہ سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا اور کوئی دوسرا جواب نہ دے تو ضروری ہے کہ سلام کا جواب دے۔

۱۱۵۷۔ سلام کرنا مستحب ہے اور اس امر کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ سوار پیدل کو اور کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

۱۱۵۷۔ سلام کرنا مستحب ہے اور اس امر کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ سوار پیدل کو اور کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

۱۱۵۸۔ اگر دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اس کے سلام کا جواب دے۔

۱۱۵۹۔ اگر انسان نماز نہ پڑھ رہا ہو تو مستحب ہے کہ سلام کا جواب اس سلام سے بہتر الفاظ میں دے مثلاً اگر کوئی شخص "سَلاَمٌ عَلَیکُم" کہے تو جواب میں کہے "سَلاَمٌ عَلَیکُم وَرَحمَۃُ اللّٰہِ"۔

)ہفتم) نماز کے مبطلات میں سے ایک آواز کے ساتھ اور جان بوجھ کر ہنسنا ہے۔ اگرچہ بے اختیار ہنسے۔ اور جن باتوں کی وجہ سے ہنسے وہ اختیاری ہوں بلکہ احتیاط کی بنا پر جن باتوں کی وجہ سے ہنسی آئی ہو اگر وہ اختیاری نہ بھی ہوں تب بھی وہ نماز کے باطل ہونے کا موجب ہوں گی لیکن اگر جان بوجھ کر بغیر آواز یا سہواً آواز کے ساتھ ہنسے تو ظاہر یہ ہے کہ اس کی نماز میں کوئی اشکال نہیں۔

۱۱۶۰۔ اگر ہنسی کی آواز روکنے کے لئے کسی شخص کی حالت بدل جائے مثلاً اس کا رنگ سرخ ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نماز دوبارہ پڑھے۔

)ہشتم) احتیاط واجب کی بنا پر یہ نماز کے مبطلات میں سے ہے کہ انسان دنیاوی کام کے لئے جان بوجھ کر آواز سے یا بغیر آواز کے روئے لیکن اگر خوف خدا سے یا آخرت کے لئے روئے تو خواہ آہستہ روئے یا بلند آواز سے روئے کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بہترین اعمال میں سے ہے۔

)نہم) نماز باطل کرنے والی چیزوں میں سے ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جس سے نماز کی شکل باقی نہ رہے مثلاً اچھلنا کودنا اور اسی طرح کا کوئی عمل انجام دینا۔ ایسا کرنا عمداً ہو یا بھول چوک کی وجہ سے ہو۔ لیکن جس کام سے نماز کی شکل تبدیل نہ ہوتی ہو مثلاً ہاتھ سے اشارہ کرنا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۱۶۱۔ اگر کوئی شخص نماز کے دوران اس قدر ساکت ہو جائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۱۱۶۲۔ اگر کوئی شخص نماز کے دوران کوئی کام کرے یا کچھ دیر ساکت رہے اور شک کرے کہ اس کی نماز ٹوٹ گئی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ نماز پوری کرے اور پھر دوبارہ پڑھے۔

)دہم) مبطلات نماز میں سے ایک کھانا اور پینا ہے۔ پس اگر کوئی شخص نماز کے دوران اس طرح کھائے یا پئے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو خواہ اس کا یہ فعل عمداً ہو یا بھول چوک کی وجہ سے ہو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ البتہ جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اگر وہ صبح کی اذان سے پہلے مستحب نماز پڑھ رہا ہو اور پیاسا ہو اور اسے ڈر ہو کہ اگر نماز پوری کرے گا تو صبح ہو جائے گی تو اگر پانی اس کے سامنے دو تین قدم کے فاصلے پر ہو تو وہ نماز کے دوران پانی پی سکتا ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ کوئی ایسا کام مثلاً "قبلے سے منہ پھیرنا" کرے جو نماز کو باطل کرتا ہے۔

۱۱۶۳۔ اگر کسی کا جان بوجھ کر کھانا یا پینا نماز کی شکل کو ختم نہ بھی کرے تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے خواہ نماز کا تسلسل ختم ہو یعنی یہ نہ کہا جائے کہ نماز کو مسلسل پڑھ رہا ہے یا نماز کا تسلسل ختم نہ ہو۔

۱۱۶۴۔ اگر کوئی شخص نماز کے دوران کوئی ایسی غذا نگل لے جو اس کے منہ یا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہو تو اس کی نماز باطِل نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر ذرا سی قند یا شکر یا انہیں جیسی کوئی چیز منہ میں رہ گئی ہو اور نماز کی حالت میں آہستہ آہستہ گھل کر پیٹ میں چلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

)یاز دہم) مبطلات نماز میں سے دو رکعتی یا تین رکعتی نماز کی رکعتوں میں یا چار رکعتی نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں شک کرنا ہے بشرطیکہ نماز پڑھنے والا شک کی حالت میں باقی رہے۔

)دوازدہم) مبطلات نماز میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص نماز کا رکن جان بوجھ کر یا بھول کر کم کر دے یا ایک ایسی چیز کو جو رکن نہیں ہے جان بوجھ کر گھٹائے یا جان بوجھ کر کوئی چیز نماز میں بڑھائے۔ اسی طرح اگر کسی رکن مثلاً رکوع یا دو سجدوں کو ایک رکعت میں غلطی سے بڑھا دے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہو جائے گی البتہ بھولے سے تکبیرۃ الاحرام کی زیادتی نماز کو باطل نہیں کرتی۔

۱۱۶۵۔ اگر کوئی شخص نماز کے بعد شک کرے کہ دوران نماز اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے یا نہیں جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

وہ چیزیں جو نماز میں مکروہ ہیں

۱۱۶۶۔ کسی شخص کا نماز میں اپنا چہرہ دائیں یا بائیں جانب اتنا کم موڑنا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے اپنا منہ قبلے سے موڑ لیا ہے مکروہ ہے۔ ورنہ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اس کی نماز باطل ہے۔ اور یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز میں اپنی آنکھیں بند کرے یا دائیں اور بائیں طرف گھمائے اور اپنی ڈاڑھی اور ہاتھوں سے کھیلے اور انگلیاں ایک دوسری میں داخل کرے اور تھوکے اور قرآن مجید یا کسی اور کتاب یا انگوٹھی کی تحریر کو دیکھے۔ اور یہ بھی مکروہ ہے کہ الحمد، سورہ اور ذکر پڑھتے وقت کسی کی بات سننے کے لئے خاموش ہو جائے بلکہ ہر وہ کام جو خضوع و خشوع کو کالعدم کر دے مکروہ ہے۔

۱۱۶۷۔ جب انسان کو نیند آرہی ہو اور اس وقت بھی جب اس نے پیشاب اور پاخانہ روک رکھا ہو نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اسی طرح نماز کی حالت میں ایسا موزہ پہننا بھی مکروہ ہے جو پاوں کو جکڑ لے اور ان کے علاوہ دوسرے مکروہات بھی مفصل کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں۔

وہ صورتیں جن میں واجب نمازیں توڑی جاسکتی ہیں

۱۱۶۸۔ اختیاری حالت میں واجب نماز کا توڑنا احتیاط واجب کی بناپر حرام ہے لیکن مال کی حفاظت اور مالی یاجسمانی ضرر سے بچنے کے لئے نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ظاہراً وہ تمام اہم دینی اور دنیاوی کام جو نمازی کو پیش آئیں ان کے لئے نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۱۶۹۔ اگر انسان اپنی جان کی حفاظت یا کسی ایسے شخص کی جان کی حفاظت جس کی نگہداشت واجب ہو اور وہ نماز توڑے بغیر ممکن نہ ہو تو انسان کو چاہئے کہ نماز توڑ دے۔

۱۱۷۰۔ اگر کوئی شخص وسیع وقت میں نماز پڑھنے لگے اور قرض خواہ اس سے اپنے قرضے کا مطالبہ کرے اور وہ اس کا قرضہ نماز کے دوران ادا کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اسی حالت میں ادا کرے اور اگر بغیر نماز توڑے اس کا قرضہ چکانا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور اس کا قرضہ ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

۱۱۷۱۔ اگر کسی شخص کو نماز کے دوران پتہ چلے کہ مسجد نجس ہے اور وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ نماز تمام کرے اور اگر وقت وسیع ہو اور مسجد کو پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کے دوران اسے پاک کرے اور بعد میں باقی نماز پڑھے اور اگر نماز ٹوٹ جاتی ہو اور نماز کے بعد مسجد کو پاک کرنا ممکن ہو تو مسجد کو پاک کرنے کے لئے اس کا نماز توڑنا جائز ہے اور اگر نماز کے بعد مسجد کا پاک کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

۱۱۷۲۔ جس شخص کے لئے نماز کا توڑنا ضروری ہو اگر وہ نماز ختم کرے تو وہ گناہگار ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

۱۱۷۳۔ اگر کسی شخص کو قراءت یا رکوع کی حد تک جھکنے سے پہلے یاد آ جائے کہ وہ اذان اور اقامت یا فقط اقامت کہنا بھول گیا ہے اور نماز کا وقت وسیع ہو تو مستحب ہے کہ انہیں کہنے کے لئے نماز توڑ دے بلکہ اگر نماز ختم ہونے سے پہلے اسے یاد آئے کہ انہیں بھول گیا تھا تب بھی مستحب ہے کہ انہیں کہنے کے لئے نماز توڑ دے۔

شکّیات نماز

نماز کے شکیات کی ۲۲ قسمیں ہیں۔ ان میں سے سات اس قسم کے شک ہیں جو نماز کو باطل کرتے ہیں اور چھ اس قسم کے شک ہیں جن کی پروا نہیں کرنی چاہیئے اور باقی نو اس قسم کے شک ہیں جو صحیح ہیں۔

وہ شک جو نماز کو باطل کرتے ہیں

۱۱۷۴۔ جو شک نماز کو باطل کرتے یہں وہ یہ ہیں:

۱۔ دو رکعتی واجب نماز مثلاً نماز صبح اور نماز مسافر کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں سک البتہ نماز مستحب اور نماز احتیاط کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک نماز کو باطل نہیں کرتا۔

۲۔ تین رکعتی نماز کی تعداد کے بارے میں شک۔

۳۔ چار رکعتی نماز میں کوئی شک کرے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہیں۔

۴۔ چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدہ میں داخل ہونے سے پہلے نمازی شک کرے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا زیادہ پڑھی ہیں۔

۵۔ دو اور پانچ رکعتوں میں یا دو اور پانچ سے زیادہ رکعتوں میں شک کرے۔

۶۔ تین اور چھ رکعتوں میں یا تین اور چھ سے زیادہ رکعتوں میں شک کرے۔

۷۔ چار اور چھ رکعتوں کے درمیان شک یا چار اور چھ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

۱۱۷۵۔ اگر انسان کو نماز باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک پیش آئے تو بہتر یہ ہے کہ جیسے ہی اسے شک ہو نماز نہ توڑے بلکہ اس قدر غور و فکر کرے کہ نماز کی شکل برقرار نہ رہے یا یقین یا گمان حاصل ہونے سے ناامید ہو جائے۔

وہ شک جن کی پروا نہیں کرنی چاہیئے

۱۱۷۶۔ وہ شکوک جن کی پروا نہیں کرنی چاہیئے مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اس فعل میں شک جس کے بجالانے کا موقع گزر گیا ہو مثلاً انسان رکوع میں شک کرے کہ اس نے الحمد پڑھی ہے یا نہیں۔

۲۔ سلام نماز کے بعد شک۔

۳۔ نماز کا وقت گزر جانے کے بعد شک۔

۴۔ کثیرُالشک کا شک۔ یعنی اس شخص کا شک جو بہت زیادہ شک کرتا ہے۔

۵۔ رکعتوں کی تعداد کے بارے میں امام کا شک جب کہ ماموم ان کی تعداد جانتا ہو اور اسی طرح ماموم کا شک جبکہ امام نماز کی رکعتوں کی تعداد جانتا ہو۔

۶۔ مستحب نمازوں اور نماز احتیاط کے بارے میں شک۔

جس فعل کا موقع گزر گیا ہو اس میں شک کرنا

۱۱۷۷۔ اگر نمازی نماز کے دوران شک کرے کہ اس نے نماز کا ایک واجب فعل انجام دیا ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں جبکہ اس سابق کام کو عمداً ترک کر کے جس کام میں مشغول ہو اس کام میں شرعاً مشغول نہیں ہونا چاہیئے تھا مثلاً سورہ پڑھتے وقت شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔ اس صورت کے علاوہ ضروری ہے کہ جس چیز کی انجام دہی کے بارے میں شک ہو، بجالائے۔

۱۱۷۸۔ اگر نمازی کوئی آیت پڑھتے ہوئے شک کرے کہ اس سے پہلے کی آیت پڑھی ہے یا نہیں یا جس وقت آیت کا آخری حصہ پڑھ رہا ہو شک کرے کہ اس کا پہلا حصہ پڑھا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔

۱۱۷۹۔ اگر نمازی رکوع یا سجود کے بعد شک کرے کہ ان کے واجب افعال۔ مثلاً ذکر اور بدن کا سکون کی حالت میں ہونا۔ اس نے انجام دیئے ہیں یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔

۱۱۸۰۔ اگر نمازی سجدے میں جاتے وقت شک کرے کہ رکوع بجالایا ہے یا نہیں یا شک کرے کہ رکوع کے بعد کھڑا ہوا تھا یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔

۱۱۸۱۔ اگر نمازی کھڑا ہوتے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجالایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔

۱۱۸۲۔ جو شخص بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر الحمد یا تسبیحات پڑھنے کے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجالایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے اور اگر الحمد یا تسبیحات میں مشغول ہونے سے پہلے شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجالایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ بجالائے۔

۱۱۸۳۔ اگر نمازی شک کرے کہ نماز کا کوئی ایک رکن بجالایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے اسے بجالائے مثلاً اگر تشہد پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ دو سجدے بجالایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ بجالائے اور اگر بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ اس رکن کو بجالایا تھا تو ایک رکن بڑھ جانے کی وجہ سے احتیاط لازم کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

۱۱۸۴۔ اگر نمازی شک کرے کہ ایک ایسا عمل جو نماز کا رکن نہیں ہے بجالایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اسے بجالائے مثلاً اگر سورہ پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ الحمد پڑھے اور اگر اسے انجام دینے کے بعد اسے یاد آئے کہ اسے پہلے ہی بجالا چکا تھا تو چونکہ رکن زیادہ نہیں ہوا اس لئے اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۱۸۵۔ اگر نمازی شک کرے کہ ایک رکن بجالایا ہے یا نہیں مثلاً جب تشہد پڑھ رہا ہو شک کرے کہ دو سجدے بجالایا ہے یا نہیں اور اپنے شک کی پروانہ کرے اور بعد مین اسے یاد آئے کہ اس رکن کو بجا نہیں لایا ہے یا نہیں اور اپنے شک کی پروانہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ اس رکن کو بجا نہیں لایا تو اگر وہ بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس رکن کو بجالائے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز احتیاط لازم کی بنا پر باطل ہے مثلاً اگر بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ دو سجدے نہیں بجالایا تو ضروری ہے کہ بجالائے اور اگر رکوع میں یا اس کے بعد اسے یاد آئے (کہ دو سجدے نہیں بجالایا) تو اس کی نماز جیسا کہ بتایا گیا، باطل ہے۔

۱۱۸۶۔ اگر نماز شک کرے کہ وہ ایک غیر رکنی عمل بجالایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد والے عمل میں مشغول ہو چکا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔ مثلاً جس وقت سورہ پڑھ رہا ہو شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں لایا اور ابھی بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس عمل کو بجالائے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول ہو گیا تو تو اس کی نماز صحیح ہے۔ اس بنا پر مثلاً اگر قنوت میں اسے یاد آجائے کہ اس نے الحمد نہیں پڑھی تھی تو ضروری ہے کہ پڑھے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۱۸۷۔ اگر نمازی شک کرے کہ اس نے نماز کا سلام پڑھا ہے یا نہیں اور تعقیبات یا دوسری نماز میں مشغول ہو جائے یا کوئی ایسا کام کرے جو نماز کو برقرار نہیں رکھتا اور وہ حالت نماز سے خارج ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے اور اگر ان صورتوں سے پہلے شک کرے تو ضروری ہے کہ سلام پڑھے اور اگر شک کرے کہ سلام درست پڑھا ہے یا نہیں تو جہاں بھی ہو اپنے شک کی پروانہ کرے۔

سلام کے بعد شک کرنا

۱۱۸۸۔ اگر نمازی سلام نماز کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز صحیح طور پر پڑھی ہے یا نہیں مثلاً شک کرے کہ رکوع ادا کیا ہے یا نہیں یا چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ، تو وہ اپنے شک کی پروانہ کرے لیکن اگر اسے دونوں طرف نماز کے باطل ہونے کا شک ہو مثلاً چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا پانچ رکعت تو اس کی نماز باطل ہے۔

وقت کے بعد شک کرنا

۱۱۸۹۔ اگر کوئی شخص نماز کا وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز پڑھی ہے یا نہیں یا گمان کرے کہ نہیں پڑھی تو اس نماز کا پڑھنا لازم نہیں لیکن اگر وقت گزرنے سے پہلے شک کرے کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو خواہ گمان کرے کہ پڑھی ہے پھر بھی ضروری ہے کہ وہ نماز پڑھے۔

۱۱۹۰۔ اگر کوئی شخص وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز دوست پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پروانہ کرے۔

۱۱۹۱۔ اگر نماز ظہر اور عصر کا وقت گزر جانے کے بعد نمازی جان لے کہ چار رکعت نماز پڑھی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ ظہر کی نیت سے پڑھی ہے یا عصر کی نیت سے تو ضروری ہے کہ چار رکعت نماز قضا اس نماز کی نیت سے پڑھے جو اس پر واجب ہے۔

۱۱۹۲۔ اگر مغرب اور عشا کی نماز کا وقت گزرنے کے بعد نمازی کو پتہ چلے کہ اس نے ایک نماز پڑھی ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ تین رکعتی نماز پڑھی ہے یا چار رکعتی، تو ضروری ہے کہ مغرب اور عشا دونوں نمازوں کی قضا کرے۔

کثیرُالشک کا شک کرنا

۱۱۹۳۔ کثیر الشک وہ شخص ہے جو بہت زیادہ شک کرے اس معنی میں کہ وہ لوگ جو اس کی مانند ہیں ان کی نسبت وہ حواس فریب اسباب کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں زیادہ شک کرے۔ پس جہاں حواس کو فریب دینے والا سبب نہ ہو اور ہر تین نمازوں میں ایک دفعہ شک کرے تو ایسا شخص اپنے شک کی پروانہ کرے۔

۱۱۹۴۔ اگر کثیر الشک نماز کے اجزاء میں سے کسی جزو کے انجام دینے کے بارے میں شک کرے تو اسے یوں سمجھنا چاہئے کہ اس جزو کو انجام دے دیا ہے۔ مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں تو اسے سمجھنا چاہئے کہ رکوع کر لیا ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے بارے میں شک کرے جو مبطل نماز ہے مثلاً شک کرے کہ صبح کی نماز دو رکعت پڑھی ہے یا تین رکعت تو یہی سمجھے نماز ٹھیک پڑھی ہے۔

۱۱۹۵۔ جس شخص کو نماز کے کسی جزو کے بارے میں زیادہ شک ہوتا ہو، اس طرح کہ وہ کسی مخصوص جزو کے بارے میں (کچھ) زیادہ (ہی) شک کرتا رہتا ہو، اگر وہ نماز کے کسی دوسرے جزو کے بارے میں شک کرے تو ضروری ہے کہ شک

کے احکام پر عمل کرے۔ مثلاً کسی کو زیادہ شک اس بات میں ہوتا ہو کہ سجدہ کیا ہے یا نہیں، اگر اسے رکوع کرنے کے بعد شک ہو تو ضروری ہے شک کے حکم پر عمل کرے یعنی اگر ابھی سجدے میں نہ گیا ہو تو رکوع کرے اور اگر سجدے میں چلا گیا ہو تو شک کی پروانہ کرے۔

۱۱۹۶۔ جو شخص کسی مخصوص نماز مثلاً ظہر کی نماز میں زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ کسی دوسری نماز مثلاً عصر کی نماز میں شک کرے تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

۱۱۹۷۔ جو شخص کسی مخصوص جگہ پر نماز پڑھتے وقت زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ کسی دوسری جگہ نماز پڑھے اور اسے شک پیدا ہو تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

۱۱۹۸۔ اگر کسی شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ وہ کثیر الشک ہو گیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور کثیر الشک شخص کو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ وہ لوگوں کی عام حالت پر لوٹ آیا ہے اپنے شک کی پروانہ کرے۔

۱۱۹۹۔ اگر کثیر الشک شخص، شک کرے کہ ایک رکن بجالایا ہے یا نہیں اور وہ اس شک کی پروا بھی نہ کرے اور پھر اسے یاد آئے کہ وہ رکن بجا نہیں لایا اور اس کے بعد کے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس رکن کو بجالائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں اور اس شک کی پروانہ کرے اور دوسرے سجدے سے پہلے اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تھا تو ضروری ہے کہ رکوع کرے اور اگر دوسرے سجدے کے دوران اسے یاد آئے تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے۔

۱۲۰۰۔ جو شخص زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ شک کرے کہ کوئی ایسا عمل جو رکن نہ ہو انجام کیا ہے یا نہیں اور اس شک کی پروانہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ عمل انجام نہیں دیا تو اگر انجام دینے کے مقام سے ابھی نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ اسے انجام دے اور اگر اس کے مقام سے گزر گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے مثلاً اگر شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں اور شک کی پروانہ کرے مگر قنوت پڑھتے ہوئے اسے یاد آئے کہ الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ الحمد پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

امام اور مقتدی کا شک

۱۲۰۲۔ اگر کوئی شخص مستحب نماز کی رکعتوں میں شک کرے اور شک عدد کی زیادتی کی طرف ہو جو نماز کو باطل کرتی ہے تو اسے چاہئے کہ یہ سمجھ لے کہ کم رکعتیں پڑھی ہیں مثلاً اگر صبح کی نفلوں میں شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو یہی سمجھے کہ دو پڑھی ہیں۔ اور اگر تعداد کی زیادتی والا شک نماز کو باطل نہ کرے مثلاً اگر نمازی شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک پڑھی ہے تو شک کی جس طرف پر بھی عمل کرے اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۲۰۳۔ رکن کا کم ہونا نفل نماز کو باطل کر دیتا ہے لیکن رکن کا زیادہ ہونا اسے باطل نہیں کرتا۔ پس اگر نمازی نفل کے افعال میں سے کوئی فعل بھول جائے اور یہ بات اسے اس وقت یاد آئے جب وہ اس کے بعد والے رکن میں مشغول ہو چکا ہو تو ضروری ہے کہ اس فعل کو انجام دے اور دوبارہ اس رکن کو انجام دے مثلاً اگر رکوع کے دوران اسے یاد آئے کہ سورۃ الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ واپس لوٹے اور الحمد پڑھے اور دوبارہ رکوع میں جائے۔

۱۲۰۴۔ اگر کوئی شخص نفل کے افعال میں سے کسی فعل کے متعلق شک کرے خواہ وہ فعل رکنی ہو یا غیر رکنی اور اس کا موقع نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ اسے انجام دے اور اگر موقع گزر گیا ہو تو اپنے شک کی پروانہ کرے۔

۱۲۰۵۔ اگر کسی شخص کو دو رکعتی مستحب نماز میں تین یا زیادہ رکعتوں کے پڑھ لینے کا گمان ہو تو چاہئے کہ اس گمان کی پروانہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اس کا گمان دو رکعتوں کا یا اس سے کم کا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسی گمان پر عمل کرے مثلاً اگر اسے گمان ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے تو ضروری ہے کہ احتیاط کے طور پر ایک رکعت اور پڑھے۔

۱۲۰۶۔ اگر کوئی شخص نفل نماز میں کوئی ایسا کام کرے جس کے لئے واجب نماز میں سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہو یا ایک سجدہ بھول جائے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ نماز کے بعد سجدہ سہو یا سجدے کی قضا بجالائے۔

صحیح شکوک

۱۲۰۸۔ اگر کسی کو نو صورتوں میں چار رکعتی نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک ہو تو اسے چاہئے کہ فوراً غور و فکر کرے اور اگر یقین یا گمان شک کی کسی ایک طرف ہو جائے تو اسی کی اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے ورنہ ان احکام کے مطابق عمل کرے جو ذیل میں بتائے جارہے ہیں۔

وہ نو صورتیں یہ ہیں:

۱۔ دوسرے سجدے کے دوران شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین۔ اس صورت میں اسے یوں سمجھ لینا چاہئے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں اور ایک اور رکعت پڑھے پھر نماز کو تمام کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر نماز کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجالائے۔

۲۔ دوسرے سجدے کے دوران اگر شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو یہ سمجھ لے کہ چار پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجالائے۔

۳۔ اگر کسی کو دوسرے سجدے کے دوران شک ہو جائے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین یا چار تو اسے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ چار پڑھی ہیں اور وہ نماز ختم ہونے کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر بجالائے۔

۴۔ اگر کسی شخص کو دوسرے سجدے کے دوران شک ہو کہ اس نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ تو وہ یہ سمجھے کہ چار پڑھی ہیں اور اس بنیاد پر نماز پوری کرے اور نماز کے بعد دو سجدہ سہو بجالائے۔ اور بعید نہیں کہ یہی حکم ہر اس صورت میں ہو جہاں کم از کم شک چار رکعت پر ہو مثلاً چار اور چھ رکعتوں کے درمیان شک ہو اور یہ بھی بعید نہیں کہ ہر اس صورت میں جہاں چار رکعت اور اس سے کم یا اس سے زیادہ رکعتوں میں دوسرے سجدے کے دوران شک ہو تو چار رکعتیں قرار دے کر دونوں شک کے اعمال انجام دے یعنی اس احتمال کی بنا پر کہ چار رکعت سے کم پڑھی ہیں نماز احتیاط پڑھے اور اس احتمال کی بنا پر کہ چار رکعت سے زیادہ پڑھی ہیں بعد میں دو سجدہ سہو بھی کرے۔ اور تمام صورتوں میں اگر پہلے سجدے کے بعد اور دوسرے سجدے میں داخل ہونے سے پہلے سابقہ چار شک میں سے ایک اسے پیش آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۵۔ نماز کے دوران جس وقت بھی کسی کو تین رکعت اور چار رکعت کے درمیان شک ہو ضروری ہے کہ یہ سمجھ لے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کہ یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

۶۔ اگر قیام کے دوران کسی کو چار رکعتوں اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد اور کا سلام پڑھے اور ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

۷۔ اگر قیام کے دوران کسی کو تین اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد اور نماز کا سلام پڑھے اور دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے۔

۸۔ اگر قیام کے دوران کسی کو تین، چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور سلام نماز کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو ہو کر اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

۹۔ اگر قیام کے دوران کسی کو پانچ اور چھ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد اور نماز کا سلام پڑھے اور دو سجدہ سہو بجالائے اور احتیاط مستحب کی بنا پر ان چار صورتوں میں بے جا قیام کے لئے دو سجدہ سہو بھی بجالائے۔

۱۲۰۹۔ اگر کسی کو صحیح شکوک میں سے کوئی شک ہو جائے اور نماز کو وقت اتنا تنگ ہو کہ ناز از سر نو نہ پڑھ سکے تو نماز نہیں توڑنی چاہئے اور ضروری ہے کہ جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرے۔ بلکہ اگر نماز کا وقت وسیع ہو تب بھی احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز نہ توڑے اور جو مسئلہ پہلے بیان کیا گیا ہے اس پر عمل کرے۔

۱۲۱۰۔ اگر نماز کے دوران انسان کو ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جن کے لئے نماز احتیاط واجب ہے اور وہ نماز کو تمام کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز احتیاط پڑھے اور نماز احتیاط پڑھے بغیر از سر نو نماز نہ پڑھے اور اگر وہ کوئی ایسا فعل انجام دینے سے پہلے جو نماز کو باطل کرتا ہو از سر نو نماز پرھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی دوسری نماز بھی باطل ہے لیکن اگر کوئی ایسا فعل انجام دینے کے بعد جو نماز کو باطل کرتا ہو نماز میں مشغول ہو جائے تو اس کی دوسری نماز صحیح ہے۔

۱۲۱۱۔ جب نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک انسان کو لاحق ہو جائے اور وہ جانتا ہو کہ بعد کی حالت میں منتقل ہو جانے پر اس کے لئے یقین یا گمان پیدا ہو جائے گا تو اس صورت میں جبکہ اس کا باطل شک شروع کی دو رکعت میں ہو اس کے لئے شک کی حالت میں نماز جاری رکھنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً اگر قیام کی حالت میں اسے شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہیں اور وہ جانتا ہو کہ اگر رکوع میں جائے تو کسی ایک طرف یقین یا گمان پیدا کرے گا تو اس حالت میں اس کے لئے رکوع کرنا جائز نہیں ہے اور باقی باطل شکوک میں بظاہر اپنی نماز جاری رکھ سکتا ہے تاکہ اسے یقین یا گمان حاصل ہو جائے۔

۱۲۱۲۔ اگر کسی شخص کا گمان پہلے ایک طرف زیادہ ہو اور بعد میں اس کی نظر میں دونوں اطراف برابر ہو جائیں تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور اگر پہلے ہی دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہوں اور احکام کے مطابق جو کچھ اس کا وظیفہ ہے اس پر عمل کی بنیاد رکھے اور بعد میں اس کا گمان دوسری طرف چلا جائے تو ضروری ہے کہ اسی طرف کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے۔

۱۲۱۳۔ جو شخص یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا گمان ایک طرف زیادہ ہے یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہیں تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

۱۲۱۴۔ اگر کسی شخص کو نماز کے بعد معلوم ہو کہ نماز کے دوران وہ شک کی حالت میں تھا مثلاً اسے شک تھا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں ہیں اور اس نے اپنے افعال کی بنیاد تین رکعتوں پر رکھی ہو لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ اس کے گمان میں یہ تھا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر تھیں تو نماز احتیاط پڑھنا ضروری ہے۔

۱۲۱۵۔ اگر قیام کے بعد شک کرے کہ دو سجدے ادا کئے تھے یا نہیں اور اسی وقت اسے ان شکوک میں سے کوئی شک ہو جائے جو دو سجدے تمام ہونے کے بعد لاحق ہو تا تو صحیح ہو تا مثلاً وہ شک کرے کہ میں نے دو رکعت پڑھی ہیں یا تین اور وہ اس شک کے مطابق عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اسے تشہد پڑھتے وقت ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے تو بالفرض اسے یہ علم ہو کہ دو سجدے ادا کئے ہیں تو ضروری ہے کہ یہ سمجھے کہ یہ ایسی دو رکعت میں سے ہے جس میں تشہد نہیں ہو تا تو اس کی نماز باطل ہے۔ اس مثلا کی طرح جو گزر چکی ہے ورنہ اس کی نماز صحیح ہے جیسے کوئی شک کرے کہ دو رکعت پڑھی ہے یا چار رکعت۔

۱۲۱۶۔ اگر کوئی شخص تشہد میں مشغول ہونے سے پہلے یا ان رکعتوں میں جن میں تشہد نہیں ہے قیام سے پہلے شک کرے کہ ایک یا دو سجدے بجالایا ہے یا نہیں اور اسی وقت اسے ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جو دو سجدے تمام ہونے کے بعد صحیح ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

۱۲۱۷۔ اگر کوئی شخص قیام کی حالت میں تین اور چار رکعتوں کے بارے میں یا تین اور چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور اسے یہ بھی یاد آجائے کہ اس نے اس سے پہلی رکعت کا ایک سجدہ یا دونوں سجدے ادا نہیں کئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۱۲۱۸۔ اگر کسی کا شک زائل ہو جائے اور کوئی دوسرا شک اسے لاحق ہو جائے مثلاً پہلے شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں تین رکعتیں اور بعد میں شک کیا تھا تو ہر دو شک کے حکم پر عمل کر سکتا ہے۔ اور نماز کو بھی توڑ سکتا ہے۔ اور جو کام نماز کو باطل کرتا ہے اسے کرنے کے بعد نماز دوبارہ پڑھے۔

۱۲۲۰۔ اگر کسی شخص کو نماز کے بعد پتہ چلے کہ نماز کی حالت میں اسے کوئی شک لاحق ہو گیا تھا لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ شک نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے تھا یا صحیح شکوک میں سے تھا اور اگر صحیح شکوک میں سے بھی تھا تو اس کا تعلق صحیح شکوک کی کون سے قسم سے تھا تو اس کے لئے جائز ہے کہ نماز کو کالعدم قرار دے اور دوبارہ پڑھے۔

۱۲۲۱۔ جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر اسے ایسا شک لاحق ہو جائے جس کے لئے اسے ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھنی چاہئے تو ضروری ہے کہ ایک رکعت بیٹھ کر پڑھے اور اگر وہ ایسا شک کرے جس کے لئے اسے دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھنی چاہئے تو ضروری ہے کہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

۱۲۲۲۔ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو اگر وہ نماز احتیاط پڑھنے کے وقت کھڑا ہونے سے عاجز ہو تو ضروری ہے کہ نماز احتیاط اس شخص کی طرح پڑھے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور جس کا حکم سابقہ مسئلے میں بیان ہو چکا ہے۔

۱۲۲۳۔ جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اگر نماز احتیاط پڑھنے کے وقت کھڑا ہو سکے تو ضروری ہے کہ اس شخص کے وظیفے کے مطابق عمل کرے جو کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے۔

نماز احتیاط پڑھنے کا طریقہ

۱۲۲۴۔ جس شخص پر نماز احتیاط واجب ہو ضروری ہے کہ نماز کے سلام کے فوراً بعد نماز احتیاط کی نیت کرے اور تکبیر کہے پھر الحمد پڑھے اور رکوع میں جائے اور دو سجدے بجالائے۔ پس اگر اس پر ایک رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو دو

سجدوں کے بعد تشہد اور سلام پڑھے۔ اور اگر اس پر دو رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو دو سجدوں کے بعد پہلی رکعت کی طرح ایک اور رکعت بجالائے اور تشہد کے بعد سلام پڑھے۔

۱۲۲۵۔ نماز احتیاط میں سورہ اور قنوت نہیں ہے اور احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ یہ نماز آہستہ پڑھے اور اس کی نیت زبان پر نہ لائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی بِسمِ اللہ بھی آہستہ پڑھے۔

۱۲۲۶۔ اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ صحیح تھی تو اس کے لئے نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں اور اگر نماز احتیاط کے دوران بھی یہ علم ہو جائے تو اس نماز کو تمام کرنا ضروری نہیں۔

۱۲۲۷۔ اگر نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے کسی شخص کو معلوم ہو جائے کہ اس نے نماز کی رکعتیں کم پڑھی تھیں اور نماز پڑھنے کے بعد اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اس نے نماز کا جو حصہ نہ پڑھا ہو اسے پڑھے اور بے محل سلام کے لئے احتیاط لازم کی بنا پر دو سجدہ سہو ادا کرے اور اگر اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوا ہے جو نماز کو باطل کرتا ہو مثلاً قبلے کی جانب پیٹھ کی ہو تو ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

۱۲۲۸۔ اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے بعد پتہ چلے کی اس کی نماز میں کمی احتیاط کے برابر تھی مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے درمیان شک کی صورت میں ایک نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

۱۲۳۰۔ اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ نماز میں جو کمی ہوئی تھی وہ نماز احتیاط سے زیادہ تھی مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں اور نماز احتیاط کے بعد کوئی ایسا کام کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو مثلاً قبلے کی جانب پیٹھ کی تو ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس صورت میں بھی احتیاط لازم یہ ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور باقی ماندہ ایک رکعت ضم کرنے پر اکتفا نہ کرے۔

۱۲۳۱۔ اگر کوئی شخص دو اور تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھنے کے بعد اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کے لئے بیٹھ کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں۔

۱۲۳۲۔ اگر کوئی شخص تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور جس وقت وہ ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو ضروری ہے کہ نماز احتیاط کو چھوڑ دے چنانچہ رکوع میں داخل ہونے سے پہلے اسے یاد آیا ہو تو ایک رکعت ملا کر پڑھے اور اس کی نماز صحیح ہے اور احتیاط لازم کی بنا پر زائد سلام کے لئے دو سجدہ سہو بجالائے اور اگر رکوع میں داخل ہونے کے بعد یاد آئے تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور احتیاط کی بنا پر باقی ماندہ رکعت ضم کرنے پر اکتفا نہیں کر سکتا۔

۱۲۳۳۔ اگر کوئی شخص دو اور تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور جس وقت وہ دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو یہاں بھی بالکل وہی حکم جاری ہو گا جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔

۱۲۳۴۔ اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے دوران پتہ چلے کہ اس کی نماز میں کمی نماز احتیاط سے زیادہ یا کم تھی تو یہاں بھی بالکل وہی حکم جاری ہو گا جس کا ذکر مسئلہ ۱۲۳۲ میں کیا گیا ہے۔

۱۲۳۵۔ اگر کوئی شخص شک کرے کہ جو نماز احتیاط اس پر واجب تھی وہ اسے بجالایا ہے یا نہیں تو نماز کا وقت گزر جانے کی صورت میں اپنے شک کی پروانہ کرے اور اگر وقت باقی ہو تو اس صورت میں جبکہ شک اور نماز کے درمیان زیادہ وقفہ بھی گزرا ہو اور اس نے کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو مثلاً قبلے سے منہ موڑنا جو نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز احتیاط پڑھے اور اگر کوئی ایسا کام کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو یا نماز اور اس کے شک کے درمیان زیادہ وقفہ ہو گیا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

۱۲۳۶۔ اگر ایک شخص نماز احتیاط میں ایک رکعت کی بجائے دو رکعت پڑھ لے تو نماز احتیاط باطل ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ دوبارہ اصل نماز پڑھے۔ اور اگر وہ نماز میں کوئی رکن بڑھا دے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۲۳۷۔ اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھتے ہوئے اس نماز کے افعال میں سے کسی کے متعلق شک ہو جائے تو اگر اس کا موقع نہ گزرا ہو تو اسے انجام دینا ضروری ہے اور اگر اس کا موقع گزر گیا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے

مثلاً اگر شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں اور ابھی رکوع میں نہ گیا ہو تو ضروری ہے کہ الحمد پڑھے اور اگر رکوع میں جاچکا ہو تو ضروری ہے اپنے شک کی پروانہ کرے۔

۱۲۳۸۔ اگر کوئی شخص نماز احتیاط کی رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور زیادہ رکعتوں کی طرف شک کرنا نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ شک کی بنیاد کم رکھے اور اگر زیادہ رکعتوں کی طرف شک کرنا نماز کو باطل نہ کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی بنیاد زیادہ پر رکھے مثلاً جب وہ دو رکعت نماز احتیاط پڑھ رہا ہو اگر شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو چونکہ زیادتی کی طرف شک کرنا نماز کو باطل کرتا ہے اس لئے اسے چاہئے کہ سمجھ لے کہ اس نے دو رکعتیں اور اگر شک کرے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں تو چونکہ زیادتی کی طرف شک کرنا نماز کو باطل نہیں کرتا اس لئے اس سمجھنا چاہئے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

۱۲۳۹۔ اگر نماز احتیاط میں کوئی ایسی چیز جو رکن نہ ہو سہواً کم یا زیادہ ہو جائے تو اس کے لئے سجدہ سہو نہیں ہے۔

۱۲۴۰۔ اگر کوئی شخص نماز احتیاط کے سلام کے بعد شک کرے کہ وہ نماز کے اجزا اور شرائط میں سے کوئی ایک جزو یا شرط انجام دے چکا ہے یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔

۱۲۴۱۔ اگر کوئی شخص نماز احتیاط میں تشہد پڑھنا یا ایک سجدہ کرنا بھول جائے اور اس تشہد یا سجدے کا اپنی جگہ پر تدارک بھی ممکن نہ ہو تو احتیاط اور ایک سجدے کی قضا یا دو سجدہ سہو واجب ہوں تو ضروری ہے کہ پہلے نماز احتیاط بجالائے۔

۱۲۴۲۔ نماز کی رکعتوں کے بارے میں گمان کا حکم یقین کے حکم کی طرح ہے مثلاً اگر کوئی شخص یہ نہ جانتا ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں اور گمان کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں تو وہ سمجھے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر چار رکعتی نماز میں گمان کرے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو اسے نماز احتیاط پڑھنے کی ضرورت نہیں لیکن افعال کے بارے میں گمان کرنا شک کا حکم رکھتا ہے پس اگر وہ گمان کرے کہ رکوع کیا ہے اور ابھی سجدہ میں داخل نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ رکوع کو انجام دے اور اگر وہ گمان کرے کہ الحمد نہیں پڑھی اور سورے میں داخل ہو چکا ہو تو گمان کی پروانہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۲۴۴۔ روزانہ کی واجب نمازوں اور دوسری واجب نمازوں کے بارے میں شک اور سہو اور گمان کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے مثلاً اگر کسی شخص کو نماز آیات کے دوران شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں تو چونکہ اس کا شک دو رکعتی نماز میں ہے لہذا اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ گمان کرے کہ یہ دوسری رکعت ہے یا پہلی رکعت تو اپنے گمان کے مطابق نماز کو تمام کرے۔

سجدہ سہو

۱۲۴۵۔ ضروری ہے کہ انسان سلام نماز کے بعد پانچ چیزوں کے لئے اس طریقے کے مطابق جس کا آئندہ ذکر ہوگا دو سجدے سہو بجالائے:

۱۔ نماز کی حالت میں سہواً کلام کرنا۔

۲۔ جہاں سلام نماز نہ کہنا چاہئے وہاں سلام کہنا۔ مثلاً بھول کر پہلی رکعت میں سلام پڑھنا۔

۳۔ تشہد بھول جانا۔

۴۔ چار رکعتی نماز میں دوسری سجدے کے دوران شک کرنا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ، یا شک کرنا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا چھ، بالکل اسی طرح جیسا کہ صحیح شکوک کے نمبر ۴ میں گزر چکا ہے۔

ان پانچ صورتوں میں اگر نماز پر صحیح ہونے کا حکم ہو تو احتیاط کی بنا پر پہلی، دوسری اور پانچویں صورت میں اور اقوی کی بنا پر تیسری اور چوتھی صورت میں دو سجدہ سہو ادا کرنا ضروری ہے۔ اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ایک سجدہ بھول جائے جہاں کھڑا ہونا ضروری ہو مثلاً الحمد اور سورہ پڑھتے وقت وہاں غلطی سے بیٹھ جائے یا جہاں بیٹھنا ضروری ہو مثلا تشہد پڑھتے وقت وہاں غلطی سے کھڑا ہو جائے تو دو سجدہ سہو ادا کرے بلکہ ہر اس چیز کے لئے جو غلطی سے نماز میں کم یا زیادہ ہو جائے دو سجدہ سہو کر ان چند صورتوں کے احکام آئند مسائل میں بیان ہوں گے۔

۱۲۴۶۔ اگر انساں غلطی سے یا اس خیال سے کہ وہ نماز پڑھ چکا ہے کلام کرے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ دو سجدہ سہو کرے۔

۱۲۴۷۔ اس آواز کے لئے جو کھانسنے سے پیدا ہوتی ہے سجدہ سہو واجب نہیں لیکن اگر کوئی غلطی سے نالہ وبکا کرے یا (سرد) آہ بھرے یا (لفظ) آہ کہے تو ضروری ہے کہ احتیاط کی بنا پر سجدہ سہو کرے۔

۱۲۴۸۔ اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز کو جو اس نے غلط پڑھی ہو دوبارہ صحیح طور پر پڑھے تو اس کے دوبارہ پڑھنے پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

۱۲۴۹۔ اگر کوئی شخص نماز میں غلطی سے کچھ دیر باتیں کرتا رہے اور عموماً اسے ایک دفعہ بات کرنا سمجھا جاتا ہو تو اس کے لئے نماز کے سلام کے بعد دو سجدہ سہو کافی ہیں۔

۱۲۵۰۔ اگر کوئی شخص غلطی سے تسبیحات اربعہ نہ پڑھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کے بعد دو سجدہ سہو بجالائے۔

۱۲۵۱۔ جہاں نماز کا سلام نہیں کہنا چاہئے اگر کوئی شخص غلطی سے اَلسَّلاَمُ عَلَینَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِین کہہ دے یا اَلسَّلامُ عَلَیْکُم کہے تو اگرچہ اس نے "وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ" نہ کہا ہو تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ دو سجدہ سہو کرے۔ لیکن اگر غلطی سے "اَلسَّلاَمُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ" کہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو سجدے سہو بجالائے۔

۱۲۵۲۔ جہاں سلام نہیں پڑھنا چاہئے اگر کوئی شخص وہاں غلطی سے تینوں سلام پڑھ لے تو اس کے لئے دو سجدہ سہو کافی ہیں۔

۱۲۵۳۔ اگر کوئی شخص ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے اور بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے تو ضروری ہے کہ پلٹے اور (سجدہ یا تشہد) بجالائے اور نماز کے بعد احتیاط مستحب کی بنا پر بے جا قیام کے لئے دو سجدہ سہو کرے۔

۱۲۵۴۔ اگر کسی شخص کو رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے کہ وہ اس سے پہلی رکعت میں ایک سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے تو ضروری ہے کہ سلام نماز کے بعد سجدے کی قضا کرے اور تشہد کے لئے دو سجدہ سہو کرے۔

۱۲۵۵۔ اگر کوئی شخص نماز کے سلام کے بعد جان بوجھ کر سجدہ سہو نہ کرے تو اس نے گناہ کیا ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ جس قدر جلدی ہو سکے اسے ادا کرے اور اگر اس نے بھول کر سجدہ سہو نہیں کیا تو جس وقت بھی اسے یاد آئے ضروری ہے کہ فوراً سجدہ کرے اور اس کے لئے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

۱۲۵۶۔ اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدہ سہو واجب ہوئے ہیں یا نہیں تو ان کا بجالانا اس کے لئے ضروری نہیں۔

۱۲۵۷۔ اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدہ سہو واجب ہوئے ہیں یا چار تو اس کا دو سجدے ادا کرنا کافی ہے۔

۱۲۵۸۔ اگر کسی شخص کو علم ہو کہ دو سجدہ سہو میں سے ایک سجدہ سہو نہیں بجالایا اور تدارک بھی ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ دو سجدہ سہو بجالائے اور اگر اسے علم ہو کہ اس نے سہواً تین سجدے کئے ہیں تو احتیاط واجب یہ کہ دوبارہ دو سجدہ سہو بجالائے۔

سجدہ سہو کا طریقہ

۱۲۸۹۔ سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ سلام نماز کے بعد انسان فوراً سجدہ سہو کی نیت کرے اور احتیاط لازم کی بنا پر پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھ دے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدہ سہو میں ذکر پڑھے اور بہتر ہے کہ کہے: "بِسمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ اَلسَّلاَمُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" اس کے بعد اسے چاہیئے کہ بیٹھ جائے اور دوبارہ سجدے میں جائے اور مذکورہ ذکر پڑھے اور بیٹھ جائے اور تشہد کے بعد کہے اَلسَّلاَمُ عَلَیکُم اور اَولیٰ یہ ہے کہ "وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" کا اضافہ کرے۔

بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کی قضا

۱۲۶۰۔ اگر انسان سجدہ اور تشہد بھول جائے اور نماز کے بعد ان کی قضا بجالائے تو ضروری ہے کہ وہ نمازی کی تمام شرائط مثلاً بدن اور لباس کا پاک ہونا اور رو بہ قبلہ ہونا اور دیگر شرائط پوری کرتا ہو۔

۱۲۶۱۔ اگر انسان کئی دفعہ سجدہ کرنا بھول جائے مثلاً ایک سجدہ پہلی رکعت میں اور ایک سجدہ دوسری رکعت میں بھول جائے تو ضروری ہے کہ نماز کے بعد ان دونوں سجدوں کو قضا بجالائے اور بہتر یہ ہے کہ بھولی ہوئی ہر چیز کے لئے احتیاطاً دو سجدہ سہو کرے۔

۱۲۶۲۔ اگر انسان ایک سجدہ اور ایک تشہد بھول جائے تو احتیاطاً ہر ایک کے لئے دو سجدہ سہو بجالائے۔

۱۲۶۳۔ اگر انسان دو رکعتوں میں سے دو سجدے بھول جائے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ قضا کرتے وقت ترتیب سے بجالائے۔

۱۲۶۴۔ اگر انسان نماز کے سلام اور سجدے کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس کے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً پیٹھ قبلے کی طرف کرے تو احیتاط مستحب یہ ہے کہ سجدے کی قضا کے بعد دوبارہ نماز پڑھے۔

۱۲۶۵۔ اگر کسی شخص کو نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ آخری رکعت کا ایک سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے تو ضروری ہے کہ لوٹ جائے اور نماز کو تمام کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر بے محل سلام کے لئے دو سجدہ سہو کرے۔

۱۲۶۶۔ اگر ایک شخص نماز کے سلام اور سجدے کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے۔ جس کے لئے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہو مثلاً بھولے سے کلام کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ پہلے سجدے کی قضا کرے اور بعد میں دو سجدہ سہو کرے۔

۱۲۶۷۔ اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ نماز میں سجدہ بھولا ہے یا تشہد تو ضروری ہے کہ سجدے کی قچا کرے اور دو سجدہ سہو ادا کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تشہد کی بھی قضا کرے۔

۱۲۲۸۔ اگر کسی شخص کو شک ہو کہ سجدہ یا تشہد بھولا ہے یا نہیں تو اس کے لئے ان کی قضا کرنا یا سجدہ سہو ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

۱۲۲۹۔ اگر کسی شخص کو علم ہو کہ سجدہ بھول گیا ہے اور شک کرے کہ بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آیا تھا اور اسے بجالایا تھا یا نہیں تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے کی قضا کرے۔

۱۲۷۰۔ جس شخص پر سجدے کی قضا ضروری ہو، اگر کسی دوسرے کام کی وجہ سے اس پر سجدہ سہو واجب ہو جائے تو ضروری ہے کہ احتیاط کی بنا پر نماز ادا کرنے کے بعد اولاً سجدے کی قضا کرے اور اس کے بع سجدہ سہو کرے۔

۱۲۷۱۔ اگر کسی شخص کو شک ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد بھولے سجدے کی قضا بجالایا ہے یا نہیں اور نماز کا وقت نہ گزرا ہو تو اسے چاہئے کہ سجدے کی قضا کرے لیکن اگر نماز کا وقت بھی گزر گیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی قضا کرنا ضروری ہے۔

نماز کے اجزا اور شرائط کو کم یا زیادہ کرنا

۱۲۷۲۔ جب نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز جان بوجھ کر کم یا زیادہ کی جائے تو خواہ وہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو نماز باطل ہے۔

۱۲۷۳۔ اگر کوئی شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے نماز کے واجب ارکان میں سے کوئی ایک کم کر دے تو نماز باطل ہے۔ اور وہ شخص جو (کسی دور افتادہ مقام پر رہنے کی وجہ سے) مَسَائل تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر ہو یا وہ شخص جس نے کسی حجت (معتبر شخص یا کتاب وغیرہ) پر اعتماد کیا ہو اگر واجب غیر رکنی کو کم کرے یا کسی رکن کو زیادہ کرے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ چنانچہ اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اگرچہ کوتاہی کی وجہ سے ہو صبح اور مغرب اور عشا کی نمازوں میں الحمد اور سورہ آہستہ پڑھے یا ظہر اور عصر کی نمازوں میں الحمد اور سورہ آواز سے پڑھے یا سفر میں ظہر، عصر اور عشا کی نمازوں کی چار رکعتیں پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۲۷۴۔ اگر نماز کے دوران کسی شخص کا دھیان اس طرف جائے کہ اس کا وضو یا غسل باطل تھا یا وضو یا غسل کئے بغیر نماز پڑھنے لگا ہے تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور دوبارہ وضو یا غسل کے ساتھ پڑھے اور اگر اس طرف اس کا دھیان نماز کے بعد جائے تو ضروری ہے کہ وضو یا غسل کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر نماز کا وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

۱۲۷۵۔ اگر کسی شخص کو رکوع میں پہنچنے کے بعد یاد آئے کہ پہلے والی رکعت کے دو سجدے بھول گیا ہے تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں پہنچنے سے پہلے یاد آئے تو ضروری ہے کہ واپس مڑے اور دو سجدے بجالائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور الحمد اور سورہ یا تسبیحات پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور نماز کے بعد احتیاط مستحب کی بنا پر بے محل قیام کے لئے دو سجدہ سہو کرے۔

۱۲۷۶۔ اگر کسی شخص کو اَلسَّلاَمُ عَلَینَا اور اَلسَّلاَمُ عَلَیکُم کہنے سے پہلے یاد آئے کہ وہ آخری رکعت کے دو سجدے بجا نہیں لایا تو ضروری ہے کہ دو سجدے بجالائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے۔

۱۲۷۷۔ اگر کسی شخص کو نماز کے سلام سے پہلے یاد آئے کہ اس نے نماز کے آخری حصے کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں تو ضروری ہے کہ جتنا حصہ بھول گیا ہو اسے بجالائے۔

۱۲۷۸۔ اگر کسی شخص کو نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ اس نے نماز کے آخری حصے کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں اور اس سے ایسا کام بھی سرزد ہو چکا ہو کہ اگر وہ نماز میں عمداً یا سہواً کیا جائے تو نماز کو باطل کر دیتا ہو مثلاً اس نے قبلے کی طرف پیٹھ کی ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس کا عمداً یا سہواً کرنا نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ جتنا حصہ پڑھنا بھول گیا ہو اسے فوراً بجالائے اور زائد سلام کے لئے احتیاط لازم کی بنا پر دو سجدہ سہو کرے۔

۱۲۷۹۔ جب کوئی شخص نماز کے سلام کے بعد ایک کام انجام دے جو اگر نماز کے دوران عمداً سہواً سجدے بجا نہیں لایا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کو باطل کرنے والا کوئی کام کرنے سے پہلے اسے یہ بات یاد آئے تو ضروری ہے کہ جو دو سجدے ادا کرنا بھول گیا ہے انہیں بجالائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے اور جو سلام پہلے پڑھا ہو اس کے لئے احتیاط واجب کی بنا پر دو سجدہ سہو کرے۔

۱۲۸۰۔ اگر کسی شخص کو پتہ چلے کہ اس نے نماز وقت سے پہلے پڑھ لی ہے تو ضروری ہے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا کرے۔ اور اگر یہ پتہ چلے کہ قبلے کی طرف پیٹھ کر کے پڑھی ہے اور ابھی وقت نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر چکا ہو اور تردد کا شکار ہو تو قضا ضروری ہے ورنہ قضا ضروری نہیں۔ اور اگر پتہ چلے کہ قبلے کی شمالی یا جنوبی سمت کے درمیان نماز ادا کی ہے اور وقت گزرنے کے بعد پتہ چلے تو قضا ضروری نہیں لیکن اگر وقت گزرنے سے پہلے متوجہ ہو اور قبلے کی سمت تبدیل کرنے سے معذور نہ ہو مثلاً قبلے کی سمت تلاش کرنے میں کوتاہی کی ہو تو احتیاط کی بنا پر دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔

مسافر کی نماز

ضروری ہے کہ مسافر ظہر عصر اور عشا کی نماز آٹھ شرطیں ہوتے ہوئے قصر بجالائے یعنی دو رکعت پڑھے۔

)پہلی شرط) اس کا سفر آٹھ فرسخ شروع سے کم نہ ہو اور فرسخ شرعی ساڑھے پانچ کیلو میٹر سے قدرے کم ہوتا ہے (میلوں کے حساب سے آٹھ فرسخ شرعی تقریباً ۲۸ میل بنتے ہیں)۔

۱۲۸۱۔ جس شخص کے جانے اور واپس آنے کی مجموعی مسافت ملا کر آٹھ فرسخ ہو اور خواہ اس کے جانے کی یا واپسی کی مسافت چار فرسخ سے کم ہو یا نہ ہو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ اس بنا پر اگر جانے کی مسافت تین فرسخ اور واپسی کی پانچ فرسخ یا اس کے برعکس ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر یعنی دو رکعتی پڑھے۔

۱۲۸۲۔ اگر سفر پر جانے اور واپس آنے کی مسافت آٹھ فرسخ ہو تو اگرچہ جس دن وہ گیا ہو اسی دن یا اسی رات کو واپس پلٹ کر نہ آئے ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اس صورت میں بہتر ہے کہ احتیاطاً پوری نماز بھی پڑھے۔

۱۲۸۳۔ اگر ایک مختصر سفر آٹھ فرسخ سے کم ہو یا انسان کو علم نہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اسے نماز قصر کر کے نہیں پڑھنی چاہئے اور اگر شک کرے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اس کے لئے تحقیق کرنا ضروری نہیں اور ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

۱۲۸۴۔ اگر ایک عادل یا قابل اعتماد شخص کسی کو بتائے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اور وہ اس کی بات سے مطمئن ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

۱۲۸۵۔ ایسا شخص جسے یقین ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اگر نماز قصر کر کے پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ آٹھ فرسخ نہ تھا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا لائے۔

۱۲۸۶۔ جس شخص کو یقین ہو کہ جس جگہ وہ جانا چاہتا ہے وہاں کا سفر آٹھ فرسخ نہیں یا شک ہو کہ آٹھ فرسخ ہے یا نہیں اور راستے میں اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ تھا تو گو تھوڑا سا سفر باقی ہو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر پوری نماز پڑھ چکا ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ قصر پڑھے۔ لیکن اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا ضروری نہیں ہے۔

۱۲۸۷۔ اگر دو جگہوں کا درمیانی فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو اور کوئی شخص کئی دفعہ ان کے درمیان جائے اور آئے تو خواہ ان تمام مسافتوں کا فاصلہ ملا کر آٹھ فرسخ بھی ہو جائے اسے نماز پوری پڑھنی ضروری ہے۔

۱۲۸۸۔ اگر کسی جگہ جانے کے دوراستے ہوں اور ان میں سے ایک راستہ آٹھ فرسخ سے کم اور دوسرا آٹھ فرسخ یااس سے زیادہ ہو تو اگر انسان وہاں راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ ہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے اور اگر اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ نہیں ہے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

۱۲۸۹۔ آٹھ فرسخ کی ابتدااس جگہ سے حساب کرنا ضروری ہے کہ جہاں سے گزر جانے کے بعد آدمی مسافر شمار ہوتا ہے اور غالباًوہ جگہ شہر کی انتہا ہوتی ہے لیکن بعض بہت بڑے شہروں میں ممکن ہے وہ شہر کا آخری محلہ ہو۔

)دوسری شرط) مسافر اپنے سفر کی ابتدا سے ہی آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یعنی یہ جانتا ہو کہ آٹھ فرسخ تک کا فاصلہ طے کرے گالہٰذا اگر وہ اس جگہ تک کا سفر کرے جو آٹھ فرسخ سے کم ہو اور وہاں پہنچنے کے بعد کسی ایسی جگہ جانے کا ارادہ کرے جس کا فاصلہ طے کردہ فاصلے سے ملاکر آٹھ فرسخ ہو جاتا ہو تو چونکہ وہ شروع سے آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اس لئے ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر وہ وہاں سے آٹھ فرسخ آگے جانے کا ارادہ کرے یا مثلاً چار فرسخ جانا چاہتا ہو اور پھر چار فرسخ طے کرکے اپنے وطن یا ایسی جگہ واپس آنا چاہتا ہو جہاں اس کا ارادہ دس دن ٹھہرنے کا ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔

۱۲۹۰۔ جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اس کا سفر کتنے فرسخ کا ہے مثلاً کسی گمشدہ (شخص یا چیز) کو ڈھونڈنے کے لئے سفر کر رہا ہو اور نہ جانتا ہو کہ اسے پالینے کے لئے اسے کہاں تک جانا پڑے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ لیکن اگر واپسی پر اس کے وطن یا اس جگہ تک کا فاصلہ جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو آتھ فرسخ یا اس سے زیادہ بنتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔ مزید براں اگر وہ سفر پر جانے کے دوران ارادہ کرے کہ وہ مثلاً چار فرسخ کی مسافت جاتے ہوئے اور چار فرسخ کی مسافت واپس آتے ہوئے طے کرے گا تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔

۱۲۹۱۔ مسافر کو نماز قصر کرکے اس صورت میں پڑھنی ضروری ہے جب اس کا آٹھ فرسخ طے کرنے کا پختہ ارادہ ہو لہٰذا اگر کوئی شخص شہر سے باہر جارہا ہو اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ یہ ہو کہ اگر کوئی ساتھی مل گیا تو آٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جاوں گا اور اسے اطمینان ہو کہ ساتھی مل جائے گا تو اسے نماز قصر کرکے پڑھنی ضروری ہے اور اگر اسے اس بارے میں اطمینان نہ ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

۱۲۹۲۔ جو شخص آٹھ فرسخ سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اگرچہ ہر روز تھوڑا فاصلہ طے کرے اور جب حَدِّ تَرَخُّص۔ جس کے معنی مسئلہ ۱۳۲۷ میں آئیں گے۔ تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے لیکن اگر ہر روز بہت کم فاصلہ طے کرے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اپنی نمازیں پوری بھی پڑھے اور قصر بھی پڑھے۔

۱۲۹۳۔ جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو مثلاً نوکر جو اپنے آقا کے ساتھ سفر کر رہا ہو اگر اسے علم ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا ہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے اور اگر اسے علم نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اس بارے میں پوچھنا ضروری نہیں۔

۱۲۹۴۔ جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر وہ جانتا ہو یا گمان رکھتا ہو کہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے گا اور سفر نہیں کرے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

۱۲۹۵۔ جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر اسے اطمینان نہ ہو کہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا نہیں ہو گا اور سفر جاری رکھے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اسے اطمینان ہو اگرچہ احتمال بہت کم ہو کہ اس کے سفر میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو گی تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔

)تیسری شرط) راستے میں مسافر اپنے ارادے سے پھر نہ جائے۔ پس اگر وہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنا ارادہ بدل دے یا اس کا ارادہ مُتَزلزل ہو جائے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پرھے۔

۱۲۹۶۔ اگر کوئی کوئی کچھ فاصلہ طرے کرنے کے بعد جو کہ واپسی کے سفر کو ملا کر آٹھ فرسخ ہو سفر ترک کر دے اور پختہ ارادہ کرلے کہ اسی جگہ رہے گا یا دس دن گزرنے کے بعد واپس جائے گا یا واپس جانے اور ٹھہرنے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کرپائے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

۱۲۹۷۔ اگر کوئی شخص کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جو کہ واپسی کے سفر کو ملا کر آٹھ فرسخ ہو سفر ترک کر دے اور واپس جانے کا پختہ ارادہ کرلے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے اگرچہ وہ اس جگہ دس دن سے کم مدت کے لئے ہی رہنا چاہتا ہو۔

۱۲۹۸۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ جانے کے لئے جو آٹھ فرسخ دور ہو سفر شروع کرے اور کچھ راستہ طے کرنے کے بعد کسی اور جگہ جانا چاہے اور جس جگہ سے اس نے سفر شروع کیا ہے وہاں سے اس جگہ تک جہاں وہ اب جانا چاہتا ہے آٹھ فرسخ بنتے ہوں تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

۱۲۹۹۔ اگر کوئی شخص آٹھ فرسخ تک فاصلہ طے کرنے سے پہلے متردد ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرے یا نہیں اور دوران تردد سفر نہ کرے اور بعد میں باقی راستہ طے کرنے کا پختہ ارادہ کرلے تو ضروری ہے کہ سفر کے خاتمے تک نماز قصر پڑھے۔

۱۳۰۰۔ اگر کوئی شخص آٹھ فرسخ کا فاصلہ طے کرنے سے پہلے تردد کا شکار ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرے یا نہیں۔ اور حالت تردد میں کچھ فاصلہ طے کرلے اور بعد میں پختہ ارادہ کرلے کہ آٹھ فرسخ مزید سفر کرے گا یا ایسی جگہ جائے کہ جہاں تک اس کا جانا اور آنا آٹھ فرسخ ہو خواہ اسی دن یا اسی رات وہاں سے واپس آئے یا نہ آئے اور وہاں دس دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو ضروری ہے کہ سفر کے خاتمے تک نماز قصر پڑھے۔

۱۳۰۱۔ اگر کوئی شخص آٹھ فرسخ کا فاصلہ طے کرنے سے پہلے متردد ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرے یا نہیں اور حالت تردد میں کچھ فاصلہ طے کرلے اور بعد میں پختہ ارادہ کرلے کہ باقی راستہ بھی طے کرے گا چنانچہ اس کا باقی سفر آٹھ فرسخ سے کم ہو تو پوری نماز پڑھنا ضروری ہے۔ لیکن اس صورت میں جبکہ تردد سے پہلی کی طے کردہ مسافت اور تردد کے بعد کی طے کردہ مصافت ملا کر آٹھ فرسخ ہو تو اظہر یہ ہے کہ نماز قصر پڑھے۔

)چوتھی شرط) مسافر آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرنے اور وہاں توقف کرنے یا کسی جگہ دس دن یا اس سے زیادہ دن رہنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ پس جو شخص یہ چاہتا ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے اور وہاں توقف کرے یا دس دن کسی جگہ پر رہے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔

۱۳۰۲۔ جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے گا یا توقف کرے گا یا نہیں یا کسی جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کرے گا یا نہیں تو ضروری ہے ک پوری پڑھے۔

۱۳۰۳۔ وہ شخص جو آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرنا چاہتا ہو تا کہ وہاں توقف کرے یا کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اور وہ شخص بھی جو وطن سے گزرنے یا کسی جگہ دس دن رہنے کے بارے میں مُتَرَدِّد ہو اگر وہ دس دن کہیں

رہنے یا وطن سے گزرنے کا ارادہ ترک بھی کر دے تب بھی ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر باقی ماندہ اور واپسی کا راستہ ملا کر آٹھ فرسخ ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

)پانچویں شرط) مسافر حرام کام کے لئے سفر نہ کرے اور اگر حرام کام مثلاً چوری کرنے کے لئے سفر کرے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ اور اگر خود سفر ہی حرام ہو مثلاً اس سفر میں اس کے لئے کوئی ایسا ضرر مُضمَر ہو جس کی جانب پیش قدمی شرعاً حرام ہو یا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر ایسے سفر پر جائے جو اس پر واجب نہ ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر سفر حج کے سفر کی طرح واجب ہو تو نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے۔

۱۳۰۴۔ جو سفر واجب نہ ہو اگر ماں باپ کی اولاد سے محبت کی وجہ سے ان کے لئے اذیت کا باعث ہو تو حرام ہے اور ضروری ہے کہ انسان اس سفر میں پوری نماز پڑھے اور (رمضان کا مہینہ ہو تو) روزہ بھی رکھے۔

۱۳۰۵۔ جس شخص کا سفر حرام نہ ہو اور وہ کسی حرام کام کے لئے بھی سفر نہ کر رہا ہو وہ اگرچہ سفر میں گناہ بھی کرے مثلاً غیبت کرے یا شراب پیئے تب بھی ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۰۶۔ اگر کوئی شخص کسی واجب کام کو ترک کرنے کے لئے سفر کرے تو خواہ سفر میں اس کی کوئی دوسری غرض ہو یا نہ ہو اسے پوری نماز پڑھنی چاہیئے۔ پس جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض چکا سکتا ہو اور قرض خواہ مطالبہ بھی کرے تو اگر وہ سفر کرتے ہوئے اپنا قرض چکا سکتا ہو اور قرض خواہ مطالبہ بھی کرے تو اگر وہ سفر کرتے ہوئے اپنا قرض ادا نہ کر سکے اور قرض چکانے سے فرار حاصل کرنے کے لئے سفر کرے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اس کا سفر کسی اور کام کے لئے ہو تو اگرچہ وہ سفر میں ترک واجب کا مرتکب بھی ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۰۷۔ اگر کسی شخص کا سفر میں سواری کا جانور یا سواری کی کوئی اور چیز جس پر وہ سوار ہو غصبی ہو یا اپنے مالک سے فرار ہونے کے لئے سفر کر رہا ہو یا وہ غصبی زمین پر سفر کر رہا ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

۱۳۰۸۔ جو شخص کسی ظالم کے ساتھ سفر کر رہا ہو اگر وہ مجبور نہ ہو اور اس کا سفر کرنا ظالم کی ظلم کرنے میں مدد کا موجب ہو تو اسے پوری نماز پڑھنی ضروری ہے اور اگر مجبو ہو یا مثال کے طور پر کسی مظلوم کو چھڑانے کے لئے اس ظالم کے ساتھ سفر کرے تو اس کی نماز قصر ہو گی۔

۱۳۰۹۔ اگر کوئی شخص سیر و تفریح (یعنی پکنک) کی غرض سے سفر کرے تو اس کا سفر حرام نہیں ہے اور ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔

۱۳۱۰۔ اگر کوئی شخص موج میلے اور سیر و تفریح کے لئے شکار کو جائے تو اس کی نماز جاتے وقت پوری ہے اور واپسی پر اگر مسافت کی حد پوری ہو تو قصر ہے۔ اور اس صورت میں کہ اس کی حد مسافت پوری ہو اور شکار پر جانے کی مانند نہ ہو لہٰذا اگر حصول معاش کے لئے شکار کو جائے تو اس کی نماز قصر ہے اور اگر کمائی اور افزائش دولت کے لئے جائے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے اگرچہ اس صورت میں احتیاط یہ ہے کہ نماز قصر کرکے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

۱۳۱۱۔ اگر کوئی شخص گناہ کا کام کرنے کے لئے سفر کرے اور سفر سے واپسی کے وقت فقط اس کی واپسی کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر اس نے توبہ نہ کی ہو تو نماز قصر کرکے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

۱۳۱۲۔ جس شخص کا سفر گناہ کا سفر ہو اگر وہ سفر کے دوران گناہ کا ارادہ ترک کردے خواہ باقی ماندہ مسافت یا کسی جگہ جانا اور واپس آنا آٹھ فرسخ ہو یا نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔

۱۳۱۳۔ جش شخص نے گناہ کرنے کی غرض سے سفر نہ کیا ہو اگر وہ راستے میں طے کرے کہ بقیہ راستہ گناہ کے لئے طے کرے گا تو اسے چاہئے کہ نماز پوری پڑھے البتہ اس نے جو نمازیں قصر کرکے پڑھی ہوں وہ صحیح ہیں۔

)چھٹی شرط) ان لوگوں میں سے نہ ہو جن کے قیام کی کوئی (مستقل) جگہ نہیں ہوتی اور ان کے گھر ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یعنی ان صحرا نشینوں (خانہ بدوشوں) کی مانند جو بیابانوں میں گھومتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں اپنے لئے اور اپنے مویشیوں کے لئے دانہ پانی دیکھتے ہیں وہیں ڈیرا ڈال دیتے ہیں اور پھر کچھ دنوں کے بعد دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ ایسے لوگ سفر میں پوری نماز پڑھیں۔

۱۳۱۴۔ اگر کوئی صحرا نشین مثلاً جائے قیام اور اپنے حیوانات کے لئے چراگاہ تلاش کرنے کے لئے سفر کرے اور مال و اسباب اس کے ہمراہ ہو تو وہ پوری نماز پڑھے ورنہ اگر اس کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو نماز قصر کرکے پڑھے۔

۱۳۱۵۔ اگر کوئی صحرا نشین مثلاً حج، زیارت، تجارت یا ان سے ملتے جلتے کسی مقصد سے سفر کرے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

)ساتویں شرط) اس شخص کا پیشہ سفر نہ ہو۔ پس جس شخص کا پیشہ سفر ہو یعنی یا تو اس کا کام ہی فقط سفر کرنا ہو اس حد تک کہ لوگ اسے کثیر السفر کہیں یا جو پیشہ اس نے اپنے لئے اختیار کیا ہو اس کا انحصار سفر کرنے پر ہو مثلاً ساربان، ڈرائیور، گلہ بان اور ملاح۔ اس قسم کے افراد اگرچہ اپنے ذاتی مقصد مثلاً گھر کا سامان لے جانے یا اپنے گھر والوں کو منتقل کرنے کے لئے سفر کریں تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھیں۔ اور جس شخص کا پیشہ سفر ہو اس مسئلے میں اس شخص کے لئے بھی یہی حکم ہے جو کسی دوسری جگہ پر کام کرتا ہو (یا اس کی پوسٹنگ دوسری جگہ پر ہو) اور وہ ہر روز یا دو دن میں ایک مرتبہ وہاں تک کا سفر کرتا ہو اور لوٹ آتا ہو۔ مثلاً وہ شخص جس کی رہائش ایک جگہ ہو اور کام مثلاً تجارت، معلمی وغیرہ دوسری جگہ ہو۔

۱۳۱۶۔ جس شخص کے پیشے کا تعلق سفر سے ہو اگر وہ کسی دوسرے مقصد مثلاً حج یا زیارت کے لئے سفر کرے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر عرف عام میں کثیر السفر کہلاتا ہو تو قصر نہ کرے لیکن اگر مثال کے طور پر ڈرائیور اپنی گاڑی زیارت کے لئے کرائے پر چلائے اور ضمناً خود بھی زیارت کرے تو ہر حال میں ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

۱۳۱۷۔ وہ باربردار جو حاجیوں کو مکہ پہنچانے کے لئے سفر کرتا ہو اگر اس کا پیشہ سفر کرنا ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر اس کا پیشہ سفر کرنا نہ ہو اور صرف حج کے دنوں میں باربرداری کے لئے سفر کرتا ہو تو اس کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز پوری بھی پڑھے اور قصر کر کے بھی پڑھے لیکن اگر سفر کی مدت کم ہو مثلاً دو تین ہفتے تو بعید نہیں ہے کہ اس کے لئے نماز قصر کر کے پڑھنے کا حکم ہو۔

۱۳۱۸۔ جس شخص کا پیشہ باربرداری ہو اور وہ دور دراز مقامات سے حاجیوں کو مکہ لے جاتا ہو اگر وہ سال کا کافی حصہ سفر میں رہتا ہو تو اسے پوری نماز پڑھنی ضروری ہے۔

۱۳۱۹۔ جس شخص کا پیشہ سال کے کچھ حصے میں سفر کرنا ہو مثلاً ایک ڈرائیور جو صرف گرمیوں یا سردیوں کے دنوں میں اپنی گاڑی کرائے پر چلاتا ہو ضروری ہے کہ اس سفر میں نماز پوری پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کو قصر کرکے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

۱۳۲۰۔ ڈرائیور اور پھیری والا جو شہر کے آس پاس دو تین فرسخ میں آتا جاتا ہو اگر وہ اتفاقاً آٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جائے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔

۱۳۲۱۔ جش کا پیشہ ہی مسافرت ہے اگر دس دن یا اس سے زیادہ عرصہ اپنے وطن میں رہ جائے تو خواہ ابتدا سے دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو یا بغیر ارادے کے اتنے دن رہے تو ضروری ہے کہ دس دن کے بعد جب پہلے سفر پر جائے تو نماز پوری پڑھے اور اگر اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ رہنے کا قصد کرکے یا بغیر قصد کے دس دن وہاں مقیم رہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۱۳۲۲۔ چار اوادار جس کا پیشہ سفر کرنا ہو اگر وہ اپنے وطن یا وطن کے علاوہ کسی اور جگہ قصد کرکے یا بغیر قصد کے دس دن رہے تو احتیاط مستحب ہے کہ دس دن کے بعد جب وہ پہلا سفر کرے تو نمازیں مکمل اور قصر دونوں پڑھے۔

۱۳۲۳۔ چاروادار اور ساربان کی طرح جن کا پیشہ سفر کرنا ہے اگر معمول سے زیادہ سفر ان کی مشقت اور تھکاوٹ کا سبب ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر پڑھیں۔

۱۳۲۴۔ سیلانی کہ جو شہر بہ شہر سیاحت کرتا ہو اور جس نے اپنے لئے کوئی وطن معین نہ کیا ہو وہ پوری نماز پڑھے۔

۱۳۲۵۔ جس شخص کا پیشہ سفر کرنا نہ ہو اگر مثلاً کسی شہر یا گاوں میں اس کا کوئی سامان ہو اور وہ اسے لینے کے لئے سفر پر سفر کرے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔ مگر یہ کہ اس کا سفر اس قدر زیادہ ہو کہ اسے عرفاً کثیر السفر کہا جائے۔

۱۳۲۶۔ جو شخص ترک وطن کرکے دوسرا وطن اپنانا چاہتا ہو اگر اس کا پیشہ سفر نہ ہو تو سفر کی حالت میں اسے نماز قصر کرکے پڑھنی ضروری ہے۔

)آٹھویں شرط) مسافر حدِّ تَرخّص تک پہنچ جائے لیکن وطن کے علاوہ حَدِّ تُّرخّص معتبر نہیں ہے اور جو نہی کوئی شخص اپنی اقامت گاہ سے نکلے اس کی نماز قصر ہے۔

۱۳۲۷۔ حد ترخص وہ جگہ ہے جہاں سے اہل شہر مسافر کو نہ دیکھ سکیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل شہر کو نہ دیکھ سکے۔

۱۳۲۸۔ جو مسافر اپنے وطن واپس آرہا ہو جب تک وہ اپنے وطن واپس نہ پہنچے قصر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اور ایسے ہی جو مسافر وطن کی علاوہ کسی اور جگہ دس دن ٹھہرنا چاہتا ہو وہ جب تک اس جگہ نہ پہنچے اس کی نماز قصر ہے۔

۱۳۲۹۔ اگر شہر اتنی بلندی پر واقع ہو کہ وہاں کے باشندے دور سے دکھائی دیں یا اس قدر نشیب میں واقع ہو کہ اگر انسان تھوڑا سا دور بھی جائے تو وہاں کے باشندوں کو نہ دیکھ سکے تو اس شہر کے رہنے والوں میں سے جو شخص سفر میں ہو جب وہ اتنا دور چلا جائے کہ اگر وہ شہر ہموار زمین پر ہو تا تو وہاں کے باسندے اس جگہ سے دیکھے نہ جاسکتے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اسی طرح اگر راستے کی بلندی یا پستی معمول سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ معمول کا لحاظ رکھے۔

۱۳۳۰۔ اگر کوئی شخص ایسی جگہ سے سفر کرے جہاں کوئی رہتا نہ ہو تو جب وہ ایسی جگہ پہنچے کہ اگر کوئی اس مقام (یعنی سفر شروع کرنے کے مقام) پر رہتا ہو تا تو وہاں سے نظر نہ آتا تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۳۱۔ کوئی شخص کشتی یا ریل میں بیٹھے اور حد ترخص تک پہنچنے سے پہلے پوری نماز کی نیت سے نماز پڑھنے لگے تو اگر تیسی رکعت کے رکوع سے پہلے حد ترخص تک پہنچ جائے تو قصر نماز پڑھنا ضروری ہے۔

۱۳۳۲۔ جو صورت پچھلے مسئلے میں گزر چکی ہے اس کے مطابق اگر تیسری رکعت کے رکوع کے بعد حد ترخص تک پہنچے تو اس نماز کو توڑ سکتا ہے اور ضروری ہے کہ اسے قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۳۳۔ اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ حد ترخص تک پہنچ چکا ہے اور نماز قصر کر کے پڑھے اور اس کے بعد معلوم ہو کہ نماز کے وقت حد ترخص تک نہیں پہنچا تھا تو نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ چنانچہ جب تک حد ترخص تک نہ

پہنچاہو تو نمازی پوری پڑھنا ضروری ہے۔ اور اس صورت میں جب کہ حد ترخص سے گزر چکاہو نماز قصر کر کے پڑھے۔ اور اگر وقت نکل چکاہو تو نماز کو اس کے فوت ہوتے وقت جو حکم تھا اس کے مطابق ادا کرے۔

۱۳۳۴۔ اگر مسافر کی قوت باصرہ غیر معمولی ہو تو اسے اس مقام پر پہنچ کر نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے جہاں سے متوسط قوت کی آنکھ اہل شہر کو نہ دیکھ سکے۔

۱۳۳۵۔ اگر مسافر کو سفر کے دوران کسی مقام پر شک ہو کہ حدِّ ترخّص پر پہنچاہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

۱۳۳۶۔ جو مسافر سفر کے دوران اپنے وطن سے گزر رہاہو اگر وہاں توقف کرے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر توقف نہ کرے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ قصر اور پوری نماز دونوں پڑھے۔

۱۳۳۷۔ جو مسافر اپنی مسافرت کے دوران اپنے وطن پہنچ جائے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے تو ضروری ہے کہ جب تک وہاں رہے پوری نماز پڑھے لیکن اگر وہ چاہے کہ وہاں سے آٹھ فرسخ کے فاصلے پر چلا جائے یا مثلاً چار فرسخ جائے اور پھر چار فرسخ طے کر کے لوٹے تو جس وقت وہ حدِّ ترخّص پر پہنچے ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۳۸۔ جس جگہ کو انسان نے اپنی مستقل سکونت اور بود و باش کے لئے منتخب کیاہو وہ اس کا وطن ہے خواہ وہ وہاں پیدا ہوا ہو اور وہ اس کا آبائی وطن ہو یا اس نے خود اس جگہ کو زندگی بسر کرنے کے لئے اختیار کیاہو۔

۱۳۳۹۔ اگر کوئی شخص ارادہ رکھتاہو کہ تھوڑی سی مدت ایک ایسی جگہ رہے جو اس کا وطن نہیں ہے اور بعد میں کسی اور جگہ چلا جائے تو وہ اس کا وطن تصور نہیں ہوتا۔

۱۳۴۰۔ اگر انسان کسی جگہ کو زندگی گزارنے کے لئے اختیار کرے اگرچہ وہ ہمیشہ رہنے کا قصد نہ رکھتاہو تاہم ایسا ہو کہ عرف عام میں اسے وہاں مسافر نہ کہیں اور اگرچہ وقتی طور پر دس دن یا دس دن سے زیادہ دوسری جگہ رہے اس کے باوجود پہلی جگہ ہی کو اس زندگی گزارنے کی جگہ کہیں گے اور وہی جگہ اس کے وطن کا حکم رکھتی ہے۔

۱۳۴۱۔ جو شخص دو مقامات پر زندگی گزارتا ہو مثلاً چھ مہینے ایک شہر میں اور چھ مہینے دوسرے شہر میں رہتا ہو تو دونوں مقامات اس کا وطن ہیں۔ نیز اگر اس نے دو مقامات سے زیادہ مقامات کو زندگی بسر کرنے کے لئے اختیار کر رکھا ہو تو وہ سب اس کا وطن شمار ہوتے ہیں۔

۱۳۴۲۔ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ جو شخص کسی ایک جگہ سکونتی مکان کا مالک ہو اگر وہ مسلسل چھ مہینے وہاں رہے تو جس وقت تک مکان اس کی ملکیت میں ہے یہ جگہ اس کے وطن کا حکم رکھتی ہے۔ پس جب بھی وہ سفر کے دوران وہاں پہنچے ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اگرچہ یہ حکم ثابت نہیں ہے۔

۱۳۴۳۔ اگر ایک شخص کسی ایسے مقام پر پہنچے جو کسی زمانے میں اس کا وطن رہا ہو اور بعد میں اس نے اسے ترک کر دیا ہو تو خواہ اس نے کوئی نیا وطن اپنے لئے منتخب نہ بھی کیا ہو ضروری ہے کہ وہاں پوری نماز پڑھے۔

۱۳۴۴۔ اگر کسی مسافر کا کسی جگہ پر مسلسل دس دن رہنے کا ارادہ ہو یا وہ جانتا ہو کہ بہ امر مجبوری دس دن تک ایک جگہ رہنا پڑے گا تو وہاں اسے پوری نماز پڑھنی ضروری ہے۔

۱۳۴۵۔ اگر کوئی مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو تو ضروری نہیں کہ اس کا ارادہ پہلی رات یا گیارہویں رات وہاں رہنے کا ہو جونہی وہ ارادہ کرے کہ پہلے دن کے طلوع آفتاب سے دسویں دن کے غروب آفتاب تک وہاں رہے گا ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ پہلے دن کی ظہر سے گیارہویں دن کی ظہر تک وہاں رہنے کا ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۱۳۴۶۔ جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اسے اس صورت میں پوری نماز پڑھنی ضروری ہے جب وہ سارے کے سارے دن ایک جگہ رہنا چاہتا ہو۔ پس اگر وہ مثال کے طور پر چاہے کہ دس دن نَجَف اور کوفہ یا تہران اور شمیران (یا کراچی اور گھارو) میں رہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۴۷۔ جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اگر شروع سے ہی قصد رکھتا ہو کہ ان دس دنوں کے درمیان اس جگہ کے آس پاس ایسے مقامات پر جائے گا جو حدِّ تَرَخُّص تک یا اس سے زیادہ دور ہوں تو اگر اس کے جانے اور آنے کی مدت عرف میں دس دن قیام کے منافی نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اگر منافی ہو تو نماز قصر کر کے پڑھے۔ مثلاً اگر ابتداء ہی سے ارادہ ہو کہ ایک دن یا ایک رات کے لئے وہاں سے نکلے گا تو یہ ٹھہرنے کے قصر کے منافی ہے اور ضروری ہے کہ نماز قصر

کر کے پڑھے لیکن اگر اس کا قصد یہ ہو کہ مثلاً آدھے دن بعد نکلے گا اور پھر فوراً لوٹے گا اگرچہ اس کی واپسی رات ہونے کے بعد ہو تو ضروری ہے کہ نماز پڑھے۔ مگر اس صورت میں کہ اسکے بار بار نکلنے کی وجہ سے عرفاً یہ کہا جائے کہ دو یا اس زیادہ جگہ قیام پذیر ہے (تو نماز قصر پڑھے(

۱۳۴۸۔ اگر کسی مسافر کا کسی جگہ دس دن رہنے کا مُصَمَّم ارادہ نہ ہو مثلاً اس کا ارادہ یہ ہو کہ اگر اس کا ساتھی آ گیا یا رہنے کو اچھا مکان مل گیا تو دس دن وہاں رہے گا تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۴۹۔ جب کوئی شخص کسی جگہ دس دن رہنے کا مصَمَّم ارادہ نہ ہو مثلاً اس کا ارادہ یہ ہو کہ اگر اس کہ اس کے وہاں رہنے میں کوئی روکاوٹ پیدا ہو گی اور اس کا یہ احتمال عقلاء کے نزدیک معقول ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۵۰۔ اگر مسافر کو علم ہو کہ مہینہ ختم ہونے میں مثلاً دس یا دس سے زیادہ دن باقی ہیں اور کسی جگہ مہینے کے آخر تک رہنے کا ارادہ کرے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے لیکن اگر اسے علم نہ ہو کہ مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں اور مہینے کے آخر تک وہاں رہنے کا ارادہ کرے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اگرچہ جس وقت اس نے ارادہ کیا تھا اس وقت سے مہینہ کے آخری دن تک دس یا اس سے زیادہ دن بنتے ہوں۔

۱۳۵۱۔ اگر مسافر کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے پہلے وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مُذبذِب ہو کہ وہاں رہے یا کہیں اور چلا جائے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مُذبذِب ہو جائے تو ضروری ہے کہ جس وقت تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

۱۳۵۲۔ اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو روزہ رکھ لے اور ظہر کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے جب کہ اس نے ایک چار رکعتی نماز پڑھ لی ہو تو جب تک وہ وہاں رہے اس کے روزے درست ہیں اور ضروری ہے کہ اپنی نمازیں پوری پڑھے اور اگر اس نے چار رکعتی نماز نہ پڑھی ہو تو احتیاطاً اس دن کا روزہ پورا کرنا نیز اس کی قضا رکھنا ضروری ہے۔ اور ضروری ہے کہ اپنی نماز نمازیں قصر کر کے پڑھے اور بعد کے دنوں میں وہ روزہ بھی نہیں رکھ سکتا۔

۱۳۵۳۔ اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے اور شک کرے کہ وہاں رہنے کا ارادہ ترک کرنے سے پہلے ایک چار رکعتی نماز پڑھی تھی یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۵۴۔ اگر کوئی مسافر نماز کو قصر کر کے پڑھنے کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور نماز کے دوران مُصَمَّم ارادہ کر لے کہ دس یا اس سے زیادہ دن وہاں رہے گا تو ضروری ہے کہ نماز کو چار رکعتی پڑھ کر ختم کرے۔

۱۳۵۵۔ اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو پہلی چار رکعتی نماز کے دوران اپنے ارادے سے باز آجائے اور ابھی تیسری رکعت میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ دو رکعتی پڑھ کر ختم کرے اور اپنی باقی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اسی طرح اگر تیسری رکعت میں مشغول ہو گیا ہو اور رکوع میں نہ گیا ہو تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور نماز کو بصورت قصر ختم کرے اور اگر رکوع میں چلا گیا ہو تو اپنی نماز توڑ سکتا ہے اور ضروری ہے کہ اس نماز کو دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور جب تک وہاں رہے نماز قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۵۶۔ جس مسافر نے دس دن کسی جگہ رہنے کا ارادہ کیا ہو اگر وہ وہاں دس سے زیادہ دن رہے تو جب تک وہاں سے سفر نہ کرے ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ دوبارہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے۔

۱۳۵۷۔ جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو تو ضروری ہے کہ واجب روزے رکھے اور مستحب روزہ بھی رکھ سکتا ہے اور ظہر، عصر اور عشا کی نفلیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

۱۳۵۸۔ اگر کوئی مسافر جس نے کسی جگہ دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد یا وہاں دس دن رہنے کے بعد اگرچہ اس نے ایک بھی پوری نماز نہ پڑھی ہو یہ چاہے کہ ایک ایسی جگہ جائے جو چار فرسخ سے کم فاصلے پر ہو اور پھر لوٹ آئے اور اپنی پہلی جگہ پر دس دن یا اس سے کم مدت کے لئے جائے تو ضروری ہے کہ جانے کے وقت سے واپسی تک اور واپسی کے بعد اپنی نمازیں پوری پڑھے۔ لیکن اگر اس کا اپنی اقامت کے مقام پر واپس آنا فقط اس وجہ سے ہو کہ وہ اس کے سفر کے راستے میں واقع ہو اور اس کا سفر شرعی مسافت (یعنی آٹھ فرسخ) کا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ جانے اور آنے کے دوران اور ٹھہرنے کی جگہ میں نماز قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۵۹۔ اگر کوئی مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد چاہے کہ کسی اور جگہ چلا جائے جس کا فاصلہ آٹھ فرسخ سے کم ہو اور دس دن وہاں رہے تو ضروری ہے کہ روانگی کے وقت اور اس جگہ جہاں پر وہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اپنی نمازیں پوری پڑھے لیکن اگر وہ جگہ جہاں وہ جانا چاہتا ہو آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ دور ہو تو ضروری ہے کہ روانگی کے وقت اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اگر وہ وہاں دس دن نہ رہنا چاہتا ہو تو ضروری ہے کہ جتنے دن وہاں رہے ان دنوں کی نمازیں بھی قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۶۰۔ اگر کوئی مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد کسی ایسی جگہ جانا چاہے جس کا فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو اور مُذبذِب ہو کہ اپنی پہلی جگہ پر واپس آئے یا نہیں یا اس جگہ واپس آنے سے بالکل غافل ہو یا یہ چاہے کہ واپس ہو جائے لیکن مُذبذِب ہو کہ دس دن اس جگہ ٹھہرے یا نہیں یا وہاں دس دن رہنے اور وہاں سے سفر کرنے سے غافل ہو جائے تو ضروری ہے کہ جانے کے وقت سے واپسی تک اور واپسی کے بعد اپنی نمازیں پوری پڑھے۔

۱۳۶۱۔ اگر کوئی مسافر اس خیال سے کہ اس کے ساتھی کسی جگہ دس دن رہنا چاہتے ہیں اس جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس کے ساتھیوں نے ایسا کوئی ارادہ نہیں کیا تھا تو اگرچہ وہ خود بھی وہاں رہنے کا خیال ترک کر دے ضروری ہے کہ جب تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

۱۳۶۲۔ اگر کوئی مسافر اتفاقاً کسی جگہ تیس دن رہ جائے مثلاً تیس کے تیس دنوں میں وہاں سے چلے جانے یا وہاں رہنے کے بارے میں مُذبذِب رہا ہو تو تیس دن گزرنے کے بعد اگرچہ وہ تھوڑی مدت ہی وہاں رہے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔

۱۳۶۳۔ جو مسافر نو دن یا اس سے کم مدت کے لئے ایک جگہ رہنا چاہتا ہو اگر وہ اس جگہ نو دن یا اس سے کم مدت گزارنے کے بعد نو دن یا اس سے کم مدت کے لئے دوبارہ وہاں رہنے کا ارادہ کرے اور اسی طرح تیس دن گزر جائیں تو ضروری ہے کہ اکتیسویں دن پوری نماز پڑھے۔

۱۳۶۴۔ تیس دن گزرنے کے بعد مسافر کو اس صورت میں نماز پوری پڑھنی ضروری ہے جب وہ تیس دن ایک ہی جگہ رہا ہو پس اگر اس نے اس مدت کا کچھ حصہ ایک جگہ اور کچھ حصہ دوسری جگہ گزارا ہو تو تیس دن کے بعد بھی اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے۔

مُتَفَرِّق مَسَائِل

۱۳۶۵۔ مسافر مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد کوفہ میں بلکہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور کوفہ کے پورے شہروں میں اپنی نماز پوری پڑھ سکتا ہے نیز حضرت سَیّدُ الشہداء علیہ السلام کے حَرم میں بھی قبر مُطَہَّر سے ۱۴ گز کے فاصلے تک مسافر اپنی نماز پوری پڑھ سکتا ہے۔

۱۳۶۶۔ اگر کوئی ایسا شخص جسے معلوم ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے ان چار جگہوں کے علاوہ جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں کیا گیا ہے کسی اور جگہ جان بوجھ کر پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر بھول جائے کہ مسافر کو نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اور پوری نماز پڑھ لے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے لیکن بھول جانے کی صورت میں اگر اسے نماز کے وقت کے بعد یہ بات یاد آئے تو اس نماز کا قضا کرنا ضروری نہیں۔

۱۳۶۷۔ جو شخص جانتا ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے اگر وہ بھول کر پوری نماز پڑھ لے اور بروقت متوجہ ہو جائے تو نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے اور اگر وقت گزرنے کے بعد متوجہ ہو تو احتیاط کی بنا پر قضا کرنا ضروری ہے۔

۱۳۶۸۔ جو مسافر یہ نہ جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے اگر وہ پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۳۶۹۔ جو مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اگر وہ قصر نماز کے بعض خصوصیات سے ناواقف ہو مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ آٹھ فرسخ کے سفر میں نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے تو اگر وہ پوری نماز پڑھ لے اور نماز کے وقت میں اس مسئلے کا پتہ چل جائے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر دوبارہ نہ پڑھے تو اس کی قضا کرے لیکن اگر نماز کا وقت گزرنے کے بعد اسے (حکم مسئلہ) معلوم ہو تو اس نماز کی قضا نہیں ہے۔

۱۳۷۰۔ اگر ایک مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیئے اور وہ اس گمان میں پوری نماز پڑھ لے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ سے کم ہے تو جب اسے پتہ چلے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا تھا تو ضروری ہے کہ جو نماز پوری پڑھی ہو اسے دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور اگر اسے اس بات کا پتہ نماز کا وقت گزر جانے کے بعد چلے تو قضا ضروری نہیں۔

۱۳۷۱۔ اگر کوئی شخص بھول جائے کہ وہ مسافر ہے اور پوری نماز پڑھ لے اور اسے نماز کے وقت کے اندر ہی یاد آجائے تو اسے چاہیئے کہ قصر کر کے پڑھے اور اگر نماز کے وقت کے بعد یاد آئے تو اس نماز کی قضا اس پر واجب نہیں۔

۱۳۷۲۔ جس شخص کو پوری نماز پڑھنی ضروری ہے اگر وہ اسے قصر کر کے پڑھے تو اس کی نماز ہر صورت میں باطل ہے اگرچہ احتیاط کی بنا پر ایسا مسافر ہو جو کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اور مسئلے کا حکم نہ جاننے کی وجہ سے نماز قصر کر کے پڑھی ہو۔

۱۳۷۳۔ اگر ایک شخص چار رکعتی نماز پڑھ رہا ہو اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ وہ تو مسافر ہے یا اس امر کی طرف متوجہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لئے بھی وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۷۴۔ اگر کسی مسافر کو "نماز مسافر" کی بعض خصوصیات کا علم نہ ہو مثلاً وہ یہ جانتا ہو کہ اگر چار فرسخ تک جائے اور واپسی میں چار فرسخ کا فاصلہ طے کرے تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے اور چار رکعت والی نماز کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے مسئلہ اس کی سمجھ میں آجائے تو ضروری ہے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے اور اگر وہ رکوع میں اس امر کی جانب متوجہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور اس صورت میں اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لئے بھی وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۷۵۔ جس مسافر کو پوری نماز پڑھنی ضروری ہو اگر وہ مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے دو رکعتی نماز کی نیت سے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران مسئلہ اس کی سمجھ میں آجائے تو ضروری ہے کہ چار رکعتیں پڑھ کر نماز کو تمام کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز ختم ہونے کے بعد دوبارہ اس نماز کو چار رکعتی پڑھے۔

۱۳۷۶۔ جس مسافر نے ابھی نماز نہ پڑھی ہو اگر وہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن رہنا چاہتا ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور جو شخص مسافر نہ ہو اگر اس نے نماز کے اول وقت میں نماز نہ پڑھی ہو اور سفر اختیار کرے تو ضروری ہے کہ سفر میں نماز قصر کر کے پڑھے۔

۱۳۷۷۔ جس مسافر کو نماز قصر کر کے پڑھنا ضروری ہو اگر اس کی ظہر یا عصر یا عشا کی نماز قضا ہو جائے تو اگرچہ وہ اس کی قضا اس وقت بجالائے جب وہ سفر میں نہ ہو ضروری ہے کہ اس کی دو رکعتی قضا کرے۔ اور اگر ان تین نمازوں میں سے کسی ایسے شخص کی کوئی نماز قضا ہو جائے جو مسافر نہ ہو تو ضروری ہے کہ چار رکعتی قضا بجالائے اگرچہ یہ قضا اس وقت بجالائے جب وہ سفر میں ہوا۔

۱۳۷۸۔ مستحب ہے کہ مسافر ہر قصر کے نماز کے بعد تیس مرتبہ سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلاَاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ کہے اور ظہر، عصر اور عشا کی تعقیبات کے متعلق بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے بلکہ بہتر ہے کہ مسافر ان تین نمازوں کی تعقیب میں یہی ذکر ساٹھ مرتبہ پڑھے۔

قضا نماز

۱۳۷۹۔ جس شخص نے اپنی یومیہ نمازیں ان کے وقت نہ پڑھی ہوں تو ضروری ہے کہ ان کی قضا بجالائے اگرچہ وہ نماز کے تمام وقت کے دوران سویا رہا ہو یا اس نے مدہوشی کی وجہ سے نماز نہ پڑھی ہو اور یہی حکم ہر دوسری واجب نماز کا ہے جسے اس کے وقت میں نہ پڑھا ہو۔ حتیٰ کہ احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے اس نماز کا جو منت ماننے کی وجہ سے مُعَیَّین وقت میں اس پر واجب ہو چکی ہو۔ لیکن نماز عید فطر اور نماز عید قربان کی قضا نہیں ہے۔ ایسی ہی جو نمازیں کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا واجب نہیں خواہ وہ یومیہ نمازیں ہوں یا کوئی اور ہوں۔

۱۳۸۰۔ اگر کسی شخص کو نماز کے وقت کے بعد پتہ چلے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ باطل تھی تو ضروری ہے کہ اس نماز کی قضا کرے۔

۱۳۸۱۔ جس شخص کی نماز قضا ہو جائے ضروری ہے کہ اس کی قضا پڑھنے میں کوتاہی نہ کرے البتہ اس کا فوراً پڑھنا واجب نہیں ہے۔

۱۳۸۲۔ جس شخص پر کسی نماز کی قضا (واجب) ہو وہ مستحب نماز پڑھ سکتا ہے۔

۱۳۸۳۔ اگر کسی شخص کو احتمال ہو کہ قضا نماز اس کے ذمّے ہے یا جو نمازیں پڑھ چکا ہے وہ صحیح نہیں تھیں تو مستحب ہے کہ احتیاطاً نمازوں کی قضا کرے۔

۱۳۸۴۔ یومیہ نمازوں کی قضا میں ترتیب لازم نہیں ہے سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے مثلاً ایک دن کی نماز ظہر و عصر یا مغرب و عشا۔ اگرچہ دوسری نمازوں میں بھی ترتیب کا لحاظ رکھنا بہتر ہے۔

۱۳۸۵۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ یومیہ نمازوں کے علاوہ چند نمازوں مثلاً نماز آیات کی قضا کرے یا مثال کے طور پر چاہے کہ کسی ایک یومیہ نماز کی اور چند غیر یومیہ نمازوں کی قضا کرے تو ان کا ترتیب کے ساتھ قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

۱۳۷۶۔ اگر کوئی شخص ان نمازوں کی ترتیب بھول جائے جو اس نے نہیں پڑھیں تو بہتر ہے کہ انہیں اس طرح پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے وہ اسی ترتیب سے پڑھی ہیں جس ترتیب سے وہ قضا ہوئی تھیں۔ مثلاً اگر ظہر کی ایک نماز اور مغرب کی ایک نماز کی قضا اس پر واجب ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ کون سی پہلے قضا ہوئی تھی تو پہلے ایک نماز مغرب اور اس کے بعد ایک نماز ظہر اور دوبارہ نماز مغرب پڑھے یا پہلے ایک نماز ظہر اور اس کے بعد ایک نماز مغرب اور پھر دوبارہ ایک نماز ظہر پڑھے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ جو نماز بھی پہلے قضا ہوئی تھی وہ پہلے ہی پڑھی گئی ہے۔

۱۳۸۷۔ اگر کسی شخص سے ایک دن کی نماز ظہر اور کسی اور دن کی نماز عصر یا دو نماز ظہر یا دو نماز عصر قضا ہوئی ہوں اور اسے معلوم نہ ہو کہ کونسی پہلے قضا ہوئی ہوے تو اگر وہ دو نمازیں چار رکعتی اس نیت سے پڑھے کہ ان میں سے پہلی نماز پہلے دن کی قضا ہے اور دوسری، دوسرے دن کی قضا ہے تو ترتیب حاصل ہونے کے لئے کافی ہے۔

۱۳۸۸۔ اگر کسی شخص کی ایک نماز ظہر اور ایک نماز عشا یا ایک نماز عصر اور ایک نماز عشا قضا ہو جائے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ کون سی پہلے قضا ہوئی ہے تو بہتر ہے کہ انہیں اس طرح پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے انہیں ترتیب سے پڑھا ہے مثلاً اگر اس سے ایک نماز ظہر اور ایک نماز عشا قضا ہوئی ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ پہلے کون سی قضا ہوئی تھی تو وہ پہلے ایک نماز ظہر، اس کے بعد ایک نماز عشا، اور پھر دوبارہ ایک نماز ظہر پڑھے یا پہلے ایک نماز عشا، اس کے بعد ایک نماز ظہر اور پھر دوبارہ ایک نماز عشا پڑھے۔

۱۳۸۹۔ اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ اس نے ایک چار رکعتی نماز نہیں پڑھی لیکن یہ علم نہ ہو کہ وہ ظہر کی نماز تھی یا عشا کی تو اگر وہ ایک چار رکعتی نماز اس نماز کی قضا کی نیت سے پڑھے جو اس نے نہیں پڑھی تو کافی ہے اور اسے اختیار ہے کہ وہ نماز بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ پڑھے۔

۱۳۹۰۔ اگر کسی شخص کی مسلسل پانچ نمازیں قضا ہو جائیں اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ ان میں سے پہلی کون سی تھی تو اگر وہ نو نمازیں ترتیب سے پڑھے مثلاً نماز صبح سے شروع کرے اور ظہر و عصر اور مغرب و عشا پڑھنے کے بعد دوبارہ نماز صبح اور ظہر و عصر اور مغرب پڑھے تو اسے ترتیب کے بارے میں یقین حاصل ہو جائے گا۔

۱۳۹۱۔ جس شخص کو معلوم ہو کہ اس کی یومیہ نمازوں میں سے کوئی نہ کوئی ایک نہ ایک دن قضا ہوئی ہے لیکن ان کی ترتیب نہ جانتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ پانچ دن رات کی نمازیں پڑھے اور اگر چھ دنوں میں اس کی چھ نمازیں قضا ہوئی ہوں تو چھ دن رات کی نمازیں پڑھے اور اسی طرح ہر اس نماز کے لئے جس سے اس کی قضا نمازوں میں اضافہ ہو ایک مزید دن رات کی نمازیں پڑھے تا کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے نمازیں اسی ترتیب سے پڑھی ہیں۔ جس ترتیب سے قضا ہوئی تھیں مثلاً اگر ساتھ دن کی سات نمازیں نہ پڑھی ہوں تو سات دان رات کی نمازوں کی قضا کرے۔

۱۳۹۲۔ مثال کے طور پر اگر کسی کی چند صبح کی نمازیں یا چند ظہر کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وہ ان کی تعداد نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ وہ تین تھیں، چار تھیں یا پانچ تو اگر وہ چھوٹے عدد کے حساب سے پڑھ لے تو کافی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اتنی نمازیں پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ ساری قضا نمازیں پڑھ لی ہیں۔ مثلا اگر وہ بھول گیا ہو کہ اس کی کتنی نمازیں قضا ہوئی تھیں اور اسے یقین ہو کہ دس سے زیادہ نہ تھیں تو احتیاطاً صبح کی دس نمازیں پڑھے۔

۱۳۹۳۔ جس شخص کی گزشتہ دنوں کی فقط ایک نماز قضا ہوئی ہو اس کے لئے بہتر ہے کہ اگر اس دن کی نماز کی فضیلت کا وقت ختم نہ ہوا ہو تو پہلے قضا پڑھے اور اس کے بعد اس دن کی نماز میں مشغول ہو۔ نیز اور اگر اس کی گزشتہ دنوں کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو لیکن اسی دن کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہوں تو اگر اس دن کی نماز کی فضیلت کا وقت ختم نہ ہوا ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس دن کی قضا نمازیں ادا نماز سے پہلے پڑھے۔

۱۳۹۴۔ اگر کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے یاد آئے کہ اسی دن کی ایک یا زیادہ نمازیں اس سے قضا ہو گئی ہیں یا گزشتہ دنوں کی صرف ایک قضا نماز اس کے ذمے ہے تو اگر وقت وسیع ہو اور نیت کو قضا نماز کی طرف پھیرنا ممکن ہو اور اس

دن کی نماز کی فضیلت کا وقت ختم نہ ہوا ہو تو بہتر یہ ہے کہ قضا نماز کی نمیت کرے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز میں تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس دن کی صبح کی نماز قضا ہوئی ہے اور اگر ظہر کی نماز کا وقت بھی تنگ نہ ہو تو نیت کو صبح کی نماز کی طرف پھیر دے اور نماز کو دو رکعتی تمام کرے اور اس کے بعد نماز ظہر پڑھے ہاں اگر وقت تنگ ہو یا نیت کو قضا نماز کی طرف نہ پھیر سکتا ہو مثلاً نماز ظہر کی تیسری رکعت کے رکوع میں اسے یاد آئے کہ اس نے صبح کی نماز نہیں پڑھی تو چونکہ اگر وہ نماز صبح کی نیت کرنا چاہے تو ایک رکوع جو کہ رکن ہے زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے نیت کو صبح کی قضا کی طرف نہ پھیرے۔

۱۳۹۵۔ اگر گزشتہ دنوں کی قضا نمازیں ایک شخص کے ذمے ہوں اور اس دن کی (جب نماز پڑھ رہا ہے) ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں بھی اس سے قضا ہو گئی ہوں اور ان سب نمازوں کو پڑھنے کے لئے اس کے پاس وقت نہ ہو یا وہ ان سب کو اسی دن نہ پڑھنا چاہتا ہو تو مستحب ہے کہ اس دن کی قضا نمازوں کو ادا نماز سے پہلے پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ سابق نمازیں پڑھنے کے بعد ان قضا نمازوں کی جو اس دن ادا نماز سے پہلے پڑھی ہوں دوبارہ پڑھے۔

۱۳۹۶۔ جب تک انسان زندہ ہے خواہ وہ اپنی قضا نمازیں پڑھنے سے قاصر ہی کیوں نہ ہو کوئی دوسرا شخص اس کی قضا نمازیں نہیں پڑھ سکتا۔

۱۳۹۷۔ قضا نماز باجماعت بھی پڑھی جاسکتی ہے خواہ امام جماعت کی نماز ادا ہو یا قضا ہو اور یہ ضروری نہیں کہ دونوں ایک ہی نماز پڑھیں مثلاً اگر کوئی شخص صبح کی قضا نماز کو امام کی نماز ظہر یا نماز عصر کے ساتھ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۳۹۸۔ مستحب ہے کہ سمجھدار بچے کو (یعنی اس بچے کو جو برے بھلے کی سمجھ رکھتا ہو نماز پڑھنے اور دوسری عبادات بجالانے کی عادت ڈالی جائے بلکہ مستحب ہے کہ اسے قضا نمازیں پڑھنے پر بھی آمادہ کیا جائے۔

باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں

۱۳۹۹۔ باپ نے اپنی کچھ نمازیں نہ پڑھی ہوں اور ان کی قضا پڑھنے پر قادر ہو تو اگر اس نے امر خداوندی کی نافرمانی کرتے ہوئے ان کو ترک نہ کیا ہو تو احتیاط کی بنا پر اسکے بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کی قضا نمازیں پڑھے یا کسی کو اجرت دے کر پڑھوائے اور ماں کی قضا نمازیں اس پر واجب نہیں اگرچہ بہتر ہے (کہ ماں کی قضا نمازیں بھی پڑھے)۔

۱۴۰۰۔ اگر بڑے بیٹے کو شک ہو کہ کوئی قضا نماز اس کے باپ کے ذمے تھی یا نہیں تو پھر اس پر کچھ بھی واجب نہیں۔

۱۴۰۱۔ اگر بڑے بیٹے کو معلوم ہو کہ اس کے باپ کے ذمے قضا نمازیں تھیں اور شک ہو کہ اس نے وہ پڑھی تھیں یا نہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ان کی قضا بجالائے۔

۱۴۰۲۔ اگر یہ معلوم نہ ہو کہ بڑا بیٹا کون سا ہے تو باپ کی نمازوں کی قضا کسی بیٹے پر بھی واجب نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ بیٹے باپ کی قضا نمازیں آپس میں تقسیم کر لیں بجالانے کے لئے قرعہ اندازی کر لیں۔

۱۴۰۳۔ اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ اس کی قضا نمازوں کے لئے کسی کو اجیر بنایا جائے (یعنی کسی سے اجرت پر نمازیں پڑھوائی جائیں) تو اگر اجیر اس کی نمازیں صحیح طور پر پڑھ دے تو اس کے بعد بڑے بیٹے پر کچھ واجب نہیں ہے۔

۱۴۰۴۔ اگر بڑا بیٹا اپنی ماں کی قضا نمازیں پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ بلند آواز سے یا آہستہ نماز پڑھنے کے بارے میں اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے تو ضروری ہے کہ اپنی ماں کی صبح، مغرب اور عشا کی قضا نمازیں بلند آواز سے پڑھے۔

۱۴۰۵۔ جس شخص کے ذمے کسی نماز کی قضا ہو اگر وہ باپ اور ماں کی نمازیں بھی قضا کرنا چاہے تو ان میں سے جو بھی پہلے بجالائے صحیح ہے۔

۱۴۰۶۔ اگر باپ کے مرنے کے وقت بڑا بیٹا نابالغ یا دیوانہ ہو تو اس پر واجب نہیں کہ جب بالغ یا عاقل ہو جائے تو باپ کی قضا نمازیں پڑھے۔

۱۴۰۷۔ اگر بڑا بیٹا باپ کی قضا نمازیں پڑھنے سے پہلے مر جائے تو دوسرے بیٹے پر کچھ بھی واجب نہیں۔

نماز جماعت

۱۴۰۸۔ واجب نمازیں خصوصاً یومیہ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے اور مسجد کے پڑوس میں رہنے والے کو اور اس شخص کو جو مسجد کی اذان کی آواز سنتا ہو نماز صبح اور مغرب وعشا جماعت کے ساتھ پڑھنے کی بالخصوص بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

۱۴۰۹۔ مُعتَبر روایات کے مطابق باجماعت نماز فرادی نماز سے پچیس گنا افضل ہے۔

۱۴۱۰۔ بے اعتنائی برتتے ہوئے نماز جماعت میں شریک نہ ہونا جائز نہیں ہے اور انسان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ بغیر عذر کے نماز جماعت کو ترک کرے۔

۱۴۱۱۔ مستحب ہے کہ انسان صبر کرے تا کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور وہ باجماعت نماز جو مختصر پڑھی جائے اس فرادی نماز سے بہتر ہے جو طول دیکر پڑھی جائے اور وہ نماز باجماعت اس نماز سے بہتر ہے جو اول وقت میں فرادی یعنی تنہا پڑھی جائے اور وہ نماز باجماعت جو فضیلت کے وقت میں نہ پڑھی جائے اور فرادی نماز جو فضیلت کے وقت میں پڑھی جائے ان دونوں نمازوں میں سے کون سی نماز بہتر ہے معلوم نہیں۔

۱۴۱۲۔ جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جانے لگے تو مستحب ہے کہ جس شخص نے تنہا نماز پڑھی ہو وہ دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھے اور اگر اسے بعد میں پتہ چلے کہ اس کی پہلی نماز باطل تھی تو دوسری نماز کافی ہے۔

۱۴۱۳۔ اگر امام جماعت یا مقتدی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد اسی نماز کو دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہے تو اگرچہ اس کا مستحب ہونا ثابت نہیں لیکن رَجاءً دوبارہ پڑھنے کی کوئی مُمَانَعت نہیں ہے۔

۱۴۱۴۔ جس شخص کو نماز میں اس قدر وسوسہ ہوتا ہو کہ اس نماز کے باطل ہونے کا موجب بن جاتا ہو اور صرف جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے اسے وسوسے سے نجات ملتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

۱۴۱۵۔ اگر باپ یا ماں اپنی اولاد کو حکم دیں کہ نماز جماعت کے ساتھ پرھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے البتہ جب بھی والدین کی طرف سے امر و نہی محبت کی وجہ سے ہو اور اس کی مخالفت سے انہیں اذیت ہوتی ہو تو اولاد کے لئے ان کی مخالفت کرنا اگرچہ سرکشی کی حد تک نہ ہو تب بھی حرام ہے۔

۱۴۱۶۔ مستحب نماز کسی بھی جگہ احتیاط کی بنا پر جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جاسکتی لیکن نماز اِستِقاء جو طلب باران کے لئے پڑھی جاتی ہے جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور اسی طرح وہ نماز جو پہلے واجب رہی ہو اور پھر کسی وجہ سے مستحب ہو گئی ہو مثلاً نماز عید فطر اور نماز عید قربان جو امام مہدی علیہ السلام کے زمانے تک واجب تھی اور ان کی غیبت کی وجہ سے مستحب ہو گئی ہے۔

۱۴۱۷۔ جس وقت امام جماعت یومیہ نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھا رہا ہو تو اس کی اقتدا کوئی سی بھی یومیہ نماز میں کی جاسکتی ہے۔

۱۴۱۸۔ اگر امام جماعت یومیہ نماز میں سے قضا شدہ اپنی نماز پڑھ رہا ہو یا کسی دوسرے شخص کی ایسی نماز کی قضا پڑھ رہا ہو جس کا قضا ہونا یقینی ہو تو اس کی اقتدا کی جاسکتی ہے لیکن اگر وہ اپنی یا کسی دوسرے کی نماز احتیاطاً پڑھ رہا ہو تو اس کی اقتدا جائز نہیں مگر یہ کہ مقتدی بھی احتیاطاً پڑھ رہا ہو اور امام کی احتیاط کا سبب مقتدی کی احتیاط کا بھی سبب ہو لیکن ضروری نہیں ہے کہ مقتدی کی احتیاط کا کوئی دوسرا سبب نہ ہو۔

۱۴۱۹۔ اگر انسان کو یہ علم نہ ہو کہ نماز امام پڑھ رہا ہے وہ واجب پنج گانہ نمازوں میں سے ہے یا مستحب نماز ہے تو اس نماز میں اس امام کی اقتدا نہیں کی جاسکتی۔

۱۴۲۰۔ جماعت کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ امام اور مقتدی کے درمیان اور اسی طرح ایک مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اس مقتدی اور امام کے درمیان واسطہ ہو کوئی چیز حائل نہ ہو اور حائل چیز سے مراد وہ چیز ہے جو انہیں ایک دوسرے سے جدا کرے خواہ دیکھنے میں مانع ہو جیسے کہ پردہ یا دیوار وغیرہ یا دیکھنے میں حائل نہ ہو جیسے شیشہ پس اگر نماز کی تمام یا بعض حالتوں میں امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اتصال کا ذریعہ ہو کوئی ایسی چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہو گی اور جیسا کہ بعد میں ذکر ہو گا عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

۱۴۲۱۔ اگر پہلی صف کے لمبا ہونے کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ امام جماعت کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتدا کر سکتے ہیں اور اسی طرح اگر دوسری صفوں میں سے کسی صف کی لمبائی کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ اپنے سے آگے والی صف کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتدا کر سکتے ہیں۔

۱۴۲۲۔ اگر جماعت کی صفیں مسجد کے دروازے تک پہنچ جائیں تو جو شخص دروازے کے سامنے صف کے پیچھے کھڑا ہو اس کی نماز صحیح ہے۔ نیز جو اشخاص اس شخص کے پیچھے کھڑے ہو کر امام جماعت کی اقتدا کر رہے ہوں ان کی نماز بھی صحیح ہے بلکہ ان لوگوں کی نماز بھی صحیح ہے جو دونوں طرف کھڑے نماز پڑھ رہے ہوں اور کسی دوسرے مقتدی کے توسط سے جماعت سے متصل ہوں۔

۱۴۲۳۔ جو شخص ستون کے پیچھے کھڑا ہو اگر وہ دائیں یا بائیں طرف سے کسی دوسرے مقتدی کے توسط سے امام جماعت سے اتصال نہ رکھتا ہو تو وہ اقتدا نہیں کر سکتا ہے۔

۱۴۲۴۔ امام جماعت کے کھڑے ہونی کی جگہ ضروری ہے کہ مقتدی کی جگہ سے زیادہ اونچی نہ ہو لیکن اگر معولی اونچی ہو تو حرج نہیں نیز اگر ڈھلوان زمین ہو اور امام اس طرف کھڑا ہو جو زیادہ بلند ہو تو اگر ڈھلوان زیادہ نہ ہو اور اس طرح ہو کہ عموماً اس زمین کو مسطح کہا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۴۲۵۔ (نماز جماعت میں) اگر مقتدی کی جگہ امام کی جگہ سے اونچی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس قدر اونچی ہو کہ یہ نہ کہا جاسکے کہ وہ ایک جگہ جمع ہوئے ہیں تو جماعت صحیح نہیں ہے۔

۱۴۲۶۔ اگر ان لوگوں کے درمیان جو ایک صف میں کھڑے ہوں ایک سمجھدار بچہ یعنی ایسا بچہ جو اچھے برے کی سمجھ رکھتا ہو کھڑا ہو جائے اور وہ لوگ نہ جانتے ہوں کہ اسکی نماز باطل ہے تو اقتدا کر سکتے ہیں۔

۱۴۲۷۔ امام کی تکبیر کے بعد اگر اگلی صف کے لوگ نماز کے لئے تیار ہوں اور تکبیر کہنے ہی والے ہوں تو جو شخص پچھلی صف میں کھڑا ہو وہ تکبیر کہہ سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ انتظار کرے تا کہ اگلی صف والے تکبیر کہہ لیں۔

۱۴۲۸۔ اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ اگلی صفوں میں سے ایک صف کی نماز باطل ہے تو وہ پچھلی صفوں میں اقتدا نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے یہ علم نہ ہو کہ اس صف کے لوگوں کی نماز صحیح ہے یا نہیں تو اقتدا کر سکتا ہے۔

۱۴۲۹۔ جب کوئی شخص جانتا ہو کہ امام کی نماز باطل ہے مثلاً اسے علم ہو کہ امام وضو سے نہیں ہے تو خواہ امام خود اس امر کی جانب متوجہ نہ بھی ہو وہ شخص اس کی اقتدا نہیں کر سکتا۔

۱۴۳۰۔ اگر مقتدی کو نماز کے بعد پتہ چلے کہ امام عادل نہ تھا یا کافر تھا یا کسی وجہ سے مثلاً وضو نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نماز باطل تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۴۳۱۔ اگر کوئی شخص نماز کے دوران شک کرے کہ اس نے اقتدا کی ہے یا نہیں چنانچہ علامتوں کی وجہ سے اسے اطمینان ہو جائے کہ اقتدا کی ہے مثلاً ایسی حالت میں ہو جو مقتدی کا وظیفہ ہے مثلاً امام کو الحمد اور سورہ پڑھتے ہوئے سن

رہاہو تو ضروری ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ ہی ختم کرے بصورت دیگر ضروری ہے کہ نماز فرادی کی نیت سے ختم کرے۔

۱۴۳۲۔ اگر نماز کے دوران مقتدی کسی عذر کے بغیر فرادی کی نیت کرے تو اس کی جماعت کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔ لیکن اس کی نماز صحیح ہے مگر یہ کہ اس نے فرادی نماز میں اس کا جو وظیفہ ہے، اس پر عمل نہ کیا ہو یا ایسا کام جو فرادی نماز کو باطل کرتا ہے انجام دیا ہو اگرچہ سہواً ہو مثلاً رکوع زیادہ کیا ہو بلکہ بعض صورتوں میں اگر فرادی نماز میں اس کا جو وظیفہ ہے اس پر عمل نہ کیا ہو تو بھی اس کی نماز صحیح ہے۔ مثلاً اگر نمازی کی ابتدا سے فرادی کی نیت نہ ہو اور قراءت بھی نہ کی ہو لیکن رکوع میں اسے ایسا قصد کرنا پڑے تو ایسی صورت میں فرادی کی نیت سے تمام ختم کر سکتا ہے اور اسے دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

۱۴۳۳۔ اگر مقتدی امام کے الحمد اور سورہ پڑھنے کے بعد کسی عذر کی وجہ سے فرادی کی نیت کرے تو الحمد اور سورہ پڑھنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر (امام کے) الحمد اور سورہ ختم کرنے سے پہلے فرادی کی نیت کرے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ (الحمد اور سورے) جتنی مقدار امام نے پڑھی ہو وہ بھی پڑھے۔

۱۴۳۴۔ اگر کوئی شخص نماز جماعت کے دوران فرادی کی نیت کرے تو پھر وہ دوبارہ جماعت کی نیت نہیں کر سکتا لیکن اگر مُذبذِب ہو کہ فرادی کی نیت کرے یا نہ کرے اور بعد میں نماز کو جماعت کے ساتھ تمام کرنے کا مُصَمَّم ارادہ کرے تو اسکی جماعت صحیح ہے۔

۱۴۳۵۔ اگر کوئی شخص شک کرے کہ نماز کے دوران اس نے فرادی کی نیت کی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ سمجھ لے کہ اس نے فرادی کی نیت نہیں کی۔

۱۴۳۶۔ اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور امام کے رکوع میں شریک ہو جائے اگرچہ امام نے رکوع کا ذکر پڑھ لیا ہو اس شخص کی نماز صحیح ہے اور وہ ایک رکعت شمار ہوگی لیکن اگر وہ شخص بقدر رکوع کے جھکے تاہم امام کو رکوع میں نہ پا سکے تو وہ شخص اپنی نماز فرادی کی نیت سے ختم کر سکتا ہے۔

۱۴۳۷۔ اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور بقدر رکوع کے جھکے اور شک کرے کہ امام کے رکوع میں شریک ہوا ہے یا نہیں تو اگر اس کا موقع نکل گیا ہو مثلاًر کوع کے بعد شک کرے تو ظاہر یہ ہے کہ اس کی جماعت صحیح ہے۔ اس کے علاوہ دوسری صورت میں نماز فرادی کی نیت سے پوری کر سکتا ہے۔

۱۴۳۸۔ اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور اس سے پہلے کہ وہ بقدر رکوع جھکے، امام رکوع سے سر اٹھالے تو اسے اختیار ہے کہ فرادی کی نیت کر کے نماز پوری کرے یا قربت مطلقہ کی نیت سے امام کے ساتھ سجدے میں جائے اور سجدے کے بعد قیام کی حالت میں تکبیرۃ الاحرام اور کسی ذکر کا قصد کیے بغیر دوبارہ تکبیر کہے اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

۱۴۳۹۔ اگر کوئی شخص نماز کی ابتدا میں یا الحمد اور سورہ کے دوران اقتدا کرے اور اتفاقاً اس سے پہلے کہ وہ رکوع میں جائے امام اپنا سر رکوع سے اٹھالے تو اس شخص کی نماز صحیح ہے۔

۱۴۴۰۔ اگر کوئی شخص نماز کے لئے ایسے وقت پہنچے جب امام نماز کا آخری تشہد پڑھ رہا ہو اور وہ شخص چاہتا ہو کہ نماز جماعت کا ثواب حاصل کرے تو ضروری ہے کہ نیت باندھنے اور تکبیر یہ الاحرام کہنے کے بعد بیٹھ جائے اوعر محض قربت کی نیت سے تشہد امام کے ساتھ پڑھے۔ لیکن سلام نہ کہے اور انتظام کرے تاکہ امام نماز کا سلام پڑھ لے۔ اس کے بعد وہ شخص کھڑا ہاجائے اور دوبارہ نیت کیے بغیر اور تکبیر کہے بغیر الحمد اور سورہ پڑھے اور اسے اپنی نماز کی پہلی رکعت شمار کرے۔

۱۴۴۱۔ مقتدی کو امام سے آگے نہیں کھڑا ہونا چاہئے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر مقتدی زیادہ ہوں تو امام کے برابر نہ کھڑے ہوں۔ لیکن اگر مقتدی ایک آدمی ہو تو امام کے برابر کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۴۴۲۔ اگر امام مرد اور مقتدی عورت ہو تو اگر اس عورت اور امام کے درمیان یا عورت اور دوسرے مرد مقتدی کے درمیان جو عورت اور امام کے درمیان اتصال کا ذریعہ ہو پردہ وغیرہ لٹکا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۱۴۴۳۔ اگر نماز شروع ہونے کے بعد امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور اس تشخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو پردہ یا کوئی دوسری چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہو جاتی ہے اور لازم ہے کہ مقتدی فرادی نماز کے وظیفے پر عمل کرے۔

۱۴۴۴۔ احتیاط واجب ہے کہ مقتدی کے سجدے کی جگہ اور امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کے بیچ ایک ڈگ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور اگر انسان ایک ایسے مقتدی کے توسط سے جو اس کے آگے کھڑا ہو امام سے متصل ہو تب بھی یہی حکم ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ اور اس سے آگے والے شخص کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان اس سے زیادہ فاصلہ نہ ہو جو انسان کی حالت سجدہ میں ہوتی ہے۔

۱۴۴۵۔ اگر مقتدی کسی ایسے شخص کے توسط سے امام سے متصل ہو جس نے اس کے دائیں طرف یا بائیں طرف اقتدا کی ہو اور سامنے سے امام سے متصل نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس شخص سے جس نے اس کی دائیں طرف یا بائیں طرف اقتدا کی ہو ایک ڈگ سے زیادہ فاصلے پر نہ ہو۔

۱۴۴۶۔ اگر نماز کے دوران مقتدی اور امام یا مقتدی اور اس شخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو ایک ڈگ سے زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ تنہا ہو جاتا ہے اور اپنی نماز فرادی کی نیت سے جاری رکھ سکتا ہے۔

۱۴۴۷۔ جو لوگ اگلی صف میں ہوں اگر ان سب کی نماز ختم ہو جائے اور وہ فوراً دوسری نماز کے لئے امام کی اقتدا نہ کریں تو پچھلی صف والوں کی نماز جماعت باطل ہو جاتی ہے بلکہ اگر فوراً ہی اقتدا کر لیں تب بھی پچھلی صف کی جماعت صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

۱۴۴۸۔ اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں اقتدا کرے تو اس کے لئے الحمد اور سورہ پڑھنا ضروری نہیں البتہ قنوت اور تشہد امام کے ساتھ پڑھے اور احتیاط یہ ہے کہ تشہد پڑھتے وقت ہاتھوں کی انگلیاں اور پاوں کے تلووں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھٹنے اٹھالے اور تشہد کے بعد ضروری ہے کہ امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر سورے کے لئے وقت نہ رکھتا ہو تو الحمد کو تمام کرے اور اپنے رکوع میں امام کے ساتھ مل جائے اور اگر پوری الحمد پڑھنے کے لئے وقت نہ ہو تو الحمد کو چھوڑ سکتا ہے اور امام کے ساتھ رکوع میں جائے۔ لیکن اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کو فرادی کی نیت سے پڑھے۔

۱۴۴۹۔ اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام چار رکعتی نماز کی دوسری رکعت پڑھ رہا ہو تو ضروری ہے کہ اپنی نماز کی دوسری رکعت میں جو امام کی تیسری رکعت ہو گی دو سجدوں کے بعد بیٹھ جائے اور واجب مقدار میں تشہد پڑھے

اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور اگر تین دفعہ تسبیحات پڑھنے کا وقت نہ رکھتا ہو تو ضروری ہے کہ ایک دفعہ پڑھے اور رکوع میں اپنے آپ کو امام کے ساتھ شریک کرے۔

۱۴۵۰۔ اگر امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو اور مقتدی جانتا ہو کہ اگر اقتدا کرے گا اور الحمد پڑھے گا تو امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہ ہو سکے گا تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ امام کے رکوع میں جانے تک انتظار کرے اس کے بعد اقتدا کرے۔

۱۴۵۱۔ اگر کوئی شخص امام کے تیسری یا چوتھی رکعت میں قیام کی حالت میں ہونے کے وقت اقتدا کرے تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر سورہ پڑھنے کے لئے وقت نہ ہو تو ضروری ہے کہ الحمد تمام کرے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور اگر پوری الحمد پڑھنے کے لئے وقت نہ ہو تو الحمد کو چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں جائے لیکن اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ فرادی کی نیت سے نماز پوری کرے۔

۱۴۵۲۔ اگر ایک شخص جانتا ہو کہ اگر وہ سورہ یا قنوت پڑھے تو رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا اور وہ عمداً سورہ یا قنوت پڑھے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو تو اس کی جماعت باطل ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ وہ فرادی طور پر نماز پڑھے۔

۱۴۵۳۔ جس شخص کو اطمینان ہو کہ اگر سورہ شروع کرے یا اسے تمام کرے تو بشرطیکہ سورہ زیادہ لمبا نہ ہو وہ رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے گا تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ سورہ شروع کرے یا اگر شروع کیا ہو تو اسے تمام کرے لیکن اگر سورہ اتنا زیادہ طویل ہو کہ اسے امام کا مقتدی نہ کہا جا سکے تو ضروری ہے کہ اسے شروع نہ کرے اور اگر شروع کر چکا ہو تو اسے پورا نہ کرے۔

۱۴۵۴۔ جو شخص یقین رکھتا ہو کہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے گا اور امام کی اقتدا ختم نہیں ہو گی لہٰذا اگر وہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک نہ ہو سکے تو اس کی جماعت صحیح ہے۔

۱۴۵۶۔ اگر کوئی شخص اس خیال سے کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں ہے الحمد اور سورہ نہ پڑھے اور رکوع کے بعد اسے پتہ چل جائے کہ امام تیسری یا چوتھی رکعت میں تما تو مقتدی کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اسے رکوع سے پہلے اس بات کا پتہ چل جائے تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر وقت تنگ ہو تو مسئلہ ۱۴۵۱ کے مطابق عمل کرے۔

۱۴۵۷۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے الحمد اور سورہ پڑھے کہ امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہے اور رکوع سے پہلے یا اس کے بعد اسے پتہ چلے کہ امام پہلی دوسری رکعت میں تھا تو مقتدی کی نماز صحیح ہے اور اگر یہ بات اسے الحمد اور سورہ پڑھتے ہوئے معلوم ہو تو (الحمد اور سورہ کا) تمام کرنا اس کے لئے ضروری نہیں۔

۱۴۵۸۔ اگر کوئی شخص مستحب نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ اگر مستحب نماز کو تمام کرے گا تو جماعت کے ساتھ شریک ہو سکے گا تو مستحب یہ ہے کہ جو نماز پڑھ رہا ہو اسے چوڑ دے اور نماز جماعت میں شامل ہو جائے بلکہ اگر اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ پہلی رکعت میں شریک ہو سکے گا تب بھی مستحب ہے کہ اسی حکم کے مطابق عمل کرے۔

۱۴۵۹۔ اگر کوئی شخص تین رکعتی یا چار رکعتی نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو اور اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ اگر نماز کو پورا کرے گا تو جماعت میں شریک ہو سکے گا تو مستحب ہے کہ مستحب نماز کی نیت کے ساتھ اس نماز کو دو رکعت پر ختم کر دے اور جماعت کے ساتھ شریک ہو جائے۔

۱۴۶۰۔ جو شخص امام سے ایک رکعت پیچھے ہو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ جب امام آخری رکعت کا تشہد پڑھ رہا ہو تو ہاتھوں کی انگلیاں اور پاوں کے تلووں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھٹنوں کو بلند کرے اور امام کے سلام پڑھنے کا انتظار کرے اور پھر کھڑا ہو جائے اور اگر اسی وقت فرادی کا قصد کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں۔

امام جماعت کی شرائط

۱۴۶۲۔ امام جماعت کے لئے ضروری ہے کہ بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، عادل اور حلال زادہ ہو اور نماز صحیح پڑھ سکتا ہو نیز اگر مقتدی مرد ہو تو اس کا امام بھی مرد ہونا ضروری ہے اور دس سالہ بچے کی اقتدا صحیح ہونا اگرچہ وجہ سے خالی نہیں، لیکن اشکال سے بھی خالی نہیں ہے۔

۱۴۶۳۔ جو شخص پہلے ایک امام کو عادل سمجھتا تھا اگر شک کرے کہ وہ اب بھی اپنی عدالت پر قائم ہے یا نہیں تب بھی اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔

۱۴۶۴۔ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتدا نہیں کر سکتا جو بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتدا نہیں کر سکتا جو لیٹ کر نماز پڑھتا ہو۔

۱۴۶۵۔ جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو وہ اس شخص کی اقتدا کر سکتا ہے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو لیکن جو شخص لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اس کا کسی ایسے شخص کی اقتدا کرنا جو لیٹ کر یا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو محل اشکال ہے۔

۱۴۶۶۔ اگر امام جماعت کسی عذر کی وجہ سے نجس لباس یا تیمم یا جبیرے کے وضو سے نماز پڑھے تو اس کی اقتدا کی جا سکتی ہے۔

۱۴۶۷۔ اگر امام کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس کی وجہ سے وہ پیشاب اور پاخانہ نہ روک سکتا ہو تو اس کی اقتدا کی جا سکتی ہے نیز جو عورت مستحاضہ نہ ہو وہ مستحاضہ عورت کی اقتدا کر سکتی ہے۔

۱۴۶۸۔ بہتر ہے کہ جو شخص جذام یا برص کا مریض ہو وہ امام جماعت نہ بنے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس (سزا یافتہ) شخص کی جس پر شرعی حد جاری ہو چکی ہو اقتدا نہ کی جائے۔

نماز جماعت کے احکام

۱۴۶۹ ۔ نماز کی نیت کرتے وقت ضروری ہے کہ مقتدی امام کو مُعَیَّین کرے لیکن امام کا نام جاننا ضروری نہیں اور اگر نیت کرے کہ میں موجودہ امام جماعت کی اقتدا کرتا ہوں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۴۷۰۔ ضروری ہے کہ مقتدی الحمد اور سورہ کے علاوہ نماز کی سب چیزیں خود پڑھے لیکن اگر اس کی پہلی اور دوسری رکعت امام کی تیسری اور چوتھی رکعت ہو تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ بھی پڑھے۔

۱۴۷۱۔ اگر مقتدی نماز صبح و مغرب و عشا کی پہلی اور دوسری رکعت میں امام الحمد اور سورہ پڑھنے کی آواز سن رہا ہو تو خواہ وہ کلمات کو ٹھیک طرح نہ سمجھ سکے اسے الحمد اور سورہ نہیں پڑھنی چاہئے اور اگر امام کی آواز سن پائے تو مستحب ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے لیکن ضروری ہے کہ آہستہ پڑھے اور اگر سہواً بلند آواز سے پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۴۷۲۔ اگر مقتدی امام کی الحمد اور سورہ کی قراءت کے بعض کلمات سن لے تو جس قدر نہ سن سکے وہ پڑھ سکتا ہے۔

۱۴۷۳۔ اگر مقتدی سہواً الحمد اور سورہ پڑھے یا یہ خیال کرتے ہوئے کہ جو آواز سن رہا ہے وہ امام کی نہیں ہے الحمد اور سورہ پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ امام کی آواز تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۴۷۴۔ اگر مقتدی شک کرے کہ امام کی آواز سن رہا ہے یا نہیں یا کوئی آواز سنے اور یہ نہ جانتا ہو کہ امام کی آواز ہے یا کسی اور کی تو وہ الحمد اور سورہ پڑھ سکتا ہے۔

۱۴۷۵۔ مقتدی کو نماز ظہر و عصر کی پہلی اور دوسری رکعت میں احتیاط کی بنا پر الحمد اور سورہ نہیں پڑھنا چاہئے اور مستحب ہے کہ ان کی بجائے کوئی ذکر پڑھے۔

۱۴۷۶۔ مقتدی کو تکبیرۃ الاحرام امام سے پہلے نہیں کہنی چاہئے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک امام تکبیر نہ کہہ چکے مقتدی تکبیر نہ کہے۔

۱۴۷۷۔ اگر مقتدی سہواً امام سے پہلے سلام کہہ دے تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ امام کے ساتھ سلام کہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اگر جان بوجھ کر بھی امام سے پہلے سلام کہہ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۴۷۸۔ اگر مقتدی تکبیرۃ الاحرام کے علاوہ نماز کی دوسری چیزیں امام سے پہلے پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر انہیں سن لے یا یہ جان لے کہ امام انہیں کس وقت پڑھتا ہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ امام سے پہلے نہ پڑھے۔

۱۴۷۹۔ ضروری ہے کہ مقتدی جو کچھ نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کے علاوہ نماز کے دوسرے افعال مثلاً رکوع اور سجود امام کے ساتھ یا اس سے تھوڑی دیر بعد بجالائے اور اگر وہ ان افعال کو عمداً امام سے پہلے یا اس سے کافی دیر بعد انجام دے تو اس کی جماعت باطل ہو گی۔ لیکن اگر فعادی شخص کے وظیفے پر عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۴۸۰۔ اگر مقتدی بھول کر امام سے پہلے رکوع سے سر اٹھا لے اور امام رکوع میں ہی ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ رکوع میں چلا جائے اور امام کے ساتھ ہی سر اٹھائے۔ اس صورت میں رکوع کی زیادتی جو کہ رکن ہے کہ نماز کو باطل نہیں کرتی لیکن اگر وہ دوبارہ رکوع میں جائے اور اس سے پیشتر کہ وہ امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو امام سر اٹھالے تو احیتاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

۱۴۸۱۔ اگر مقتدی سہواً سر سجدے سے اٹھالے اور دیکھے کہ امام ابھی سجدے میں ہے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ سجدے میں چلا جائے اور ار دونوں سجدوں میں ایسا ہی اتفاق ہو جائے تو دو سجدوں کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے جو کہ رکن ہے نماز باطل نہیں ہوتی۔

۱۴۸۲۔ جو شخص سہواً امام سے پہلے سجدے سے سر اٹھالے اگر اسے دوبارہ سجدے میں جانے پر معلوم ہو کہ امام پہلے ہی سر اٹھا چکا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر دونوں سجدوں میں ایسا ہی اتفاق ہو جائے تو احیتاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

۱۴۸۳۔ اگر مقتدی غلطی سے سر رکوع یا سجدہ سے اٹھالے اور سہواً یا اس خیال سے کہ دوبارہ رکوع یا سجدے میں لوٹ جانے سے امام کے ساتھ شریک نہ ہو سکے گا رکوع یا سجدے میں نہ جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے۔

۱۴۸۴۔ اگر مقتدی سجدے سے سر اٹھالے اور دیکھے کہ امام سجدے میں ہے اور اس خیال سے کہ یہ امام کا پہلا سجدہ ہے اور اس نیت سے کہ امام کے ساتھ سجدہ کرے، سجدہ میں چلا جائے اور بعد میں اسے معلوم ہو کہ یہ امام کا دوسرا سجدہ تھا تو یہ مقتدی کا دوسرا سجدہ شمار ہو گا اور اگر اس خیال سے سجدے میں جائے کہ یہ امام کا دوسرا سجدہ ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ امام کا پہلا سجدہ تھا تو ضروری ہے کہ اس نیت سے سجدہ تمام کرے کہ امام کے ساتھ سجدہ کر رہا ہوں اور پھر دوبارہ امام کے ساتھ سجدے میں جائے اور دونوں صورتوں میں بہتر یہ ہے کہ نماز کو جماعت کے ساتھ تمام کرے اور پھر دوبارہ بھی پڑھے۔

۱۴۸۵۔ اگر کوئی مقتدی سہواً امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور صورت یہ ہو کہ اگر دوبارہ قیام کی حالت میں آجائے تو امام کی قراءت کا کچھ حصہ سن سکے تو اگر وہ سر اٹھالے اور دوبارہ امام کے ساتھ رکوع میں جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر وہ جان بوجھ کر دوبارہ قیام کی حالت میں نہ آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۱۴۸۶۔ اگر مقتدی سہواً امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور صورت یہ ہو کہ اگر دوبارہ قیام کی حالت میں آئے تو امام کی قراءت کا کوئی حصہ نہ سن سکے تو اگر وہ اس نیت سے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے، اپنا سر اٹھالے اور امام کے ساتھ رکوع میں جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر وہ عمداً دوبارہ قیام کی حالت میں نہ آئے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن فُرادی شمار ہو گی۔

۱۴۸۷۔ اگر مقتدی غَلَطی سے امام سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو اگر وہ اس قصد سے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے اپنا سر اٹھالے اور امام کے ساتھ سجدے میں جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر عمداً سجدے سے سر نہ اٹھائے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن وہ فرادی شمار ہو گی۔

۱۴۸۸۔ اگر امام غلطی سے ایک ایسی رکعت میں قنوت پڑھ دے جس میں قنوت نہ ہو یا ایک ایسی رکعت میں جس میں تشہد نہ ہو غلطی سے تشہد پڑھنے لگے تو مقتدی کو قنوت اور تشہد نہیں پڑھنا چاہئے لیکن وہ امام سے پہلے نہ رکوع میں جاسکتا ہے اور نہ امام کے کھڑا ہونے سے پہلے کھڑا ہو سکتا ہے بلکہ ضروری ہے کہ امام کے تشہد اور قنوت ختم کرنے تک انتظار کرے اور باقی ماندہ نماز اس کے ساتھ پڑھے۔

جماعت میں امام اور مقتدی کے فرائض

۱۴۸۹۔ اگر مقتدی صرف ایک مرد ہو تو مستحب ہے کہ وہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو اور اگر ایک عورت ہو تب بھی مستحب ہے کہ امام کی دائیں طرف کھڑی ہو لیکن ضروری ہے کہ اس کے سجدہ کرنے کی جگہ امام سے اس کے سجدے کی حالت میں دوزانوں کے فاصلے پر ہو۔ اور اگر ایک مرد اور ایک عورت یا ایک مرد اور چند عورتیں ہوں تو مستحب ہے کہ مرد امام کی دائیں طرف اور عورت یا عورتیں امام کے پیچھے کھڑی ہوں۔ اور اگر چند مرد اور ایک یا چند عورتیں ہوں تو مردوں کا امام کے پیچھے اور عورتوں کا مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا مستحب ہے۔

۱۴۹۰۔ اگر امام اور مقتدی دونوں عورتیں ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سب ایک دوسری کے برابر برابر کھڑی ہوں اور امام مقتدیوں سے آگے نہ کھڑی ہو۔

۱۴۹۱۔ مستحب ہے کہ امام صف کے درمیان میں آگے کھڑا ہو اور صاحبان علم و فضل اور تقوی وورع پہلی صف میں کھڑے ہوں۔

۱۴۹۲۔ مستحب ہے کہ جماعت کی صفیں منظم ہوں اور جو اشخاص ایک صف میں کھڑے ہوں ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور ان کے کندھے ایک دوسرے کے کندھوں سے ملے ہوئے ہوں۔

۱۴۹۳۔ مستحب ہے کہ "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" کہنے کے بعد مقتدی کھڑے ہو جائیں۔

۱۴۹۴۔ مستحب ہے کہ امام جماعت اس مقتدی کی حالت کالحاظ کرے جو دوسروں سے کمزور ہو اور قنوت اور رکوع اور سجود کو طول نہ دے بجز اس صورت کے کہ اسے علم ہو کہ تمام وہ اشخاص جنہوں نے اس کی اقتدا کی ہے طول دینے کی جانب مائل ہیں۔

۱۴۹۵۔ مستحب ہے کہ امام جماعت الحمد اور سورہ نیز بلند آواز سے پڑھے جانے والے اَذکار پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو اتنا بلند کرے کہ دوسرے سن سکیں لیکن ضروری ہے کہ آواز مناسب حد سے زیادہ بلند نہ کرے۔

۱۴۹۶۔ اگر امام کی حالت رکوع میں معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ابھی ابھی آیا ہے اور اقتدا کرنا چاہتا ہے تو مستحب ہے کہ رکوع کو معمول سے دُگنا طول دے اور پھر کھڑا ہو جائے خواہ اسے معلوم ہو جائے کہ کوئی دوسرا شخص بھی اقتدا کے لئے آیا ہے۔

نماز جماعت کے مکروہات

۱۴۹۷۔ اگر جماعت کی صفوں میں جگہ ہو تو انسان کے لئے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

۱۴۹۸۔ مقتدی کا نماز کے اذکار کو اس طرح پڑھنا کہ امام سن لے مکروہ ہے۔

۱۴۹۹۔ جو مسافر ظہر، عصر اور عشا کی نمازیں قصر کر کے پڑھتا ہو اس کے لئے ان نمازوں میں کسی ایسے شخص کو اقتدا کرنا مکروہ ہے جو مسافر نہ ہو اور جو شخص مسافر نہ ہو اس کے لئے مکروہ ہے کہ ان نمازوں میں مسافر کی اقتدا کرے۔

نماز آیات

۱۵۰۰۔ نماز آیات جس کے پڑھنے کا طریقہ بعد میں بیان ہو گا تین چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتی ہے:

۱۔ سورج گرہن

۲۔ چاند گرہن، اگرچہ اس کے کچھ حصے کو ہی گرہن لگے اور خواہ انسان پر اس کی وجہ سے خوف بھی طاری نہ ہوا ہو۔

۳۔ زلزلہ، احتیاط واجب کی بنا پر، اگرچہ اس سے کوئی بھی خوف زدہ نہ ہوا ہو۔

البتہ بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک، سرخ وسیاہ آندھی اور انہی جیسی دوسری آسمانی نشانیاں جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جائیں اور اسی طرح زمین کے حادثات مثلاً (دریا اور) سمندر کے پانی کا سوکھ جانا اور پہاڑوں کا گرنا جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں ان صورتوں میں بھی احتیاط مستحب کی بنا پر نماز آیات ترک نہیں کرنا چاہئے۔

۱۵۰۱۔ جن چیزوں کے لئے نماز آیات پڑھنا واجب ہے کہ اگر وہ ایک سے زیادہ وقوع پذیر ہو جائیں تو ضروری ہے کہ انسان ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک نماز آیات پڑھے مثلاً اگر سورج کو بھی گرہن لگ جائے اور زلزلہ بھی آجائے تو دونوں کے لئے دو الگ الگ نمازیں پڑھنی ضروری ہیں۔

۱۵۰۲۔ اگر کسی شخص پر کئی نماز آیات واجب ہوں خواہ وہ سب اس پر ایک ہی چیز کی وجہ سے واجب ہوئی ہوں مثلاً سورج کو تین دفعہ گرہن لگا ہو اور اس نے اس کی نمازیں نہ پڑھی ہوں یا مختلف چیزوں کی وجہ سے مثلاً سورج گرہن اور چاند گرہن اور زلزلے کی وجہ سے اس پر واجب ہوئی ہوں تو ان کی قضا کرتے وقت یہ ضروری نہیں کہ وہ اس بات کا تعین کرے کہ کون سی قضا کون سی چیز کے لئے کر رہا ہے۔

۱۵۰۳۔ جن چیزوں کے لئے آیات پڑھنا واجب ہے وہ جس شہر میں وقوع پذیر ہوں فقط اسی شہر کے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ نماز آیات پڑھیں اور دوسرے مقامات کے لوگوں کے لئے اس کا پڑھنا واجب نہیں ہے۔

۱۵۰۴۔ جب سورج یا چاند کو گرہن لگنے لگے تو نماز آیات کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ اپنی سابقہ حالت پر لوٹ نہ آئیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ اتنی تاخیر نہ کرے کہ گرہن ختم ہونے لگے۔ لیکن نماز آیات کی تکمیل سورج یا چاند گرہن ختم ہونے کے بعد بھی کر سکتے ہیں۔

۱۵۰۵۔ اگر کوئی شخص نماز آیات پڑھنے میں اتنی تاخیر کرے کہ چاند یا سورج، گرہن سے نکلنا شروع ہو جائے تو ادا کی نیت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس کے مکمل طور پر گرہن سے نکل جانے کے بعد نماز پڑھے تو پھر ضروری ہے کہ قضا کی نیت کرے۔

۱۵۰۶۔ اگر چاند یا سورج کو گرہن لگنے کی مدت ایک رکعت نماز پڑھنے کے برابر یا اس سے بھی کم ہو تو جو نماز وہ پڑھ رہا ہے ادا ہے اور یہی حکم ہے اگر ان کے گرہن کی مدت اس سے زیادہ ہو لیکن انسان نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ گرہن ختم ہونے میں ایک رکعت پڑھنے کے برابر یا اس سے کم وقت باقی ہو۔

۱۵۰۷۔ جب کبھی زلزلہ، بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک، اور اسی جیسی چیزیں وقوع پذیر ہوں تو اگر ان کا وقت وسیع ہو تو نماز آیات کو فوراً پڑھنا ضروری نہیں ہے بصورت دیگر ضروری ہے کہ فوراً نماز آیات پڑھے یعنی اتنی جلدی پڑھے کہ لوگوں کی نظروں میں تاخیر کرنا شمار نہ ہو اور اگر تاخیر کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بعد میں ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر پڑھے۔

۱۵۰۸۔ اگر کسی شخص کو چاند یا سورت کو گرہن لگنے کا پتہ نہ چلے اور ان کے گرہن سے باہر آنے کے بعد پتہ چلے کہ پورے سورج یا پورے چاند کو گرہن لگا تھا تو ضروری ہے کہ نماز آیات کی قضا کرے لیکن اگر اسے یہ پتہ چلے کہ کچھ حصے کو گرہن لگا تھا تو ضروری ہے کہ نماز آیات کی قضا کرے لیکن اگر اسے یہ پتہ چلے کہ کچھ حصے کو گرہن لگا تھا تو نماز آیات کی قضا اس پر واجب نہیں ہے۔

۱۵۰۹۔ اگر کچھ لوگ یہ کہیں کہ چاند کو یا یہ کہ سورج کو گرہن لگا ہے اور انسان کو ذاتی طور پر ان کے کہنے سے یقین یا اطمینان حاصل نہ ہو اس لئے وہ نماز آیات نہ پڑھے اور بعد میں پتہ چلے کہ انہوں نے ٹھیک کہا تھا تو اس صورت میں جب کہ پورے چاند کو یا پورے سورج کو گرہن لگا ہو نماز آیات پڑھے لیکن اگر کچھ حصے کو گرہن لگا ہو تو نماز آیات کا پڑھنا اس پر واجب نہیں ہے۔ اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ دو آدمی جن کے عادل ہونے کے بارے میں علم نہ ہو یہ کہیں کہ چاند کو یا سورج کو گرہن لگا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ عادل تھے۔

۱۵۱۰۔ اگر انسان کو ماہرین فلکیات کے کہنے پر جو علمی قاعدے کی رو سے سورج کو اور چاند کو گرہن لگنے کا وقت جانتے ہوں اطمینان ہو جائے کہ سورج کو یا چاند کو گرہن لگا ہے تو ضروری ہے کہ نماز آیات پڑھے اور اسی طرح اگر وہ کہیں کہ سورج یا چاند کو فلاں وقت گرہن لگے گا اور اتنی دیر تک رہے گا اور انسان کو ان کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو جائے تو ان کے کہنے پر عمل کرنا ضروری ہے۔

۱۵۱۱۔ اگر کسی شخص کو علم ہو جائے کہ جو نماز آیات اس نے پڑھی ہے وہ باطل تھی تو ضروری ہے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا بجا لائے۔

۱۵۱۲۔ اگر یومیہ نماز کے وقت نماز آیات بھی انسان پر واجب ہو جائے اور اس کے پاس دونوں کے لئے وقت ہو تو جو بھی پہلے پڑھ لے کوئی حرج نہیں ہے اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کا وقت تنگ ہو تو پہلے وہ نماز پڑھے جس کا وقت تنگ ہو اور اگر دونوں کا وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ پہلے یومیہ نماز پڑھے۔

۱۵۱۳۔ اگر کسی شخص کو یومیہ نماز پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ نماز آیات کا وقت تنگ ہے اور یومیہ نماز کا وقت بھی تنگ ہو تو ضروری ہے کہ پہلے یومیہ نماز کو تمام کرے اور بعد میں نماز آیات پڑھے اور اگر یومیہ نماز کا وقت تنگ نہ ہو تو اسے توڑ دے اور پہے نماز آیات اور اس کے بعد یومیہ نماز بجالائے۔

۱۵۱۴۔ اگر کسی شخص کو نماز آیات پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ یومیہ نماز کا وقت تنگ ہے تو ضروری ہے کہ نماز آیات کو چھوڑ دے اور یومیہ نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور یومیہ نماز کو تمام کرنے کے بعد اس سے پہلے کہ کوئی ایسا کام کرے جو نماز کو باطل کرتا ہو باقی ماندہ نماز آیات وہیں سے پڑھے جہاں سے چھوڑی تھی۔

۱۵۱۵۔ جب عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہو اور سورج یا چاند کو گرہن لگ جائے یا زلزلہ آجائے تو اس پر نماز آیات واجب نہیں ہے اور نہ ہی اس کی قضا ہے۔

نماز کی آیات پڑھنے کا طریقہ

۱۵۱۶۔ نماز آیات کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کرنے کے بعد انسان تکبیر کہے اور ایک دفعہ الحمد اور ایک پورا سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور پھر رکوع سے سر اٹھائے پھر دوبارہ ایک دفعہ الحمد اور ایک سورہ پڑھے اور پھر رکوع میں جائے۔ اس عمل کو پانچ دفعہ انجام دے اور پانچویں رکوع سے قیام کی حالت میں آنے کے بعد دو سجدے بجالائے اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت بجالائے اور تشہد اور سلام پڑھ کر نماز تمام کرے۔

۱۵۱۷۔ نماز آیات میں یہ بھی ممکن ہے کہ انسان نیت کرنے اور تکبیر اور الحمد پڑھنے کے بعد ایک سورے کی آیتوں کے پانچ حصے کرے اور ایک آیت یا اس سے کچھ زیادہ پڑھے اور بلکہ ایک آیت سے کم بھی پڑھ سکتا ہے لیکن احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مکمل جملہ ہو اور اس کے بعد رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور الحمد پڑھے بغیر اسی سورہ کا دوسرا حصہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور اسی طرح اس عمل کو دہراتا رہے حتی کہ پانچویں رکوع سے پہلے سورے کو ختم

کردے مثلاً سورہ فلق میں پہلے بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ قُل اَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ۔ پڑھے اور رکوع میں جائے اس کے بعد کھڑا ہو اور پڑھے مِن شَرِّ مَا خَلَقَ۔ اور دوبارہ رکوع میں جائے اور رکوع کے بعد کھڑا ہو اور پڑھے۔ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ پھر رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو اور پڑھے ومِن شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی العُقَدِ اور رکوع میں چلا جائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور پڑھے وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ اور اس کے بعد پانچویں رکوع میں جائے اور (رکوع سے) کھڑا ہونے کے بعد دو سجدے کرے اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح بجالائے اور اس کے دوسرے سجدے کے بعد تشہد اور سلام پڑھے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ سورے کو پانچ سے کم حصوں میں تقسیم کرے لیکن جس وقت بھی سورہ ختم کرے لازم ہے کہ بعد والے رکوع سے پہلے الحمد پڑھے۔

۱۵۱۸۔ اگر کوئی شخص نماز آیات کی ایک رکعت میں پانچ دفعہ الحمد اور سورہ پڑھے اور دوسری رکعت میں ایک دفعہ الحمد پڑھے اور سورے کو پانچ حصوں میں تقسیم کردے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۵۱۹۔ جو چیزیں یومیہ نماز میں واجب اور مستحب ہیں البتہ اگر نماز آیات جماعت کے ساتھ ہو رہی ہو تو اذان اور اقامت کی بجائے تین دفعہ بطور رَجَاء "اَلصَّلوٰۃ" کہا جائے لیکن اگر یہ نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جارہی ہو تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

۱۵۲۰۔ نماز آیات پڑھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ رکوع سے پہلے اور اس کے بعد تکبیر کہے اور پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد تکبیر سے پہلے "سَمِعَ اللہُ لِمَن حَمِدَہ" بھی کہے۔

۱۵۲۱۔ دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور اگر قنوت صرف دسویں رکوع سے پہلے پڑھ لیا جائے تب بھی کافی ہے۔

۱۵۲۲۔ اگر کوئی شخص نماز آیات میں شک کرے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۱۵۲۳۔ اگر (کوئی شخص جو نماز آیات پڑھ رہا ہو) شک کرے کہ وہ پہلی رکعت کے آخری رکوع میں ہے یا دوسری رکعت کے پہلے رکوع میں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر مثال کے طور پر شک کرے کہ چار رکوع بجالایا ہے یا پانچ اور اس کا یہ شک سجدے میں جانے سے پہلے ہو تو جس رکوع کے بارے میں اسے شک ہو کہ

بجالایاہے یانہیں اسے ادا کرنا ضروری ہے لیکن اگر سجدے کے لئے جھک گیا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔

۱۵۲۴۔ نماز آیات کا ہر رکوع رکن ہے اور اگر ان میں عمداً کمی یا بیشی ہو جائے تو نماز باطل ہے۔ اور یہی حکم ہے اگر سہواً کمی ہو یا احتیاط کی بنا پر زیادہ ہو۔

عید فطر اور عید قربان کی نماز

۱۵۲۵۔ امام عصر علیہ السلام کے زمانہ حضور میں عید فطر و عید قربان کی نمازیں واجب ہیں اور ان کا جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے لیکن ہمارے زمانے میں جب کہ امام عصر علیہ السلام غَیبَت کبری میں ہیں یہ نمازیں مستحب ہیں اور باجماعت یا فرادی دونوں طرح پڑھی جاسکتی ہیں۔

۱۵۲۶۔ نماز عید فطر و قربان کا وقت عید کے دن طلوع آفتاب سے ظہر تک ہے۔

۱۵۲۷۔ عید قربان کی نماز سورج چڑھ آنے کے بعد پڑھنا مستحب ہے اور عید فطر میں مستحب ہے کہ سورج چڑھ آنے کے بعد افطار کیا جائے، فطرہ دیا جائے اور بعد میں دوگانہ عید ادا کیا جائے۔

۱۵۲۸۔ عید فطر و قربان کی نماز دو رکعت ہے جس کی پہلی رکعت میں الحمد اور سورہ پڑھنے کے بعد بہتر یہ ہے کہ پانچ تکبیریں کہے اور ہر دو تکبیر کے درمیان ایک قنوت پڑھے اور پانچویں تکبیر کے بعد ایک اور تکبیر کہے اور رکوع میں چلا جائے اور پھر دو سجدے بجالائے اور اٹھ کھڑا ہو اور دوسری رکعت چار تکبیریں کہے اور ہر دو تکبیر کے درمیان قنوت پڑھے اور چوتھی تکبیر کے بعد ایک اور تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور رکوع کے بعد دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور چوتھی تکبیر کے بعد ایک اور تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور رکوع کے بعد دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور سلام کہہ کر نماز کو تمام کر دے۔

۱۵۲۹۔ عید فطر و قربان کی نماز کے قنوت میں جو دعا اور ذکر کر بھی پڑھی جائے۔

"اَللّٰھُمَّ اَھلَ الکِبرِیَآءِ وَالعَظَمَۃِ وَاَھلَ الجُودِ وَالجَبَرُوتِ وَاَھلَ العَفوِ وَالرَّحمَۃِ وَاَھلَ التَّقوٰی وَالمَغفِرَۃِ اَسئَلُکَ بِحَقِّ ھٰذَا الیَومِ الَّذِی جَعَلتَہٗ لِلمُسلِمِینَ عِیداً وَّلِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ ذُخراً وَّشَرَفاً وَّکَرَامَۃً وَّمَزِیداً اَن تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَن تُدخِلَنِی فِی کُلِّ خَیرٍ

اَدخَلتَ فِیہِ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ وَّاَن تُخرِجَنِی مِن کُلِّ سُوٓءٍ اَخرَجتَ مِنہُ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُکَ عَلَیہِ وَ عَلَیہِم اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَساَلُکَ خَیرَ مَا سَئَلَکَ بِہٖ عِبَادُکَ الصَّالِحُونَ وَاَعُوذُ بِکَ مِمَّا استَعَاذَ مِنہُ عِبَادُکَ المُخلِصُونَ"۔

۱۵۳۰۔ امام عصر علیہ السلام کے زمانہ غیبت میں اگر نماز عید فطر و قربان جماعت سے پڑھی جائے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اس کے بعد دو خطبے پڑھے جائیں اور بہتر یہ ہے کہ عید فطر کے خطبے میں فطرے کے احکام بیان ہوں اور عید قربان کے خطبے میں قربانی کے احکام بیان کئے جائیں۔

۱۵۳۱۔ عید کی نماز کے لئے کوئی سورہ مخصوص نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں (الحمد کے بع) سورہ شمس (۹۱ واں سورہ) پڑھا جائے اور دوسری رکعت میں (الحمد کے بعد) سورہ غاشیہ (۸۸ واں سورہ) پڑھا جائے یا پہلی رکعت میں سورہ اعلی (۸۷ واں سورہ) اور دوسری رکعت میں سورہ شمس پڑھا جائے۔

۱۵۳۲۔ نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا مستحب ہے مکہ مکرمہ میں مستحب ہے کہ مسجد الحرام میں پڑھی جائے۔

۱۵۳۳۔ مستحب ہے کہ نماز عید کے لئے پیدل اور پابرہنہ اور باوقار طور پر جائیں اور نماز سے پہلے غسل کریں اور سفید عمامہ سر پر باندھیں۔

۱۵۳۴۔ مستحب ہے کہ نماز عید میں زمین پر سجدہ کیا جائے اور تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو بلند کیا جائے اور جو شخص نماز عید پڑھ رہا ہو خواہ وہ امام جماعت ہو یا فرادی نماز پڑھ رہا ہو نماز بلند آواز سے پڑھے۔

۱۵۳۵۔ مستحب ہے کہ عید فطر کی رات کی مغرب و عشا نماز کے بعد اور عید فطر کے دن نماز صبح کے بعد اور نماز عید فطر کے بعد یہ تکبیریں کہی جائیں۔

"اَللّٰہُ اَکبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ، اَللّٰہُ اَکبَرُ وَلِلّٰہِ الحَمدُ، اَللّٰہُ اَکبَرُ عَلٰی مَاھَدَانَا"۔

۱۵۳۶۔ عید قربان میں دس نمازوں کے بعد جن میں سے پہلی نماز عید کے دن کی نماز ظہر ہے اور آخری بارہویں تاریخ کی نماز صبح ہے ان تکبیرات کا پڑھنا مستحب ہے جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو چکا ہے اور ان کے بعد۔ اَللّٰہُ اَکبَرُ عَلٰی مَارَزَقَنَا مِن بَہِیمَۃِ الاَنعَامِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَآ اَبلَانَا" پڑھنا بھی مستحب ہے لیکن اگر عید قربان کے موقع پر انسان منی میں ہو تو مستحب ہے کہ یہ تکبیریں پندرہ نمازوں کے بعد پڑھے جن میں سے پہلی نماز عید کے دن نماز ظہر ہے اور آخری تیرہویں ذی الحجہ کی نماز صبح ہے۔

۱۵۳۷۔ نماز عید میں بھی دوسری نمازوں کی طرح مقتدی کو چاہئے کہ الحمد اور سورہ کے علاوہ نماز کے اذکار خود پڑھے۔

۱۵۳۹۔ اگر مقتدی اس وقت پہنچے جب امام نماز کی کچھ تکبیریں کہہ چکا ہو تو امام کے رکوع میں جانے کے بعد ضروری ہے جتنی تکبیریں اور قنوت اس نے امام کے ساتھ نہیں پڑھی انہیں پڑھے اور اگر ہر قنوت میں ایک دفعہ "سُبحانَ اللہ" یا ایک دفعہ "اَلحَمدُ لِلّٰہ" کہہ دے تو کافی ہے۔

۱۵۴۰۔ اگر کوئی شخص نماز عید میں اس وقت پہنچے جب امام رکوع میں ہو تو وہ نیت کر کے اور نماز کی پہلی تکبیر کہہ کر رکوع میں جا سکتا ہے۔

۱۵۴۱۔ اگر کوئی شخص نماز عید میں ایک سجدہ بھول جائے تو ضروری ہے کہ نماز کے بعد اسے بجالائے۔ اور اسی طرح اگر کوئی ایسا فعل نماز عید میں سرزد ہو جس کے لئے یومیہ نماز میں سجدہ سہو لازم ہے تو نماز عید پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ دو سجدہ سہو بجالائے۔

نماز کے لئے اجیر بنانا (یعنی اجرت دے کر نماز پڑھوانا)

۱۵۴۲۔ انسان کے مرنے کے بعد ان نمازوں اور دوسری عبادتوں کے لئے جو وہ زندگی میں نہ بجالایا ہو کسی دوسرے شخص کو اجیر بنایا جا سکتا ہے یعنی وہ نمازیں اسے اجرت دے کر پڑھوائی جا سکتی ہیں اور اگر کوئی شخص بغیر اجرت لئے ان نمازوں اور دوسری عبادتوں کو بجالائے تب بھی صحیح ہے۔
۱۵۴۳۔ انسان بعض مستحب کاموں مثلاً حج و عمرے اور روضہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) یا قُبورِ ائمہ علیہم السلام کی زیارت کے لئے زندہ اشخاص کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے۔ کہ مستحب کام انجام دے کر اس کا ثواب مردہ یا زندہ اشخاص کو ہدیہ کر دے۔

۱۵۴۴۔ جو شخص میت کی قضا نماز کے لئے اجیر بنے اس کے لئے ضروری ہے کہ یا تو مجتہد ہو یا نماز تقلید کے مطابق صحیح طریقے پر ادا کرے یا احتیاط پر عمل کرے بشرطیکہ مَوَارِدِ احتیاط کو پوری طرح جانتا ہو۔

۱۵۴۵۔ ضروری ہے کہ اجیر نیت کرتے وقت میت کو معین کرے اور ضروری نہیں کہ میت کا نام جانتا ہو بلکہ اگر نیت کرے کہ میں یہ نماز اس شخص کے لئے پڑھ رہا ہوں جس کے لئے میں اجیر ہوا ہوں تو کافی ہے۔

۱۵۴۶۔ ضروری ہے کہ اجیر جو عمل بجالائے اس کے لئے نیت کے کہ جو کچھ میت کے ذمے ہے وہ بجالا رہا ہوں اور اگر اجیر کوئی عمل انجام دے اور اس کا ثواب میت کو ہدیہ کر دے تو تو یہ کافی نہیں ہے۔

۱۵۴۷۔ اجیر ایسے شخص کو مقرر کرنا ضروری ہے جس کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ عمل کو بجالائے گا۔

۱۵۴۸۔ جس شخص کو میت کی نمازوں کے لئے اجیر بنایا جائے اگر اس کے بارے میں پتہ چلے کہ وہ عمل کو بجا نہیں لایا یا باطل طور پر بجالایا ہے تو دوبارہ (کسی دوسرے شخص کو) اجیر مقرر کرنا ضروری ہے۔

۱۵۴۹۔ جب کوئی شخص شک کرے کہ اجیر نے عمل انجام دیا ہے یا نہیں اگرچہ وہ کہے کہ میں نے انجام دے دیا ہے لیکن اس کی بات پر اطمینان نہ ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ اجیر مقرر کرے۔ اور اگر شک کرے کہ اس نے صحیح طور پر انجام دیا ہے یا نہیں تو اسے صحیح سمجھ سکتا ہے۔

۱۵۵۰۔ جو شخص کوئی عذر رکھتا ہو مثلاً تیمم کر کے یا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اسے احتیاط کی بنا پر میت کی نمازوں کے لئے اجیر بالکل مقرر نہ کیا جائے اگرچہ میت کی نمازیں بھی اسی طرح قضا ہوئی ہوں۔

۱۵۵۱۔ مرد عورت کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے اور عورت مرد کی طرف سے اجیر بن سکتی ہے اور جہاں تک نماز بلند آواز سے پڑھنے کا سوال ہے ضروری ہے کہ اجیر اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔

۱۵۵۲۔ میت کی قضا نمازوں میں ترتیب واجب نہیں ہے سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے مثلاً ایک دن کی نماز ظہر و عصر یا مغرب و عشا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۱۵۵۳۔ اگر اجیر کے ساتھ طے کیا جائے کہ عمل کو ایک مخصوص طریقے سے انجام دے گا تو ضروری ہے کہ اس عمل کو اسی طریقے سے انجام دے اور اگر کچھ طے نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ وہ عمل اپنے وظیفے کے مطابق انجام دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اپنے وظیفے میں سے جو بھی احتیاط کے زیادہ قریب ہو اس پر عمل کرے مثلاً اگر میت کا وظیفہ تسبیحات اربعہ تین دفعہ پڑھنا تھا اور اس کی اپنی تکلیف ایک دفعہ پڑھنا ہو تو تین دفعہ پڑھے۔

۱۵۵۴۔ اگر اجیر کے ساتھ یہ طے نہ کیا جائے کہ نماز کے مستحبات کس مقدار میں پڑھے گا تو ضروری ہے کہ عموماً جتنے مستحبات پڑھے جاتے ہیں انہیں بجالائے۔

۱۵۵۵۔ اگر انسان میت کی قضا نمازوں کے لئے کئی اشخاص کو اجیر مقرر کرے تو جو کچھ مسئلہ ۱۵۵۲ بتایا گیا ہے اس کی بنا پر ضروری نہیں کہ وہ ہر اجیر کے لئے وقت معین کرے۔

۱۵۵۶۔ اگر کوئی شخص اجیر بنے کہ مثال کے طور پر ایک سال میں میت کی نمازیں پڑھ دے گا اور سال ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو ان نمازوں کے لئے جن کے بارے میں علم ہو کہ وہ بجا نہیں لایا کسی اور شخص کو اجیر مقرر کیا جائے اور جن نمازوں کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ انہیں نہیں بجالایا احتیاط واجب کی بنا پر ان کے لئے بھی اجیر مقرر کیا جائے۔

۱۵۵۷۔ جس شخص کو میت کی قضا نمازوں کے لئے اجیر مقرر کیا ہو اور اس نے ان سب نمازوں کی اجرت بھی وصول کر لی ہو اگر وہ ساری نمازیں پڑھنے سے پہلے مر جائے تو اگر اس کے ساتھ یہ طے کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں وہ خود ہی پڑھے گا تو اجرت دینے والے باقی نمازوں کی طے شدہ اجرت واپس لے سکتے ہیں یا اجارہ کو فسخ کر سکتے ہیں اور اس کی اجرات المثل دے سکتے ہیں۔ اور اگر یہ طے نہ کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں اجیر خود پڑھے گا تو ضروری ہے کہ اجیر کے ورثاء اس کے مال سے باقیماندہ نمازوں کے لئے کسی کو اجیر بنائیں لیکن اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو تو اس کے ورثاء پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

۱۵۵۸۔ اگر اجیر میت کی سب قضا نمازیں پڑھنے سے پہلے مر جائے اور اس کے اپنے ذمے بھی قضا نمازیں ہوں تو مسئلہ سابقہ میں جو طریقہ بتایا گیا ہے اس پر عمل کرنے کے بعد اگر فوت شدہ اجیر کے مال سے کچھ بچے اور اس صورت میں جب کہ اس نے وصیت کی ہو اور اس کے ورثاء بھی اجازت دیں تو اس کی سب نمازوں کے لئے اجیر مقرر کیا جا سکتا ہے اور اگر ورثاء اجازت نہ دیں تو مال کا تیسرا حصہ اس کی نمازوں پر صرف کیا جا سکتا ہے۔

روزے کے احکام

)شریعت اسلام میں) روزہ سے مراد ہے خداوند عالم کی رضا کے لئے انسان اذان صبح سے مغرب تک نو چیزوں سے جو بعد میں بیان کی جائیں گی پرہیز کرے۔

نیت

۱۵۵۹۔ انسان کے لئے روزے کی نیت دل سے گزارنا یا مثلاً یہ کہنا کہ "میں کل روزہ رکھوں گا" ضروری نہیں بلکہ اس کا ارادہ کرنا کافی ہے کہ وہ اللہ تعالی کی رضا کے لئے اذان صبح سے مغرب تک کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے روزہ باطل ہوتا ہو اور یقین حاصل کرنے کے لئے اس تمام وقت میں وہ روزے سے رہا ہے ضروری ہے کہ کچھ دیر اذان صبح سے پہلے اور کچھ دیر مغرب کے بعد بھی ایسے کام کرنے سے پرہیز کرے جن سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

۱۵۶۰۔ انسان ماہ رمضان المبارک کی ہر رات کو اس سے اگلے دن کے روزے کی نیت کر سکتا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اس مہینے کی پہلی رات کو ہی سارے مہینے کے روزوں کی نیت کرے۔

۱۵۶۱۔ وہ شخص جس کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اس کے لئے ماہ رمضان میں روزے کی نیت کا آخری وقت اذان صبح سے پہلے ہے۔ یعنی اذان صبح سے پہلے روزے کی نیت ضروری ہے اگرچہ نیند یا ایسی ہی کسی وجہ سے اپنے ارادے کی طرف متوجہ نہ ہو۔

۱۵۶۲۔ جس شخص نے ایسا کوئی کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرے تو وہ جس وقت بھی دن میں مستحب روزے کی نیت کر لے اگرچہ مغرب ہونے میں کم وقت ہی رہ گیا ہو، اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۵۶۳۔ جو شخص ماہ رمضان المبارک کے روزوں اور اسی طرح واجب روزوں میں جن کے دن معین ہیں روزے کی نیت کئے بغیر اذان صبح سے پہلے سو جائے اگر وہ ظہر سے پہلے بیدار ہو جائے اور روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر وہ ظہر کے بعد بیدار ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ قربت مطلقہ کی نیت نہ کرے اور اس دن کے روزے کی قضا بھی بجالائے۔

۱۵۶۴۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے روزے کے علاوہ کوئی دوسرا روزہ رکھنا چاہے تو ضروری ہے کہ اس روزے کو معین کرے مثلاً نیت کرے کہ میں قضا کا یا کفار کا روزہ رکھ رہا ہوں لیکن ماہ رمضان المبارک میں یہ نیت کرنا ضروری نہیں کہ میں ماہ رمضان کا روزہ کھ رہا ہوں بلکہ اگر کسی کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ ماہ رمضان ہے اور کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تب بھی وہ روزہ ماہ رمضان کا روزہ شمار ہو گا۔

۱۵۶۵۔ اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ رمضان کا مہینہ ہے اور جان بوجھ کر ماہ رمضان کے روزے کے علاوہ کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تو وہ روزہ جس کی اس نے نیت کی ہے وہ روزہ شمار نہیں ہو گا اور اسی طرح ماہ رمضان کا روزہ بھی شمار

نہیں ہو گا اگر وہ نیت قصد قربت کے منافی ہو بلکہ اگر منافی نہ ہو تب بھی احتیاط کی بنا پر وہ روزہ ماہ رمضان کا روزہ شمار نہیں ہو گا۔

۱۵۶۶۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے پہلے روزے کی نیت کرے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ یہ دوسرا یا تیسرا روزہ تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۵۶۷۔ اگر کوئی شخص اذان صبح سے پہلے روزے کی نیت کرنے کے بعد بے ہوش ہو جائے اور پھر اسے دن میں کسی وقت ہوش آ جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اگر تمام نہ کر سکے تو اس کی قضا بجالائے۔

۱۵۶۸۔ اگر کوئی شخص اذان صبح سے پہلے روزے کی نیت کرے اور پھر بے حواس ہو جائے اور پھر اسے دن میں کسی وقت ہوش آ جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

۱۵۶۹۔ اگر کوئی شخص اذان صبح سے پہلے روزے کی نیت کرے اور سو جائے اور مغرب کے بعد بیدار ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۵۷۰۔ اگر کسی شخص کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ ماہ رمضان ہے اور ظہر سے پہلے اس امر کی جانب متوجہ ہو اور اس دوران کوئی ایسا کام کر چکا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہے تو اس کا روزہ باطل ہو گا لیکن ضروری ہے کہ مغرب تک کوئی ایسا کام نہ کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور ماہ رمضان کے بعد روزے کی قضا بھی کرے۔ اور اگر ظہر کے بعد متوجہ ہو کہ رمضان کا مہینہ ہے تو احتیاط کی بنا پر یہی حکم ہے اور اگر ظہر سے پہلے متوجہ ہو اور کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۵۷۱۔ اگر ماہ رمضان میں بچہ اذان صبح سے پہلے بالغ ہو جائے تو ضروری ہے کہ روزہ رکھے اور اگر اذان صبح کے بعد بالغ ہو تو اس کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر مستحب روزہ رکھنے کا ارادہ کر لیا ہو تو اس صورت میں احتیاط کی بنا پر اس دن کے روزے کو پورا کرنا ضروری ہے۔

۱۵۷۲۔ جو شخص میت کے روزے رکھنے کے لئے اجیر بنا ہو یا اس کے ذمے کفارے کا روزے ہوں اگر وہ مستحب روزے رکھے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر قضا روزے کسی کے ذمے ہوں تو وہ مستحب روزہ نہیں رکھ سکتا اور اگر بھول کر مستحب روزہ رکھ لے تو اس صورت میں اگر اسے ظہر سے پہلے یاد آجائے تو اس کا مستحب روزہ کالعدم ہو جاتا ہے اور وہ اپنی نیت واجب روزے کی جانب موڑ سکتا ہے۔ اور اگر وہ ظہر کے بعد متوجہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے مغرب کے بعد یاد آئے تو اس کے روزے کا صحیح ہونا اشکال سے خالی نہیں۔

۱۵۷۳۔ اگر ماہ رمضان کے روزے کے علاوہ کوئی دوسرا مخصوص روزہ انسان پر واجب ہو مثلاً اس نے منت مانی ہو کہ ایک مقررہ دن کو روزہ رکھے گا اور جان بوجھ کر اذان صبح تک نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے یا بھول جائے اور ظہر سے پہلے اسے یاد آئے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر ظہر کے بعد اسے یاد آئے تو ماہ رمضان کے روزے میں جس احتیاط کا ذکر کیا گیا ہے اس کا خیال رکھے۔

۱۵۷۴۔ اگر کوئی شخص کسی غیر مُعَیَّن واجب روزے کے لئے مثلاً روزہ کفارہ کے لئے ظہر کے نزدیک تک عمداً نیت نہ کرے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر نیت سے پہلے مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزہ نہیں رکھے گا یا مذبذب ہو کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور ظہر سے پہلے روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۵۷۵۔ اگر کوئی کافر ماہ رمضان میں ظہر سے پہلے مسلمان ہو جائے اور اذان صبح سے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ روزے کی نیت کرے اور روزے کو تمام کرے اور اگر اس دن کا روزہ نہ رکھے تو اس کی قضا بجالائے۔

۱۵۷۶۔ اگر کوئی بیمار شخص ماہ رمضان کے کسی دن میں ظہر سے پہلے تندرست ہو جائے اور اس نے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو نیت کر کے اس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے اور اگر ظہر کے بعد تندرست ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔

۱۵۷۷۔ جس دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تاریخ، اس دن کا روزہ رکھنا اس پر واجب نہیں ہے اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو رمضان المبارک کے روزے کی نیت نہیں کر سکتا لیکن نیت کرے کہ اگر رمضان ہے تو رمضان کا روزہ ہے اور اگر رمضان نہیں ہے تو قضا روزہ یا اسی جیسا کوئی اور روزہ ہے تو بعید نہیں کہ اس کا روزہ صحیح ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ قضا روزے وغیرہ کی نیت کرے اور اگر بعد میں پتہ چلے کہ ماہ رمضان تھا تو رمضان کا روزہ شمار ہو گا لیکن اگر نیت صرف روزے کی کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ رمضان تھا تب بھی کافی ہے۔

۱۵۷۸۔ اگر کسی دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان المبارک کی پہلی تاریخ تو وہ قضا یا مستحب یا ایسے ہی کسی اور روزہ کی نیت کر کے روزے رکھ لے اور دن میں کسی وقت اسے پتہ چلے کہ ماہ رمضان ہے تو ضروری ہے کہ ماہ رمضان کے روزے کی نیت کر لے۔

۱۵۷۹۔ اگر کسی مُعَیَّن واجب روزے کے بارے میں مثلاً رمضان المبارک کے روزے کے بارے میں انسان مُذبذِب ہو کہ اپنے روزے کو باطل کرے یا نہ کرے یا روزے کو باطل کرنے کا قصد کرے تو خواہ اس نے جو قصد کیا ہو اسے ترک کر دے اور کوئی ایسا کام بھی نہ کرے جس سے روزہ باطل ہوتا ہو اس کا روزہ احتیاط کی بنا پر باطل ہو جاتا ہے۔

۱۵۸۰۔ اگر کوئی شخص جو مستحب روزہ یا ایسا واجب روزہ مثلاً کفارے کا روزہ رکھے ہوئے ہو جس کا وقت مُعَیَّن نہ ہو کسی ایسے کام کا قصد کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو مُذبذِب ہو کہ کوئی ایسا کام کرے یا نہ کرے تو اگر وہ کوئی ایسا کام نہ کرے اور واجب روزے میں ظہر سے پہلے اور مستحب روزے میں غروب سے پہلے دوبارہ روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

وہ چیزیں جو روزے کو باطل کرتی ہیں۔

۱۵۸۱۔ چند چیزیں روزے کو باطل کر دیتی ہیں:

۱۔ کھانا اور پینا۔

۲۔ جماع کرنا۔

۳۔ اِستِمنَاء۔ یعنی انسان اپنے ساتھ یا کسی دوسرے کے ساتھ جماع کے علاوہ کوئی ایسا فعل کرے جس کے نتیجے میں منی خارج ہو۔

۴۔ خدا تعالی پیغمبر اکرام (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ائمہ طاہرین علیہم السلام سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا۔

۵۔ غبار حلق تک پہنچانا۔

۶۔ مشہور قول کی بنا پر پورا سر پانی میں ڈبونا۔

۷۔ اذان صبح تک جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں رہنا۔

۸۔ کسی سَیَّال چیز سے حُقنہ (انیما) کرنا۔

۹۔ قے کرنا۔

ان مبطلات کے تفصیلی احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

کھانا اور پینا

۱۵۸۲۔ اگر روزہ دار اس امر کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہ روزے سے ہے کوئی چیز جان بوجھ کر کھائے یا پئے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے قطع نظر اس سے کہ وہ چیز ایسی ہو جسے عموماً کھایا یا پیا جاتا ہو مثلاً روٹی اور پانی یا ایسی ہو جسے عموماً کھایا یا پیانہ جاتا ہو مثلاً مٹی اور درخت کا شیرہ، اور خواہ کم یا زیادہ حتی کہ اگر روزہ دار مسواک منہ سے نکالے اور دوبارہ منہ میں لے جائے اور اس کی تری نگل لے تب بھی روزہ باطل ہو جاتا ہے سوائے اس صورت کے کہ مسواک کی تری لعاب دہن میں گھل مل کر اس طرح ختم ہو جائے کہ اسے بیرونی تری نہ کہا جاسکے۔

۱۵۸۳۔ جب روزہ دار ر کھانا کھا رہا ہو اگر اسے معلوم ہو جائے کہ صبح ہو گئی ہے تو ضروری ہے کہ جو لقمہ منہ میں ہو اسے اگل دے اور اگر جان بوجھ کر وہ لقمہ نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں ہو گا اس پر کفارہ بھی واجب ہے۔

۱۵۸۴۔ اگر روزہ دار غلطی سے کوئی چیز کھالے یا پی لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۱۵۸۵۔ جو انجکشن عضو کو بے حس کر دیتے ہیں یا کسی اور مقصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں اگر روزے دار انہیں استعمال کرے تو کوئی حرج نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ ان انجکشنوں سے پرہیز کیا جائے جو دوا اور غذا کی بجائے استعمال ہوتے ہیں۔

۱۵۸۶۔ اگر روزہ دار دانتوں کی ریخوں میں پھنسی ہوئی کوئی چیز عمداً نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

۱۵۸۷۔ جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اس کے لئے اذان صبح سے پہلے دانتوں میں خلال کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر اسے علم ہو کہ جو غذا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہے وہ دن کے وقت پیٹ میں چلی جائے گی تو خلال کرنا ضروری ہے۔

۱۵۸۸۔ منہ کا پانی نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا خواہ ترشی وغیرہ کے تصور سے ہی منہ میں پانی بھر آیا ہو۔

۱۵۸۹۔ سر اور سینے کا بلغم جب تک منہ کے اندر والے حصے تک نہ پہنچے اسے نگلنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ منہ میں آجائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے تھوک دے۔

۱۵۹۰۔ اگر روزہ دار کو اتنی پیاس لگے کہ اسے پیاس سے مر جانے کا خوف ہو جائے یا اسے نقصان کا اندیشہ ہو یا اتنی سختی اٹھانا پڑے جو اس کے لئے ناقابل برداشت ہو تو اتنا پانی پی سکتا ہے کہ ان امور کا خوف ختم ہو جائے لیکن اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر ماہ رمضان ہو تو اختیار لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اس سے زیادہ پانی نہ پیئے اور دن کے حصے میں وہ کام کرنے سے پرہیز کرے جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

۱۵۹۱۔ بچے یا پرندے کو کھلانے کے لئے غذا کا چبانا یا غذا کا چکھنا اور اسی طرح کے کام کرنا جس میں غذا عموماً حلق تک نہیں پہنچتی خواہ وہ اتفاقاً حلق تک پہنچ جائے تو روزے کو باطل نہیں کرتی۔ لیکن اگر انسان شروع سے جانتا ہو کہ یہ غذا حلق تک پہنچ جائے گی تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور ضروری ہے کہ اس کی قضا بجالائے اور کفارہ بھی اس پر واجب ہے۔

۱۵۹۲۔ انسان معمولی نقاہت کی وجہ سے روزہ نہیں چھوڑ سکتا لیکن اگر نقاہت اس حد تک ہو کہ عموماً برداشت نہ ہو سکے تو پھر روزہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

جماع

۱۵۹۳۔ جماع روزے کو باطل کر دیتا ہے خواہ عضو تناسل سپاری تک ہی داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہوئی ہو۔

۱۵۹۴۔ اگر آلہ تناسل سپاری سے کم داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہو تو روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن جس شخص کی سپاری کٹی ہوئی ہو اگر وہ سپاری کی مقدار سے کم تر مقدار داخل کرے تو اگر یہ کہا جائے کہ اس نے ہم بستری کی ہے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

۱۵۹۵۔ اگر کوئی شخص عمداً جماع کا ارادہ کرے اور پھر شک کرے کہ سپاری کے برابر دخول ہوا تھا یا نہیں تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہے اور ضروری ہے کہ اس روزے کی قضا بجالائے لیکن کفارہ واجب نہیں ہے۔

۱۵۹۶۔ اگر کوئی شخص بھول جائے کہ روزے سے ہے اور جماع کرے یا اسے جماع پر اس طرح مجبور کیا جائے کہ اس کا اختیار باقی نہ رہے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا البتہ اگر جماع کی حالت میں اسے یاد آجائے کہ روزے سے ہے یا مجبوری ختم ہو جائے تو ضروری ہے کہ فوراً جماع ترک کر دے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

اِستِمنَاء

۱۵۹۷۔ اگر روزہ دار اِستِمنَاء کرے (استمناء کے معنی مسئلہ ۱۵۸۱ بتائے جا چکے ہیں) تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

۱۵۹۸۔ اگر بے اختیاری کی حالت میں کسی کی منی خارج ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہے۔

۱۵۹۹۔ اگرچہ روزہ دار کو علم ہو کہ اگر دن میں سوئے گا تو اسے احتلام ہو جائے گا یعنی سوتے میں اس کی منی خارج ہو جائے گی تب بھی اس کے لئے سونا جائز ہے خواہ نہ سونے کی وجہ سے اسے کوئی تکلیف نہ بھی ہو اور اگر اسے احتلام ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۱۶۰۰۔ اگر روزہ دار منی خارج ہوتے وقت نیند سے بیدار ہو جائے تو اس پر یہ واجب نہیں کہ منی کو نکلنے سے روکے۔

۱۶۰۱۔ جس روزہ دار کو احتلام ہو گیا تو وہ پیشاپ کر سکتا ہے خواہ اسے یہ علم ہو کہ پیشاب کرنے سے باقیماندہ منی نالی سے باہر آجائے گی۔

۱۶۰۲۔ جب روزے دار کو احتلام ہو جائے اگر اسے معلوم ہو کہ منی نالی میں رہ گئی ہے اور اگر غسل سے پہلے پیشاب نہیں کرے گا تو غسل کے بعد منی اس کے جسم سے خارج ہو گی تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ غسل سے پہلے پیشاب کرے۔

۱۶۰۳۔ جو شخص منی نکالنے کے ارادے سے چھیڑ چھاڑ اور دل لگی کرے تو خواہ منی نہ بھی نکلے احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ روزے کو تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

۱۶۰۴۔ اگر روزہ دار منی نکالنے کے ارادے کے بغیر مثال کے طور پر اپنی بیوی سے چھیڑ چھاڑ اور ہنسی مذاق کرے اور اسے اطمینان ہو کہ منی خارج نہیں ہو گی تو اگرچہ اتفاقاً منی خارج ہو جائے اس کا روزہ صحیح ہے۔ البتہ اگر اسے اطمینان نہ ہو تو اس صورت میں جب منی خارج ہو گی تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

خدا اور سول پر بہتان باندھنا

۱۶۰۵۔ اگر روزہ دار زبان سے یا لکھ کر یا اشارے سے یا کسی اور طریقے سے اللہ تعالی یا رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) یا آپ کے (برحق) جانشینوں میں سے کسی سے جان بوجھ کر کوئی جھوٹی بات منسوب کرے تو اگرچہ وہ فوراً کہہ دے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا توبہ کرلے تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر حضرت فاطمہ زَہرا سَلاَمُ اللہِ عَلَیہا اور تمام انبیائے مرسلین اور ان کے جانشینوں سے بھی کوئی جھوٹی بات منسوب کرنے کا یہی حکم ہے۔

۱۶۰۶۔ اگر (روزہ دار) کوئی ایسی روایت نقل کرنا چاہے جس کے قطعی ہونے کی دلیل نہ ہو اور اس کے بارے میں اسے یہ علم نہ ہو کہ سچ ہے یا جھوٹ تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ جس شخص سے وہ روایت ہو یا جس کتاب میں لکھی دیکھی ہو اس کا حوالہ دے۔

۱۶۰۷۔ اگر (روزہ دار) کسی چیز کے بارے میں اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ واقعی قول خدا یا قول پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہے اور اسے اللہ تعالی یا پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے منسوب کرنے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ نسبت صحیح نہیں تھی تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا۔

۱۶۰۸۔ اگر روزے دار کسی چیز کے بارے میں یہ جانتے ہوئے کہ جھوٹ ہے اسے اللہ تعالی اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے منسوب کرے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ جو کچھ اس نے کہا تھا وہ درست تھا تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ روزے کو تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

۱۶۰۹۔ اگر روزے دار کسی ایسے جھوٹ کو جو خود روزے دار نے نہیں بلکہ کسی دوسرے نے گھڑا ہو جان بوجھ کر اللہ تعالی یا رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) یا آپ کے (برحق) جانشینوں سے منسوب کر دے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جائے لیکن اگر جس نے جھوٹ گھڑا ہو اس کا قول نقل کرے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۶۱۰۔ اگر روزے دار سے سوال کیا جائے کہ کیا رسول محتشم (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ایسا فرمایا ہے اور وہ عمداً جہاں جواب نہیں دینا چاہئے وہاں اثبات میں دے اور جہاں اثبات میں دینا چاہئے وہاں عمداً نفی میں دے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

۱۶۱۱۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالی یا رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا قول درست نقل کرے اور بعد میں کہے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا رات کو کوئی جھوٹی بات ان سے منسوب کرے اور دوسرے دن جب کہ روزہ رکھا ہو کہے کہ جو کچھ میں نے گزشتہ رات کہا تھا وہ درست ہے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ روایت کے (صحیح یا غلط ہونے کے) بارے میں بتائے (تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا)۔

غبار کو حلق تک پہنچانا

۱۶۱۲۔ احتیاط واجب کی بنا پر کثیف غبار کو حلق تک پہنچانا روزے کو باطل کر دیتا ہے خواہ غبار کسی ایسی چیز کا ہو جس کا کھانا حلال ہو مثلاً آٹا یا کسی ایسی چیز کا ہو جس کا کھانا حرام ہو مثلاً مٹی۔

۱۶۱۳۔ اقوی یہ ہے کہ غیر کثیف غبار حلق تک پہنچانے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۱۶۱۴۔ اگر ہوا کی وجہ سے کثیف غبار پیدا ہو اور انسان متوجہ ہونے اور احتیاط کر سکنے کے باوجود احتیاط نہ کرے اور غبار اس کے حلق تک پہنچ جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

۱۶۱۵۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار سگریٹ اور تمباکو وغیرہ کا دھواں بھی حلق تک نہ پہنچائے۔

۱۶۱۶۔ اگر انسان احتیاط نہ کرے اور غبار یا دھواں وغیرہ حلق میں چلا جائے تو اگر اسے یقین یا اطمینان تھا کہ یہ چیزیں حلق میں نہ پہنچیں گی تو اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اسے گمان تھا کہ یہ حلق تک نہیں پہنچیں گی تو بہتر یہ ہے کہ اس روزے کی قضا بجالائے۔

۱۶۱۷۔ اگر کوئی شخص یہ بھول جانے پر کہ روزے سے ہے احیتاط نہ کرے یا بے اختیار غبار وغیرہ اس کے حلق میں پہنچ جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

سر کو پانی میں ڈبونا

۱۶۱۸۔ اگر روزہ دار جان بوجھ کر سارا سر پانی میں ڈبو دے تو خواہ اس کا باقی بدن پانی سے باہر رہے مشہور قول کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن بعید نہیں کہ ایسا کرنا روزے کو باطل نہ کرے۔ اگرچہ ایسا کرنے میں شدید کراہت ہے اور ممکن ہو تو اس سے احتیاط کرنا بہتر ہے۔

۱۶۱۹۔ اگر روزہ دار اپنے نصف سر کو ایک دفعہ اور باقی نصف سر کو دوسری دفعہ پانی میں ڈبوئے تو اس کا روزہ صحیح ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۱۶۲۰۔ اگر سارا سر پانی میں ڈوب جائے تو خواہ کچھ بال پانی سے باہر بھی رہ جائیں تو اس کا حکم بھی مسئلہ (۱۶۱۸) کی طرح ہے۔

۱۶۲۱۔ پانی کے علاوہ دوسری سیال چیزوں مثلاً دودھ میں سر ڈبونے سے روزے کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ اور مضاف پانی میں سر ڈبونے کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۶۲۲۔ اگر روزہ دار بے اختیار پانی میں گر جائے اور اس کا پورا سر پانی میں ڈوب جائے یا بھول جائے کہ روزے سے ہے اور سر پانی میں ڈبو لے تو اس کے روزے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۱۶۲۳۔ اگر کوئی روزہ دار یہ خیال کرتے ہوئے اپنے آپ کو پانی میں گرا دے کہ اس کا سر پانی میں نہیں ڈوبے گا لیکن اس کا سارا سر پانی میں ڈوب جائے تو اس کے روزے میں بالکل اشکال نہیں ہے۔

۱۶۲۴۔ اگر کوئی شخص بھول جائے کہ روزے سے ہے اور سر پانی میں ڈبو دے تو اگر پانی میں ڈوبے ہوئے اسے یاد آئے کہ روزے سے ہے تو بہتر یہ ہے کہ روزہ دار فوراً اپنا سر پانی سے باہر نکالے۔ اور اگر نہ نکالے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا۔

۱۶۲۵۔ اگر کوئی شخص روزے دار کے سر کو زبردستی پانی میں ڈبو دے تو اس کے روزے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن جب کہ وہ ابھی پانی میں ہے دوسرا شخص اپنا ہاتھ ہٹالے تو بہتر ہے کہ فوراً اپنا سر پانی سے باہر نکال لے۔

۱۶۲۶۔ اگر روزہ دار غسل کی نیت سے سر پانی میں ڈبو دے تو اس کا روزہ اور غسل دونوں صحیح ہیں۔

۱۶۲۷۔ اگر کوئی روزہ دار کسی کو ڈوبنے سے بچانے کی خاطر سر کو پانی میں ڈبو دے خواہ اس شخص کو بچانا واجب ہی کیوں نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ روزے کی قضا بجالائے۔

اذان صبح تک جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں رہنا

۱۶۲۷۔ اگر جُنب شخص ماہ رمضان المبارک میں جان بوجھ کر اذان صبح تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو، اور وہ جان بوجھ کر تیمم نہ کرے تو اس کا روزہ بھی باطل ہے اور ماہ رمضان کی قضا کا حکم بھی یہی ہے۔

۱۶۲۹۔ اگر جنب شخص ماہ رمضان کے روزوں اور ان کی قضا کے علاوہ ان واجب روزوں میں جن کا وقت ماہ رمضان کے روزوں کی طرح معین ہے جان بوجھ کر اذان صبح تک غسل نہ کرے تو اظہر یہ ہے کہ اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۶۳۰۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کی کسی رات میں جنب ہو جائے تو اگر وہ عمداً غسل نہ کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے اور روزہ رکھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی قضا بھی بجالائے۔

۱۶۳۱۔ اگر جنب شخص ماہ رمضان میں غسل کرنا بھول جائے اور ایک دن کے بعد اسے یاد آئے تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے اور اگر چند دنوں کے بعد یاد آئے تو اتنے دنوں کے روزوں کی قضا کرے جتنے دنوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ جنب تھا مثلاً اگر اسے یہ علم نہ ہو کہ تین دن جنب رہا یا چار دن تو ضروری ہے تین دنوں کے روزوں کی قضا کرے۔

۱۶۳۲۔ اگر ایک ایسا شخص اپنے آپ کو جنب کرلے جس کے پاس ماہ رمضان کی رات میں غسل اور تیمم میں سے کسی کے لئے بھی وقت نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

۱۶۳۳۔ اگر روزہ دار یہ جاننے کے لئے جستجو کرے کہ اس کے پاس وقت ہے یا نہیں اور گمان کرے کہ اس کے پاس غسل کے لئے وقت ہے اور اپنے آپ کو جنب کرلے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وقت تنگ تھا اور تیمم کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر بغیر جستجو کئے گمان کرے کہ اس کے پاس وقت ہے اور اپنے آپ کو جنب کرلے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وقت تنگ تھا اور تیمم کر کے روزہ رکھے تو احتیاط مستحب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کرے۔

۱۶۳۴۔ جو شخص ماہ رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور جانتا ہو کہ اگر سوئے گا تو صبح تک بیدار رہ ہو گا اسے بغیر غسل کئے نہیں سونا چاہئے اور اگر وہ غسل کرنے سے پہلے اپنی مرضی سے سو جائے اور صبح تک بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور قضا اور کفارہ دونوں اس پر واجب ہیں۔

۱۶۳۵۔ جب جنب ماہ رمضان کی رات میں سو کر جاگ اٹھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وہ بیدار ہونے کے بارے میں مطمئن نہ ہو تو غسل سے پہلے نہ سوئے اگرچہ اس بات کا احتمال ہو کہ اگر دوبارہ سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدا ہو جائے گا۔

۱۶۳۶۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور یقین رکھتا ہو کہ اگر سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور اس کا مصمم ارادہ ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے گا اور اس ارادے کے ساتھ سو جائے اور اذان تک سوتا رہے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔ اور اگر کوئی شخص صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہونے کے بارے میں مطمئن ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۱۶۳۷۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور اسے علم ہو یا احتمال ہو کہ اگر سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور وہ اس بات سے غافل ہو کہ بیدار ہونے کے بعد اس پر غسل کرنا ضروری ہے تو اس صورت میں جب کہ وہ سو جائے اور صبح کی اذان تک سویا رہے احتیاط کی بنا پر اس پر قضا واجب ہو جاتی ہے۔

۱۶۳۸۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور اسے یقین ہو یا احتمال اس بات کا ہو کہ اگر وہ سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور وہ بیدار ہونے کے بعد غسل نہ کرنا چاہتا ہو تو اس صورت میں جب کہ وہ سو جائے اور بیدار نہ ہو اس کا روزہ باطل ہے اور قضا اور کفارہ اس کے لئے لازم ہے۔ اور اسی طرح اگر بیدار ہونے کے بعد اسے تردد ہو کہ غسل کرے یا نہ کرے تو احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔

۱۶۳۹۔ اگر جنب شخص ماہ رمضان کی کسی رات میں سو کر جاگ اٹھے اور اسے یقین ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ اگر دوبارہ سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور وہ مصمم ارادہ بھی رکھتا ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے گا اور دوبارہ سو جائے اور اذان تک بیدار نہ ہو تو ضروری ہے کہ بطور سزا اس دن کا روزہ قضا کرے۔ اور اگر دوسری نیند سے بیدار ہو جائے اور تیسری دفعہ سو جائے اور صبح کی اذان تک بیدار نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کرے اور احتیاط مستحب کی بنا پر کفارہ بھی دے۔

۱۶۴۰۔ جب انسان کو نیند میں احتلام ہو جائے تو پہلی، دوسری اور تیسری نیند سے مراد وہ نیند ہے کہ انسان (احتلام سے) جاگنے کے بعد سوئے لیکن وہ نیند جس میں احتلام ہوا پہلی نیند شمار نہیں ہوتی۔

۱۶۴۱۔ اگر کسی روزہ دار کو دن میں احتلام ہو جائے تو اس پر فوراً غسل کرنا واجب نہیں۔

۱۶۴۲۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں صبح کی اذان کے بعد جاگے اور یہ دیکھے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے تو اگرچہ اسے معلوم ہو کہ یہ احتلام اذان سے پہلے ہوا ہے اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۶۴۳۔ جو شخص رمضان المبارک کا قضا روزہ رکھنا چاہتا ہو اور وہ صبح کی اذان تک جنب رہے تو اگر اس کا اس حالت میں رہنا عمداً ہو تو اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتا اور اگر عمداً نہ ہو تو روزہ رکھ سکتا ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ روزہ نہ رکھے۔

۱۶۴۴۔ جو شخص رمضان المبارک کے قضا روزے رکھنا چاہتا ہو اگر وہ صبح کی اذان کے بعد بیدار ہو اور دیکھے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے اور جانتا ہو کہ یہ احتلام اسے صبح کی اذان سے پہلے ہوا ہے تو اقوی کی بنا پر اس دن ماہ رمضان کے روزے کی قضا کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے۔

۱۶۴۵۔ اگر ماہ رمضان کے قضا روزوں کے علاوہ ایسے واجب روزوں میں کہ جن کا وقت معین نہیں ہے مثلاً کفارے کے روزے میں کوئی شخص عمداً اذان صبح تک جنب رہے تو اظہر یہ ہے کہ اس کا روزہ صحیح ہے لیکن بہتر ہے کہ اس دن کے علاوہ کسی دوسرے دن روزہ رکھے۔

۱۶۴۶۔ اگر رمضان کے روزوں میں عورت صبح کی اذان سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور عمداً غسل نہ کرے یا وقت تنگ ہونے کی صورت میں۔ اگرچہ اس کے اختیار میں ہو اور رمضان کا روزہ ہو۔ تیمم نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور احتیاط کی بنا پر ماہ رمضان کے قضا روزے کا بھی یہی حکم ہے (یعنی اس کا روزہ باطل ہے) اور ان دو کے علاوہ دیگر صورتوں میں باطل نہیں اگرچہ احوط یہ ہے کہ غسل کرے۔ماہ رمضان میں جس عورت کی شرعی ذمہ داری حیض یا نفاس کے غسل کے بدلے تیمم ہو اور اسی طرح احتیاط کی بنا پر رمضان میں اگر جان بوجھ کر اذان صبح سے پہلے تیمم نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

۱۶۴۷۔ اگر کوئی عورت ماہ رمضان میں صبح کی اذان سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور غسل کے لئے وقت نہ ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے اور صبح کی اذان تک بیدار رہنا ضروری نہیں ہے۔جب جنب شخص کا وظیفہ تیمم ہو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۱۶۴۸۔ اگر کوئی عورت ماہ رمضان المبارک میں صبح کی اذان کے نزدیک حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور غسل یا تیمم کسی کے لئے وقت باقی نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۶۴۹۔ اگر کوئی عورت صبح کی اذان کے بعد حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے یا دن میں اسے حیض یا نفاس کا خون آجائے تو اگرچہ یہ خون مغرب کے قریب ہی کیوں نہ آئے اس کا روزہ باطل ہے۔

۱۶۵۰۔ اگر عورت حیض یا نفاس کا غسل کرنا بھول جائے اور اسے ایک دن یا کئی دن کے بعد یاد آئے تو جو روزے اس نے رکھے ہوں وہ صحیح ہیں۔

۱۶۵۱۔ اگر عورت ماہ رمضان المبارک میں صبح کی اذان سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور غسل کرنے میں کوتاہی کرے اور صبح کی اذان تک غسل نہ کرے اور وقت تنگ ہونے کی صورت میں تیمم بھی نہ کرے تو اس کا روزہ

باطل ہے لیکن اگر کوتاہی نہ کرے مثلاً منتظر ہو کہ زمانہ حمام میسر آجائے خواہ اس مدت میں وہ تین دفعہ سوئے اور صبح کی اذان تک غسل نہ کرے اور تیمم کرنے میں بھی کوتاہی نہ کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۶۵۲۔ جو عورت استحاضہ کثیرہ کی حالت میں ہو اگر وہ اپنے غسلوں کو اس تفصیل کے ساتھ نہ بجالائے جس کا ذکر مسئلہ ۴۰۲ میں کیا گیا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔ ایسے ہی استحاضہ متوسطہ میں اگرچہ عورت غسل نہ بھی کرے، اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۶۵۳۔ جس شخص نے میت کو مس کیا ہو یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ میت کے بدن سے چھوا ہو وہ غسل مس میت کے بغیر روزہ رکھ سکتا ہے اور اگر روزے کی حالت میں بھی میت کو مس کرے تو اس کا روزہ باط نہیں ہوت ا۔

حقنہ لینا

۱۶۵۴۔ سیال چیز سے حقنہ (انیما) اگرچہ بہ امر مجبوری اور علاج کی غرض سے لیا جائے روزے کو باطل کر دیتا ہے۔

قے کرنا

۱۶۵۵۔ اگر روزہ دار جان بوجھ کر قے کرے تو اگرچہ وہ بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر سہواً یا بے اختیار ہو کر قے کرے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۶۵۶۔ اگر کوئی شخص رات کو ایسی چیز کھالے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کے کھانے کی وجہ سے دن میں بے اختیار قے آئے گی تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے۔

۱۶۵۸۔ اگر روزہ دار کے حلق میں مکھی چلی جائے چنانچہ وہ اس حد تک اندر چلی گئی ہو کہ اس کے نیچے لے جانے کو نگلنا نہ کہا جائے تو ضروری نہیں کہ اسے باہر نکالا جائے اور اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اگر مکھی کافی حد تک اندر نہ گئی ہو تو ضروری ہے کہ باہر نکالے اگرچہ اسے قے کر کے ہی نکالنا پڑھے مگر یہ کہ قے کرنے میں روزہ دار کو ضرر اور شدید تکلیف نہ ہو۔ اور اگر وہ قے نہ کرے اور اسے نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

۱۶۵۹۔ اگر روزہ دار سہواً کوئی چیز نگل لے اور اس کے پیٹ میں پہنچے سے پہلے اسے یاد آجائے کہ روزے سے ہے تو اس چیز کا نکالنا لازم نہیں اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۶۶۰۔ اگر کسی روزہ دار کو یقین ہو کہ ڈکار لینے کی وجہ سے کوئی چیز اس کے حلق سے باہر آجائے گی تو احتیاط کی بنا پر اسے جان بوجھ کر ڈکار نہیں لینی چاہئے لیکن اگر اسے ایسا یقین نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۱۶۶۱۔ اگر روزہ دار ڈکار لے اور کوئی چیز اس کے حلق یا منہ میں آجائے تو ضروری ہے کہ اسے اگل دے اور اگر وہ چیز بے اختیار پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

ان چیزوں کے احکام جو روزے کو باطل کرتی ہیں۔

۱۶۶۲۔ اگر انسان جان بوجھ کر اور اختیار کے ساتھ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اگر کوئی ایسا کام جان بوجھ کر نہ کرے تو پھر اشکال نہیں لیکن اگر جنب سو جائے اور اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۱۶۳۹ میں بیان کی گئی ہے صبح کی اذان تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔ چنانچہ اگر انسان نہ جانتا ہو کہ جو باتیں بتائی گئی ہیں ان میں سے بعض روزے کو باطل کرتی ہیں یعنی جاہل قاصر ہو اور انکار بھی نہ کرتا ہو (بالفاظ دیگر مقصر نہ ہو) یا یہ کہ شرعی حجت پر اعتماد رکھتا ہو اور کھانے پینے اور جماع کے علاوہ ان افعال میں سے کسی فعل کو انجام دے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا۔

۱۶۶۳۔ اگر روزہ دار سہواً کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور اس کے گمان سے کہ اس کا روزہ باطل ہو گیا ہے دوبارہ عمداً کوئی اور ایسا ہی کام کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

۱۶۶۴۔ اگر کوئی چیز زبردستی روزہ دار کے حلق میں انڈیل دی جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر اسے مجبور کیا جائے مثلاً اسے کہا جائے کہ اگر تم غذا نہیں کھاوگے تو ہم تمہیں مالی یا جانی نقصان پہنچائیں گے اور وہ نقصان سے بچنے کے لئے اپنے آپ کچھ کھالے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

۱۶۶۵۔ روزہ دار کو ایسی جگہ نہیں جانا چاہئے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ لوگ کوئی چیز اس کے حلق میں ڈال دیں گے یا اسے روزہ توڑنے پر مجبور کریں گے اور اگر ایسی جگہ جائے یا بہ امر مجبوری وہ خود کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو

باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی چیز اس کے حلق میں انڈیل دیں تو احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔

وہ چیزیں جو روزہ دار کے لئے مکروہ ہیں۔

۱۶۶۶۔ روزہ دار کے لئے کچھ چیزیں مکروہ ہیں اور ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ آنکھ میں دوا ڈالنا اور سرمہ لگانا جب کہ اس کا مزہ یا بو حلق میں پہنچے۔

۲۔ ہر ایسا کام کرنا جو کمزوری کا باعث ہو مثلاً فصد کھلوانا اور حمام جانا۔

۳۔ (ناک سے) ناس کھینچنا بشر طیکہ یہ علم نہ ہو کہ حلق تک پہنچے گی اور اگر یہ علم ہو کہ حلق تک پہنچے گی تو اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔

۴۔ خوشبودار گھاس (اور جڑی بوٹیاں) سونگھنا۔

۵۔ عورت کا پانی میں بیٹھنا۔

۶۔ شیاف استعمال کرنا یعنی کسی خشک چیز سے انیما لینا۔

۷۔ جو لباس پہن رکھا ہو اسے تر کرنا۔

۸۔ دانت نکلوانا اور ہر وہ کام کرنا جس کی وجہ سے منہ سے خون نکلے۔

۹۔ تر لکڑی سے مسواک کرنا۔

۱۰۔ بلاوجہ پانی یا کوئی اور سیال چیز منہ میں ڈالنا

اور یہ بھی مکروہ ہے کہ منی نکالنے کے قصد کے بغیر انسان اپنی بیوی کا بوسہ لے یا کوئی شہوت انگیز کام کرے اور اگر ایسا کرنا منی نکالنے کے قصد سے ہو اور منی نہ نکلے تو احتیاط لازم کی بنا پر روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

ایسے مواقع جن میں روزہ کی قضا اور کفارہ واجب ہو جاتے ہیں

۱۶۶۷۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کے روزے کو کھانے، پینے یا ہم بستری یا استمناء یا جنابت پر باقی رہنے کی وجہ سے باطل کرے جب کہ جبر اور ناچاری کی بنا پر نہیں بلکہ عمداً اور اختیاراً ایسا کیا ہو تو اس پر قضا کے علاوہ کفارہ بھی واجب ہو گا اور جو کوئی مَتذکّرہ امور کے علاوہ کسی اور طریقے سے روزہ باطل کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ قضا کے علاوہ کفار بھی دے۔

۱۶۶۸۔ جن امور کا ذکر کیا گیا ہے اگر کوئی ان میں سے کسی فعل کو انجام دے جب کہ اسے پختہ یقین ہو کہ اس عمل سے اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

روزے کا کفارہ

۱۶۶۹۔ماہ رمضان کا روزہ توڑنے کے کفارے کے طور پر ضروری ہے کہ انسان ایک غلام آزاد کرے یا ان احکام کے مطابق جو آئندہ مسئلے میں بیان کئے جائیں گے دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر فقیر کو ایک مد تقریباً ۴ء۳ کلو طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی وغیرہ دے اور اگر یہ افعال انجام دینا اس کے لئے ممکن نہ ہو تو بقدر امکان صدقہ دینا ضروری ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو توبہ و استغفار کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جس وقت (کفارہ دینے کے) قابل ہو جائے کفارہ دے۔

۱۶۷۰۔ جو شخص ماہ رمضان کے روزے کے کفارے کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہے تو ضروری ہے کہ ایک پورا مہینہ اور اس سے اگلے مہینے کے ایک دن تک مسلسل روزے رکھے اور اگر باقی ماندہ روزے مسلسل نہ بھی رکھے تو کوئی اشکال نہیں۔

۱۶۷۱۔ جو شخص ماہ رمضان کے روزے کے کفارے کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہے ضروری ہے کہ وہ روزے ایسے وقت نہ رکھے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ ایک مہینے اور ایک دن کے درمیان عید قربان کی طرح کوئی ایسا دن آ جائے گا جس کا روزہ رکھنا حرام ہے۔

۱۶۷۲۔ جس شخص کو مسلسل روزے رکھنے ضروری ہیں اگر وہ ان کے بیچ میں بغیر عذر کے ایک دن روزہ نہ رکھے تو ضروری ہے کہ دوبارہ از سر نو روزے رکھے۔

۱۶۷۳۔ اگر ان دنوں کے درمیان جن میں مسلسل روزے رکھنے ضروری ہیں روزہ دار کو کوئی غیر اختیار عذر پیش آجائے مثلاً حیض یا نفاس یا ایسا سفر جسے اختیار کرنے پر وہ مجبور ہو تو عذر کے دور ہونے کے بعد روزوں کا از سر نو رکھنا اس کے لئے واجب نہیں بلکہ وہ عذر دور ہونے کے بعد باقیماندہ روزے رکھے۔

۱۶۷۴۔ اگر کوئی شخص حرام چیز سے اپنا روزہ باطل کردے خواہ وہ چیز بذات خود حرام ہو جیسے شراب اور زنا یا کسی وجہ سے حرام ہو جائے جیسے کہ حلال غذا جس کا کھانا انسان کے لئے بالعموم مضر ہو یا وہ اپنی بیوی سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ جمع دے۔ یعنی اسے چاہئے کہ ایک غلام آزاد کرے اور دو مہینے روزے رکھے اور ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھنا کھلائے یا ان میں سے ہر فقیر کو ایک مد گندم یا جَو یا روٹی وغیرہ دے اور اگر یہ تینوں چیزیں اس کے لئے ممکن ہوں تو ان میں سے جو کفارہ ممکن ہو، دے۔

۱۶۷۵۔ اگر روزہ دار جان بوجھ کر اللہ تعالی یا نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ جمع دے جس کی تفصیل گزشتہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہے۔

۱۶۷۶۔ اگر روزہ دار ماہ رمضان کے ایک دن میں کئی دفعہ جماع یا استمناء کرے تو اس پر ایک کفارہ واجب ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ ہر دفعہ کے لئے ایک ایک کفارہ دے۔

۱۶۷۷۔ اگر روزہ دار ماہ رمضان کے ایک دن میں جماع اور استمناء کے علاوہ کئی دفعہ کوئی دوسرا ایسا کام کرے جو روزے کے باطل کرتا ہو تو ان سب کے لئے بلا اشکال صرف ایک کفارہ کافی ہے۔

۱۶۷۸۔ اگر روزہ دار جماع کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور پھر اپنی زوجہ سے مجامعت بھی کرے تو دونوں کے لئے ایک کفارہ کافی ہے۔

۱۶۷۹۔ اگر روزہ دار کوئی ایسا کام کرے جو حلال ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً پانی پی لے اور اس کے بعد کوئی دوسرا ایسا کام کرے جو حرام ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً حرام غذا کھالے تو ایک کفارہ کافی ہے۔

۱۶۸۰۔ اگر روزے دار ڈکار لے اور کوئی چیز اس کے منہ میں آجائے تو اگر وہ اسے جان بوجھ کر نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہے اور ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے اور کفارہ بھی اس پر واجب ہو جاتا ہے اور اگر اس چیز کا کھانا حرام ہو مثلاً ڈکار لیتے وقت خون یا ایسی خوراک جو غذا کی تعریف میں نہ آتی ہو اس کے منہ میں آجائے اور وہ اسے جان بوجھ کر نگل لے تو ضروری ہے کہ اس روزے کی قضا بجالائے اور احتیاط مستحب کی بنا پر کفارہ جمع بھی دے۔

۱۶۸۱۔ اگر کوئی شخص میت مانے کی ایک خاص دن روزہ رکھے گا تو اگر وہ اس دن جان بوجھ کر اپنے روزے کو باطل کر دے تو ضروری ہے کہ کفارہ دے اور اس کا کفارہ اسی طرح ہے جیسے کہ منت توڑنے کا کفارہ ہے۔

۱۶۸۲۔ اگر روزہ دار ایک ایسے شخص کے کہنے پر جو کہے کہ مغرب کا وقت ہو گیا ہے اور جس کے کہنے پر اسے اعتماد نہ ہو روزہ افطار کرلے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ مغرب کا وقت نہیں ہوا یا شک کرے کہ مغرب کا وقت ہوا ہے یا نہیں تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہو جاتے ہیں۔

۱۶۸۳۔ جو شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ باطل کرلے اور اگر وہ ظہر کے بعد سفر کرے یا کفارے سے بچنے کے لئے ظہر سے پہلے سفر کرے تو اس پر سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا بلکہ اگر ظہر سے پہلے اتفاقاً اسے سفر کرنا پڑھے تب بھی کفارہ اس پر واجب ہے۔

۱۶۸۴۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ توڑ دے اور اس کے بعد کوئی عذر پیدا ہو جائے مثلاً حیض یا نفاس یا بیماری میں مبتلا ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ دے۔

۱۶۸۵۔ اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ آج ماہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہے اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے لیکن بعد میں اسے پتہ چلے کہ شعبان کہ آخری تاریخ ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

۱۶۸۶۔ اگر کسی شخص کو شک ہو کر آج رمضان کی آخری تاریخ ہے یا شوال کی پہلی تاریخ اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے اور بعد میں پتہ چلے کہ پہلی شوال ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

۱۶۸۷۔ اگر ایک روزہ دار ماہ رمضان میں اپنی روزہ دار بیوی سے جماع کرے تو اگر اس نے بیوی کو مجبور کیا ہو تو اپنے روزے کا کفارہ اور احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ اپنی بیوی کے روزے کا بھی کفارہ دے اور اگر بیوی جماع پر راضی ہو تو ہر ایک پر ایک ایک کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

۱۶۸۸۔ اگر کوئی عورت اپنے روزہ دار شوہر کو جماع کرنے پر مجبور کرے تو اس پر شوہر کے روزے کا کفارہ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

۱۶۸۹۔ اگر روزہ دار ماہ رمضان میں اپنی بیوی کو جماع پر مجبور کرے تو اس پر شوہر کے روزے کا کفارہ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

۱۶۹۰۔ اگر روزہ دار ماہ رمضان المبارک میں اپنی روزہ دار بیوی سے جو سو رہی ہو جماع کرے تو اس پر ایک کفارہ واجب ہو جاتا ہے اور عورت کا روزہ صحیح ہے اور اس پر کفارہ بھی واجب نہیں ہے۔

۱۶۹۱۔ اگر شوہر اپنی بیوی کو یا بیوی اپنے شوہر کو جماع کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور کرے جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہو تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی کفارہ واجب نہیں ہے۔

۱۶۹۲۔ جو آدمی سفر یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھے وہ اپنی روزہ دار بیوی کو جماع پر مجبور نہیں کر سکتا لیکن اگر مجبور کرے تب بھی مرد پر کفارہ واجب نہیں۔

۱۶۹۳۔ ضروری ہے کہ انسان کفارہ دینے میں کوتاہی نہ کرے لیکن فوری طور پر دینا بھی ضروری نہیں۔

۱۶۹۴۔ اگر کسی شخص پر کفارہ واجب ہو اور وہ کئی سال تک نہ دے تو کفارے میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

۱۶۹۵۔ جس شخص کو بطور کفارہ ایک دن ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا ضروری ہو اگر ساٹھ فقیر موجود ہوں تو وہ ایک فقیر کو ایک مد سے زیادہ کھانا نہیں دے سکتا یا ایک فقیر کو ایک سے زائد مرتبہ پیٹ بھر کر کھلائے اور اسے اپنے کفارے میں زیادہ افراد کو کھانا کھلانا شمار کرے البتہ وہ فقیر کے اہل و عیال میں سے ہر ایک کو ایک مد دے سکتا ہے خواہ وہ چھوٹے چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۶۹۶۔ جو شخص ماہ رمضان المبارک کے روزے کی قضا کرے اگر وہ ظہر کے بعد جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کرے جو روزے کے باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ دس فقیروں کو فرداً فرداً ایک مد کھانا دے اور اگر نہ دے سکتا ہو تو تین روزے رکھے۔

وہ صورتیں جن میں فقط روزے کی قضا واجب ہے

۱۶۹۷۔ جو صورتیں بیان ہو چکی ہیں ان کے علاوہ ان چند صورتوں میں انسان پر صرف روزے کی قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

۱۔ ایک شخص ماہ رمضان کی رات میں جنب ہو جائے اور جیسا کہ مسئلہ ۱۶۳۹ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے صبح کی اذان تک دوسری نیند سے بیدار نہ ہو۔

۲۔ روزے کو باطل کرنے والا کام تو نہ کیا ہو لیکن روزے کی نیت نہ کرے یا ریا کرے (یعنی لوگوں پر ظاہر کرے کہ روزے سے ہوں) یا روزہ رکھنے کا ارادہ کرے۔ اسی طرح اگر ایسے کام کا ارادہ کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر اس دن کے روزے کی قضا رکھنا ضروری ہے۔

۳۔ ماہ رمضان المبارک میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور جنابت کی حالت میں ایک ایک کئی دن روزے رکھتا رہے۔

۴۔ ماہ رمضان المبارک میں یہ تحقیق کئے بغیر کہ صبح ہوئی ہے یا نہیں کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ صبح ہو چکی تھی تو اس صورت میں احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ قُربت مطلقہ کی نیت سے اس دن ان چیزوں سے اجتناب کرے جو روزے کو باطل کرتی ہیں اور اس دن کے روزے کی قضا بھی کرے۔

۵۔ کوئی کے کہے کہ صبح نہیں ہوئی اور انسان اس کے کہنے کی بنا پر کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ صبح ہو گئی تھی۔

۶۔ کوئی کہے کہ صبح ہو گئی ہے اور انسان اس کے کہنے پر یقین نہ کرے یا سمجھے کہ مذاق کر رہا ہے اور خود تحقیق نہ کرے اور کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح ہو گئی تھی۔

۷۔ نابینا یا اس جیسا کوئی شخص کسی کے کہنے پر جس کا قول اس کے لئے شرعاً حجت ہو روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتہ چلے کہ ابھی مغرب کا وقت نہیں ہوا تھا۔

۸۔ انسان کو یقین یا اطمینان ہو کہ مغرب ہو گئی ہے اور وہ روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتہ چلے کہ مغرب نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اگر مطلع ابر آلود ہو اور انسان اس گمان کے تحت روزہ افطار کر لے کہ مغرب ہو گئی ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ مغرب نہیں ہوئی تھی تو احتیاط کی بنا پر اس صورت میں قضا واجب ہے۔

۹۔ انسان پیاس کی وجہ سے کلی کرے یعنی پانی منہ میں گھمائے اور بے اختیار پانی پیٹ میں چلا جائے۔ اگر نماز واجب کے وضو کے علاوہ کسی وضو میں کلی کی جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر اس کے لئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر انسان بھول جائے کہ روزے سے ہے اور پانی گلے سے اتر جائے یا پیاس کے علاوہ کسی دوسری صورت میں کہ جہاں کلی کرنا مستحب ہے۔ جیسے وضو کرتے وقت۔ کلی کرے اور پانی بے اختیار پیٹ میں چلا جائے تو اس کی قضا نہیں ہے۔

۱۰۔ کوئی شخص مجبوری، اضطرار یا تقیہ کی حالت میں روزہ افطار کرے تو اس پر روزے کی قضا رکھنا لازم ہے لیکن کفارہ واجب نہیں۔

۱۶۹۸۔ اگر روزہ دار پانی کے علاوہ کوئی چیز منہ میں ڈالے اور وہ بے اختیار پیٹ میں چلی جائے یا ناک میں پانی ڈالے اور وہ بے اختیار (حلق کے) نیچے اتر جائے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

۱۶۹۹۔ روزہ دار کے لئے زیادہ کلیاں کرنا مکروہ ہے اور اگر کلی کے بعد لعاب دہن نگلنا چاہے تو بہتر ہے کہ پہلے تین دفعہ لعاب کو تھوک دے۔

۱۷۰۰۔ اگر کسی شخص کو معلوم ہو یا اسے احتمال ہو کہ کلی کرنے سے بے اختیار پانی اس کے حلق میں چلا جائے گا تو ضروری ہے کہ کلی نہ کرے۔ اور اگر جانتا ہو کہ بھول جانے کی وجہ سے پانی اس کے حلق میں چلا جائے گا تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔

۱۷۰۱۔ اگر کسی شخص کو ماہ رمضان المبارک میں تحقیق کرنے کے بعد معلوم نہ ہو کہ صبح ہو گئی ہے اور وہ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح ہو گئی تھی تو اس کے لئے روزے کی قضا کرنا ضروری نہیں۔

۱۷۰۲۔ اگر کسی شخص کو شک ہو کہ مغرب ہو گئی ہے یا نہیں تو وہ روزہ افطار نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے شک ہو کہ صبح ہوئی ہے یا نہیں تو وہ تحقیق کرنے سے پہلے ایسا کام کر سکتا ہے جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

قضا روزے کے احکام

۱۷۰۳۔ اگر کوئی دیوانہ اچھا ہو جائے تو اس کے لئے عالم دیوانگی کے روزوں کی قضا واجب نہیں۔

۱۷۰۴۔ اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اس پر زمانہ کفر کے روزوں کی قضا واجب نہیں ہے لیکن اگر ایک مسلمان کافر ہو جائے اور پھر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو ضروری ہے ایام کفر کے روزوں کی قضا بجالائے۔

۱۷۰۵۔ جو روزے انسان کی بے حواسی کی وجہ سے چھوٹ جائیں ضروری ہے کہ ان کی قضا بجالائے خواہ جس چیز کی وجہ سے وہ بے حواس ہوا ہو وہ علاج کی غرض سے ہی کھائی ہو۔

۱۷۰۶۔ اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے چند دن روزے نہ رکھے اور بعد میں شک کرے کہ اس کا عذر کسی وقت زائل ہوا تا تو اس کے لئے واجب نہیں کہ جتنی مدت روزے نہ رکھنے کا زیادہ احتمال ہو اس کے مطابق قضا بجالائے مثلاً اگر کوئی شخص رمضان المبارک سے پہلے سفر کرے اور اسے معلوم نہ ہو کہ ماہ مبارک کی پانچویں تاریخ کو سفر سے واپس آیا تھا یا چھٹی کو یا مثلاً اس نے ماہ مبارک کے آخر میں سفر شروع کیا ہو اور ماہ مبارک ختم ہونے کے بعد واپس آیا ہو اور اسے پتہ نہ ہو کہ پچیسویں رمضان کو سفر کیا تھا۔ یا چھبیسویں کو تو دونوں صورتوں میں وہ کمتر دنوں یعنی پانچ روزوں کی قضا کر سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ زیادہ دنوں یعنی چھ روزوں کی قضا کرے۔

۱۷۰۷۔ اگر کسی شخص پر کئی سال کے ماہ رمضان المبارک کے روزوں کی قضا واجب ہو تو جس سال کے روزوں کی قضا پہلے کرنا چاہے کر سکتا ہے لیکن اگر آخر رمضان المبارک کے روزوں کی قضا کا وقت تنگ ہو مثلاً آخری رمضان المبارک

کے پانچ روزوں کی قضا اس کے ذمے ہو اور آئندہ رمضان المبارک کے شروع ہونے میں بھی پانچ ہی دن باقی ہوں تو بہتر یہ ہے کہ پہلے آخری رمضان المبارک کے روزوں کی قضا بجالائے۔

۱۷۰۸۔ اگر کسی شخص پر کئی سال کے ماہ رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہو اور وہ روزہ کی نیت کرتے وقت معین نہ کرے کہ کون سے رمضان المبارک کے روزے کی قضا کر رہا ہے تو اس کا شمار آخری ماہ رمضان کی قضا میں نہیں ہو گا۔

۱۷۰۹۔ جس شخص نے رمضان المبارک کا قضا روزہ رکھا ہو وہ اس روزے کو ظہر سے پہلے توڑ سکتا ہے لیکن اگر قضا کا وقت تنگ ہو تو بہتر ہے کہ روزہ نہ توڑے۔

۱۷۱۰۔ اگر کسی نے میت کا قضا روزہ رکھا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ظہر کے بعد روزہ نہ توڑے۔

۱۷۱۱۔ اگر کوئی بیماری یا حیض یا نفاس کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اور اس مدت کے گزرنے سے پہلے کہ جس میں وہ ان روزں کی جو اس نے نہیں رکھے تھے قضا کر سکتا ہو مر جائے تو ان روزوں کی قضا نہیں ہے۔

۱۷۱۲۔ اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اور اس کی بیماری آئندہ رمضان تک طول کھینچ جائے تو جو روزے اس نے نہ رکھے ہوں ان کی قضا اس پر واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ ہر دن کے لئے ایک مد طعام یعنی گندم یا جَو یا روٹی وغیرہ فقیر کو دے لیکن اگر کسی اور عذر مثلاً سفر کی وجہ سے روزے نہ رکھے اور اس کا عذر آئندہ رمضان المبارک تک باقی رہے تو ضروری ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر ایک دن کے لئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

۱۷۱۳۔ اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اور رمضان المبارک کے بعد اس کی بیماری دور ہو جائے لیکن کوئی دوسرا عذر لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے وہ آئندہ رمضان المبارک تک قضا روزے نہ رکھ سکے تو ضروری ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجالائے نیز اگر رمضان المبارک میں بیماری کے علاوہ کوئی اور عذر رکھتا ہو اور رمضان المبارک کے بعد وہ عذر دور ہو جائے اور آئندہ سال کے رمضان المبارک تک بیماری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو جو روزے نہ رکھے ہوں ضروری ہے کہ ان کی قضا بجالائے اور احتیاط واجب کی بنا پر ہر دن کے لئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

۱۷۱۴۔ اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے رمضان المبارک میں روزے نہ رکھے اور رمضان المبارک کے بعد اس کا عذر دور ہو جائے اور وہ آئندہ رمضان المبارک تک عمداً روزوں کی قضا نہ بجالائے تو ضروری ہے کہ روزوں کی قضا کرے اور ہر دن کے لئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

۱۷۱۵۔ اگر کوئی شخص قضا روزے رکھنے میں کوتاہی کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے اور وقت کی تنگی میں اسے کوئی عذر پیش آجائے تو ضروری ہے کہ روزوں کی قضا کرے اور احتیاط کی بنا پر ہر ایک دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے۔ اور اگر عذر دور ہونے کے بعد مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزوں کی قضا بجالائے گا لیکن قضا بجالانے سے پہلے تنگ وقت میں اسے کوئی عذر پیش آجائے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

۱۷۱۶۔ اگر انسان کا مرض چند سال طول کھینچ جائے تو ضروری ہے کہ تندرست ہونے کے بعد آخری رمضان المبارک کے چھٹے ہوئے روزوں کی قضا بجالائے اور اس سے پچھلے سالوں کے ماہہائے مبارک کے ہر دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے۔

۱۷۱۷۔ جس شخص کے لئے ہر روزے کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دینا ضروری ہو وہ چند دنوں کا کفارہ ایک ہی فقیر کو دے سکتا ہے۔

۱۷۱۸۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے روزوں کی قضا کرنے میں کئی سال کی تاخیر کر دے تو ضروری ہے کہ قضا کرے اور پہلے سال میں تاخیر کرنے کی بنا پر ہر روزے کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے لیکن باقی کئی سال کی تاخیر کے لئے اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

۱۷۱۹۔ اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے روزے جان بوجھ کر نہ رکھے تو ضروری ہے کہ ان کی قضا بجالائے اور ہر دن کے لئے دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو کھانا دے یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر آئندہ رمضان المبارک تک ان روزوں کی قضا نہ کرے تو احتیاط لازم کی بنا پر ہر دن کے لئے ایک مد طعام کفارہ بھی دے۔

۱۷۲۰۔ اگر کوئی شخص جان بوجھکر رمضان المبارک کا روزہ نہ رکھے اور دن میں کئی دفعہ جماع یا استمناء کرے تو اقوی کی بنا پر کفارہ مکرر نہیں ہوگا (ایک کفارہ کافی ہے) ایسے ہی اگر کئی دفعہ کوئی اور ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً کئی دفعہ کھانا کھائے تب بھی ایک کفارہ کافی ہے۔

۱۷۲۱۔ باپ کے مرنے کے بعد بڑے بیٹے کے لئے احتیاط لازم کی بناپر ضروری ہے کہ باپ کے روزوں کی قضا اسی طرح بجالائے جیسے کہ نماز کے سلسلے میں مسئلہ ۱۳۹۹ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے۔

۱۷۲۲۔ اگر کسی کے باپ نے ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ کوئی دوسرے واجب روزے مثلاً سُنَّتی روزے نہ رکھے ہوں تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بڑا بیٹا ان روزوں کی قضا بجالائے۔ لیکن اگر باپ کسی کے روزوں کے لئے اجیر بنا ہو اور اس نے وہ روزے نہ رکھے ہوں تو ان روزوں کی قضا بڑے بیٹے پر واجب نہیں ہے۔

مسافر کے روزوں کے احکام

۱۷۲۳۔ جس مسافر کے لئے سفر میں چار رکعتی نماز کے بجائے دو رکعت پڑھنا ضروری ہو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے لیکن وہ مسافر جو پوری نماز پڑھتا ہو مثلاً وہ شخص جس کا پیشہ ہی سفر ہو یا جس کا سفر کسی ناجائز کام کے لئے ہو ضروری ہے کہ سفر میں روزہ رکھے۔

۱۷۲۴۔ ماہ رمضان المبارک میں سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن روزے سے بچنے کے لئے سفر کرنا مکروہ ہے اور اسی طرح رمضان المبارک کی چوبیسویں تاریخ سے پہلے سفر کرنا (بھی مکروہ ہے) بجز اس سفر کے جو حج، عمرہ یا کسی ضروری کام کے لئے ہو۔

۱۷۲۵۔ اگر ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ کسی خاص دن کا روزہ انسان پر واجب ہو مثلاً وہ روزہ اجارے یا اجارے کی مانند کسی وجہ سے واجب ہوا ہو یا اعتکاف کے دنوں میں سے تیسرا دن ہو تو اس دن سفر نہیں کر سکتا اور اگر سفر میں ہو اور اس کے لئے ٹھہرنا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ دس دن ایک جگہ قیام کرنے کی نیت کرے اور اس دن روزہ رکھے لیکن اگر اس دن کا روزہ منت کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اس دن سفر کرنا جائز ہے اور قیام کی نیت کرنا واجب نہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ جب تک سفر کرنے کے لئے مجبور نہ ہو سفر نہ کرے اور اگر سفر میں ہو تو قیام کرنے کی نیت کرے۔

۱۷۲۶۔ اگر کوئی شخص مستحب روزے کی منت مانے لیکن اس کے لئے دن معین نہ کرے تو وہ شخص سفر میں ایسا مُنّتی روزہ نہیں رکھ سکتا لیکن اگر منت مانے کی سفر کے دوران ایک مخصوص دن روزہ رکھے گا تو ضروری ہے کہ وہ روزہ سفر

میں رکھنے نیز اگر منت مانے کی سفر میں ہو یا نہ ہو ایک مخصوص دن کا روزہ رکھے گا تو ضروری ہے کہ اگرچہ سفر میں تب بھی اس دن کا روزہ رکھے۔

۱۷۲۷۔ مسافر طلب حاجت کے لئے تین دن مدینہ طیبہ میں مستحب روزہ رکھ سکتا ہے اور اَحوَط یہ ہے کہ وہ تین دن بدن، جمعرات اور جمعہ ہوں۔

۱۷۲۸۔ کوئی شخص جسے یہ علم نہ ہو کہ مسافر کا روزہ رکھنا باطل ہے، اگر سفر میں روزہ رکھ لے اور دن ہی دن میں اسے حکم مسئلہ معلوم ہو جائے تو اس کا روزہ باطل ہے لیکن اگر مغرب تک حکم معلوم نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۷۲۹۔ اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ وہ مساف ہے یا یہ بھول جائے کہ مسافر کا روزہ باطل ہوتا ہے اور سفر کے دوران روزہ رکھ لے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

۱۷۳۰۔ اگر روزہ دار ظہر کے بعد سفر کرے تو ضروری ہے احتیاط کی بنا پر اپنے روزے کو تمام کرے اور اگر ظہر سے پہلے سفر کرے اور رات سے ہی سفر کا ارادہ رکھتا ہو تو اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتا بلکہ اگر رات سے سفر کا ارادہ نہ ہو تب بھی احتیاط کی بنا پر اس دن روزہ نہیں رکھ سکتا لیکن ہر صورت میں حد تَرخُّص تک پہنچنے سے پہلے ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہئے جو روزہ کو باطل کرتا ہو ورنہ اس پر کفارہ واجب ہو گا۔

۱۷۳۱۔ اگر مسافر ماہ رمضان المبارک میں خواہ وہ فجر سے پہلے سفر میں ہو یا روزے سے ہو اور سفر کرے اور ظہر سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو اور اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ رکھے اور اگر کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔

۱۷۳۲۔ اگر مسافر ظہر کے بعد اپنے وطن پہنچے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن قیام کرنا چاہتا ہو تو وہ اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتا۔

۱۷۳۳۔ مسافر اور وہ شخص جو کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کے لئے ماہ رمضان المبارک میں دن کے وقت جماع کرنا اور پیٹ بھر کر کھانا اور پینا مکروہ ہے۔

وہ لوگ جن پر روزہ رکھنا واجب نہیں

۱۷۳۴۔ جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا روزہ رکھنا اس کے لئے شدید تکلیف کا باعث ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن روزہ نہ رکھنے کی صورت میں ضروری ہے کہ ہر روزے کے عوض ایک مُد طعام یعنی گندم یا جَو یا روٹی یا ان سے ملتی جلتی کوئی چیز فقیر کو دے۔

۱۷۳۵۔ جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے ماہ رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اگر وہ رمضان المبارک کے بعد روزے رکھنے کے قابل ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجالائے۔

۱۷۳۶۔ اگر کسی شخص کو کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے اسے بہت زیادہ پیاس لگتی ہو اور وہ پیاس برداشت نہ کر سکتا ہو یا پیاس کی وجہ سے اسے تکلیف ہوتی ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن روزہ نہ رکھنے کی صورت میں ضروری ہے کہ ہر روزے کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جتنی مقدار اشد ضروری ہو اس سے زیادہ پانی نہ پیئے اور بعد میں جب روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو جو روزے نہ رکھے ہوں احتیاط مستحب کی بنا پر ان کی قضا بجالائے۔

۱۷۳۷۔ جس عورت کا وضع حمل کا وقت قریب ہو اس کا روزہ رکھنا خود اس کے لئے یا اس کے ہونے والے بچے کے لئے مضر ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ وہ ہر دن کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دے اور ضروری ہے کہ دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجالائے۔

۱۷۳۸۔ جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اور اس کا دودھ کم ہو خواہ وہ بچے کی ماں ہو یا دایہ اور خواہ بچے کو مفت دودھ پلا رہی ہو اگر اس کا روزہ رکھنا خود ان کے یا دودھ پینے والے بچے کے لئے مضر ہو تو اس عورت پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ ہر دن کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دے اور دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا کرنا ضروری ہے۔ لیکن احتیاط واجب کی بنا پر حکم صرف اس صورت میں ہے جبکہ بچے کو دودھ پلانے کا انحصار اسی پر ہو لیکن اگر بچے کو دودھ پلانے کا کوئی اور طریقہ ہو مثلاً کچھ عورتیں مل کر بچے کو دودھ پلائیں تو ایسی صورت میں اس حکم کے ثابت ہونے میں اشکال ہے۔

مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کا طریقہ

۱۷۳۹۔ مہینے کی پہلی تاریخ (مندرجہ ذیل) چار چیزوں سے ثابت ہوتی ہے:

۱۔ انسان خود چاند دیکھے۔

۲۔ ایک ایسا گروہ جس کے کہنے پر یقین یا اطمینان ہو جائے یہ کہے کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور اس طرح ہر وہ چیز جس کی بدولت یقین یا اطمینان ہو جائے۔

۳۔ دو عادل مرد یہ کہیں کہ ہم نے رات کو چاند دیکھا ہے لیکن اگر وہ چاند کے الگ الگ اوصاف بیان کریں تو پہلی تاریخ ثابت نہیں ہو گی۔ اور یہی حکم ہے اگر ان کی گواہی میں اختلاف ہو۔ یا اس کے حکم میں اختلاف ہو۔ مثلاً شہر کے بہت سے لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کریں لیکن دو عادل آدمیوں کے علاوہ کوئی دوسرا چاند دیکھنے کا دعوی نہ کرے یا کچھ لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کریں اور ان لوگوں میں سے دو عادل چاند دیکھنے کا دعوی کریں اور دوسروں کو چاند نظر نہ آئے حالانکہ ان لوگوں میں دو اور عادل آدمی ایسے ہوں جو چاند کی جگہ پہچاننے، نگاہ کی تیزی اور دیگر خصوصیات میں ان پہلے دو عادل آدمیوں کی مانند ہوں (اور وہ چاند دیکھنے کا دعوی نہ کریں) تو ایسی صورت میں دو عادل آدمیوں کی گواہی سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہو گی۔

۴۔ شعبان کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر ماہ رمضان المبارک کی پہلی تاریک ثابت ہو جاتی ہے اور رمضان المبارک کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر شوال کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے۔

۱۷۴۰۔ حاکم شرع کے حکم سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوتی اور احتیاط کی رعایت کرنا اولی ہے۔

۱۷۴۱۔ منجموں کی پیش گوئی سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوتی لیکن اگر انسان کو ان کے کہنے سے یقین یا اطمینان ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔

۱۷۴۲۔ چاند اآسمان پر بلند ہونا یا اس کا دیر سے غروب ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ سابقہ رات چاند رات تھی اور اسی طرح اگر چاند کے گرد حلقہ ہو تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ پہلی کا چاند گزشتہ رات نکلا ہے۔

۱۷۴۳۔ اگر کسی شخص پر ماہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ثابت نہ ہو اور وہ روزہ نہ رکھے لیکن بعد میں ثابت ہو جائے کہ گزشتہ رات ہی چاند تھی تو ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کرے۔

۱۷۴۴۔ اگر کسی شہر میں مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہو جائے تو وہ دوسرے شہروں میں بھی کہ جن کا افق اس شہر سے متحد ہو مہینے کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔ یہاں پر افق کے متحد ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر پہلے شہر میں چاند دکھائی دے تو دوسرے شہر میں بھی اگر بادل کی طرح کوئی رکاوٹ نہ ہو تو چاند دکھائی دیتا ہے۔

۱۷۴۵۔ مہینے کی پہلی تاریخ ٹیلی گرام (اور ٹیلکس یا فیکس) سے ثابت نہیں ہوتی سوائے اس صورت کے کہ انسان کو علم ہو کہ یہ پیغام دو عادل مردوں کی شہادت کی رو سے کسی دوسرے ایسے طریقے سے آیا ہے جو شرعاً معتبر ہے۔

۱۷۴۶۔ جس دن کے متعلق انسان کو علم نہ ہو کہ رمضان المبارک کا آخری دن ہے یا شوال کا پہلا دن اس دن ضروری ہے کہ روزہ رکھے لیکن اگر دن ہی دن میں اسے پتہ چل جائے کہ آج یکم شوال (روز عید) ہے تو ضروری ہے کہ روزہ افطار کرلے۔

۱۷۴۷۔ اگر کوئی شخص قید میں ہو اور ماہ رمضان کے بارے میں یقین نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ گمان پر عمل کرے لیکن اگر قوی گمان پر عمل کر سکتا ہو تو ضعیف گمان پر عمل نہیں کر سکتا اور اگر گمان پر عمل ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ جس مہینے کے بارے میں احتمال ہو کہ رمضان ہے اس مہینے میں روزے رکھے لیکن ضروری ہے کہ وہ اس مہینے کو یاد رکھے۔ چنانچہ بعد میں اسے معلوم ہو کہ وہ ماہ رمضان یا اس کے بعد کا زمانہ تھا تو اس کے ذمے کچھ نہیں ہے۔ لیکن اگر معلوم ہو کہ ماہ رمضان سے پہلے کا زمانہ تھا تو ضروری ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضا کرے۔

حرام اور مکروہ روزے

۱۷۴۸۔ عید فطر اور عید قربان کے دن روزہ رکھنا حرام ہے نیز جس دن کے بارے میں انسان کو یہ علم نہ ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان المبارک کی پہلی تو اگر وہ اس دن پہلی رمضان المبارک کی نیت سے روزہ رکھے تو حرام ہے۔

۱۷۴۹۔ اگر عورت کے مستحب (نفلی) روزہ رکھنے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو تو عورت کا روزہ رکھنا حرام ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ خواہ شوہر کی حق تلفی نہ بھی ہوتی ہو اس کی اجازت کے بغیر مستحب (نفلی) روزہ نہ رکھے۔

۱۷۵۰۔ اگر اولاد کا مستحب روزہ۔ ماں باپ کی اولاد سے شفقت کی وجہ سے۔ ماں باپ کے لئے اذیت کا موجب ہو تو اولاد کے لئے مستحب روزہ رکھنا حرام ہے۔

۱۷۵۱۔ اگر بیٹا باپ کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ رکھ لے اور دن کے دوران باپ اسے (روزہ رکھنے سے) منع کرے تو اگر بیٹے کا باپ کی بات نہ ماننا فطری شفقت کی وجہ سے اذیت کا موجب ہو تو بیٹے کو چاہئے کہ روزہ توڑ دے۔

۱۷۵۲۔ اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے ایسا مضر نہیں ہے کہ جس کی پروا کی جائے تو اگرچہ طبیب کہے کہ مضر ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ روزہ رکھے اور اگر کوئی شخص یقین یا گمان رکھتا ہو کہ روزہ اس کے لئے مضر ہے تو اگرچہ طبیب کہے کہ مضر نہیں ہے ضروری ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور اگر وہ روزہ رکھے جبکہ روزہ رکھنا واقعی مضر ہو یا قصد قربت سے نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہے۔

۱۷۵۳۔ اگر کسی شخص کو احتمال ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے ایسا مضر ہے کہ جس کی پروا کی جائے اور اس احتمال کی بنا پر (اس کے دل میں) خوف پیدا ہو جائے تو اگر اس کا احتمال لوگوں کی نظر میں صحیح ہو تو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اور اگر وہ روزہ رکھ لے تو سابقہ مسئلے کی طرح اس صورت میں بھی اس کا روزہ صحیح نہیں ہے۔

۱۷۵۴۔ جس شخص کو اعتماد ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے مضر نہیں اگر وہ روزہ رکھ لے اور مغرب کے بعد اسے پتہ چلے کہ روزہ رکھنا اس کے لئے ایسا مضر تھا کہ جس کی پروا کی جاتی تو احتیاط واجب کی بنا پر اس روزے کی قضا کرنا ضروری ہے۔

۱۷۵۵۔ مندرجہ بالا روزوں کے علاوہ اور بھی حرام روزے ہیں جو مفصل کتابوں میں مذکور ہیں۔

۱۷۵۶۔ عاشور کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اس دن کا روزہ بھی مکروہ ہے جس کے بارے میں شک ہو کہ عرفہ کا دن ہے یا عید قربان کا دن۔

مستحب روزے

۱۷۵۷۔ بجز حرام اور مکروہ روزوں کے جن کا ذکر کیا گیا ہے سال کے تمام دنوں کے روزے مستحب ہیں اور بعض دنوں کے روزے رکھنے کی بہت تاکید کی گئی ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ ہر مہینے کی پہلی اور آخری جمعرات اور پہلا بدھ جو مہینے کی دسویں تاریخ کے بعد آئے۔

اور اگر کوئی شخص یہ روزے نہ رکھے تو مستحب ہے کہ ان کی قضا کرے اور اگر روزہ بالکل نہ رکھ سکتا ہو تو مستحب ہے کہ ہر دن کے بدلے ایک مُد طعام یا ٦۔ ۱۲ نخود سکہ دار چاندی فقیر کو دے۔

۲۔ ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ۔

۳۔ رجب اور شعبان کے پورے مہینے کے روزے۔ یا ان دو مہینوں میں جتنے روزے رکھ سکیں خواہ وہ ایک دن ہی کیوں نہ ہو۔

۴۔ عید نوروز کا دن

۵۔ شوال کی چوتھی سے نویں تاریخ تک

٦۔ ذی قعدہ کی پچیسویں اور اکتیسویں تاریخ

۷۔ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے نویں تاریخ (یوم عرفہ) تک لیکن اگر انسان روزے کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری کی بنا پر یوم عرفہ کی دعائیں نہ پڑھ سکے تو اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

۸۔ عید سعید غدیر کا دن (۱۸ ذی الحجہ)

۹۔ روز مباہلہ (۲۴۔ ذی الحجہ)

۱۰۔ محرم الحرام کی پہلی، تیسری اور ساتویں تاریخ

۱۱۔ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ولادت کا دن (۱۷۔ ربیع الاول)

۱۲۔ جمادی الاول کی پندرہ تاریخ۔

نیز (عیدِ بعثت یعنی) رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اعلان رسالت کے دن (۲۷ رجب) بھی روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اور جو شخص مستحب روزہ رکھے اس کے لئے واجب نہیں ہے کہ اسے اختتام تک پہنچائے بلکہ اگر اس کا کوئی مومن بھائی اسے کھانے کی دعوت دے تو مستحب ہے کہ اس کی دعوت قبول کرلے اور دن میں ہی روزہ کھول لے خواہ ظہر کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

وہ صورتیں جن میں مبطلات روزہ سے پرہیز مستحب ہے۔

۱۷۵۸۔ (مندرجہ ذیل) پانچ اشخاص کے لئے مستحب ہے کہ اگرچہ روزے سے نہ ہوں ماہ رمضان المبارک میں ان افعال سے پرہیز کریں جو روزے کو باطل کرتے ہیں:

۱۔ وہ مسافر جس نے سفر میں کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور وہ ظہر سے پہلے اپنے وطن یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو۔

۲۔ وہ مسافر جو ظہر کے بعد اپنے وطن یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو۔ اور اسی طرح اگر ظہر سے پہلے ان جگہوں پر پہنچ جائے جب کہ وہ سفر میں روزہ توڑ چکا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

۳۔ وہ مریض جو ظہر کے بعد تندرست ہو جائے۔ اور یہی حکم ہے اگر ظہر سے پہلے تندرست ہو جائے اگرچہ اس نے کوئی ایسا کام (بھی) کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو۔ اور طرح اگر ایسا کام نہ کیا ہو تو اس کا حکم مسئلہ ۱۵۷۶ میں گزر چکا ہے۔

۴۔ وہ عورت جو دن میں حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے۔

۱۷۵۹۔ روزہ دار کے لئے مستحب ہے کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے مغرب اور عشا کی نماز پڑھے لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اس کا انتظار کر رہا ہو یا اسے اتنی بھوک لگی ہو کہ حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہو تو بہتر ہے کہ پہلے روزہ افطار کرے لیکن جہاں تک ممکن ہو نماز فضیلت کے وقت میں ہی ادا کرے۔

خمس کے احکام

۱۷۶۰۔ خمس سات چیزوں پر واجب ہے۔

۱۔ کاروبار (یاروزگار) کا منافع

۲۔ مَعدِنی کانیں

۳۔ گڑا ہوا خزانہ

۴۔ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے

۵۔ غوطہ خوری سے حاصل ہونے والے سمندری موتی اور مونگے

۶۔ جنگ میں ملنے والا مال غنیمت

۷۔ مشہور قول کی بنا پر وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے۔

ذیل میں ان کے احکام تفصیل سے بیان کئے جائیں گے۔

کاروبار کا منافع

۱۷۶۱۔ جب انسان تجارت، صنعت و حرفت یا دوسرے کام دھندوں سے روپیہ پیسہ کمائے مثال کے طور پر اگر کوئی اجیر بن کر کسی متوفی کی نمازیں پڑھے اور روزے رکھے اور اس طرح کچھ روپیہ کمائے لہذا اگر وہ کمائی خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ زائد کمائی کا خمس یعنی پانچواں حصہ اس طریقے کے مطابق دے جس کی تفصیل بعد میں بیان ہو گی۔

۱۷۶۲۔ اگر کسی کو کمائی کئے بغیر کوئی آمدنی ہو جائے مثلاً کوئی شخص اسے بطور تحفہ کوئی چیز دے اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

۱۷۶۳۔ عورت کو جو مہر ملتا ہے اور شوہر، بیوی کو طلاق خلع دینے کے عوض جو مال حاصل کرتا ہے ان پر خمس نہیں ہے اور اسی طرح جو میراث انسان کو ملے اس کا بھی میراث کے معتبر قواعد کی رو سے یہی حکم ہے۔ اور اگر اس مسلمان کو جو

شیعہ ہے کسی اور ذریعے سے مثلاً پدری رشتے دار کی طرف سے میراث ملے تو اس مال کی "فوائد" میں شمار کیا جائے گا اور ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔ اسی طرح اگر اسے باپ اور بیٹے کے علاوہ کسی اور کی طرف سے میراث ملے کہ جس کا خود اسے گمان تک نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ میراث اگر اس کے سال بھی کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس دے۔

۱۷۶۴۔ اگر کسی شخص کو کوئی میراث ملے اور اس معلوم ہو کہ جس شخص سے اسے یہ میراث ملی ہے اس نے اس کا خمس نہیں دیا تھا تو ضروری ہے کہ وارث اس کا خمس دے۔ اسی طرح اگر خود اس مال پر خمس واجب نہ ہو اور وارث کو علم ہو کہ جس شخص سے اسے وہ مال ورثے میں ملا ہے اس شخص کے ذمے خمس واجب الادا تھا تو ضروری ہے کہ اس کے مال سے خمس ادا کرے۔ لیکن دونوں صورتوں میں جس شخص سے مال ورثے میں ملا ہو اگر وہ خمس دینے کا معتقد نہ ہو یا یہ کہ وہ خمس دیتا ہی نہ ہو تو ضروری نہیں کہ وارث وہ خمس ادا کرے جو اس شخص پر واجب تھا۔

۱۷۶۵۔ اگر کسی شخص نے کفایت شعاری کے سبب سال بھر کے اخراجات کے بعد کچھ رقم پس انداز کی ہو تو ضروری ہے کہ اس بچت کا خمس دے۔

۱۷۶۶۔ جس شخص کے تمام اخراجات کوئی دوسرا شخص برداشت کرتا ہو تو ضروری ہے کہ جتنا مال اس کے ہاتھ آئے اس کا خمس دے۔

۱۷۶۷۔ اگر کوئی شخص اپنی جائداد کچھ خاص افراد مثلاً اپنی اولاد کے لئے وقف کر دے اور وہ لوگ اس جائداد میں کھیتی باڑی اور شجر کاری کریں اور اس سے منافع کمائیں اور وہ کمائی ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کمائی کا خمس دیں۔ نیز یہ کہ اگر وہ کسی اور طریقے سے اس جائداد سے نفع حاصل کریں مثلاً اسے کرائے (یا ٹھیکے) پر دے دیں تو ضروری ہے کہ نفع کی جو مقدار ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس کا خمس دیں۔

۱۷۶۸۔ جو مال کسی فقیر نے واجب یا مستحب صدقے کے طور پر حاصل کیا ہو اگر وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو یا جو مال اسے دیا گیا ہو اس سے اس نے نفع کمایا ہو مثلاً اس نے ایک ایسے درخت سے جو اسے دیا گیا ہو میوہ حاصل کیا ہو اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔ لیکن جو مال اسے بطور خمس یا زکوۃ دیا گیا ہو ضروری نہیں کہ اس کا خمس دے۔

۱۷۶۹۔ اگر کوئی شخص ایسی رقم سے کوئی چیز خریدے جس کا خمس نہ دیا گیا ہو یعنی بیچنے والے سے کہے کہ "میں یہ چیز اس رقم سے خرید رہا ہوں" اگر بیچنے والا شیعہ اثنا عشری ہو تو ظاہر یہ ہے کہ کل مال کے متعلق معاملہ درست ہے اور خمس کا تعلق اس چیز سے ہو جاتا ہے جو اس نے اس رقم سے خریدی ہے اور (اس معاملے میں) حاکم شرع کی اجازت اور دستخط کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۷۷۰۔ اگر کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور معاملہ طے کرنے کے بعد اس کی قیمت اس رقم سے ادا کرے جس کا خمس نہ دیا ہو تو جو معاملہ اس نے کیا ہے وہ صحیح ہے اور جو رقم اس نے فروشندہ کو دی ہے اس کے خمس کے لئے وہ خمس کے مستحقین کا مقروض ہے۔

۱۷۷۱۔ اگر کوئی شیعہ اثنا عشری مسلمان کوئی ایسا مال خریدے جس کا خمس نہ دیا گیا ہو تو اس کا خمس بیچنے والے کی ذمہ داری ہے اور خریدار کے ذمے کچھ نہیں۔

۱۷۷۲۔ اگر کوئی شخص کسی شیعہ اثنا عشری مسلمان کو کوئی ایسی چیز بطور عطیہ دے جس کا خمس نہ دیا گیا ہو تو اس کے خمس کی ادائیگی کی ذمہ داری عطیہ دینے والے پر ہے اور (جس شخص کو عطیہ دیا گیا ہو) اس کے ذمے کچھ نہیں۔

۱۷۷۳۔ اگر انسان کو کسی کافر سے یا ایسے شخص سے جو خمس دینے پر اعتقاد نہ رکھتا ہو کوئی مال ملے تو اس مال کا خمس دینا واجب نہیں ہے۔

۱۷۷۴۔ تاجر، دکاندار، کاریگر اور اس قسم کے دوسرے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ اس وقت سے جب انہوں نے کاروبار شروع کیا ہو، ایک سال گزر جائے تو جو کچھ ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس کا خمس دیں۔ اور جو شخص کسی کام دھندے سے کمائی نہ کرتا ہو اگر اسے اتفاقاً کوئی نفع حاصل ہو جائے تو جب اسے یہ نفع ملے اس وقت سے ایک سال گزرنے کے بعد جتنی مقدار اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

۱۷۷۵۔ سال کے دوران جس وقت بھی کسی شخص کو منافع ملے وہ اس کا خمس دے سکتا ہے اور اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ سال کے ختم ہونے تک اس کی ادائیگی کو موخر کر دے اور اگر وہ خمس ادا کرنے کے لئے شمسی سال (رومن کیلنڈر) اختیار کرے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۷۷۶۔ اگر کوئی تاجر یا دکاندار خمس دینے کے لئے سال کی مدت معین کرے اور اسے منافع حاصل ہو لیکن وہ سال کے دوران مر جائے تو ضروری ہے کہ اس کی موت تک کے اخراجات اس منافع میں سے منہا کر کے باقی ماندہ کا خمس دیا جائے۔

۱۷۷۷۔ اگر کسی شخص کے بغرض تجارت خریدے ہوئے مال کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اسے نہ بیچے اور سال کے دوران اس کی قیمت گر جائے تو جتنی مقدار تک قیمت بڑھی ہو اس کا خمس واجب نہیں ہے۔

۱۷۷۸۔ اگر کسی شخص کے بغرض تجارت خریدے ہوئے مال کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اس امید پر کہ ابھی اس کی قیمت اور بڑھے گی اس مال کو سال کے خاتمے کے بعد تک فروخت نہ کرے اور پھر اس کی قیمت گر جائے تو جس مقدار تک قیمت بڑھی ہو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

۱۷۷۹۔ کسی شخص نے مال تجارت کے علاوہ کوئی مال خرید کر یا اسی کی طرح کسی طریقے سے حاصل کیا ہو جس کا خمس وہ ادا کر چکا ہو تو اگر اس کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اسے بیچ دے تو ضروری ہے کہ جس قدر اس چیز کی قیمت بڑھی ہے اس کا خمس دے۔ اسی طرح مثلاً اگر کوئی درخت خریدے اور اس میں پھل لگیں یا (بھیڑ خریدے اور وہ) بھیڑ موٹی ہو جائے تو اگر ان چیزوں کی نگہداشت سے اس کا مقصد نفع کمانا تھا تو ضروری ہے کہ ان کی قیمت میں جو اضافہ ہوا ہے اس کا خمس دے بلکہ اگر اس کا مقصد نفع کمانا نہ بھی رہا ہو تب بھی ضروری ہے کہ ان کا خمس دے۔

۱۷۸۰۔ اگر کوئی شخص اس خیال سے باغ (میں پودے) لگائے کہ قیمت بڑھ جانے پر انہیں بیچ دے گا تو ضروری ہے کہ پھلوں کی اور درختوں کی نشوونما اور باغ کی بڑھی ہوئی قیمت کا خمس دے لیکن اگر اس کا ارادہ یہ رہا ہو کہ ان درختوں کے پھل بیچ کر ان سے نفع کمائے گا تو فقط پھلوں کا خمس دینا ضروری ہے۔

۱۷۸۱۔ اگر کوئی شخص بید مشک اور چنار وغیرہ کے درخت لگائے تو ضروری ہے کہ ہر سال ان کے بڑھنے کا خمس دے اور اسی طرح اگر مثلاً ان درختوں کی ان شاخوں سے نفع کمائے جو عموماً ہر سال کاٹی جاتی ہیں اور تنہا ان شاخوں کی قیمت یا دوسرے فائدوں کو ملا کر اس کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے بڑھ جائے تو ضروری ہے کہ ہر سال کے خاتمے پر اس زائد رقم کا خمس دے۔

۱۷۸۲۔ اگر کسی شخص کی آمدنی کی متعدد ذرائع ہوں مثلاً جائداد کا کرایہ آتا ہو اور خرید و فروخت بھی کرتا ہو اور ان تمام ذرائع تجارت کی آمدنی اور اخراجات اور تمام رقم کا حساب کتاب یکجا ہو تو ضروری ہے کہ سال کے خاتمے پر جو کچھ اس کے اکراجات سے زائد ہو اس کا خمس ادا کرے۔ اور اگر ایک ذریعے سے نفع کمائے اور دوسرے ذریعے سے نقصان اٹھائے تو وہ ایک ذریعے کے نقصان کا دوسرے ذریعے کے نقصان سے تدارک کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کے دو مختلف پیشے ہوں مثلاً تجارت اور زراعت کرتا ہو تو اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر وہ ایک پیشے کے نقصان کا تدارک دوسرے پیشے کے نفع سے نہیں کر سکتا۔

۱۷۸۳۔ انسان جو اخراجات فائدہ حاصل کرنے کے لئے مثلاً دلالی اور باربرداری کے سلسلے میں خرچ کرے تو انہیں منافع میں سے منہا کر سکتا ہے اور اتنی مقدار کا خمس ادا کرنا لازم نہیں۔

۱۷۸۴۔ کاروبار کے منافع سے کوئی شخص سال بھر میں جو کچھ خوراک، لباس، گھر کے ساز و سامان، مکان کی خریداری، بیٹے کی شادی، بیٹی کے جہیز اور زیارات وغیرہ پر خرچ کرے اوس پر خمس نہیں ہے بشرطیکہ ایسے اخراجات اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہوں اور اس نے فضول خرچی بھی نہ کی ہو۔

۱۷۸۵۔ جو مال انسان منت اور کفارے پر خرچ کرے وہ سالانہ اخراجات کا حصہ ہے۔ اسی طرح وہ مال بھی اس کے سالانہ اخراجات کا حصہ ہے جو وہ کسی کو تحفے یا انعام کے طور پر بشرطیکہ اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو۔

۱۷۸۶۔ اگر انسان اپنی لڑکی شادی کے وقت تمام جہیز اکٹھا تیار نہ کر سکتا ہو تو وہ اسے کئی سالوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے جمع کر سکتا ہے چنانچہ اگر جہیز خریدے جو اس کی حیثیت سے بڑھ کر نہ ہو تو اس پر خمس دینا لازم نہیں ہے اور اگر وہ جہیز اس کی حیثیت سے بڑھ کر ہو یا ایک سال کے منافع سے دوسرے سال میں تیار کیا گیا ہو تو اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

۱۷۸۷۔ جو مال کسی شخص نے زیارت بیت اللہ (حج) اور دوسری زیارات کے سفر پر خرچ کیا ہو وہ اس سال کے اخراجات میں شمار ہوتا ہے جس سال میں خرچ کیا جائے اور اگر اس کا سفر سال سے زیادہ طول کھینچ جائے تو جو کچھ وہ دوسرے سال میں خرچ کرے اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

۱۷۸۸۔ جو شخص کسی پیشے یا تجارت وغیرہ سے منافع حاصل کرے اگر اس کے پاس کوئی اور مال بھی ہو جس پر خمس واجب نہ ہو تو وہ اپنے سال بھر کے اخراجات کا حساب فقط اپنے منافع کو مد نظر رکھتے ہوئے کر سکتا ہے۔

۱۷۸۹۔ جو سامان کسی شخص نے سال بھر استعمال کرنے کے لئے اپنے منافع سے خریدا ہو اگر سال کے آخر میں اس میں سے کچھ بچ جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر خمس اس کی قیمت کی صورت میں دینا چاہے اور جب وہ سامان خریدا تھا اس کے مقابلے میں اس کی قیمت بڑھ گئی ہو تو ضروری ہے کہ سال کے خاتمے پر جو قیمت ہو اس کا حساب لگائے۔

۱۷۹۰۔ کوئی شخص خمس دینے سے پہلے اپنے منافع میں سے گھریلو استعمال کے لئے سامان خریدے اگر اس کی ضرورت منافع حاصل ہونے والے سال کے بعد ختم ہو جائے تو ضروری نہیں کہ اس کا خمس دے۔ اور اگر دوران سال اس کی ضرورت ختم ہو جائے تو بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر وہ سامان ان چیزوں میں سے جو عموماً آئندہ سالوں میں استعمال کے لئے رکھی جاتی ہو جیسے سردی اور گرمی کے کپڑے تو ان پر خمس نہیں ہوتا۔ اس صورت کے علاوہ جس وقت بھی اس سامان کی ضرورت ختم ہو جائے احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا خمس دے اور یہی صورت زنانہ زیورات کی ہے جب کہ عورت کا انہیں بطور زینت استعمال کرنے کا زمانہ گزر جائے۔

۱۷۹۱۔ اگر کسی شخص کو کسی سال میں منافع نہ ہو تو وہ اس سال کے اخراجات کو آئندہ سال کے منافع سے منہا نہیں کر سکتا۔

۱۷۹۲۔ اگر کسی شخص کو سال کے شروع میں منافع نہ ہو اور وہ اپنے سرمائے سے خرچ اٹھائے اور سال کے ختم ہونے سے پہلے اسے منافع ہو جائے تو اس نے جو کچھ سرمائے میں سے خرچ کیا ہے اسے منافع سے منہا کر سکتا ہے۔

۱۷۹۳۔ اگر سرمائے کا کچھ حصہ تجارت وغیرہ میں ڈوب جائے تو جس قدر سرمایہ ڈوبا ہو انسان اتنی مقدار اس سال کے منافع میں سے منہا کر سکتا ہے۔

۱۷۹۴۔ اگر کسی شخص کے مال میں سے سرمائے کے علاوہ کوئی اور چیز ضائع ہو جائے تو وہ اس چیز کو منافع میں سے مہیا نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے اسی سال میں اس چیز کی ضرورت پڑ جائے تو وہ اس سال کے دوران اپنے منافع سے مہیا کر سکتا ہے۔

۱۷۹۵۔ اگر کسی شخص کو سارا سال کوئی منافع نہ ہو اور وہ اپنے اخراجات قرض لے کر پورے کرے تو وہ آئندہ سالوں کے منافع سے قرض کی رقم منہا نہیں کر سکتا لیکن اگر سال کے شروع میں اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے قرض

لے اور سال ختم ہونے سے پہلے منافع کمائے تو اپنے قرضے کی رقم اس منافع میں سے منہا کر سکتا ہے۔ اور اسی طرح پہلے صورت میں وہ اس قرض کو اس سال کے منافع سے ادا کر سکتا ہے اور منافع کی اس مقدار سے خمس کا کوئی تعلق نہیں۔

۱۷۹۶۔ اگر کوئی شخص مال بڑھانے کی غرض سے یا ایسی املاک خریدنے کے لئے جس کی اسے ضرورت نہ ہو قرض لے تو وہ اس سال کے منافع سے اس قرض کو ادا نہیں کر سکتا۔ ہاں جو مال بطور قرض لیا ہو یا جو چیز اس قرض سے خریدی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اس صورت میں وہ اپنا قرض اس سال کے منافع میں سے ادا کر سکتا ہے۔

۱۷۹۷۔ انسان ہر اس چیز کا جس پر خمس واجب ہو چکا ہو اسی چیز کی شکل میں خمس دے سکتا ہے اور اگر چاہے تو جتنا خمس اس پر واجب ہو اس کی قیمت کے برابر رقم بھی دے سکتا ہے لیکن اگر کسی دوسری جنس کی صورت میں جس پر خمس واجب نہ ہو دینا چاہے تو محل اشکال ہے بجز اس کے کہ ایسا کرنا حاکم شرع کی اجازت سے ہو۔

۱۷۹۸۔ جس شخص کے مال پر خمس واجب الادا ہو اور سال گزر گیا ہو لیکن اس نے خمس نہ دیا ہو اور خمس دینے کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو وہ اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر اگر خمس دینے کا ارادہ رکھتا ہو تب بھی وہ تصرف نہیں کر سکتا۔

۱۷۹۹۔ جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو وہ یہ نہیں کر سکتا کہ اس خمس کو اپنے ذمے لے یعنی اپنے آپ کو خمس کے مستحقین کا مقروض تصور کرے اور سارا مال استعمال کرتا رہے اور اگر استعمال کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

۱۸۰۰۔ جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو اگر وہ حاکم شرع سے مفاہمت کر کے خمس کو اپنے ذمے لے لے تو سارا مال استعمال کر سکتا ہے اور مفاہمت کے بعد اس مال سے جو منافع اسے حاصل ہو وہ اس کا اپنا مال ہے۔

۱۸۰۱۔ جو شخص کاروبار میں کسی دوسرے کے ساتھ شریک ہو اگر وہ اپنے منافع پر خمس دے دے اور اس کا حصے دار نہ دے اور آئندہ سال وہ حصے دار اس مال کو جس کا خمس اس نے نہیں دیا ساجھے میں سرمائے کے طور پر پیش کرے تو وہ شخص (جس نے خمس ادا کر دیا ہو) اگر شیعہ اثنا عشری مسلمان ہو تو اس مال کو استعمال میں لا سکتا ہے۔

۱۸۰۲۔ اگر نابالغ بچے کے پاس کوئی سرمایہ ہو اور اس سے منافع حاصل ہو تو اقوی کی بنا پر اس کا خمس دینا ہو گا اور اسکے ولی پر واجب ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر ولی خمس نہ دے تو بالغ ہونے کے بعد واجب ہے کہ وہ خود اس کا خمس دے۔

۱۸۰۳۔ جس شخص کو کسی دوسرے شخص سے کوئی مال ملے اور اسے شک ہو کہ (مال دینے والے) دوسرے شخص نے اس کا خمس دیا ہے یا نہیں تو وہ (مال حاصل کرنے والا شخص) اس مال میں تصرف کر سکتا ہے۔ بلکہ اگر یقین بھی ہو کہ اس دوسرے شخص نے خمس نہیں دیا تب بھی اگر وہ شیعہ اثنا عشری مسلمان ہو تو اس مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

۱۸۰۴۔ اگر کوئی شخص کاروبار کے منافع سے سال کے دوران ایسی جائداد خریدے جو اس کی سال بھر کی ضروریات اور اخراجات میں شمار نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ سال کے خاتمے پر اس کا خمس دے اور اگر خمس نہ دے اور اس جائداد کی قیمت بڑھ جائے تو لازم ہے کہ اس کی موجودہ قیمت پر خمس دے اور جائداد کے علاوہ قالین وغیرہ کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۱۸۰۵۔ جس شخص نے شروع سے (یعنی جب سے اس پر خمس کی ادائیگی واجب ہوئی ہو) خمس نہ دیا ہو مثال کے طور پر اگر وہ کوئی جائداد خریدے اور اس کی قیمت بڑھ جائے اور اگر اس نے یہ جائداد اس ارادے سے نہ خریدی ہو کہ اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو بیچ دے گا مثلاً کھیتی باڑی کے لئے زمین خریدی ہو اور اس کی قیمت اس رقم سے ادا کی ہو جس پر خمس نہ دیا ہو تو ضروری ہے کہ قیمت خرید پر خمس دے اور مثلاً اگر بیچنے والے کو وہ رقم دی ہو جس پر خمس نہ دیا ہو اور اس سے کہا ہو کہ میں یہ جائداد اس رقم سے خریدتا ہوں تو ضروری ہے کہ اس جائداد کی موجودہ قیمت پر خمس دے۔

۱۸۰۶۔ جس شخص نے شروع سے (یعنی جب سے خمس کی ادائیگی اس پر واجب ہوئی) خمس نہ دیا ہو اگر اس نے اپنے کاروبار کے منافع سے کوئی ایسی چیز خریدی ہو جس کی اسے ضرورت نہ ہو اور اسے منافع کمائے ایک سال گزر گیا ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر اس نے گھر کا ساز و سامان اور ضرورت کی چیزیں اپنی حیثیت کے مطابق خریدی ہوں اور جانتا ہو کہ اس نے یہ چیزیں اس سال کے دوران اس منافع سے خریدی ہیں جس سال میں اسے منافع ہوا ہے تو ان پر خمس دینا لازم نہیں لیکن اگر اسے یہ معلوم نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ حاکم شرع سے مفاہمت کرے۔

معدنی کانیں

۱۸۰۷۔ سونے، چاندہ، سیسے، تانبے، لوہے (جیسی دھاتوں کی کانیں) نیز پیٹرولیم، کوئلے، فیروزے، عقیق، پھٹکری یا نمک کی کانیں اور (اسی طرح کی) دوسری کانیں انفال کے زمرے میں آتی ہیں یعنی یہ امام عصر علیہ السلام کی ملکیت ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی چیز نکالے جب کہ شرعاً کوئی حرج نہ ہو تو وہ اسے اپنی ملکیت قرار دے سکتا ہے اور اگر وہ چیز نصاب کے مطابق ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

۱۸۰۸۔ کان سے نکلی ہوئی چیز کا نصاب ۱۵ مثقال مروجہ سکہ دار سونا ہے یعنی اگر کان سے نکالی ہوئی کسی چیز کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اس پر جو اخراجات آئے ہوں انہیں منہا کر کے جو باقی بچے اس کا خمس دے۔

۱۸۰۹۔ جس شخص نے کان سے منافع کمایا ہو اور جو چیز کان سے نکالی ہو اگر اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک نہ پہنچے تو اس پر خمس تب واجب ہو گا جب صرف یہ منافع یا اس کے دوسرے منافع اس منافع کو ملا کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو جائیں۔

۱۸۱۰۔ جپسم، چونا، چکنی مٹی اور سرخ مٹی پر احتیاط لازم کی بنا پر معدنی چیزوں کے حکم کا اطلاق ہوتا ہے لہذا اگر یہ چیزیں حد نصاب تک پہنچ جائیں تو سال بھر کے اخراجات نکالنے سے پہلے ان کا خمس دینا ضروری ہے۔

۱۸۱۱۔ جو شخص کان سے کوئی چیز نکالے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے خواہ وہ کان زمین کے اوپر ہو یا زیر زمین اور خواہ ایسی زمین میں ہو جو کسی کی ملکیت ہو یا ایسی زمین میں ہو جس کا کوئی مالک نہ ہو۔

۱۸۱۲۔ اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ جو چیز اس نے کان سے نکالی ہے اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے کے برابر ہے یا نہیں تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو وزن کر کے یا کسی اور طریقے اس کی قیمت معلوم کرے۔

۱۸۱۳۔ اگر کئی افراد مل کر کان سے کئی چیز نکالیں اور اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے لیکن ان میں سے ہر ایک کا حصہ اس مقدار سے کم ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ خمس دیں۔

۱۸۱۴۔ اگر کوئی شخص اس معدنی چیز کو جو زیر زمین دوسرے کی ملکیت میں ہو اس کی اجازت کے بغیر اس کی زمین کھود کر نکالے تو مشہور قول یہ ہے کہ "جو چیز دوسرے کی زمین سے نکالی جائے وہ اسی مالک کی ہے" لیکن یہ بات اشکال سے خالی

نہیں اور بہتر یہ ہے کہ باہم معاملہ طے کرے اور اگر آپس میں سمجھوتہ نہ ہو سکے تو حاکم شرع کی طرف رجوع کریں تاکہ وہ اس تنازع کا فیصلہ کرے۔

گڑا ہوا دفینہ

۱۸۱۵۔ دفینہ وہ مال ہے جو زمین یا درخت یا پہاڑ یا دیوار میں گڑا ہوا ہو اور کوئی اسے وہاں سے نکالے اور اس کی صورت یہ ہو وہ اسے دفینہ کہا جا سکے۔

۱۸۱۶۔ اگر انسان کو کسی ایسی زمین سے دفینہ ملے جو کسی کی ملکیت نہ ہو تو وہ اسے اپنے قبضے میں لے سکتا ہے یعنی اپنی ملکیت میں لے سکتا ہے لیکن اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

۱۸۱۷۔ دفینے کا نصاب ۱۰۵ مثقال سکہ دار چاندی اور ۱۵ مثقال سکہ دار سونا ہے یعنی جو چیز دفینے سے ملے اگر اس کی قیمت ان دونوں میں سے کسی ایک کے بھی برابر ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

۱۸۱۸۔ اگر کسی شخص کو ایسی زمین سے دفینہ ملے جو اس نے کسی سے خریدی ہو اور اسے معلوم ہو کہ یہ ان لوگوں کا مال نہیں ہے جو اس سے پہلے اس زمین کے مالک تھے اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ مالک مسلمان ہے یا ذمی ہے اور وہ خود یا اس کے وارث زندہ ہیں تو وہ اس دفینے کو اپنے قبضے میں لے سکتا ہے لیکن اس کا خمس دینا ضروری ہے۔ اور اگر اسے احتمال ہو کہ یہ سابقہ مالک کا مال ہے جب کہ زمین اور اسی طرح دفینہ یا وہ جگہ ضمناً زمین میں شامل ہونے کی بنا پر اس کا حق ہو تو ضروری ہے کہ اسے اطلاع دے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اس کا مال نہیں تو اس شخص کو اطلاع دے جو اس سے بھی پہلے اس زمین کا مالک تھا اور اس پر اس کا حق تھا اور اسی ترتیب سے ان تمام لوگوں کو اطلاع دے جو خود اس سے پہلے اس زمین کے مالک رہے ہوں اور اس پر ان کا حق ہو اور اگر پتہ چلے کہ وہ ان میں سے کسی کا بھی مال نہیں ہے تو پھر وہ اسے اپنے قبضے میں لے سکتا ہے لیکن اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

۱۸۱۹۔ اگر کسی شخص کو ایسے کئی برتنوں سے مال ملے جو ایک جگہ دفن ہوں اور اس مال کی مجموعی قیمت ۱۰۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے کے برابر ہو تو ضروری ہے کہ اس مال کا خمس دے لیکن اگر مختلف مقامات سے دفینے ملیں تو ان میں سے جس دفینے کی قیمت مذکورہ مقدار تک پہنچے اس پر خمس واجب ہے اور جب دفینے کی قیمت اس مقدار تک نہ پہنچے اس پر خمس نہیں ہے۔

۱۸۲۰۔ جب دو اشخاص کو ایسا دفینہ ملے جس کی قیمت ۱۰۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے تک پہنچتی ہو لیکن ان میں سے ہر ایک کا حصہ اتنا نہ بنتا ہو تو اس پر خمس ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

۱۸۲۱۔ اگر کوئی شخص جانور خریدے اور اس کے پیٹ سے اسے کوئی مال ملے تو اگر اسے احتمال ہو کہ یہ مال بیچنے والے یا پہلے مالک کا ہے اور وہ جانور پر اور جو کچھ اس کے پیٹ سے بر آمد ہوا ہے اس پر حق رکھتا ہے تو ضروری ہے کہ اسے اطلاع دے اور اگر معلوم ہو کہ وہ مال ان میں سے کسی ایک کا بھی نہیں ہے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اس کا خمس دے اگرچہ وہ مال دفینے کے نصاب کے برابر نہ ہو۔ اور یہ حکم مچھلی اور اس کی مانند دوسرے ایسے جانداروں کے لئے بھی ہے جن کی کوئی شخص کسی مخصوص جگہ میں افزائش و پرورش کرے اور ان کی غذا کا انتظام کرے۔ اور اگر سمندر یا دریا سے اسے پکڑے تو کسی کو اس کی اطلاع دینا لازم نہیں۔

وہ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے

۱۸۲۲۔ اگر حلال مال حرام مال کے ساتھ اس طرح مل جائے کہ انسان انہیں ایک دوسرے سے الگ نہ کر سکے اور حرام مال کے مالک اور اس مال کی مقدار کا بھی علم نہ ہو اور یہ بھی علم نہ ہو کہ حرام مال کی مقدار خمس سے کم ہے یا زیادہ تو تمام مال کا خمس قربت مطلقہ کی نیت سے ایسے شخص کو دے جو خمس کا اور مال مجہول المالک کا مستحق ہے اور خمس دینے کے بعد باقی مال اس شخص پر حلال ہے۔

۱۸۲۳۔ اگر حلال مال حرام مال سے مل جائے تو انسان حرام کی مقدار۔ خواہ وہ خمس سے کم ہو یا زیادہ۔ جانتا ہو لیکن اس کے مالک کو نہ جانتا ہو تو ضروری ہے کہ اتنی مقدار اس مال کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ حاکم شرع سے بھی اجازت لے۔

۱۸۲۴۔ اگر حلال مال حرام مال سے مل جائے اور انسان کو حرام کی مقدار کا علم نہ ہو لیکن اس مال کے مالک کو پہچانتا ہو اور دونوں ایک دوسرے کو راضی نہ کر سکیں تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار کے بارے میں یقین ہو کہ دوسرے کا مال ہے وہ اسے دیدے۔ بلکہ اگر دو مال اس کی اپنی غلطی سے مخلوط ہوئے ہوں تو احتیاط کی بنا پر جس مال کے بارے میں اسے احتمال ہو کہ یہ دوسرے کا ہے اسے اس مال سے زیادہ دینا ضروری ہے۔

۱۸۲۵۔ اگر کوئی شخص حرام سے مخلوط حلال مال کا خمس دے دے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ حرام کی مقدار خمس سے زیادہ تھی تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار کے بارے میں علم ہو کہ خمس سے زیادہ تھی اسے اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔

۱۸۲۶۔ اگر کوئی شخص حرام سے مخلوط حلال مال کا خمس دے یا ایسا مال جس کے مالک کو نہ پہچانتا ہو مال کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور بعد میں اس کا مالک مل جائے تو اگر وہ راضی نہ ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کے مال کے برابر اسے دینا ضروری ہے۔

۱۸۲۷۔ اگر حلال مال حرام مال سے مل جائے اور حرام کی مقدار معلوم ہو اور انسان جانتا ہو کہ اس کا مالک چند لوگوں میں سے ہی کوئی ایک ہے لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ کون ہے تو ان سب کا اطلاع دے چنانچہ ان میں سے کوئی ایک کہے کہ یہ میرا مال ہے اور دوسرے کہیں کہ ہمارا مال نہیں یا اس مال کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کریں تو اسی پہلے شخص کو وہ مال دیدے اور اگر دو یا دو سے زیادہ آدمی کہیں کہ یہ ہمارا مال ہے اور صلح یا اسی طرح کسی طریقے سے وہ معاملہ حل نہ ہو تو ضروری ہے کہ تنازع کے حل کے لئے حاکم شرع سے رجوع کریں اور اگر وہ سب لاعلمی کا اظہار کریں اور باہم صلح بھی نہ کریں تو ظاہر یہ ہے کہ اس مال کے مالک کا تعین قرعہ اندازی کے ذریعے ہو گا اور احتیاط یہ ہے کہ حاکم شرع یا اس کا وکیل قرعہ اندازی کی نگرانی کرے۔

غَوَّاصِی سے حاصل کئے ہوئے موتی

۱۸۲۸۔ اگر غواصی کے ذریعے یعنی سمندر میں غوطہ لگا کر لُئو لُئو، مرجان یا دوسرے موتی نکالے جائیں تو خواہ وہ ایسی چیزوں میں سے ہوں جو اگتی ہیں۔ یا معدنیات میں سے ہوں اگر اس کی قیمت ۱۸ چنے سونے کے برابر ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دیا جائے خواہ انہیں ایک دفعہ میں سمندر سے نکالا گیا ہو یا ایک سے زیادہ دفعہ میں بشرطیکہ پہلی دفعہ اور دوسری دفعہ غوطہ لگانے میں زیادہ فاصلہ نہ ہو مثلاً یہ کہ دو موسموں میں غواصی کی ہو۔ بصورت دیگر ہر ایک دفعہ میں ۱۸ چنے سونے کی قیمت کے برابر نہ ہو تو اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے۔ اور اسی طرح جب غواصی میں شریک تمام غوطہ خوروں میں سے ہر ایک کا حصہ ۱۸ چنے سونے کی قیمت کے برابر نہ ہو تو ان پر اس خمس دینا واجب نہیں ہے۔

۱۸۲۹۔ اگر سمندر میں غوطہ لگائے بغیر دوسرے ذرائع سے موتی نکالے جائیں تو احتیاط کی بنا پر ان پر خمس واجب ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص سمندر کے پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے موتی حاصل کرے تو ان کا خمس اسے اس صورت میں دینا ضروری ہے جب جو موتی اسے دستیاب ہوئے ہوں وہ تنہا یا اس کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

۱۸۳۰۔ مچھلیوں اور ان دوسرے (آبی) جانوروں کا خمس جنہیں انسان سمندر میں غوطہ لگائے بغیر حاصل کرتا ہے اس صورت میں واجب ہوتا ہے جب ان چیزوں سے حاصل کردہ منافع تنہا یا کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

۱۸۳۱۔ اگر انسان کوئی چیز نکالنے کا ارادہ کئے بغیر سمندر میں غوطہ لگائے اور اتفاق سے کوئی موتی اس کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اسے اپنی ملکیت میں لینے کا ارادہ کرے تو اس کا خمس دینا ضروری ہے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر حال میں اس کا خمس دے۔

۱۸۳۲۔ اگر انسان سمندر میں غوطہ لگائے اور کوئی جانور نکال لائے اور اس کے پیٹ میں سے اسے کوئی موتی ملے تو اگر وہ جانور سیپی کی مانند ہو جس کے پیٹ میں عموماً موتی ہوتے ہیں اور وہ نصاب تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر وہ کوئی ایسا جانور ہو جس نے اتفاقاً موتی نگل لیا ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اگرچہ وہ حد نصاب تک نہ پہنچے تب بھی اس کا خمس دے۔

۱۸۳۳۔ اگر کوئی شخص بڑے دریاوں مثلاً دجلہ اور فرات میں غوطہ لگائے اور موتی نکال لائے تو اگر اس دریا میں موتی پیدا ہوتے ہوں تو ضروری ہے کہ (جو موتی نکالے) ان کا خمس دے۔

۱۸۳۴۔ اگر کوئی شخص پانی میں غوطہ لگائے اور کچھ عنبر نکال لائے اور اس کی قیمت ۱۸ چنے سونے یا اس سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے بلکہ اگر پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے بھی حاصل کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۸۳۵۔ جس شخص کا پیشہ غوطہ خوری یا کان کنی ہو اگر وہ ان کا خمس ادا کر دے اور پھر اس کے سال بھر کے اخراجات سے کچھ بچ رہے تو اس کے لئے یہ لازم نہیں کہ دوبارہ اس کا خمس ادا کرے۔

۱۸۳۶۔ اگر بچہ کوئی معدنی چیز نکالے یا اسے کوئی دفینہ مل جائے یا سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکال لائے تو بچے کا ولی اس کا خمس دے اور اگر ولی خمس ادا نہ کرے تو ضروری ہے کہ بچہ بالغ ہونے کے بعد خود خمس ادا کرے اور اسی طرح اگر اس کے پاس حرام مال میں حلال مال ملا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس کا ولی اس مال کا پاک کرے۔

مال غنیمت

۱۸۳۷۔ اگر مسلمان امام علیہ السلام کے حکم سے کفار سے جنگ کریں اور جو چیزیں جنگ میں ان کے ہاتھ لگیں انہیں "غنیمت" کہا جاتا ہے۔ اور اس مال کی حفاظت یا اس کی نقل و حمل وغیرہ کے مصارف منہا کرنے کے بعد اور جو رقم امام علیہ السلام اپنی مصلحت کے مطابق خرچ کریں اور جو مال، خاص امام علیہ السلام کا حق ہے اسے علیحدہ کرنے کے بعد باقیماندہ پر خمس ادا کیا جائے۔ مال غنیمت پر خمس ثابت ہونے میں اشیائے منقولہ اور غیر منقولہ میں کوئی فرق نہیں۔ ہاں جن زمینوں کا تعلق "انفال" سے ہے وہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہیں اگرچہ جنگ امام علیہ السلام کی اجازت سے نہ ہو۔

۱۸۳۸۔ اگر مسلمان کافروں سے امام علیہ السلام کی اجازت کے بغیر جنگ کریں اور ان سے مال غنیمت حاصل ہو تو جو غنیمت حاصل ہو وہ امام علیہ السلام کی ملکیت ہے اور جنگ کرنے والوں کا اس میں کوئی حق نہیں۔

۱۸۳۹۔ جو کچھ کافروں کے ہاتھ میں ہے اگر اس کا مالک مُحتَرَمُ المَال یعنی مسلمان یا کافِر ذِمّی ہو تو اس پر غنیمت حاصل ہو تو جو غنیمت حاصل ہو وہ امام علیہ السلام کی ملکیت ہے اور جنگ کرنے والوں کا اس میں کوئی حق نہیں۔

۱۸۴۰۔ کافر حَربہ کا مال چرانا اور اس جیسا کوئی کام کرنا اگر خیانت اور نقص امن میں شمار ہو تو حرام ہے اور اس طرح کی جو چیزیں ان سے حاصل کی جائیں احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ انہیں لوٹا دی جائیں۔

۱۸۴۱۔ مشہور یہ ہے کہ ناصبی کا مال مومن اپنے لئے لے سکتا ہے البتہ اس کا خمس دے لیکن یہ حکم اشکال سے خالی نہیں ہے۔

وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے

۱۸۴۲۔ اگر کافر ذمی مسلمان سے زمین خریدے تو مشہور قول کی بناپر اس کا خمس اسی زمین سے یا اپنے کسی دوسرے مال سے دے لیکن خمس کے عام قواعد کے مطابق اس صورت میں خمس کے واجب ہونے میں اشکال ہے۔

خمس کا مصرف

۱۸۴۳۔ ضروری ہے کہ خمس دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ اس کا ایک حصہ سادات کا حق ہے اور ضروری ہے کہ کسی فقیر سید یا یتیم سید یا ایسے سید کو دیا جائے جو سفر میں ناچار ہو گیا ہو۔ اور دوسرا حصہ امام علیہ السلام کا ہے جو ضروری ہے کہ موجودہ زمانے میں جامع الشرائط مجتہد کر دیا جائے یا ایسے کاموں پر جس کی وہ مجتہد اجازت دے خرچ کیا جائے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ وہ مرجع اعلم عمومی مصلحتوں سے آگاہ ہو۔

۱۸۴۴۔ جس یتیم سید کو خمس دیا جائے ضروری ہے کہ وہ فقیر بھی ہو لیکن جو سید سفر میں ناچار ہو جائے وہ خواہ اپنے وطن میں فقیر نہ بھی ہو اسے خمس دیا جا سکتا ہے۔

۱۸۴۵۔ جو سید سفر میں ناچار ہو گیا ہو اگر اس کا سفر گناہ کا سفر ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اسے خمس نہ دیا جائے۔

۱۸۴۶۔ جو سید عادل نہ ہو اسے خمس دیا جا سکتا ہے لیکن جو سید اثنا عشری نہ ہو تو ضروری ہے کہ اسے خمس نہ دیا جائے۔

۱۸۴۷۔ جو سید گناہ کا کام کرتا ہو اگر اسے خمس دینے سے گناہ کرنے میں اس کی مدد ہوتی ہو تو اسے خمس نہ دیا جائے اور احوط یہ ہے کہ اس سید کو بھی خمس نہ دیا جائے جو شراب پیتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو یا علانیہ گناہ کرتا ہو گو خمس دینے سے اسے گناہ کرنے میں مدد نہ ملتی ہو۔

۱۸۴۸۔ جو شخص کہے کہ سید ہوں اسے اس وقت تک خمس نہ دیا جائے جب تک دو عادل اشخاص اس کے سید ہونے کی تصدیق نہ کر دیں یا لوگوں میں اس کا سید ہونا اتنا مشہور ہو کہ انسان کو یقین اور اطمینان ہو جائے کہ وہ سید ہے۔

۱۸۴۹۔ کوئی شخص اپنے شہر میں سید مشہور ہو اور اس کے سید نہ ہونے کے بارے میں جو باتیں کی جاتی ہوں انسان کو ان پر یقین یا اطمینان نہ ہو تو اسے خمس دیا جا سکتا ہے۔

۱۸۵۰۔ اگر کسی شخص کی بیوی سیدانی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ شوہر اسے اس مقصد کے لئے خمس نہ دے کہ وہ اسے اپنے ذاتی استعمال میں لے آئیں لیکن اگر دوسرے لوگوں کی کفالت اس عورت پر واجب ہوں اور وہ ان اخراجات کی ادائیگی سے قاصر ہو تو انسان کے لئے جائز ہے کہ اپنی بیوی کو خمس دے تاکہ وہ زیر کفالت لوگوں پر خرچ کرے۔ اور اس عورت کو اس غرض سے خمس دینے کے بارے میں بھی یہی حکم ہے جبکہ وہ (یہ رقم) اپنے غیر واجب اخراجات پر صرف کرے (یعنی اس مقصد کے لئے اس خمس نہیں دینا چاہئے)۔

۱۸۵۱۔ اگر انسان پر کسی سید کے یا ایسی سیدانی کے اخراجات واجب ہوں جو اس کی بیوی نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ اس سید یا سیدانی کے خوراک اور پوشاک کے اخراجات اور باقی واجب اخراجات اپنے خمس سے ادا نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر وہ اس سید یا سیدانی کو خمس کی کچھ رقم اس مقصد سے دے کہ وہ واجب اخراجات کے علاوہ اسے دوسری ضروریات پر خرچ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۸۵۲۔ اگر کسی فقیر سید کے اخراجات کسی دوسرے شخص پر واجب ہوں اور وہ شخص اس سید کے اخراجات برداشت نہ کر سکتا ہو یا استطاعت رکھتا ہو لیکن نہ دیتا ہو تو اس سید کو خمس دیا جا سکتا ہے۔

۱۸۵۳۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ کسی ایک فقیر سید کو اس کے ایک سال کے اخراجات سے زیادہ خمس نہ دیا جائے۔

۱۸۵۴۔ اگر کسی شخص کے شہر میں کوئی مستحق سید نہ ہو اور اسے یقین یا اطمینان ہو کہ کوئی ایسا سید بعد میں بھی نہیں ملے گا یا جب تک کوئی مستحق سید ملے خمس کی حفاظت کرنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ خمس دوسرے شہر لے جائے اور مستحق کو پہنچا دے اور خمس دوسرے شہر لے جانے کے اخراجات خمس میں سے لے سکتا ہے اور اگر خمس تلف ہو جائے تو اگر اس شخص نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی برتی ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے اور اگر کوتاہی نہ برتی ہو تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

۱۸۵۵۔ جب کسی شخص کے اپنے شہر میں خمس کا مستحق شخص موجود نہ ہو تو اگرچہ اسے یقین یا اطمینان ہو کہ بعد میں مل جائے گا اور خمس کے مستحق شخص کے ملنے تک خمس کی نگہداشت بھی ممکن ہو تب بھی وہ خمس دوسرے شہر لے جا سکتا ہے اور اگر وہ خمس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتے اور وہ تلف ہو جائے تو اس کے لئے کوئی چیز دینا ضروری نہیں لیکن وہ خمس کے دوسری جگہ لے جانے کے اخراجات خمس میں سے نہیں لے سکتا ہے۔

۱۸۵۶۔ اگر کسی شخص کے اپنے شہر میں خمس کا مستحق مل جائے تب بھی وہ خمس دوسرے شہر لے جا کر مستحق کو پہنچا سکتا ہے البتہ خمس کا ایک شہر سے دوسرے شہر لے جانا اس قدر تاخیر کا موجب نہ ہو کہ خمس پہنچانے میں سستی شمار ہو لیکن ضروری ہے کہ اسے لے جانے کے اخراجات خود ادا کرے۔ اور اس صورت میں اگر خمس ضائع ہو جائے تو اگرچہ اس نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔

۱۸۵۷۔ اگر کوئی شخص حاکم شرع کے حکم سے خمس دوسرے شہر لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو اس کے لئے دوبارہ خمس دینا لازم نہیں اور اسی طرح اگر وہ خمس حاکم شرع کے وکیل کو دے دے جو خمس کی وصولی پر مامور ہو اور وہ وکیل خمس کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جائے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۱۸۵۸۔ یہ جائز نہیں کہ کسی چیز کی قیمت اس کی اصل قیمت سے زیادہ لگا کر اسے بطور خمس دیا جائے۔ اور جیسا کہ مسئلہ ۱۷۹۷ میں بتایا گیا ہے کہ کسی دوسری جنس کی شکل میں خمس ادا کرنا سوا سونے اور چاندی کے سکوں اور انہین جیسی دوسری چیزوں کے ہر صورت میں محل اشکال ہے۔

۱۸۵۹۔ جس شخص کو خمس کے مستحق شخص سے کچھ لینا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنا قرضہ خمس کی رقم سے منہا کر لے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ یا تو حاکم شرع سے اجازت لے یا خمس اس مستحق کو دیدے اور بعد میں مستحق شخص اسے وہ مال قرضے کی ادائیگی کے طور پر لوٹا دے اور وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ خمس کے مستحق شخص کی اجازت سے اس کا وکیل بن کر خود اس کی طرف سے خمس لے لے اور اس سے اپنا قرض چکا لے۔

۱۸۶۰۔ مالک، خمس کے مستحق شخص سے یہ شرط نہیں کر سکتا کہ وہ خمس لینے کے بعد اسے واپس لوٹا دے۔ لیکن اگر مستحق شخص خمس لینے کے بعد اسے واپس دینے پر راضی ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً جس شخص کے ذمے خمس کی زیادہ رقم واجب الادا ہو اور وہ فقیر ہو گیا ہو اور چاہتا ہو کہ خمس کے مستح لوگوں کا مقروض نہ رہے تو اگر خمس کا مستحق شخص راضی ہو جائے کہ اس سے خمس لے کر پھر اسی کو بخش دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

زکوۃ کے احکام

۱۸۶۱۔ زکوٰۃ چند چیزوں پر واجب ہے۔

۱۔ گیہوں ۲۔ جَو ۳۔ کھجور ۴۔ کشمش ۵۔ سونا ۶۔ چاندی ۷۔ اونٹ ۸۔ گائے ۹۔ بھیڑ بکری ۱۰۔ احتیاط لازم کی بنا پر مال تجارت۔

اگر کوئی شخص ان دس چیزوں میں سے کسی ایک کا مالک ہو تو ان شرائط کے تحت جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا ضروری ہے کہ جو مقدار مقرر کی گئی ہے اسے ان مصارف میں سے کسی ایک مد میں خرچ کرے جن کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۸۶۲۔ سلت پر جو گیہوں کی طرح ایک نرم اناج ہے اور جسے بے چھلکے کا جَو بھی کہتے ہیں اور علس پر جو گیہوں کی ایک قسم ہے اور صنعا (یمن) کے لوگوں کی غذا ہے احتیاط واجب کی بنا پر زکوۃ دینا ضروری ہے۔

زکوۃ واجب ہونے کی شرائط

۱۸۶۳۔ زکوٰۃ کورہ دس چیزوں پر اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب مال اس نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اور وہ مال انسان کی اپنی ملکیت ہو اور اس کا مالک آزاد ہو۔

۱۸۶۴۔ اگر انسان گیارہ مہینے گائے، بھیڑ بکری، اونٹ، سونے یا چاندی کا مالک رہے تو اگرچہ بارھویں مہینے کی پہلی تاریخ کو زکوٰۃ اس پر واجب ہو جائے گی لیکن ضروری ہے کہ اگلے سال کی ابتدا کی حساب بارھویں مہینے کے خاتمے کے بعد سے کرے۔

۱۸۶۵۔ سونے، چاندی اور مال تجارت پر زکوۃ کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ ان چیزوں کا مالک، بالغ اور عاقل ہو۔ لیکن گیہوں، جَو، کھجور، کشمش اور اسی طرح اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں میں مالک کا بالغ اور عاقل ہونا شرط نہیں ہے۔

۱۸۶۶۔ گیہوں اور جَو پر زکوۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب انہیں "گیہوں" اور "جَو" کہا جائے۔ کشمش پر زکوۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ ابھی انگور ہی کی صورت میں ہوں۔ اور کھجور پر زکوۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب (وہ پک جائیں اور) عرب اسے تمر کہیں لیکن گیہوں اور جَو میں زکوۃ کا نصاب دیکھنے اور زکوۃ دینے کا وقت وہ ہوتا ہے جب یہ غلہ کھلیان میں پہنچے اور ان (کی بالیوں) سے بھوسا اور (دانہ) الگ کیا جائے۔ جبکہ کھجور اور کشمش میں یہ وقت وہ ہوتا ہے جب انہیں اتار لیتے ہیں۔ اس وقت کو خشک ہونے کا وقت بھی کہتے ہیں۔

۱۸۶۷۔ گیہوں، جَو، کشمش اور کھجور میں زکوۃ ثابت ہونے کے لئے جیسا کہ سابقہ مسئلے میں بتایا گیا ہے اقوی کی بنا پر معتبر نہیں ہے کہ ان کا مالک ان میں تصرف کر سکے۔ پس اگر مالک غائب ہو اور مال بھی اس کے یا اس کے وکیل کے ہاتھ میں نہ ہو مثلاً کسی نے ان چیزوں کو غصب کر لیا ہو تب بھی زکوۃ ان چیزوں میں ثابت ہے۔

۱۸۶۸۔ سونے، چاندی اور مال تجارت میں زکوۃ ثابت ہونے کے لئے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا۔ ضروری ہے کہ مالک عاقل ہو اگر مالک پورا سال یا سال کا کچھ حصہ دیوانہ رہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۱۸۶۹۔ اگر گائے، بھیڑ، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک سال کا کچھ حصہ مست (بے حواس) یا بے ہوش رہے تو زکوۃ اس پر سے ساقط نہیں ہوتی اور اسی طرح گیہوں، جَو، اور کشمش کا مالک زکوۃ واجب ہونے کے موقع پر مست یا بے ہوش ہو جائے تو بھی یہی حکم ہے۔

۱۸۷۰۔ گیہوں، جَو، کھجور اور کشمش کے علاوہ دوسری چیزوں میں زکوۃ ثابت ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ مالک اس مال میں تصرف کرنے کی قدرت رکھتا ہو پس اگر کسی نے اس مال کی غصب کر لیا ہو اور مالک اس مال میں تصرف نہ کر سکتا ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۱۸۷۱۔ اگر کسی نے سونا اور چاندی یا کوئی اور چیز جس پر زکوۃ دینا واجب ہو کسی سے قرض لی ہو اور وہ چیز ایک سال تک اس کے پاس رہے تو ضروری ہے کہ اس کی زکوٰۃ دے اور جس نے قرض دیا ہو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔

گیہوں، جَو، کھجور اور کشمش کی زکوۃ

۱۸۷۲۔ گیہوں، جَو، کھجور اور کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں اور ان کا نصاب تین سو صاع ہے جو ایک گروہ (علماء) کے بقول تقریباً ۸۴۷ کیلو ہوتا ہے۔

۱۸۷۳۔ جس انگور، کھجور، جو اور گیہوں پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اگر کوئی شخص خود یا اس کے اہل وعیال اسے کھا لیں یا مثلاً وہ یہ اجناس کسی فقیر کو زکوۃ کی نیت کے بغیر دے دے تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار استعمال کی ہو اس پر زکوٰۃ دے۔

۱۸۷۴۔ اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ان چیزوں کا مالک مر جائے تو جتنی زکوٰۃ بنتی ہو وہ اس کے مال سے دینی ضروری ہے لیکن اگر وہ شخص زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے مر جائے تو ہر وہ وارث جس کا حصہ نصاب تک پہنچ جائے ضروری ہے کہ اپنے حصے کی زکوٰۃ خود ادا کرے۔

۱۸۷۵۔ جو شخص حاکم شرع کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے پر مامور ہو وہ گیہوں اور جو کے کھلیان میں بھوسا (اور دانہ) الگ کرنے کے وقت اور کھجور اور انگور کے خشک ہونے کے وقت زکوٰۃ کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر مالک نہ دے اور جس چیز پر زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو وہ تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

۱۸۷۶۔ اگر کسی شخص کے کھجور کے درختوں، انگور کی بیلوں یا گیہوں اور جَو کے کھیتوں (کی پیداوار) کا مالک بننے کے بعد ان چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان پر زکوٰۃ دے۔

۱۸۷۷۔ اگر گیہوں، جَو، کھجور اور انگور پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد کوئی شخص کھیتوں اور درختوں کو بیچ دے تو بیچنے والے پر ان اجناس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور جب وہ زکوٰۃ ادا کر دے تو خریدنے والے پر کچھ واجب نہیں ہے۔

۱۸۷۸۔ اگر کوئی شخص گیہوں، جَو، کھجور یا انگور خریدے اور اسے علم ہو کہ بیچنے والے نے ان کی زکوٰۃ دے دی ہے یا شک کرے کہ اس نے زکوٰۃ دی ہے یا نہیں تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ بیچنے والے نے ان پر زکوٰۃ نہیں دی تو ضروری ہے کہ وہ خود اس پر زکوٰۃ دیدے لیکن اگر بیچنے والے نے دغل کیا ہو تو وہ زکوٰۃ دینے کے بعد اس سے رجوع کر سکتا ہے اور زکوٰۃ کی مقدار کا اس سے مطالبہ کر سکتا ہے۔

۱۸۷۹۔ اگر گیہوں، جَو، کھجور اور انگور کا وزن تر ہونے کے وقت نصاب کی حد تک پہنچ جائے اور خشک ہونے کے وقت اس حد سے کم ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۱۸۸۰۔ اگر کوئی شخص گیہوں، جو اور کھجور کو خشک ہونے کے وقت سے پہلے خرچ کرے تو اگر وہ خشک ہو کر نصاب پر پوری اتریں تو ضروری ہے کہ ان کو زکوٰۃ دے۔

۱۸۸۱۔ کھجور کی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ وہ جسے خشک کیا جاتا ہے (یعنی چھوارے)۔ اس کی زکوٰۃ کا حکم بیان ہو چکا ہے۔

۲۔ وہ جو رُطب (پکی ہوئی رس دار) ہونے کی حالت میں کھائی جاتی ہے۔

۳۔ وہ جو کچی ہی کھائی جاتی ہے۔

دوسری قسم کی مقدار اگر خشک ہونے پر نصاب کی حد تک پہنچ جائے تو احتیاط مستحب ہے کہ اس کی زکوۃ دی جائے۔ جہاں تک تیسری قسم کا تعلق ہے ظاہر یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۱۸۸۲۔ جس گیہوں، جَو، کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ کسی شخص نے دے دی ہو اگر وہ چند سال اس کے پاس پڑی بھی رہیں تو ان پر دوبارہ زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی۔

۱۸۸۳۔ اگر گیہوں، جَو، کھجور اور انگور (کی کاشت) بارانی یا نہری زمین پر کی جائے یا مصر زراعت کی طرح انہیں زمین کی نمی سے فائدہ پہنچے تو ان پر زکوۃ دسواں حصہ ہے اور اگر ان کی سینچائی (جھیل یا کنویں وغیرہ) کے پانی سے بذریعہ ڈول کی جائے تو ان پر زکوۃ بیسواں حصہ ہے۔

۱۸۸۴۔ اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور (کی کاشت) بارش کے پانی سے بھی سیر اب ہو اور اسے ڈول وغیرہ کے پانی سے بھی فائدہ پہنچے تو اگر یہ سینچائی ایسی ہو کہ عام طور پر کہا جاسکے کہ ان کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے تو اس پر زکوۃ بیسواں حصہ ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ نہر اور بارش کے پانی سے سیر اب ہوئے ہیں تو ان پر زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور اگر سینچائی کی صورت یہ ہو کہ عام طور پر کہا جائے کہ دونوں ذرائع سے سیر اب ہوئے ہیں تو اس پر زکوۃ ساڑھے سات فی صد ہے۔

۱۸۸۵۔ اگر کوئی شک کرے کہ عام طور پر کون سی بات صحیح سمجھی جائے گی اور اسے علم نہ ہو کہ سینچائی کی صورت ایسی ہے کہ لوگ عام طور پر کہیں کہ دونوں ذرائع سے سینچائی ہوئی یا یہ کہیں کہ مثلاً بارش کے پانی سے ہوئی ہے تو اگر وہ ساڑھے سات فی صد زکوٰۃ دے تو کافی ہے۔

۱۸۸۶۔ اگر کوئی شک کرے اور اسے علم نہ ہو کہ عموماً کہتے ہیں کہ دونوں ذرائع سے سینچائی ہوئی ہے یا یہ کہتے ہیں کہ ڈول وغیرہ سے ہوئی ہے تو اس صورت میں بیسواں حصہ دینا کافی ہے۔ اور اگر اس بات کا احتمال بھی ہو کہ عموماً لوگ کہیں کہ بارش کے پانی سے سیر ابی ہوئی ہے تب بھی یہی حکم ہے۔

۱۸۸۷۔ اگر گیہوں، جَو، کھجور اور انگور بارش اور نہر کے پانی سے سیر اب ہوں اور انہیں ڈول وغیرہ کے پانی کی حاجت نہ ہو لیکن ان کی سینچائی ڈول کے پانی سے بھی ہوئی ہو اور ڈول کے پانی سے آمدنی میں اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور اگر ڈول وغیرہ کے پانی سے سینچائی ہوئی ہو اور نہر اور بارش کے پانی کی حاجت نہ ہو لیکن نہر اور بارش کے پانی سے بھی سیر اب ہوں اور اس سے آمدنی میں اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے۔

۱۸۸۸۔ اگر کسی کھیت کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی جائے اور اس سے ملحقہ زمین میں کھیتی باڑی کی جائے اور وہ ملحقہ زمین اس زمین سے فائدہ اٹھائے اور اسے سینچائی کی ضرورت نہ رہے تو جس زمین کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے اس کی زکوٰۃ بیسواں حصہ اور اس سے ملحقہ کھیت کی زکوٰۃ احتیاط کی بنا پر دسواں حصہ ہے۔

۱۸۸۹۔ جو اخراجات کسی شخص نے گیہوں، جو، کھجور اور انگور پر کئے ہوں انہیں وہ فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نصاب کا حساب نہیں لگا سکتا لہٰذا اگر ان میں سے کسی ایک کا وزن اخراجات کا حساب لگانے سے پہلے نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اس پر زکوٰۃ دے۔

۱۸۹۰۔ جس شخص نے زراعت میں بیج استعمال کیا ہو خواہ وہ اس کے پاس موجود ہو یا اس نے خریدا ہو وہ نصاب کا حساب اس بیج کو فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نہیں کر سکتا بلکہ ضروری ہے کہ نصاب کا حساب پوری فصل کو مد نظر رکھتے ہوئے لگائے۔

۱۸۹۱۔ جو کچھ حکومت اصلی مال سے (جس پر زکوٰۃ واجب ہو) بطور محصول لے لے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے مثلاً اگر کھیت کی پیداوار ۲۰۰۰ کیلو ہو اور حکومت اس میں سے ۱۰۰ کیلو بطور لگان کے لے لے تو زکوٰۃ فقط ۱۹۰۰ کیلو پر واجب ہے۔

۱۸۹۲۔ احتیاط واجب کی بنا پر انسان یہ نہیں کر سکتا کہ جو اخراجات اس نے زکوۃ واجب ہونے سے پہلے کئے ہوں انہیں وہ پیداوار سے منہا کرے اور صرف باقی ماندہ پر زکوۃ دے۔

۱۸۹۳۔ زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد جو اخراجات کئے جائیں اور جو کچھ زکوۃ کی مقدار کی نسبت خرچ کیا جائے وہ پیداوار سے منہا نہیں کیا جا سکتا اگرچہ احتیاط کی بنا پر حکم شرع یا اس کے وکیل سے اس کو خرچ کرنے کی اجازت بھی لے لی ہو۔

۱۸۹۴۔ کسی شخص کے لئے یہ واجب نہیں کہ وہ انتظار کرے تا کہ جو اور گیہوں کھلیان تک پہنچ جائیں اور انگور اور کھجور کے خشک ہونے کا وقت ہو جائے پھر زکوٰۃ دے بلکہ جونہی زکوٰۃ واجب ہو جائز ہے کہ زکوٰۃ کی مقدار کا اندازہ لگا کر وہ قیمت بطور زکوٰۃ دے۔

۱۸۹۵۔ زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد متعلقہ شخص یہ کر سکتا ہے کہ کھڑی فصل کاٹنے یا کھجور اور انگور کو چننے سے پہلے زکوٰۃ مستحق شخص یا حاکم شرع یا اس کے وکیل کو مشترکہ طور پیش کر دے اور اس کے بعد وہ اخراجات میں شریک ہوں گے۔

۱۸۹۶۔ جب کوئی شخص فصل یا کھجور اور انگور کی زکوٰۃ عین مال کی شکل میں حاکم شرع یا مستحق شخص یا ان کے وکیل کو دے دے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ بلا معاوضہ مشترکہ طور پر ان چیزوں کی حفاظت کرے بلکہ وہ فصل کی کٹائی یا کھجور اور انگور کے خشک ہونے تک مال زکوٰۃ اپنی زمین میں رہنے کے بدلے اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

۱۸۹۷۔ اگر انسان کئی شہریوں میں فصل پکنے کا وقت ایک دوسرے سے مختلف ہو اور ان سب شہروں سے فصل اور میوے ایک ہی وقت میں دستیاب نہ ہوتے ہوں اور یہ سب ایک سال کی پیداوار شمار ہوتے ہوں تو اگر ان میں سے جو چیز پہلے پک جائے وہ نصاب کے مطابق ہو تو ضروری ہے کہ اس پر اس کے پکنے کے وقت زکوٰۃ دے اور باقی ماندہ اجناس پر اس وقت زکوٰۃ دے جب وہ دستیاب ہوں اور اگر پہلے پکنے والی چیز نصاب کے برابر نہ ہو تو انتظار کرے تا کہ باقی اجناس پک جائیں۔ پھر اگر سب ملا کر نصاب کے برابر ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر نصاب کے برابر نہ ہوں تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

۱۸۹۸۔ اگر کھجور اور انگور کے درخت سال میں دو دفعہ پھل دیں اور دونوں مرتبہ کی پیداوار جمع کرنے پر نصاب کے برابر ہو جائے تو احتیاط کی بنا پر اس پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے۔

۱۸۹۹۔ اگر کسی شخص کے پاس غیر خشک شدہ کھجوریں ہوں یا انگور ہوں جو خشک ہونے کی صورت میں نصاب کے مطابق ہوں تو اگر ان کے تازہ ہونے کی حالت میں وہ زکوٰۃ کی نیت سے ان کی اتنی مقدار زکوۃ کے مصرف میں لے آئے جتنی ان کے خشک ہونے پر زکوۃ کی اس مقدار کے برابر ہو جو اس پر واجب ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۹۰۰۔ اگر کسی شخص پر خشک کھجور یا کشمش کی زکوۃ واجب ہو تو وہ ان کی زکوۃ تازہ کھجور یا انگور کی شکل میں نہیں دے سکتا بلکہ اگر وہ خشک کھجور یا کشمش کی زکوۃ کی قیمت لگائے اور انگور یا تازہ کھجوریں یا کشمش یا کوئی اور خشک کھجوریں اس

قیمت کے طور پر دے تو اس میں بھی اشکال ہے نیز اگر کسی پر تازہ کھجور یا انگور کی زکوۃ واجب ہو تو وہ خشک کھجور یا کشمش دے کر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا بلکہ اگر وہ قیمت لگا کر کوئی دوسری کھجور یا انگور دے تو اگرچہ وہ تازہ ہی ہو اس میں اشکال ہے۔

۱۹۰۱۔ جو کچھ حکومت اصلی مال سے (جس پر زکوٰۃ واجب ہو) بطور محصول لے لے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے مثلاً اگر کھیت کی پیداوار ۲۰۰۰ کیلو ہو اور حکومت اس میں سے ۱۰۰ کیلو بطور لگان کے لے لے تو زکوٰۃ فقط ۱۹۰۰ کیلو پر واجب ہے۔

۱۸۹۲۔ احتیاط واجب کی بنا پر انسان یہ نہیں کر سکتا کہ جو اخراجات اس نے زکوۃ واجب ہونے سے پہلے کئے ہوں انہیں وہ پیداوار سے منہا کرے اور صرف باقی ماندہ پر زکوٰۃ دے۔

۱۸۹۳۔ زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد جو اخراجات کئے جائیں اور جو کچھ زکوٰۃ کی مقدار کی نسبت خرچ کیا جائے وہ پیداوار سے منہا نہیں کیا جا سکتا اگرچہ احتیاط کی بنا پر حاکم شرع یا اس کے وکیل سے اس کو خرچ کرنے کی اجازت بھی لے لی ہو۔

۱۸۹۴۔ کسی شخص کے لئے یہ واجب نہیں کہ وہ انتظار کرے تا کہ جو اور گیہوں کھلیان تک پہنچ جائیں اور انگور اور کھجور کے خشک ہونے کا وقت ہو جائے پھر زکوٰۃ دے بلکہ جونہی زکوٰۃ دے بلکہ جونہی زکوٰۃ واجب ہو جائز ہے کہ زکوٰۃ کی مقدار کا اندازہ لگا کر وہ قیمت بطور زکوۃ دے۔

۱۸۹۵۔ زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد متعلقہ شخص یہ کر سکتا ہے کہ کھڑی فصل کاٹنے یا کھجور اور انگور کو چننے سے پہلے زکوٰۃ مستحق شخص یا حاکم شرع یا اس کے وکیل کو مشترکہ طور پر پیش کر دے اور اس کے بد وہ اخراجات میں شریک ہوں گے۔

۱۸۹۶۔ جب کوئی شخص فصل یا کھجور اور انگور کی زکوٰۃ عین مال کی شکل میں حاکم شرع یا مستحق شخص یا ان کے وکیل کو دے دے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ بلا معاوضہ مشترکہ طور پر ان چیزوں کی حفاظت کرے بلکہ وہ فصل کی کٹائی یا کھجور اور انگور کے خشک ہونے تک مال زکوٰۃ اپنی زمین میں رہنے کے بدلے اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

۱۸۹۷۔ اگر انسان کئی شہروں میں گیہوں، جَو، کھجور یا انگور کا مالک ہو اور ان شہروں میں فصل پکنے کا وقت ایک دوسرے سے مختلف ہو اور ان سب شہروں سے فصل اور میوے ایک ہی وقت میں دستیاب نہ ہوتے ہوں اور یہ سب ایک سال کی پیداوار شمار ہوتے ہوں تو اگر ان میں سے جو چیز پہلے پک جائے وہ نصاب کے مطابق ہو تو ضروری ہے کہ اس پر اس کے پکنے کے وقت زکوٰۃ دے اور باقی ماندہ اجناس پر اس وقت زکوٰۃ دے جب وہ دستیاب ہوں اور اگر پہلے پکنے والی چیز نصاب کے برابر نہ ہو تو انتظار کرے تاکہ باقی اجناس پک جائیں۔ پھر اگر سب ملا کر نصاب کے برابر ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر نصاب کے برابر نہ ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۱۸۹۸۔ اگر کھجور اور انگور کے درخت سال میں دو دفعہ پھل دیں اور دونوں مرتبہ کی پیداوار جمع کرنے پر نصاب کے برابر ہو جائے تو احتیاط کی بنا پر اس پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے۔

۱۸۹۹۔ اگر کسی شخص کے پاس غیر خشک شدہ کھجوریں ہوں یا انگور ہوں جو خشک ہونے کی صورت میں نصاب کے مطابق ہوں تو اگر ان کے تازہ ہونے کی حالت میں وہ زکوٰۃ کی نیت سے ان کی اتنی مقدار زکوٰۃ کے مصرف میں لے آئے جتنی ان کے خشک ہونے پر زکوٰۃ کی اس مقدار کے برابر ہو جو اس پر واجب ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۹۰۰۔ اگر کسی شخص پر خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ ان کی زکوٰۃ تازہ کھجور یا انگور کی شکل میں نہیں دے سکتا بلکہ اگر وہ خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ کی قیمت لگائے اور انگور یا تازہ کھجوریں یا کشمش یا کوئی اور خشک کھجوریں اس قیمت کے طور پر دے تو اس میں بھی اشکال ہے نیز اگر کسی پر تازہ کھجور یا انگور کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ خشک کھجور یا کشمش دے کر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا بلکہ اگر وہ قیمت لگا کر کوئی دوسری کھجور یا انگور دے تو اگرچہ وہ تازہ ہی ہو اس میں اشکال ہے۔

۱۹۰۱۔ اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس ایسا مال بھی ہو جس پر زکوٰۃ وجاب ہو چکی ہو تو ضروری ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو پہلے اس میں سے تمام زکوٰۃ دی جائے اور اس کے بعد اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔

۱۹۰۲۔ اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس گیہوں، جَو، کھجور یا انگور بھی ہو اور اس سے پہلے کہ ان اجناس پر زکوٰۃ واجب ہو اس کے ورثاء اس کا قرضہ کسی دوسرے مال سے ادا کر دیں تو جس وارث کا حصہ نصاب کی مقدار تک پہنچتا ہو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے اور اگر اس سے پہلے کہ زکوۃ ان اجناس پر واجب ہو متوفی کا قرضہ ادا نہ

کریں اور اگر اس کا مال فقط اس قرضے جتنا ہو تو ورثاء کے لئے واجب نہیں کہ ان اجناس پر زکوٰۃ دیں اور اگر متوفی کا مال اس کے قرض سے زیادہ ہو جبکہ متوفی پر اتنا قرض ہو کہ اگر اسے ادا کرنا چاہیں تو ادا کر سکیں ضروری ہے کہ گیہوں، جَو، کھجور اور انگور میں سے کچھ مقدار بھی قرض خواہ کو دیں لہذا جو کچھ قرض خواہ کو دیں اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور باقی ماندہ مال پر وارثوں میں سے جس کا بھی حصہ زکوۃ کے نصاب کے برابر ہو اس کی زکوۃ دینا ضروری ہے۔

۱۹۰۳۔ جس شخص کے پاس اچھی اور گھٹیا دونوں قسم کی گندم، جَو، کھجور اور انگور ہوں جن پر زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو اس کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ اچھی اور گھٹیا دونوں اقسام میں سے الگ الگ زکوٰۃ نکالے۔

سونے کا نصاب

۱۹۰۴۔ سونے کے نصاب دو ہیں:

اس کا پہلا انصاب بیس مثقال شرعی ہے جب کہ ہر مثقال شرعی ۱۸ نخود کا ہوتا ہے پس جس وقت سونے کی مقدار بیس مثقال شرعی تک جو آجکل کے پندرہ مثقال کے برابر ہوتے ہیں پہنچ جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری ہوتی ہوں جو بیان کی جاچکی ہیں تو ضروری ہے کہ انسان اس کا چالیسواں حصہ جو ۹ نخود کے برابر ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کے طور پر دے اور اگر سونا اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور اس کا دوسرا انصاب چار مثقال شرعی ہے جو آجکل کے تین مثقال کے برابر ہوتے ہیں یعنی اگر پندرہ مثقال پر تین مثقال کا اضافہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ تمامتر ۱۸ مثقال پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دے اور اگر تین مثقال سے کم اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ صرف ۱۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اس صورت میں اضافے پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جوں جوں اضافہ ہو اس کے لئے یہی حکم ہے یعنی اگر تین مثقال اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ تمامتر مقدار پر زکوٰۃ دے اور اگر اضافہ تین مثقال سے کم ہو تو جو مقدار بڑھی ہو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

چاندی کا نصاب

۱۹۰۵۔ چاندی کے نصاب دو ہیں:

اس کا پہلا نصاب ۱۰۵ مروجہ مثقال ہے لہذا جب چاندی کی مقدار ۱۰۵ مثقال تک پہنچ جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری کرتی ہو جو بیان کی جاچکی ہیں تو ضروری ہے کہ انسان اس کا ڈھائی فیصد جو دو مثقال اور ۱۵ نخود بنتا ہے بطور زکوٰۃ دے اور اگر وہ اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اس کا دوسرا نصاب ۲۱ مثقال ہے یعنی اگر ۱۰۵ مثقال پر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ جیسا کہ بتایا جاچکا ہے پورے ۱۲۶ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اگر ۲۱ مثقال سے کم اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ صرف ۱۰۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور جو اضافہ ہوا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جتنا بھی اضافہ ہوتا جائے یہی حکم ہے یعنی اگر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو تو ضروری ہے تمامتر مقدار پر زکوٰۃ دے اور اگر اس سے کم اضافہ ہو تو وہ مقدار جس کا اضافہ ہوا ہے اور جو ۲۱ مثقال سے کم ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس بنا پر انسان کے پاس جتنا سونا یا چاندی ہو اگر وہ اس کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ دے تو وہ ایسی زکوۃ ادا کرے گا جو اس پر واجب تھی اور اگر وہ کسی وقت واجب مقدار سے کچھ زیادہ دے مثلاً اگر کسی کے پاس ۱۱۰ مثقال چاندی ہو اور وہ اس کا چالیسوں حصہ دے تو ۱۰۵ مثقال کی زکوٰۃ تو وہ ہوگی جو اس پر واجب تھی اور ۵ مثقال پر وہ ایسی زکوۃ دے گا جو اس پر واجب نہ تھی۔

۱۹۰۶۔ جس شخص کے پاس نصاب کے مطابق سونا یا چاندی ہو اگرچہ وہ اس پر زکوۃ دے دے لیکن جب تک اس کے پاس سونا یا چاندی پہلے نصاب سے کم نہ ہو جائے ضروری ہے کہ ہر سال ان پر زکوٰۃ دے۔

۱۹۰۷۔ سونے اور چاندی پر زکوۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب وہ ضروری ہے ڈھلے ہوئے سکوں کی صورت میں ہوں اور ان کے ذریعے لین دین کا رواج ہو اور اگر ان کی مہر مٹ بھی چکی ہو تب بھی ضروری ہے کہ ان زکوۃ دی جائے۔

۱۹۰۷۔ سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب وہ ضروری ہے ڈھلے ہوئے سکوں کی صورت میں ہوں اور ان کے ذریعے لین دین کا رواج ہو اور اگر ان کی مہر مٹ بھی چکی ہو تب بھی ضروری ہے کہ ان پر زکوٰۃ دی جائے۔

۱۹۰۸۔ وہ سکہ دار سونا اور چاندی جنہیں عورتیں بطور زیور پہنتی ہوں جب تک وہ رائج ہوں یعنی سونے اور چاندی کے سکوں کے طور پر ان کے ذریعے لین دین ہوتا ہو احتیاط کی بنا پر ان کی زکوۃ دینا واجب ہے لیکن اگر ان کے ذریعے لین دین کا رواج باقی نہ ہو تو ان زکوۃ واجب نہیں ہے۔

۱۹۰۹۔ جس شخص کے پاس سونا اور چاندی دونوں ہون اگر ان میں سے کوئی بھی پہلے نصاب کے برابر نہ ہو مثلاً اس کے پاس ۱۰۴ مثقال چاندی اور ۱۴ مثقال سونا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۱۹۱۰۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب وہ گیارہ مہینے نصاب کی مقدار کے مطابق کسی شخص کی ملکیت میں رہیں اور اگر گیارہ مہینوں میں کسی وقت سونا اور چاندی پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو اس شخص زکوۃ واجب نہیں ہے۔

۱۹۱۱۔ اگر کسی شخص کے پاس سونا اور چاندی ہو اور وہ گیارہ مہینے کے دوران انہیں کسی دوسری چیز سے بدل لے یا انہیں پگھلا لے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ زکوۃ سے بچنے کے لئے ان کو سونے یا چاندی سے بدل لے یعنی سونے کو سونے یا چاندی سے یا چاندی کو چاندی یا سونے سے بدل لے تو احتیاط واجب ہے کہ زکوٰۃ دے۔

۱۹۱۲۔ اگر کوئی شخص بارھویں مہینے میں سونا یا چاندی پگھلائے تو ضروری ہے کہ ان پر زکوٰۃ دے اور اگر پگھلانے کی وجہ سے ان کا وزن یا قیمت کم ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان چیزوں کو پگھلانے سے پہلے جو زکوۃ اس پر واجب تھی وہ دے۔

۱۹۱۳۔ اگر کسی شخص کے پاس جو سونا اور چاندی ہو اس میں سے کچھ بڑھیا اور کچھ گھٹیا قسم کا ہو تو وہ بڑھیا کی زکوۃ بڑھیا میں سے اور گھٹیا کی زکوٰۃ گھٹیا میں سے دے سکتا ہے۔ لیکن احتیاط کی بنا پر وہ گھٹیا حصے میں سے تمام ازکوٰۃ نہیں دے سکتا بلکہ بہتر یہ ہے کہ ساری زکوٰۃ بڑھیا سونے اور چاندی میں سے دے۔

۱۹۱۴۔ سونے اور چاندی کے سکے جن میں معمول سے زیادہ دوسری دھات کی آمیزش ہو اگر انہیں چاندی اور سونے کے سکے کہا جاتا ہو تو اس صورت میں جب وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں ان پر زکوٰۃ واجب ہے گو ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک نہ پہنچے لیکن اگر انہیں سونے اور چاندی کے سکے نہ کہا جاتا ہو تو خواہ ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک پہنچ بھی جائے ان پر زکوٰۃ کا واجب ہونا محل اشکال ہے۔

۱۹۱۵۔ جس شخص کے پاس سونے اور چاندی کے سکے ہوں اگر ان میں دوسری دھات کی آمیزش معمول کے مطابق ہو تو اگر وہ شخص ان کی زکوٰۃ سونے اور چاندی کے ایسے سکوں میں دے جن میں دوسری دھات کی آمیزش معمول سے زیادہ ہو یا ایسے سکوں میں دے جو سونے اور چاندی کے بنے ہوئے نہ ہوں لیکن یہ سکے اتنی مقدار میں ہوں کہ ان قیمت اس زکوٰۃ کی قیمت کے برابر ہو جو اس پر واجب ہو گئی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اونٹ، گائے بھیڑ، بکری کی زکوٰۃ

۱۹۱۶۔ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کے لئے ان شرائط کے علاوہ جن کا ذکر آچکا ہے ایک شرط اور بھی ہے اور وہ یہ کہ حیوان سارا سال صرف (خودرو) جنگلی گھاس چر تا رہا ہو۔ لہٰذا اگر سارا سال یا اس کا کچھ حصہ کاٹی ہوئی گھاس کھائے یا ایسی چراگاہ میں چرے جو خود اس شخص کی (یعنی حیوان کے مالک کی) یا کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہو تو اس حیوان پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر وہ حیوان سال بھر میں ایک یا دو دن مالک کی مملوکہ گھاس (یا چارا) کھائے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔ لیکن اونٹ، گائے اور بھیڑ کی زکوٰۃ واجب ہونے میں احتیاط کی بنا پر شرط یہ نہیں ہے کہ سارا سال حیوان بے کار رہے بلکہ اگر آبیاری یا ہل چلانے یا ان جسے امور میں ان حیوانوں سے استفادہ کیا جائے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

اونٹ کے نصاب

۱۹۱۸۔ اونٹ کی نصاب بارہ ہیں۔

۱۔ پانچ اونٹ۔ اور ان کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک اونٹوں کی تعداد اس حد تک نہ پہنچے، زکوٰۃ (واجب) نہیں ہے۔

۲۔ دس اونٹ۔ اور ان کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

۳۔ پندرہ اونٹ۔ اور ان کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

۴۔ بیس اونٹ۔ اور ان کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

۵۔ پچیس اونٹ۔ اور ان کی زکوٰۃ پانچ بھیڑیں ہیں۔

۶۔ چھبیس اونٹ۔ اور ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۷۔ چھتیس اونٹ۔ اور ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۸۔ چھیالیس اونٹ۔ اور ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۹۔ اکسٹھ اونٹ۔ اور ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۱۰۔ چھتر اونٹ۔ اور ان کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

۱۱۔ اکیانوے اونٹ۔ اور ان کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہوں۔

۱۲۔ ایک سو اکیس اونٹ اور اس سے اوپر جتنے ہوتے جائیں ضروری ہے کہ زکوٰۃ دینے والا یا تو ان کا چالیس سے چالیس تک حساب کرے اور ہر چالیس اونٹوں کے لئے ایک اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو یا چالیس اور پچاس دونوں سے حساب کرے لیکن ہر صورت میں اس طرح حساب کرنا ضروری ہے کہ کچھ باقی نہ بچے یا اگر بچے بھی تو نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر اس کے پاس ۱۴۰ اونٹ ہوں تو ضروری ہے کہ ایک سو لئے دو ایسے اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور چالیس کے لئے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور جو اونٹ زکوٰۃ میں دیا جائے اس کا مادہ ہونا ضروری ہے۔

۱۹۱۹۔ دو نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہذا اگر ایک شخص جو اونٹ رکھتا ہو ان کی تعداد پہلے نصاب سے جو پانچ ہے، بڑھ جائے تو جب تک وہ دوسرے نصاب تک جو دس ہے نہ پہنچے ضروری ہے کہ فقط پانچ پر زکوٰۃ دے اور باقی نصابوں کی صورت بھی ایسی ہی ہے۔

گائے کا نصاب

۱۹۲۰۔ گائے کے دو نصاب ہیں:

اس کا پہلا نصاب تیس ہے۔ جب کسی شخص کی گایوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے اور وہ شرائط بھی پوری ہوتی ہوں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے تو ضروری ہے کہ گائے کا ایک ایسا بچہ جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو زکوٰۃ کے طور پر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ بچھڑا ہو۔ اور اس کا دوسرا نصاب چالیس ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بچھیا ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور تیس اور چالیس کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مثلاً جس شخص کے پاس انتالیس گائیں ہوں ضروری ہے کہ صرف تیس کی زکوٰۃ دے اور اگر اس کے پاس چالیس سے زیادہ گائیں ہوں تو جب تک ان کی تعداد

ساٹھ تک نہ پہنچ جائے ضروری ہے کہ صرف چالیس پر زکوۃ دے۔ اور جب ان کی تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے تو چونکہ یہ تعداد پہلے نصاب سے دگنی ہے اس لئے ضروری ہے کہ دو ایسے بچھڑے بطور زکوۃ دے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور اسی طرح جوں جوں گایوں کی تعداد بڑھتی جائے ضروری ہے کہ یا تو تیس سے تیس تک حساب کرے یا چالیس سے چالیس تک یا تین اور چالیس دونوں کا حساب کرے اور ان پر اس طریقے کے مطابق زکوۃ دے جو بتایا گیا ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ اس طرح حساب کرے کہ کچھ باقی نہ بچے اور اگر کچھ بچے تو نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر اس کے پاس ستر گائیں ہوں تو ضروری ہے کہ تیس اور چالیس کے مطابق حساب کرے اور تیس کے لئے تیس کی اور چالیس کی زکوۃ دے کیونکہ اگر وہ تیس کے لحاظ سے حساب کرے گا تو دس گائیں بغیر زکوۃ دیئے رہ جائیں گی۔

بھیڑ کا نصاب

۱۹۲۱۔ بھیڑ کے پانچ نصاب ہیں۔

پہلا نصاب ۴۰ ہے اور اس کی زکوۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک بھیڑوں کی تعداد چالیس تک نہ پہنچے ان پر زکوۃ نہیں ہے۔

دوسرا نصاب ۱۲۱ ہے اور اس کی زکوۃ دو بھیڑیں ہیں۔

تیسرا نصاب ۲۰۱ ہے اور اس کی زکوۃ تین بھیڑیں ہیں۔

چوتھا نصاب ۳۰۱ ہے اور اس کی زکوۃ چار بھیڑیں ہیں۔

پانچواں نصاب ۴۰۰ اور اس سے اوپر ہے اور ان کا حساب سو سے سو تک کرنا ضروری ہے اور ہر سو بھیڑوں پر ایک بھیڑ دی جائے اور یہ ضروری نہیں کہ زکوۃ انہی بھیڑوں میں سے دی جائے بلکہ اگر کوئی اور بھیڑیں دے دی جائیں یا بھیڑوں کی قیمت کے برابر نقدی دے دی جائے تو کافی ہے۔

۱۹۲۲۔ دو نصابوں کے درمیان زکوۃ واجب نہیں ہے لہذا اگر کسی کی بھیڑوں کی تعداد پہلے نصاب سے جو کہ چالیس ہے زیادہ ہو لیکن دوسرے نصاب تک جو ۱۲۱ ہے نہ پہنچی ہو تو اسے چاہئے کہ صرف چالیس پر زکوۃ دے اور جو تعداد اس سے زیادہ ہو اس پر زکوۃ نہیں ہے اور اس کے بعد کے نصابوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۱۹۲۳۔ اونٹ، گائیں اور بھیڑیں جب نصاب کی حد تک پہنچ جائیں تو خواہ وہ سب نر ہوں یا مادہ یا کچھ نر ہوں اور کچھ مادہ ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

۱۹۲۴۔ زکوٰۃ کے ضمن میں گائے اور بھینس ایک جنس شمار ہوتی ہیں اور عربی میں غیر عربی اونٹ ایک جنس ہیں۔ اسی طرح بھیڑ، بکرے اور دنبے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۱۹۲۵۔ اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر بھیڑ دے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ کم از کم دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور اگر بکری دے تو احتیاط ضروری ہے کہ وہ تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

۱۹۲۶۔ جو بھیڑ کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر دے اگر اس کی قیمت اس کی بھیڑوں سے معمولی سی کم بھی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن بہتر ہے کہ ایسی بھیڑ دے جس کی قیمت اس کی ہر بھیڑ سے زیادہ ہو۔ نیز گائے اور اونٹ کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

۱۹۲۷۔ اگر کئی افراد باہم حصے دار ہوں تو جس جس کا حصہ پہلے نصاب تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے اور جس کا حصہ پہلے نصاب سے کم ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

۱۹۲۸۔ اگر ایک شخص کی گائیں یا اونٹ یا بھیڑیں مختلف جگہوں پر ہوں اور وہ سب ملا کر نصاب کے برابر ہوں تو ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

۱۹۲۹۔ اگر کسی شخص کی گائیں، بھیڑیں یا اونٹ بیمار اور عیب دار ہوں تب بھی ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

۱۹۳۰۔ اگر کسی شخص کی ساری گائیں، بھیڑیں یا اونٹ بیمار یا عیب دار یا بوڑھے ہوں تو وہ خود انہی میں سے زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن اگر وہ سب تندرست، بے عیب اور جوان ہوں تو وہ ان کی زکوٰۃ میں بیمار یا عیب دار یا بوڑھے جانور نہیں دے سکتا بلکہ اگر ان میں سے بعض تندرست اور بعض بیمار، کچھ عیب دار اور کچھ بے عیب اور کچھ بوڑھے اور کچھ جوان ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی زکوٰۃ میں تندرست، بے عیب اور جوان جانور دے۔

۱۹۳۱۔ اگر کوئی شخص گیارہ مہینے ختم ہونے سے پہلے اپنی گائیں، بھیڑیں اور اونٹ کسی دوسری چیز سے بدل لے یا جو نصاب بنتا ہو اسے اسی جنس کے اتنے ہی نصاب سے بدل لے مثلاً چالیس بھیڑیں دے کر چالیس اور بھیڑیں لے لے تو

اگر ایسا کرنا زکوٰۃ سے بچنے کی نیت سے نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر زکوٰۃ سے بچنے کی نیت سے ہو تو اس صورت میں جب کہ دونوں چیزیں ایک ہی نوعیت کا فائدہ رکھتی ہوں مثلاً دونوں بھیڑیں دودھ دیتی ہوں تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اس کی زکوٰۃ دے۔

۱۹۳۲۔ جس شخص کو گائے۔ بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ دینی ضروری ہو اگر وہ ان کی زکوٰۃ اپنے کسی دوسرے مال سے دے دے تو جب تک ان جانوروں کی تعداد نصاب سے کم نہ ہو ضروری ہے کہ ہر سال زکوٰۃ دے اور اگر وہ زکوٰۃ انہی جانوروں میں سے دے اور وہ پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے مثلاً جو شخص چالیس بھیڑیں رکھتا ہو اگر وہ ان کی زکوٰۃ اپنے دوسرے مال سے دے دے تو جب تک اس کی بھیڑیں چالیس سے کم نہ ہوں ضروری ہے کہ ہر سال ایک بھیڑ دے اور اگر خود ان بھیڑوں میں سے زکوٰۃ دے تو جب تک ان کی تعداد چالیس تک نہ پہنچ جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مال تجارت کی زکوٰۃ

جس مال کا انسان معاوضہ دے کر مالک ہوا ہو اور اس نے وہ مال تجارت اور فائدہ حاصل کرنے کے لئے محفوظ رکھا ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ (مندرجہ ذیل) چند شرائط کے ساتھ اس کی زکوٰۃ دے جو چالیسوں حصہ ہے۔

۱۔ مالک بالغ اور عاقل ہو۔

۲۔ مال نصاب کی مقدار تک پہنچ گیا ہو اور وہ نصاب سونے اور چاندی کے نصاب کے برابر ہے۔

۳۔ جس وقت سے اس مال سے فائدہ اٹھانے کی نیت کی ہو، اس پر ایک سال گزر جائے

۴۔ فائدہ اٹھانے کی نیت پورے سال باقی رہے۔ پس اگر سال کے دوران اس کی نیت بدل جائے مثلاً اس کو اخراجات کی مد میں صرف کرنے کی نیت کرے تو ضروری نہیں کہ اس پر زکوٰۃ دے۔

۵۔ مالک اس مال میں پورا سال تصرف کر سکتا ہو۔

۶۔ تمام سال اس کے سرمائے کی مقدار یا اس سے زیادہ پر خریدار موجود ہو۔ پس اگر سال کے کچھ حصے میں سرمائے سے کم تر مال کا خریدار ہو تو اس پر زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کا مصرف

۱۹۳۳۔ زکوٰۃ کا مال آٹھ مصرف میں خرچ ہو سکتا ہے۔

۱۔ فقیر۔ وہ (غریب محتاج) شخص جس کے پاس اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے سال بھر کے اخراجات نہ ہوں فقیر ہے لیکن جس شخص کے پاس کوئی ہنر یا جائداد یا سرمایہ ہو جس سے وہ اپنے سال بھر کے اخراجات پورے کر سکتا ہو وہ فقیر نہیں ہے۔

۲۔ مَسکِین۔ وہ شخص جو فقیر سے زیادہ تنگدست ہو، مسکین ہے۔

۳۔ وہ شخص جو امام عصر علیہ السلام یا نائب امام کی جانب سے اس کام پر مامور ہو کہ زکوٰۃ جمع کرے، اس کی نگہداشت کرے، حساب کی جانچ پڑتال کرے اور جمع کیا ہو امال امام علیہ السلام یا نائب امام یا فقراء (و مساکین) کو پہنچائے۔

۴۔ وہ کفار جنہیں زکوٰۃ دی جائے تو وہ دین اسلام کی جانب مائل ہوں یا جنگ میں یا جنگ کے علاوہ مسلمانوں کی مدد کریں۔ اسی طرح وہ مسلمان جن کا ایمان ان بعض چیزوں پر جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں کمزور ہو لیکن اگر ان کو زکوٰۃ دی جائے تو ان کے ایمان کی تقویت کا سبب بن جائے یا جو مسلمان (شہنشاہ ولایت) امام علی علیہ السلام کی ولایت پر ایمان نہیں رکھتے لیکن اگر ان کو زکوٰۃ دی جائے تو وہ امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت (کبری) کی طرف مائل ہوں اور اس پر ایمان لے آئیں۔

۵۔ غلاموں کو خرید کر انہیں آزاد کرنا۔ جس کی تفصیل اس کے باب میں بیان ہوئی ہے۔

۶۔ وہ مقروض جو اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو۔

۷۔ فِی سَبِیلِ اللہ یعنی وہ کام جن کا فائدہ تمام مسلمانوں کو پہنچتا ہو مثلاً مسجد بنانا، ایسا مدرسہ تعمیر کرنا جہاں دینی تعلیم دی جاتی ہو، شہر کی صفائی کرنا نیز سڑکوں کو پختہ بنانا اور انہیں چوڑا کرنا اور انھی جیسے دوسرے کام کرنا۔

۸۔ اِبنُ السَّبِیل یعنی وہ مسافر جو سفر میں ناچار ہو گیا ہو۔

یہ وہ مدیں ہیں جہاں زکوٰۃ خرچ ہوتی ہے لیکن اقوی کی بنا پر مالک زکوٰۃ کو امام یا نائب امام کی اجازت کے بغیر مد نمبر ۳ اور مد نمبر ۴ میں خرچ نہیں کر سکتا اور اسی طرح احتیاط لازم کی بنا پر مد نمبر ۷ کا حکم بھی یہی ہے اور مذکورہ مدوں کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

۱۹۳۴۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ فقیر اور مسکین اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ زکوٰۃ نہ لے اور اگر اس کے پاس کچھ رقم یا جنس ہو تو فقط اتنی زکوٰۃ لے جتنی رقم یا جنس اس کے سال بھر کے اخراجات کے لئے کم پڑتی ہو۔

۱۹۳۵۔ جس شخص کے پاس اپنا پورے سال کا خرچ ہو اگر وہ اس کا کچھ حصہ استعمال کر لے اور بعد میں شک کرے کہ جو کچھ باقی بچا ہے وہ اس کے سال بھر کے اخراجات کے لئے کافی ہے یا نہیں تو وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

۱۹۳۶۔ جس ہنر مند یا صاحب جائداد یا تاجر کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے کم ہو وہ اپنے اخراجات کی کمی پوری کرنے کے لئے زکوٰۃ لے سکتا ہے اور لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے کام کے اوزار یا جائداد یا سرمایہ اپنے اخراجات کے مصرف میں لے آئے۔

۱۹۳۷۔ جس فقیر کے پاس اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے سال بھر کا خرچ نہ ہو لیکن ایک گھر کا مالک ہو جس میں وہ رہتا ہو یا سواری کی چیز رکھتا ہو اور ان کے بغیر گزر بسر نہ کر سکتا ہو خواہ یہ صورت اپنے عزت رکھنے کے لئے ہی ہو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اور گھر کے سامان، برتنوں اور گرمی و سردی کے کپڑوں اور جن چیزوں کی اسے ضرورت ہو ان کے لئے بھی یہی حکم ہے اور جو فقیر یہ چیزیں نہ رکھتا ہو اگر اسے ان کی ضرورت ہو تو وہ زکوٰۃ میں سے خرید سکتا ہے۔

۱۹۳۸۔ جس فقیر کے لئے ہنر سیکھنا مشکل نہ ہو احتیاط واجب کی بنا پر زکوٰۃ پر زندگی بسر نہ کرے لیکن جب تک ہنر سیکھنے میں مشغول ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

۱۹۳۹۔ جو شخص پہلے فقیر رہا ہو اور وہ کہتا ہو کہ میں فقیر ہوں تو اگرچہ اس کے کہنے پر انسان کو اطمینان نہ ہو پھر بھی اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ لیکن جس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ پہلے فقیر رہا ہے یا نہیں تو احتیاط کی بنا پر جب تک اس کے فقیر ہونے کا اطمینان نہ ہو پھر بھی اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

۱۹۴۰۔ جو شخص کہے کہ میں فقیر ہوں اور پہلے فقیر نہ رہا ہو اگر اس کے کہنے سے اطمینان نہ ہوتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

۱۹۴۱۔ جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہو اگر کوئی فقیر اس کا مقروض ہو تو وہ زکوٰۃ دیتے ہوئے اپنا قرض اس میں سے وصول کر سکتا ہے۔

۱۹۴۱۔ اگر فقیر مر جائے اور اس کا مال اتنا نہ ہو جتنا اس نے قرضہ دینا ہو تو قرض خواہ قرضے کو زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے بلکہ متوفی کا مال اس پر واجب الادا قرضے کے برابر ہو اور اس کے ورثا اس کا قرضہ ادا نہ کریں یا کسی اور وجہ سے قرض خواہ اپنا قرضہ واپس نہ لے سکتا ہو تب بھی وہ اپنا قرضہ واپس نہ لے سکتا ہو تب بھی وہ اپنا قرضہ زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

۱۹۴۳۔ یہ ضروری نہیں کہ کوئی شخص جو چیز فقیر کو بطور زکوٰۃ دے اس کے بارے میں اسے بتائے کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ اگر فقیر زکوٰۃ لینے میں خفت محسوس کرتا ہو تو مستحب ہے کہ اسے مال تو زکوٰۃ کی نیت سے دیا جائے لیکن اس کا زکوٰۃ ہونا اس پر ظاہر نہ کیا جائے۔

۱۹۴۴۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے کسی کو زکوٰۃ دے کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ فقیر نہ تھا یا مسئلے سے ناواقف ہونے کی بنا پر کسی ایسے شخص کو زکوٰۃ دے دے جس کے متعلق اسے علم ہو کہ وہ فقیر نہیں ہے تو یہ کافی نہیں ہے لہٰذا اس نے جو چیز اس شخص کو بطور زکوٰۃ دی تھی اگر وہ باقی ہو تو ضروری ہے کہ اس شخص سے واپس لے کر مستحق کو دے سکتا ہے اور اگر لینے والے کو یہ علم نہ تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو اس سے کچھ نہیں لے سکتا اور انسان کو اپنے مال سے زکوٰۃ کا عوض مستحق کو دینا ضروری ہے۔

۱۹۴۵۔ جو شخص مقروض ہو اور قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اگر اس کے پاس اپنا سال بھر کا خرچ بھی ہو تب بھی اپنا قرضہ ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس نے جو مال بطور قرض لیا ہو اسے کسی گناہ کے کام میں خرچ نہ کیا ہو۔

۱۹۴۶۔ اگر انسان ایک ایسے شخص کو زکوٰۃ دے جو مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اس شخص نے جو قرضہ لیا تھا وہ گناہ کے کام پر خرچ کیا تھا تو اگر وہ مقروض فقیر ہو تو انسان نے جو کچھ اسے دیا ہو اسے سَہم فقراء میں شمار کر سکتا ہے۔

۱۹۴۷۔ جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اگرچہ وہ فقیر نہ ہو تب بھی قرض خواہ قرضے کو جو اسے مقروض سے وصول کرنا ہے زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

۱۹۴۸۔ جس مسافر کا زادِ راہ ختم ہو جائے یا اس کی سواری قابل استعمال نہ رہے اگر اس کا سفر گناہ کی غرض سے نہ ہو اور وہ قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز بیچ کر منزل مقصود تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اگرچہ وہ اپنے سفر کے اخراجات حاصل کر سکتا ہو تو وہ فقط اتنی مقدار میں زکوٰۃ لے سکتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنی منزل تک پہنچ جائے۔

۱۹۴۹۔ جو مسافر سفر میں ناچار ہو جائے اور زکوٰۃ لے اگر اس کے وطن پہنچ جانے کے بعد زکوٰۃ میں سے کچھ بچ جائے اسے زکوٰۃ دینے والے کو واپس نہ پہنچا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وہ زائد مال حاکم شرع کو پہنچا دے اور اسے بتا دے کہ یہ مال زکوٰۃ ہے۔

مُستحِقّینِ زکوٰۃ کی شرائط

۱۹۵۰۔ (مال کا) مالک جس شخص کو اپنی زکوٰۃ دینا چاہتا ہو ضروری ہے کہ وہ شیعہ اثنا عشری ہو۔ اگر انسان کسی کو شیعہ سمجھتے ہوئے زکوٰۃ دے دے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ شیعہ نہ تھا تو ضروری ہے کہ دوبارہ زکوٰۃ دے۔

۱۹۵۱۔ اگر کوئی شیعہ بچہ یا دیوانہ فقیر ہو تو انسان اس کے سرپرست کو اس نیت سے زکوٰۃ دے سکتا ہے کہ وہ جو کچھ دے رہا ہے وہ بچے یا دیوانے کی ملکیت ہو گی۔

۱۹۵۲۔ اگر انسان بچے یا دیوانے کے سرپرست تک نہ پہنچ سکے تو وہ خود یا کسی امانت دار شخص کے ذریعے زکوٰۃ کا مال ان پر خرچ کر سکتا ہے اور جب زکوٰۃ ان لوگوں پر خرچ کی جا رہی ہو تو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ کی نیت کرے۔

۱۹۵۳۔ جو فقیر بھیک مانگتا ہو اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے لیکن جو شخص مال زکوٰۃ گناہ کے کام پر خرچ کرتا ہو ضروری ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دے جائے بلکہ احتیاط یہ ہے کہ وہ شخص جسے زکوٰۃ دینا گناہ کی طرف مائل کرنے کا سبب ہو اگر چہ وہ اسے گناہ کے کام میں خرچ نہ بھی کرے اس زکوٰۃ نہ دی جائے۔

۱۹۵۴۔ جو شخص شراب پیتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو اور اسی طرح جو شخص کُھلّم کُھلاّ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہو تو احیتاط واجب یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

۱۹۵۵۔ جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اس کا قرضہ زکوٰۃ سے دیا جاسکتا ہے خواہ اس شخص کے اخراجات زکوٰۃ دینے والے پر ہی واجب کیوں نہ ہوں۔

۱۹۵۶۔ انسان ان لوگوں کے اخراجات جن کی کفالت اس پر واجب ہو۔ مثلاً اولاد کے اخراجات۔ زکوٰۃ سے ادا نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ خود اولاد کا خرچہ نہ دے تو دوسرے لوگ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

۱۹۵۷۔ اگر انسان اپنے بیٹے کو زکوٰۃ اس لئے دے تا کہ وہ اسے اپنی بیوی اور نوکر اور نوکرانی پر خرچ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۹۵۸۔ باپ اپنے بیٹے کو سَہم "فِی سَبِیلِ اللہ" میں سے علمی اور دینی کتابیں جن کی بیٹے کی ضرورت ہو خرید کر نہیں دے سکتا۔ لیکن اگر رفاہ عامہ کے لئے ان کتابوں کی ضرورت ہو تو احتیاط کی بنا پر حاکم شرع سے اجازت لے لے۔

۱۹۵۹۔ جو باپ بیٹے کی شادی کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ بیٹے کی شادی کے لئے زکوٰۃ میں سے خرچ کر سکتا ہے اور بیٹا بھی باپ کے لئے ایسا ہی کر سکتا ہے۔

۱۹۶۰۔ کسی ایسی عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی جس کا شوہر اسے خرچ دیتا ہو اور ایسی عورت جسے اس کا شوہر خرچ نہ دیتا ہو لیکن جو حاکم شرع سے رجوع کر کے شوہر کو خرچ دینے پر مجبور کر سکتی ہو اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

۱۹۶۱۔ جس عورت نے مُتعَہ کیا ہو اگر وہ فقیر ہو تو اس کا شوہر اور دوسرے ہیں۔ ہاں اگر عَقد کے کہ موقع پر شوہر نے یہ شرط قبول کی ہو کہ س کا خرچ دے گا یا کسی اور وجہ سے اس کا خرچ دینا شوہر پر واجب ہو اور وہ اس عورت کے اخراجات دیتا ہو تو اس عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

۱۹۶۲۔ عورت اپنے فقیر شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے خواہ شوہر وہ زکوٰۃ اس عورت پر ہی کیوں نہ خرچ کرے۔

۱۹۶۳۔ سید غیر سید سے زکوٰۃ نہیں لے سکتا لیکن اگر خمس اور دوسرے ذرائع آمدنی اس کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہوں اور غیر سید سے زکوٰۃ لینے پر مجبور ہو تو اس سے زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

۱۹۶۴۔ جس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ سید ہے یا غیر سید، اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

زکوٰۃ کی نیت

۱۹۶۵۔ ضروری ہے کہ انسان بہ قصد قربت یعنی اللہ تبارک وتعالی کی خوشنودی کی نیت سے زکوٰۃ دے اور اپنی نیت میں معین کرے کہ جو کچھ دے رہا ہے وہ مال کی زکوٰۃ ہے یا زکوٰۃ فطرہ ہے بلکہ مثال کے طور پر اگر گیہوں اور جَو کی زکوٰۃ اس پر واجب ہو اور وہ کچھ رقم زکوٰۃ کے طور پر دینا چاہے تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ معیں کرے کہ گیہوں کی زکوٰۃ دے رہا ہے یا جَو کی۔

۱۹۶۶۔ اگر کسی شخص پر متعدد چیزوں کی زکوٰۃ واجب ہو اور وہ زکوٰۃ میں کوئی چیز دے لیکن کسی بھی چیز کی "نیت نہ کرے" تو جو چیز اس نے زکوٰۃ میں دی ہے اگر اس کی جنس وہی ہو جو ان چیزوں میں سے کسی ایک کی ہے تو وہ اسی جنس کی زکوٰۃ شمار ہو گی۔ فرض کریں کہ کسی شخص پر چالیس بھیڑوں اور پندرہ مثقال سونے کی زکوۃ واجب ہے اگر وہ مثلاً ایک بھیڑ زکوٰۃ میں دے اور ان چیزوں میں سے (کہ جن پر زکوٰۃ واجب ہے) کسی کی بھی "نیت" نہ کرے تو وہ بھیڑوں کی زکوٰۃ شمار ہو گی۔ لیکن اگر وہ چاندی کے سکے یا کرنسی نوٹ دے جو ان (چیزوں) کے ہم جنس نہیں ہے تو بعض (علماء) کے بقول وہ (سکے یا نوٹ) ان تمام (چیزوں) پر حساب سے بانٹ دیئے جائیں لیکن یہ بات اشکال سے خالی نہیں ہے بلکہ احتمال یہ ہے کہ وہ ان چیزوں میں سے کسی کی بھی (زکوٰۃ) شمار نہ ہونگے اور (نیت نہ کرنے تک) مالک مال کی ملکیت رہیں گے۔

۱۹۶۷۔ اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ (مستحق تک) پہنچانے کے لئے کسی کو وکیل بنائے تو جب وہ مال زکوٰۃ وکیل کے حوالے کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نیت کرے کہ جو کچھ اس کا وکیل بعد میں فقیر کو دے گا وہ زکوٰۃ ہے اور اَحوط یہ ہے کہ زکوٰۃ فقیر تک پہنچے کے وقت تک پہنچنے کے وقت تک وہ اس نیت پر قائم رہے۔

۱۹٦۸۔ اگر کوئی شخص مال زکوٰۃ قصد قربت کے بغیر زکوٰۃ کی نیت سے حاکم شرع یا فقیر کو دے دے تو اقوی کی بنا پر وہ مال زکوٰۃ میں شمار ہو گا اگرچہ اس نے قصد قربت کے بغیر ادا کر کے گناہ کیا ہے۔

زکوٰۃ کے مُتَفَرِّق مَسائل

۱۹٦۹۔ احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ انسان گیہوں اور جَو کو بھوسے سے الگ کرنے کے موقع پر اور کھجور اور انگور کے خشک ہونے کے وقت زکوٰۃ فقیر کو دے دے یا اپنے مال سے علیحدہ کر دے۔ اور ضروری ہے کہ سونے، چاندی، گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ گیارہ مہینے ختم ہونے کے بعد فقیر کو دے یا اپنے مال سے علیحدہ کر دے لیکن اگر وہ شخص کسی خاص فقیر کا منتظر ہو یا کسی ایسے فقیر کو زکوٰۃ دینا چاہتا ہو جو کسی لحاظ سے (دوسرے پر) برتری رکھتا ہو تو وہ یہ کر سکتا ہے کہ زکوٰۃ علیحدہ نہ کرے۔

۱۹۷۰۔ زکوٰۃ علیحدہ کرنے کے بعد ایک شخص کے لئے لازم نہیں کہ اسے فوراً مستحق شخص کو دے دے۔ لیکن اگر کسی ایسے شخص تک اس کی رسائی ہو، جسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے میں تاخیر نہ کرے۔

۱۹۷۱۔ جو شخص زکوٰۃ مستحق شخص کو پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ نہ پہنچائے اور اس کے کوتاہی برتنے کی وجہ سے مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

۱۹۷۲۔ جو شخص زکوٰۃ مستحق تک پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ پہنچائے اور مال زکوٰۃ حفاظت کرنے کے باوجود تلف ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کرنے میں تاخیر کی کوئی صحیح وجہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے لیکن اگر تاخیر کرنے کی کوئی صحیح وجہ تھی مثلاً ایک خاص فقیر اس کی نظر میں تھا یا تھوڑا تھوڑا کر کے فقراء کو دینا چاہتا تھا تو اس کا ضامن ہونا معلوم نہیں ہے۔

۱۹۷۳۔ اگر کوئی شخص زکوٰۃ (عین اسی) مال سے ادا کر دے تو وہ باقیماندہ مال میں تصرف کر سکتا ہے اور اگر وہ زکوٰۃ اپنے کسی دوسرے مال سے ادا کر دے تو اس پورے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

۱۹۷۴۔ انسان نے جو مال زکوٰۃ علیحدہ کیا ہو اسے اپنے لئے اٹھا کر اس کی جگہ کوئی دوسری چیز نہیں رکھ سکتا۔

۱۹۷۵۔ اگر اس مال زکوٰۃ سے جو کسی شخص نے علیحدہ کر دیا ہو کوئی منفعت حاصل ہو مثلاً جو بھیڑ بطور زکوٰۃ علیحدہ کی ہو وہ بچہ جنے تو وہ منفعت فقیر کا مال ہے۔

۱۹۷۶۔ جب کوئی شخص مال زکوٰۃ علیحدہ کر رہا ہو اگر اس وقت کوئی مستحق موجود ہو تو بہتر ہے کہ زکوٰۃ اسے دے دے بجز اس صورت کے کہ کوئی ایسا شخص اس کی نظر میں ہو جسے زکوٰۃ دینا کسی وجہ سے بہتر ہو۔

۱۹۷۷۔ اگر کوئی شخص حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس مال سے کاروبار کرے جو اس نے زکوٰۃ کے لئے علیحدہ کر دیا ہو اور اس میں خسارہ ہو جائے تو اس زکوٰۃ میں کوئی کمی نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر منافع ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ مستحق کو دے دے۔

۱۹۷۸۔ اگر کوئی شخص اس سے پہلے کہ زکوٰۃ اس پر واجب ہو کوئی چیز بطور زکوٰۃ فقیر کو دے دے تو وہ زکوٰۃ میں شمار نہیں ہو گی اور اگر اس پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد وہ چیز جو اس نے فقیر کو دی تھی تلف نہ ہوئی ہو اور فقیر ابھی تک فقیری میں مبتلا ہو تو زکوٰۃ دینے والا اس چیز کو جو اس نے فقیر کو دی تھی زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

۱۹۷۹۔ اگر فقیر یہ جانتے ہوئے کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ کے لے لے اور وہ چیز فقیر کی تحویل میں تلف ہو جائے تو فقیر اس کا ذمہ دار ہے اور جب زکوٰۃ اس شخص پر واجب ہو جائے اور فقیر اس وقت تک تنگدست ہو تو جو چیز اس شخص نے فقیر کو دی تھی اس کا عوض زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

۱۹۸۰۔ اگر کوئی فقیر یہ نہ جانتے ہوئے کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب ہوئی اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ لے لے اور وہ چیز فقیر کی تحویل میں تلف ہو جائے تو فقیر ذمے دار نہیں اور دینے والا شخص اس چیز کا عوض زکوۃ میں شمار نہیں کر سکتا۔

۱۹۸۱۔ مستحب ہے کہ گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوۃ آبرومند فقرا (سفید پوش غریب غربا) کو دی جائے اور زکوٰۃ دینے میں اپنے رشتہ داروں کو دوسروں پر اور اہل علم کو بے علم لوگوں پر اور جو لوگ ہاتھ نہ پھیلاتے ہوں ان کو منگتوں پر ترجیح دی جائے۔ ہاں اگر فقیر کو کسی اور وجہ سے زکوۃ دینا بہتر ہو تو پھر مستحب ہے کہ زکوٰۃ اس کو دی جائے۔

۱۹۸۲۔ بہتر ہے کہ زکوٰۃ علانیہ دی جائے اور مستحب صدقہ پوشیدہ طور پر دیا جائے۔

۱۹۸۳۔ جو شخص زکوۃ دینا چاہتا ہو اگر اس کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو اور وہ زکوٰۃ اس کے لئے مُعَیّن مد میں بھی صرف نہ کر سکتا ہو تو اگر اسے امید نہ ہو کہ بعد میں کوئی مستحق شخص اپنے شہر میں مل جائے گا تو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دوسرے شہر لے جائے اور زکوٰۃ کی مُعیّن مد میں صرف کرے اور اس شہر میں لے جانے کے اخراجات حاکم شرع کی اجازت سے مال زکوٰۃ میں سے لے سکتا ہے اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ ذمے دار نہیں ہے۔

۱۹۸۴۔ اگر زکوٰۃ دینے والے کو اپنے شہر میں کوئی مستحق مل جائے تب بھی وہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر لے جا سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس شہر میں لے جانے کے اخراجات خود برداشت کرے اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ خود ذمے دار ہے بجز اس صورت کے کہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر میں حاکم شرع کے حکم سے لے گیا ہو۔

۱۹۸۵۔ جو شخص گیہوں، جَو، کشمش اور کھجور بطور زکوٰۃ دے رہا ہو، ان اجناس کے ناپ تول کی اجرت اس کی اپنی ذمے داری ہے۔

۱۹۸۶۔ جس شخص کو زکوٰۃ میں ۲ مثقال اور ۱۵ نخود یا اس سے زیادہ چاندی دینی ہو وہ احتیاط مستحب کی بنا پر ۲ مثقال اور ۱۵ نخود کم چاندی کسی فقیر کو نہ دے نیز اگر چاندی کے علاوہ کوئی دوسری چیز مثلاً گیہوں اور جو دینے ہوں اور ان کی قیمت ۲ مثقال اور ۱۵ نخود چاندی تک پہنچ جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر وہ ایک فقیر کو اس سے کم نہ دے۔

۱۹۸۷۔ انسان کے لئے مکروہ ہے کہ مستحق سے درخواست کرے کہ جو زکوٰۃ اس نے اس سے لی ہے اسی کے ہاتھ فروخت کر دے لیکن اگر مستحق نے جو چیز بطور زکوٰۃ لی ہے اسے بیچنا چاہے تو جب اس کی قیمت طے ہو جائے تو جس شخص نے مستحق کو زکوٰۃ دی ہو اس چیز کو خریدنے کے لئے اس کا حق دوسروں پر فائق ہے۔

۱۹۸۸۔ اگر کسی شخص کو شک ہو کہ جو زکوٰۃ اس پر واجب ہوئی تھی وہ اس نے دی ہے یا نہیں اور جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ بھی موجود ہو تو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے خواہ اس کا شک گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔ اور (جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی) اگر وہ ضائع ہو چکا ہو تو اگرچہ اسی سال کی زکوٰۃ کے متعلق ہی شک کیوں نہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۱۹۸۹۔ فقیر یہ نہیں کر سکتا کہ زکوٰۃ لینے سے پہلے اس کی مقدار سے کم مقدار پر سمجھوتہ کر لے یا کسی چیز کو اس کی قیمت سے زیادہ قیمت پر بطور زکوٰۃ قبل کرے اور اسی طرح مالک بھی یہ نہیں کر سکتا کہ مستحق کو اس شرط پر زکوٰۃ دے کہ وہ

مستحق اسے واپس کر دے گا لیکن اگر مستحق زکوٰۃ لینے کے بعد راضی ہو جائے اور اس زکوٰۃ کو اسے واپس کر دے تو کوئی حرج نہیں مثلاً کسی شخص پر بہت زیادہ زکوٰۃ واجب ہو اور فقیر ہو جانے کی وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا نہ کر سکتا ہو اور اس نے توبہ کر لی ہو تو اگر فقیر راضی ہو جائے کہ اس سے زکوٰۃ لے کر پھر اسے بخش دے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۹۹۰۔ انسان قرآن مجید، دینی کتابیں یا دعا کی کتابیں سَہمِ فِی سَبِیلِ اللہ سے خرید کر وقف نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر رفاہ عامہ کے لئے ان چیزوں کی ضرورت ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر حاکم شرع سے اجازت لے لے۔

۱۹۹۱۔ انسان مال زکوٰۃ سے جائداد خرید کر اپنی اولاد یا ان لوگوں کو وقف نہیں کر سکتا جن کا خرچ اس پر واجب ہو تاکہ وہ اس جائداد کی منفعت اپنے مصرف میں لے آئیں۔

۱۹۹۲۔ حج اور زیارات وغیرہ پر جانے کے لئے انسان فِی سَبِیلِ اللہ کے حصے سے زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ وہ فقیر نہ ہو یا اپنے سال بھر کے اخراجات کے لئے زکوٰۃ لے چکا ہو لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ اس کا حج اور زیارات وغیرہ کے لئے جانا لوگوں کے مفاد میں ہو اور احتیاط کی بنا پر ایسے کاموں میں زکوٰۃ خرچ کرنے کے لئے حاکم شرع سے اجازت لے لے۔

۱۹۹۳۔ اگر ایک مالک اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کے لئے کسی فقیر کو وکیل بنائے اور فقیر کو یہ احتمال ہو کہ مالک کا ارادہ یہ تھا کہ وہ خود (یعنی فقیر) اس مال سے کچھ نہ لے تو اس صورت میں وہ کوئی چیز اس میں سے اپنے لئے نہیں لے سکتا اور اگر فقیر کو یہ یقین ہو کہ مالک کا ارادہ یہ نہیں تھا تو وہ اپنے لئے بھی لے سکتا ہے۔

۱۹۹۴۔ اگر کوئی فقیر اونٹ، گائیں، بھیڑیں، سونا اور چاندی بطور زکوٰۃ حاصل کرے اور ان میں وہ سب شرائط موجود ہوں جو زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے بیان کی گئی ہیں ضروری ہے کہ فقیر ان پر زکوٰۃ دے۔

۱۹۹۵۔ اگر دو اشخاص ایک ایسے مال میں حصہ دار ہوں جس کی زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اور ان میں سے ایک اپنے حصے کی زکوٰۃ دے دے اور بعد میں وہ مال تقسیم کر لیں (اور جو شخص زکوٰۃ دے چکا ہے) اگرچہ اسے علم ہو کہ اس کے ساتھی نے اپنے حصے کی زکوٰۃ نہیں دی اور نہ ہی بعد میں دے گا تو اس کا اپنے حصے میں تصرف کرنا اشکال نہیں رکھتا۔

۱۹۹۶۔ اگر خمس اور زکوٰۃ کسی شخص کے ذمے واجب ہو اور کفار اور منت وغیرہ بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اور ان سب کی ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ مال جس پر خمس یا زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف نہ ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ خمس اور زکوٰۃ دے اور اگر وہ مال تلف ہو گیا ہو تو کفارے اور نذر سے پہلے زکوٰۃ، خمس اور قرض ادا کرے۔

۱۹۹۷۔ جس شخص کے ذمے خمس یا زکوٰۃ ہو اور حج بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اگر وہ مر جائے اور اس کا مال ان تمام چیزوں کے لئے کافی نہ ہو اور اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکے ہوں تلف نہ ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ خمس یا زکوٰۃ ادا کی جائے اور اس کا باقی ماندہ مال قرض کی ادائیگی پر خرچ کیا جائے۔ اور اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ اس کا مال قرض کی ادائیگی پر خرچ کیا جائے اور اس صورت میں اگر کچھ بچ جائے تو حج کیا جائے اور اگر زیادہ بچا ہو تو سے خمس اور زکوٰۃ پر تقسیم کر دیا جائے۔

۱۹۹۸۔ جو شخص علم حاصل کرنے میں مشغول ہو وہ جس وقت علم حاصل نہ کرے اس وقت اپنی روزی کمانے کے لئے کام کر سکتا ہے۔ اگر اس علم حاصل کرنا واجب عینی ہو تو فقراء کے حصے سے اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور اگر اس علم کا حاصل کرنا عوامی بہبود کے لئے ہو تو فِی سَبِیلِ اللہ کی مد سے احتیاط کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت سے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ اور ان دو صورتوں کے علاوہ اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃِ فطرہ

۱۹۹۹۔ عید الفطر کی (چاند) رات غروب آفتاب کے وقت جو شخص بالغ اور عاقل ہو اور نہ تو فقیر ہو نہ ہی کسی دوسرے کا غلام ہو ضروری ہے کہ اپنے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو اس کے ہاں کھانا کھاتے ہوں فی کس ایک صاع جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تقریباً تین کلو ہوتا ہے ان غذاوں میں سے جو اس کے شہر (یا علاقے) میں استعمال ہوتی ہوں مثلاً گیہوں یا جَو یا کھجور یا کشمش یا چاول یا جوار مستحق شخص کو دے اور اگر ان کے بجائے ان کی قیمت نقدی کی شکل میں دے تب بھی کافی ہے۔ اور احتیاط لازم یہ ہے کہ جو غذا اس کے شہر میں عام طور پر استعمال نہ ہوتی ہو چاہے وہ گیہوں، جَو، کھجور یا کشمش ہو، نہ دے۔

۲۰۰۰۔ جس شخص کے پاس اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے سال بھر کا خرچ نہ ہو اور اس کا کوئی روزگار بھی نہ ہو جس کے ذریعے وہ اپنے اہل و عیال کا سال بھر کا خرچ پورا کر سکے وہ فقیر ہے اور اس پر فطرہ دینا واجب نہیں ہے۔

۲۰۰۱۔ جو لوگ عید الفطر کی رات غروب کے وقت کسی شخص کے ہاں کھانے والے سمجھے جائیں ضروری ہے کہ وہ شخص ان کا فطرہ دے، قطع نظر اس سے کہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے مسلمان ہوں یا کافر، ان کا خرچہ اس پر واجب ہو یا نہ ہو اور وہ اس کے شہر میں ہوں یا کسی دوسرے شہر میں ہوں۔

۲۰۰۲۔ اگر کوئی شخص ایک ایسے شخص کو جو اس کے ہاں کھانا کھانے والا گردانا جائے، اسے دوسرے شہر میں نمائندہ مقرر کرے کہ اس کے (یعنی صاحب خانہ کے) مال سے اپنا فطرہ دے دے اور اسے اطمینان ہو کہ وہ شخص فطرہ دے دے گا تو خود صاحب خانہ کے لئے اس کا فطرہ دینا ضروری نہیں۔

۲۰۰۳۔ جو مہمان عید الفطر کی رات غروب سے پہلے صاحب خانہ کی رضامندی کے بغیر اس کے گھر آئے اور اس کے ہاں کھانا کھانے والوں میں اگرچہ وقتی طور پر شمار ہو اس کا فطرہ صاحب خانہ پر واجب ہے۔

۲۰۰۴۔ جو مہمان عید الفطر کی رات غروب پہلے صاحب خانہ کی رضامندی کے بغیر اس کے گھر آئے اور کچھ مدت صاحب کا خرچہ دینے پر مجبور کیا گیا ہو تو اس کے فطرے کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۲۰۰۵۔ جو مہمان عید الفطر کی رات غروب کے بعد وارد ہو اگر وہ صاحب خانہ کے ہاں کھانا کھانے والا شمار ہو تو اس کا فطرہ صاحب خانہ پر احتیاط کی بنا پر واجب ہے اور اگر کھانا کھانے والا شمار نہ ہو تو واجب نہیں ہے خواہ صاحب خانہ نے اسے غروب سے پہلے دعوت دی ہو اور وہ افطار بھی صاحب خانہ کے گھر پر ہی کرے۔

۲۰۰۶۔ اگر کوئی شخص عید الفطر کی رات غروب کے وقت دیوانہ ہو اور اس کی دیوانگی عید الفطر کے دن ظہر کے وقت تک باقی رہے تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے ورنہ احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ فطرہ دے۔

۲۰۰۷۔ غروب آفتاب سے پہلے اگر کوئی بچہ بالغ ہو جائے یا کوئی دیوانہ عاقل ہو جائے یا کوئی فقیر غنی ہو جائے تو اگر وہ فطرہ واجب ہونے کی شرائط پوری کرتا ہو تو ضروری ہے کہ فطرہ دے۔

۲۰۰۸۔ جس شخص پر عید الفطر کی رات غروب کے وقت فطرہ واجب نہ ہو اگر عید کے دن ظہر کے وقت سے پہلے تک فطرہ واجب ہونے کی شرائط اس میں موجود ہو جائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ دے۔

۲۰۰۹۔ اگر کوئی کافر عید الفطر کی رات غروب آفتاب کے بعد مسلمان ہو جائے تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے لیکن اگر ایک ایسا مسلمان جو شیعہ نہ ہو وہ عید کا چاند دیکھنے کے بعد شیعہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ فطرہ دے۔

۲۰۱۰۔ جس شخص کے پاس صرف اندازاً ایک صاع گیہوں یا اسی جیسی کوئی جنس ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ فطرہ دے اور اگر اس کے اہل و عیال بھی ہوں اور وہ ان کا فطرہ بھی دینا چاہتا ہو تو وہ ایسا کر سکتا ہے کہ فطرے کی نیت سے ایک صاع گیہوں وغیرہ اپنے اہل و عیال میں سے کسی ایک و دے دے اور وہ بھی اسی نیت سے دوسرے کو دے دے اور وہ اسی طرح دیتے رہیں حتی کہ وہ جنس خاندان کے آخری فرد تک پہنچ جائے اور بہتر ہے کہ جو چیز آخری فرد کو ملے وہ کسی ایسے شخص کو دے جو خود ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے فطرہ ایک دوسرے کو دیا ہے اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی نابالغ ہو تو اس کا سرپرست اس کی بجائے فطرہ لے سکتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ جو چیز نابالغ کے لئے لی جائے وہ کسی دوسرے کو نہ دی جائے۔

۲۰۱۱۔ اگر عید الفطر کی رات غروب کے بعد کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا فطرہ دینا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ جو اشخاص غروب کے بعد سے عید کے دن ظہر سے پہلے تک صاحب خانہ کے ہاں کھانا کھانے والوں میں سمجھے جائیں وہ ان سب کا فطرہ دے۔

۲۰۱۲۔ اگر کوئی شخص کسی کے ہاں کھانا کھاتا ہو اور غروب سے پہلے کسی دوسرے کے ہان کھانا کھانے والا ہو جائے تو اس کا فطرہ اسی شخص پر واجب ہے جس کے ہاں وہ کھانا کھانے والا بن جائے مثلاً اگر عورت غروب سے پہلے شوہر کے گھر چلی جائے تو ضروری ہے کہ شوہر اس کا فطرہ دے۔

۲۰۱۳۔ جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اس پر اپنا فطرہ خود دینا واجب نہیں ہے۔

۲۰۱۴۔ جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اگر وہ نہ دے تو احتیاط کی بنا پر فطہ خود اس شخص پر فطرہ واجب ہو جاتا ہے۔ جو شرائط مسئلہ ۱۹۹۹ میں بیان ہوئی ہیں اگر وہ موجود ہوں تو اپنا فطرہ خود ادا کرے۔

۲۰۱۵۔ جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اگر وہ خود اپنا فطرہ دے دے تو جس شخص پر اس کا فطرہ واجب ہو اس پر سے اس کی ادائیگی کا وجوب ساقط نہیں ہوتا۔

۲۰۱۶۔ جس عورت کا شوہر اس کو خرچ نہ دیتا ہو اگر وہ کسی دوسرے کے ہاں کھانا کھاتی ہو تو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہے جس کے ہاں وہ کھانا کھاتی ہے اور اگر وہ کسی کے ہاں کھانا نہ کھاتی ہو اور فقیر بھی نہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنا فطرہ خود دے۔

۲۰۱۷۔ غیر سَیّد، سَیّد کو فطرہ نہیں دے سکتا حتیٰ کہ اگر سید اس کے ہاں کھانا کھاتا ہو تب بھی اس کا فطرہ وہ کسی دوسرے سید کو نہیں دے سکتا۔

۲۰۱۸۔ جو بچہ ماں یا دایہ کا دودھ پیتا ہو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہے جو ماں یا دایہ کے اخراجات برداشت کرتا ہو لیکن اگر ماں یا دایہ کا خرچ خود بچے کے مال سے پورا ہو تو بچے کا فطرہ کسی پر واجب نہیں ہے۔

۲۰۱۹۔ انسان اگرچہ اپنے اہل و عیال کا خرچ حرام مال سے دیتا ہو، ضروری ہے کہ ان کا فطرہ حلال مال سے دے۔

۲۰۲۰۔ اگر انسان کسی شخص کو اجرت پر رکھے جیسے مستری، بڑھئی یا خدمت گار اور اس کا خرچ اس طرح دے کہ وہ اس کا کھانا کھانے والوں میں شمار ہو تو ضروری ہے کہ اس کا فطرہ بھی دے۔ لیکن اگر اسے صرف کام کی مزدوری دے تو اس (اجیر) کا فطرہ ادا کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔

۲۰۲۱۔ اگر کوئی شخص عید الفطر کی رات غروب سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے دینا واجب نہیں۔ لیکن اگر غروب کے بعد فوت ہو تو مشہور قول کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کا اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے دیا جائے۔ لیکن یہ حکم اشکال سے خالی نہیں ہے۔ اور اس مسئلے میں احتیاط کے پہلو کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

زکوٰۃ فِطرہ کا مصرف

۲۰۲۲۔ فطرہ احتیاط واجب کی بنا پر فقط ان شیعہ اثنا عشری فقراء کو دینا ضروری ہے، جو ان شرائط پر پورے اترتے ہوں جن کا ذکر زکوٰۃ کے مستحقین میں ہو چکا ہے۔ اور اگر شہر میں شیعہ اثنا عشری فقراء نہ ملیں تو دوسرے مسلمان فقراء کو فطرہ دے سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ کسی بھی صورت میں "ناصبی" کو نہ دیا جائے۔

۲۰۲۳۔ اگر کوئی شیعہ بچہ فقیر ہو تو انسان یہ کر سکتا ہے کہ فطرہ اس پر خرچ کرے یا اس کے سرپرست کو دے کر اسے بچے کی ملکیت قرار دے۔

۲۰۲۴۔ جس فقیر کو فطرہ دیا جائے ضروری نہیں کہ وہ عادل ہو لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ شرابی اور بے نمازی کو اور اس شخص کو جو کھلم کھلا گناہ کرتا ہو فطرہ نہ دیا جائے۔

۲۰۲۵۔ جو شخس فطرہ ناجائز کاموں میں خرچ کرتا ہو ضروری ہے کہ اسے فطرہ نہ دیا جائے

۲۰۲۶۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک فقیر کو ایک صاع سے کم فطرہ نہ دیا جائے۔ البتہ اگر ایک صاع سے زیادہ دیا جائے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۰۲۷۔ جب کسی جنس کی قیمت اسی جنس کی معمولی قسم سے دگنی ہو مثلاً کسی گیہوں کی قیمت معمولی قسم کی گیہوں کی قیمت سے دوچند ہو تو اگر کوئی شخص اس (بڑھیا جنس) کا آدھا صاع بطور فطرہ دے تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ اگر وہ آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو بھی کافی نہیں ہے۔

۲۰۲۹۔ انسان کے لئے مستحب ہے کہ زکوٰۃ دینے میں اپنے فقیر رشتے داروں اور ہمسایوں کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اہل علم و فضل اور دیندار لوگوں کو دوسروں پر ترجیح دے۔

۲۰۳۰۔ اگر انسان یہ خیال کرتے ہوئے کہ ایک شخص فقیر ہے اسے فطرہ دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ فقیر نہ تھا تو اگر اس نے جو مال فقیر کو دیا تھا وہ ختم نہ ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ واپس لے لے اور مستحق کو دے دے اور اگر واپس نہ لے سکتا ہو تو ضروری ہے کہ خود اپنے مال سے فطرے کا عوض دے اور اگر وہ مال ختم ہو گیا ہو لیکن لینے والے کو علم ہو کہ جو کچھ اس نے لیا ہے وہ فطرہ ہے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے اور اگر اسے یہ علم نہ ہو تو عوض دینا اس پر واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ انسان فطرے کا عوض دے۔

۲۰۳۱۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں فقیر ہوں تو اسے فطرے نہیں دیا جا سکتا بجز اس صورت کے کہ انسان کو اس کے کہنے سے اطمینان ہو جائے یا انسان کو علم ہو کہ وہ پہلے فقیر تھا۔

زکوٰۃ فطرہ کے متفرق مسائل

۲۰۳۲۔ ضروری ہے کہ انسان فطرہ قربت کے قصد سے یعنی اللہ تبارک و تعالی کی خوشنودی کے لئے دے اور اسے دیتے وقت فطرے کی نیت کرے۔

۲۰۳۳۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک سے پہلے فطرہ دے دے تو یہ صحیح نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں بھی فطرہ نہ دے البتہ اگر ماہ رمضان المبارک سے پہلے کسی فقیر کو قرضہ دے اور جب فطرہ اس پر واجب ہو جائے، قرضے کو فطرے میں شمار کر لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۰۳۴۔ گیہوں یا کوئی دوسری چیز جو فطرہ کے طور پر دی جائے ضروری ہے کہ اس میں کوئی اور جنس یا مٹی نہ ملی ہوئی ہو۔ اور اگر اس میں کوئی ایسی چیز ملی ہوئی ہو اور خالص مال ایک صاع تک پہنچ جائے اور ملی ہوئی چیز جدا کئے بغیر استعمال کے قابل ہو یا جدا کرنے میں حد سے زیادہ زحمت نہ ہو یا جو چیز ملی ہوئی ہو وہ اتنی کم ہو کہ قابل توجہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۰۳۵۔ اگر کوئی شخص عیب دار چیز فطرے کے طور پر دے تو احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں ہے۔

۲۰۳۶۔ جس شخص کو کئی اشخاص کا فطرہ دینا ہو اس کے لئے ضروری نہیں کہ سارا فطرہ ایک ہی جنس سے دے مثلاً اگر بعض افراد کا فطرہ گیہوں سے اور بعض دوسروں کا جَو سے دے تو کافی ہے۔

۲۰۳۷۔ عید کی نماز پڑھنے والے شخص کو احتیاط واجب کی بنا پر عید کی نماز سے پہلے فطرہ دینا ضروری ہے لیکن اگر کوئی شخص نماز عید نہ پڑھے تو فطرے کی ادائیگی میں ظہر کے وقت تک تاخیر کر سکتا ہے۔

۲۰۳۸۔ اگر کوئی شخص فطرے کی نیت سے اپنے مال کی کچھ مقدار علیحدہ کر دے اور عید کے دن ظہر کے وقت تک مستحق کو نہ دے تو جب بھی وہ مال مستحق کو دے، فطرے کی نیت کرے۔

۲۰۳۹۔ اگر کوئی شخص فطرے واجب ہونے کے وقت فطرہ نہ دے اور الگ بھی نہ کرے تو اس کے بعد ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر فطرہ دے۔

۲۰۴۰۔ اگر کوئی شخص فطرہ الگ کر دے تو وہ اسے اپنے مصرف میں لا کر دوسرا مال اس کی جگہ بطور فطرہ نہیں رکھ سکتا۔

۲۰۴۱۔ اگر کسی شخس کے پاس ایسا مال ہو جس کی قیمت فطرہ سے زیادہ ہو تو اگر وہ شخص فطرہ نہ دے اور نیت کرے کہ اس مال کی کچھ مقدار فطرے کے لئے ہو گی تو ایسا کرنے میں اشکال ہے۔

۲۰۴۲۔ کسی شخص نے جو مال فطرے کے لئے کیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ شخص فقیر تک پہنچ سکتا تھا اور اس نے فطرہ دینے میں تاخیر کی ہو یا اس کی حفاظت کرنے میں کو تاہی کی ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عَوَض دے اور اگر فقیر تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور اس کی حفاظت میں کا تاہی نہ کی ہو تو پھر ذمہ دار نہیں ہے۔

۲۰۴۳۔ اگر فطرے دینے والے کے اپنے علاقے میں مستحق مل جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ دوسری جگہ نہ لے جائے اور اگر دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

حج کے اَحکام

۲۰۴۴۔ بیت اللہ کی زیارت کرنے اور ان اعمال کو بجالانے کا نام "حج" ہے جن کے وہاں بجالانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی ادائیگی ہر اس شخص کے لئے جو مندرجہ ذیل شرائط پوری کرتا ہو تمام عمر میں ایک دفعہ واجب ہے:

)اول) انسان بالغ ہو۔

)دوم) عاقل اور آزاد ہو۔

)سوم) حج پر جانے کی وجہ سے کوئی ایسا ناجائز کام کرنے پر مجبور نہ ہو جس کا ترک کرنا حج کرنے سے زیادہ اہم ہو یا کوئی ایسا واجب کام ترک نہ ہوتا ہو جو حج سے زیادہ اہم ہو۔

)چہارم) اِستطاعت رکھتا ہو۔ اور صاحب اِستطاعت ہونا چند چیزوں پر منحصر ہے:

۱۔ انسان راستے کا خرچ اور اسی طرح اگر ضرورت ہو تو سواری رکھتا ہو یا اتنا مال رکھتا ہو جس سے ان چیزوں کو مہیا کر سکے۔

۲۔ اتنی صحت اور طاقت ہو کہ زیادہ مشقت کے بغیر مکہ مکرمہ جا کر حج کر سکتا ہو۔

۳۔مکہ مکرمہ جانے کے لئے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور اگر راستہ بند ہو یا انسان کو ڈر ہو کہ راستے میں اس کی جان یا آبرو چلی جائے گی یا اس کا مال چھین لیا جائے گا تو اس پر حج واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ دوسرے راستے سے جا سکتا ہو تو اگرچہ وہ راستہ زیادہ طویل ہو ضروری ہے کہ اس راستے سے جائے بجز اس کے کہ وہ راستہ اس قدر دور اور غیر معروف ہو کہ لوگ کہیں کہ حج کا راستہ بند ہے۔

۴۔اس کے پاس اتنا وقت ہو کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر حج کے اعمال بجالا سکے۔

۵۔جن لوگوں کے اخراجات اس پر واجب ہوں مثلاً بیوی اور بچے اور جن لوگوں کے اخراجات برداشت کرنا لوگ اس کے لئے ضروری سمجھتے ہوں ان کے اخراجات اس کے پاس موجود ہوں۔

۶۔حج سے واپسی کے بعد وہ معاش کے لئے کوئی ہنر یا کھیتی یا جائیداد رکھتا ہو یا پھر کوئی دوسرا ذریعہ آمدنی رکھتا ہو یعنی اس طرح نہ ہو کہ حج کے اخراجات کی وجہ سے حج سے واپسی پر مجبور ہو جائے اور تنگی ترشی میں زندگی گزارے۔

۲۰۴۵۔جس شخص کی ضرورت اپنے ذاتی مکان کے بغیر پوری نہ ہو سکے اس پر حج اس وقت واجب ہے جب اس کے پاس مکان کے لئے بھی رقم ہو۔

۲۰۴۶۔جو عورت مکہ مکرمہ جا سکتی ہو اگر واپسی کے بعد اس کے پاس اس کا اپنا کوئی مال نہ ہو اور مثال کے طور پر اس کا شوہر بھی فقیر ہو اور اسے خرچ نہ دیتا ہو اور وہ عورت عسرت میں زندگی گزارنے مجبور ہو جائے تو اس پر حج واجب نہیں۔

۲۰۴۷۔اگر کسی شخص کے پاس حج کے لئے زادراہ اور سواری نہ ہو اور دوسرا اسے کہے کہ تم حج پر جاو میں تمہارا سفر خرچ دوں گا اور تمہارے سفر حج کے دوران تمہارے اہل وعیال کو بھی خرچ دیتا رہوں گا تو اگر اسے اطمینان ہو جائے کہ وہ شخص اسے خرچ دے گا تو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

۲۰۴۸۔اگر کسی شخص کو مکہ مکرمہ جانے اور واپس آنے کا خرچ اور جتنی مدت اسے وہاں جانے اور واپس آنے میں لگے اس کے لئے اس کے اہل وعیال کا خرچ دے دیا جائے کہ وہ حج کر لے تو اگرچہ وہ مقروض بھی ہو اور واپسی پر گزر بسر کرنے کے لئے مال بھی نہ رکھتا ہو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس طرح ہو کہ حج کے سفر کا زمانہ اس اس کے

کاروبار اور کام کا زمانہ ہو کہ اگر حج پر چلا جائے تو اپنا قرض مقررہ وقت پر ادا نہ کر سکتا ہو یا اپنی گزر بسر کے اخراجات سال کے باقی دنوں میں مہیا کر سکتا ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے۔

۲۰۴۹۔ اگر کسی کو مکہ مکرمہ تک جانے اور آنے کے اخراجات نیز جتنی مدت وہاں جانے اور آنے میں لگے اس مدت کے لئے اس کے اہل و عیال کے اخراجات دے دیئے جائیں اور اس سے کہا جائے کہ حج پر جاو لیکن یہ سب مصارف اس کی ملکیت میں نہ دیئے جائیں تو اس صورت میں جب کہ اسے اطمینان ہو کہ دیئے ہوئے اخراجات کا اس سے پھر مطالبہ نہیں کیا جائے گا اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

۲۰۵۰۔ اگر کسی شخص کو اتنا مال دے دیا جائے جو حج کے لئے کافی ہو اور یہ شرط لگائی جائے کہ جس شخص نے مال دیا ہے مال لینے والا مکہ مکرمہ کے راستے میں اس کی خدمت کرے گا تو جسے مال دیا جائے اس پر حج واجب نہیں ہوتا۔

۲۰۵۱۔ اگر کسی شخص کو اتنا مال دیا جائے کہ اس پر حج واجب ہو جائے اور وہ حج کرے تو اگر چہ بعد میں وہ خود بھی (کہیں سے) مال حاصل کر لے دوسرا حج اس پر واجب نہیں ہے۔

۲۰۵۲۔ اگر کوئی شخص بغرض تجارت مثال کے طور پر جدہ جائے اور اتنا مال کمائے کہ اگر وہاں سے مکہ جانا چاہے تو استطاعت رکھنے کی وجہ سے ضروری ہے کہ حج کرے اور اگر وہ حج کر لے تو خواہ وہ بعد میں اتنی دولت کمالے کہ خود اپنے وطن سے بھی مکہ مکرمہ جا سکتا ہو تب بھی اس پر دوسرا حج واجب نہیں ہے۔

۲۰۵۳۔ اگر کوئی اس شرط پر اجیر بنے کہ وہ خود ایک دوسرے شخص کی طرف سے حج کرے گا تو اگر وہ خود حج کو نہ جا سکے اور چاہے کہ کسی دوسرے اور کو اپنی جگہ بھیج دے تو ضروری ہے کہ جس نے اسے اجیر بنایا ہے اس سے اجازت لے۔

۲۰۵۴۔ اگر کوئی صاحب استطاعت ہو کہ حج کو نہ جائے اور پھر فقیر ہو جائے تو ضروری ہے کہ خواہ اسے زحمت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے بعد میں حج کرے اور اگر وہ کسی بھی طرح حج کو نہ جا سکتا ہو اور کوئی اسے حج کرنے کے لئے اجیر بنائے تو ضروری ہے کہ مکہ مکرمہ جائے اور جس نے اسے اجیر بنایا ہو اس کی طرف سے حج کرے اور دوسرے سال تک اگر ممکن ہو تو مکہ مکرمہ میں رہے اور پھر اپنا حج بجالائے لیکن اگر اجیر بنے اور اجرت نقد لے لے اور جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہو وہ اس بات پر راضی ہو کہ اس کی طرف سے حج دوسرے سال بجالایا جائے جب کہ وہ اطمینان نہ رکھتا ہو کہ دوسرے

سال بھی اپنے لئے حج پر جاسکے گا تو ضروری ہے کہ اجیر پہلے سال خود اپنا حج کرے اور اس شخص کا حج جس نے اس کو اجیر بنایا تھا دوسرے سال کے لئے اٹھا رکھے۔

۲۰۵۵۔ جس سال کوئی شخص صاحب استطاعت ہوا ہو اگر اسی سال مکہ مکرمہ چلا جائے اور مقررہ وقت پر عرفات اور مشعر الحرام میں نہ پہنچ سکے اور بعد کے سالوں میں صاحب استطاعت نہ ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ چند سال پہلے سے صاحب استطاعت رہا ہو اور حج پر نہ گیا ہو تو اس صورت میں خواہ زحمت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے اسے حج کرنا ضروری ہے۔

۲۰۵۶۔ اگر کوئی شخص صاحب استطاعت ہوتے ہوئے حج نہ کرے اور بعد میں بڑھاپے، بیماری یا کمزوری کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور اس بات سے ناامید ہو جائے کہ بعد میں خود حج کر سکے گا تو ضروری ہے کہ کسی دوسرے کو اپنی طرف سے حج کے لئے بھیج دے بلکہ اگر ناامید نہ بھی ہوا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک اجیر مقرر کرے اور اگر بعد میں اس قابل ہو جائے تو خود حج کرے۔ اور اگر اس کے پاس کسی سال پہلی دفعہ اتنا مال ہو جائے جو حج کے لئے کافی ہو اور بڑھاپے یا بیماری یا کمزوری کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور طاقت (وصحت) حاصل کرنے سے ناامید ہو تب بھی یہی حکم ہے اور ان تمام صورتوں میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ جس کی طرف سے حج کے لئے جا رہا ہو اگر وہ مرد ہو تو ایسے شخص کو نائب بنائے جس کا حج پر جانے کا پہلا موقع ہو (یعنی اس سے پہلے حج کرنے نہ گیا ہو)۔

۲۰۵۷۔ جو شخص حج کرنے کے لئے کسی دوسرے کی طرف سے اجیر ہو ضروری ہے کہ اس کی طرف سے طواف النساء بھی کرے اور اگر نہ کرے تو اجیر پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی۔

۲۰۵۸۔ اگر جو شخص طواف النساء صحیح طور پر نہ بجالائے یا اس کو بجالانا بھول جائے اور چند روز بعد اسے یاد آئے اور راستے سے واپس ہو کر بجالائے تو صحیح ہے لیکن اگر واپس ہونا اس کے لئے باعث مشقت ہو تو طواف النساء کی بجا آوری کے لئے کسی کو نائب بنا سکتا ہے۔

مُعَامَلات

خرید و فروخت کے احکام

۲۰۵۹۔ ایک بیوپاری کے لئے مناسب ہے کہ خرید و فروخت کے سلسلے میں جن مسائل کا (عموماً) سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے احکام سیکھ لے بلکہ اگر مسائل نہ سیکھنے کی وجہ سے کسی واجب حکم کی مخالفت کرنے کا اندیشہ ہو تو مسائل لازم ولابد ہے۔ حضرت امام جعفر صادق عَلَیہِ الصّلوٰۃُ وَالسّلام سے روایت ہے کہ "جو پہلے خرید و فروخت کرے گا باطِل یا مُشتَبَہ معاملہ کرنے کی وجہ سے ہلاکت میں پڑے گا۔"

۲۰۶۰۔ اگر کوئی مسئلے سے ناواقفیت کی بناپر یہ نہ جانتا ہو کہ اس نے جو معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا باطل تو جو مال اس نے حاصل کیا ہو اسے استعمال نہیں کر سکتا مگر یہ کہ اسے علم ہو جائے کہ دوسرا فریق اس مال کو استعمال کرنے پر راضی ہے تو اس صورت میں وہ استعمال کر سکتا ہے اگرچہ معاملہ باطل ہو۔

۲۰۶۱۔ جس شخص کے پاس مال نہ ہو اور کچھ اخراجات اس پر واجب ہوں، مثلاً بیوی بچوں کا خرچ، تو ضروری ہے کہ کاروبار کرے۔ اور مستحب کاموں کے لئے مثلاً اہل وعیال کی خوشحالی اور فقیروں کی مدد کرنے کے لئے کاروبار کرنا مستحب ہے۔

خرید و فروخت کے مُستحبّات

خرید و فروخت میں چند چیزیں مستحب شمار کی گئی ہیں:

)اول) فقر اور اس جیسی کیفیت کے سوا جنس کی قیمت میں خریداروں کے درمیان فرق نہ کرے۔

)دوم) اگر وہ نقصان میں نہ ہو تو چیزیں زیادہ مہنگی نہ بیچے۔

)سوم) جو چیز بیچ رہا ہو وہ کچھ زیادہ دے اور جو چیز خرید رہا ہو وہ کچھ کم لے۔

)چہارم) اگر کوئی شخص سودا کرنے کے بعد پشیمان ہو کر اس چیز کو واپس کرنا چاہے تو واپس لے لے۔

مکروہ معاملات

۲۰۶۲۔ خاص خاص معاملات جنہیں مکروہ شمار کیا گیا ہے، یہ ہیں:

ا۔ جائداد کا بیچنا، بجز اس کے کہ اس رقم سے دوسری جائداد خریدی جائے۔

۲۔ گوشت فروشی کا پیشہ اختیار کرنا۔

۳۔ کفن فروشی کا پیشہ اختیار کرنا۔

۴۔ ایسے (اوچھے) لوگوں سے معاملہ کرنا جن کی صحیح تربیت نہ ہوئی ہو۔

۵۔ صبح کی اذان سے سورج نکلنے کے وقت تک معاملہ کرنا۔

۶۔ گیہوں، جَو اور ان جیسی دوسری اجناس کی خرید و فرخت کو اپنا پیشہ قرار دینا۔

۷۔ اگر مسلمان کوئی جنس خرید رہا ہو تو اس کے سودے میں دخل اندازی کر کے خریدار بننے کا اظہار کرنا۔

حرام معاملات

۲۰۶۳۔ بہت سے معاملات حرام ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

ا۔ نشہ آور مشروبات، غیر شکاری کتے اور سور کی خرید و فروخت حرام ہے اور احتیاط کی بنا پر نجس مردار کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔ ان کے علاوہ دوسری نجاسات کی خرید و فروخت اس صورت میں جائز ہے جب کہ عین نجس سے حلال فائدہ حاصل کرنا مقصود ہو مثلاً گوبر اور پاخانے سے کھاد بنائیں اگرچہ احتیاط اس میں ہے کہ ان کی خرید و فروخت سے بھی پرہیز کیا جائے۔

۲۔ غصبی مال کی خرید و فروخت

۳۔ ان چیزوں کی خرید و فروخت بھی احتیاط کی بنا پر حرام ہے جنہیں بالعموم مال تجارت نہ سمجھا جاتا ہو مثلاً درندوں کی خرید و فروخت اس صورت میں جبکہ ان سے مناسب حد تک حلال فائدہ نہ ہو۔

۴۔ ان چیزوں کی خرید و فروخت جنہیں عام طور پر فقط حرام کام میں استعمال کرتے ہوں مثلاً جوئے کا سامان۔

۵۔ جس لین دین میں ربا (سود) ہو۔

۶۔ وہ لین دین جس میں ملاوٹ ہو یعنی ایسی چیز کا بیچنا جس میں دوسری چیز اس طرح ملائی گئی ہو کہ ملاوٹ کا پتہ نہ چل سکے اور بیچنے والا بھی خریدار کو نہ بتائے مثلاً ایسا گھی بیچنا جس میں چربی ملائی گئی ہو۔ حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا ارشاد ہے" جو شخص ملاوٹ کرکے کوئی چیز کسی مسلمان کے ہاتھ بیچتا ہے یا مسلمان کو نقصان پہنچاتا ہے یا ان کے ساتھ مکر و فریب سے کام لیتا ہے وہ میری امت میں سے نہیں ہے اور جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو ملاوٹ والی چیز بیچتا ہے تو خداوند تعالی اس کی روزی سے برکت اٹھالیتا ہے اور اس کی روزی کے راستوں کو تنگ کر دیتا ہے اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے"

۲۰۶۴۔ جو پاک چیز نجس ہو گئی ہو اور اسے پانی سے دھو کر پاک کرنا ممکن ہو تو اسے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اسے دھونا ممکن نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر اس کا حلال فائدہ عرف عام میں اس کے پاک ہونے پر منحصر نہ ہو مثلاً بعض اقسام کے تیل بلکہ اگر اس کا حلال فائدہ پاک ہونے پر موقوف ہو اور اس کا مناسب حد تک حلال فائدہ بھی ہو تب بھی اس کا بیچنا جائز ہے۔

۲۰۶۵۔ اگر کوئی شخص نجس چیز بیچنا چاہے تو ضروری ہے کہ وہ اس کی نجاست کے بارے میں خریدار کو بتادے اور اگر اسے نہ بتائے تو وہ ایک حکم واجب کی مخالفت کا مرتکب ہو گا مثلاً نجس پانی کو وضو یا غسل میں استعمال کرے گا اور اس کے ساتھ اپنی واجب نماز پڑھے گا یا اس نجس چیز کو کھانے یا پینے میں استعمال کرے گا البتہ اگر یہ جانتا ہو کہ اسے بتانے سے کوئی فائدہ نہیں کیوں کہ وہ لاپرو شخص ہے اور نجس پاک کا خیال نہیں رکھتا تو اسے بتانا ضروری نہیں۔

۲۰۶۶۔ اگرچہ کھانے والی اور نہ کھانے والی نجس دواوں کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن ان کی نجاست کے متعلق خریدار کو اس صورت میں بتادینا ضروری ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔

۲۰۶۷۔ جو تیل غیر اسلامی ممالک سے درآمد کئے جاتے ہیں اگر ان کے نجس ہونے کے بارے میں علم نہ ہو تو ان کی خرید و فرخت میں کوئی حرج نہیں اور جو چربی کسی حیوان کے مر جانے کے بعد حاصل کی جاتی ہے اگر اسے کافر سے لیں یا غیر اسلامی ممالک سے منگائیں تو اس صورت میں جب کہ اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو گو وہ پاک ہے اور اس کی خرید و فرخت جائز ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور بیچنے والے کے

لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی کیفیت سے خریدار کو آگاہ کرے کیوں کہ خریدار کو آگاہ کرنے کی صورت میں وہ کسی واجب حکم کی مخالفت کا مرتکب ہو گا جسے کہ مسئلہ ۲۰۶۵ میں گزر چکا ہے۔

۲۰۶۸۔ اگر لومڑی یا اس جیسے جانوروں کو شرعی طریقے سے ذبح نہ کیا جائے یا وہ خود مر جائیں تو ان کی کھال کی خرید و فروخت احتیاط کی بنا پر جائز نہیں ہے۔

۲۰۶۹۔ جو چمڑا غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیا جائے یا کافر سے لیا جائے اگر اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایک ایسے جانور کا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے اور اسی طرح اس میں نماز بھی اقوی کی بنا پر صحیح ہو گی۔

۲۰۷۰۔ جو تیل اور چربی حیوان کے مرنے کے بعد حاصل کی جائے یا وہ چمڑا جو مسلمان سے لیا جائے اور انسان کو علم ہو کہ اس مسلمان نے یہ چیز کافر سے لی ہے لیکن یہ تحقیق نہیں کی کہ یہ ایسے حیوان کی ہے جیسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں اگرچہ اس پر طہارت کا حکم لگتا ہے اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس تیل یا چربی کا کھانا جائز نہیں ہے۔

۲۰۷۱۔ نشہ آور مشروبات کا لین دین حرام اور باطل ہے۔

۲۰۷۲۔ غصبی مال کا بیچنا باطل ہے اور بیچنے والے نے جو رقم خریدار سے لی ہو اسے واپس کرنا ضروری ہے۔

۲۰۷۳۔ اگر خریدار سنجیدگی سے سودا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو لیکن اس کی نیت یہ ہو کہ جو چیز خرید رہا ہے اس کی قیمت نہیں دے گا تو اس کا یہ سوچنا سودے کے صحیح ہونے میں مانع نہیں اور ضروری ہے کہ خریدار اس سودے کی قیمت بیچنے والے کو دے۔

۲۰۷۴۔ اگر خریدار چاہے کہ جو مال اس نے ادھار خریدا ہے اس کی قیمت بعد میں حرام مال سے دے گا تب بھی معاملہ صحیح ہے البتہ ضروری ہے کہ جتنی قیمت اس کے ذمے ہو حلال مال سے دے تاکہ اس کا ادھار چکتا ہو جائے۔

۲۰۷۵۔ موسیقی کے آلات مثلاً ستار اور طنبورہ کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے اور احتیاط کی بنا پر چھوٹے چھوٹے ساز جو بچوں کے کھلونے ہوتے ہیں ان کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن (حلال اور حرام میں استعمال ہونے والے) مشترکہ

آلات مثلاً ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ انہیں حرام کاموں استعمال کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

۲۰۷۶۔ اگر کوئی چیز کہ جس سے جائز فائدہ اٹھایا جاسکتا ہو اس نیت سے بیچی جائے کہ اسے حرام مصرف میں لایا جائے مثلاً انگور اس نیت سے بیچا جائے کہ اس سے شراب تیار کی جائے تو اس کا سودا حرام بلکہ احتیاط کی بناپر باطل ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص انگور اس مقصد سے نہ بیچے اور فقط یہ جانتا ہو کہ خریدار انگور سے شراب تیار کرے گا تو ظاہر یہ ہے کہ سودے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۰۷۷۔ جاندار کا مجسمہ بنانا احتیاط کی بناپر مطلقاً حرام ہے (مطلقاً سے مراد یہ ہے کہ مجسمہ کامل بنایا جائے یا ناقص) لیکن ان کی خرید و فروخت ممنوع نہیں ہے اگرچہ احوط یہ ہے کہ اسے بھی ترک کیا جائے لیکن جاندار کی نقاشی اقوی کی بناپر جائز ہے۔

۲۰۷۸۔ کسی ایسی چیز کا خریدنا حرام ہے جو جُوئے یا چوری یا باطل سودے سے حاصل کی گئی ہو اور اگر کوئی ایسی چیز خرید لے تو ضروری ہے کہ اس کے اصلی مالک کو لوٹادے۔

۲۰۷۹۔ اگر کوئی شخص ایسا گھی بیچے جس میں چربی کی ملاوٹ ہو اور اسے مُعَیَّن کردے مثلاً کہے کہ میں "یہ ایک من گھی بیچ رہا ہوں" تو اس صورت میں جب اس میں چربی کی مقدار اتنی زیادہ ہو کہ اسے گھی نہ کہا جائے تو معاملہ باطل ہے اور اگر چربی کی مقدار اتنی کم ہو کہ اسے چربی ملا ہوا کہا جائے تو معاملہ صحیح ہے لیکن خریدنے والے کو مال عیب دار ہونے کی بناپر حق حاصل ہے کہ وہ معاملہ ختم کرسکتا ہے اور اپنا پیسہ واپس لے سکتا ہے اور اگر چربی گھی سے جدا ہو تو چربی کی جتنی مقدار کی ملاوٹ ہے اس کا معاملہ باطل ہے اور چربی کی جو قیمت بیچنے والے نے لی ہے وہ خریدار کی ہے اور چربی، بیچنے والے کا مال ہے اور گاہک اس میں جو خالص گھی ہے اس کا معاملہ بھی ختم کرسکتا ہے۔ لیکن اگر معین نہ کرے بلکہ صرف ایک من گھی بتا کر بیچے لیکن دیتے وقت چربی ملا ہوا گھی دے تو گاہک وہ گھی واپس کر کے خالص گھی کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

۲۰۸۰۔ جس جنس کو ناپ تول کر بیچا جاتا ہے اگر کوئی بیچنے والا اسی جنس کے بدلے میں بڑھا کر بیچے مثلاً ایک من گیہوں کی قیمت ڈیڑھ من گیہوں وصول کرے تو یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر دو جنسوں میں سے ایک بے عیب اور دوسری عیب دار ہو یا ایک جنس بڑھیا اور دوسری گھٹیا ہو یا ان کی قیمتوں میں فرق ہو تو اگر بیچنے والا جو مقدار دے رہا ہو اس سے زیادہ

لے تب بھی سود اور حرام ہے۔ لہٰذا اگر وہ ثابت تانبا دے کر اس سے زیادہ مقدار میں ٹوٹا ہوا تانبا لے یا ثابت قسم کا پیتل دے کر اس سے زیادہ مقدار میں ٹوٹا ہوا پیتل لے یا گھڑا ہوا سونا دے کر اس سے زیادہ مقدار میں بغیر گھڑا ہوا سونا لے تو یہ بھی سود اور حرام ہے۔

۲۰۸۱۔ بیچنے والا جو چیز زائد لے اگر وہ اس جنس سے مختلف ہو جو وہ بیچ رہا ہے مثلاً ایک من گیہوں کو ایک من گیہوں اور کچھ نقد رقم کے عوض بیچے تب بھی یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر وہ کوئی چیز زائد نہ لے لیکن یہ شرط لگائے کہ خریدار اس کے لئے کوئی کام کرے گا تو یہ بھی سود اور حرام ہے۔

۲۰۸۲۔ جو شخص کوئی چیز کم مقدار میں دے رہا ہو اگر وہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز شامل کر دے مثلاً ایک من گیہوں اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گیہوں کے عِوَض بیچے تو اس میں کوئی حرج نہیں اس صورت میں جب کہ اس کی نیت یہ ہو کہ وہ رومال اس زیادہ گیہوں کے مقابلے میں ہے اور معاملہ بھی نقد ہو۔ اور اسی طرح اگر دونوں طرف سے کوئی چیز بڑھا دی جائے مثلاً ایک شخص ایک من گیہوں اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گیہوں اور ایک رومال کے عوض بیچے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے لہٰذا اگر ان کی نیت یہ ہو کہ ایک کا رومال اور آدھا من گیہوں دوسرے کے رومال کے مقابلے میں ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۰۸۳۔ اگر کوئی شخص ایسی چیز بیچے جو میٹر اور گز کے حساب سے بیچی جاتی ہے مثلاً کپڑا یا ایسی چیز بیچے جو گن کر بیچی جاتی ہے مثلاً اخروٹ اور انڈے اور زیادہ لے مثلاً دس انڈے دے اور گیارہ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر ایسا ہو کہ معاملے میں دونوں چیزیں ایک ہی جنس سے ہوں اور مدت معین ہو تو اس صورت میں معاملے کے صحیح ہونے میں اشکال ہے مثلاً دس اخروٹ نقد دے اور بارہ اخروٹ ایک مہینے کے بعد لے۔ اور کرنسی نوٹوں کا فروخت کرنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے مثلاً تومان کو نوٹوں کی کسی دوسری جنس کے بدلے میں مثلاً دینار یا ڈالر کے بدلے میں نقد یا معین مدت کے لئے بیچے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اپنی ہی جنس کے بدلے میں بیچنا چاہے اور بہت زیادہ لے تو معاملہ معین مدت کے لئے نہیں ہونا چاہئے مثلاً سو تومان نقد دے اور ایک سو دس تومان چھ مہینے کے بعد لے تو اس معاملے کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

۲۰۸۴۔ اگر کسی جنس کو اکثر شہروں میں ناپ تول کر بیچا جاتا ہو اور بعض شہروں میں اس کا لین دین گن کر ہوتا ہو تو اقوی کی بنا پر اس جنس کو اس شہر کی نسبت جہاں گن کر لین دین ہوتا ہے دوسرے شہر میں زیادہ قیمت پر بیچنا جائز ہے۔

اور اسی طرح اس صورت میں جب شہر مختلف ہوں اور ایسا غلبہ درمیان میں نہ ہو (یعنی یہ نہ کہا جاسکے کہ اکثر شہروں میں یہ جنس ناپ تول کر بکتی ہے یا گن کر بکتی ہے) تو ہر شیر میں وہاں کے رواج کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔

۲۰۸۵۔ ان چیزوں میں جو تول کر یا ناپ کر بیچی جاتی ہیں اگر بیچی جانے والی چیز اور اس کے بدلے میں لی جانے والی چیز ایک جنس سے نہ ہوں اور لین دین بھی نقد ہو تو زیادہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر لین دین معین مدت کے لئے ہو تو اس میں اشکال ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ایک من چاول کو دو من گیہوں کے بدلے میں ایک مہینے کی مدت تک بیچے تو اس لین دین کا صحیح ہونا اشکال سے خالی نہیں۔

۲۰۸۶۔ اگر ایک شخص پکے میووں کا سودا کچے میووں سے کرے تو زیادہ نہیں لے سکتا اور مشہور (علماء) نے کہا ہے کہ ایک شخص جو چیز بیچ رہا ہو اور اس کے بدلے میں جو کچھ لے رہا ہو اگر وہ دونوں ایک ہی چیز سے بنی ہوں تو ضروری ہے کہ معاملے میں اضافہ نہ لے مثلاً اگر وہ ایک من گائے کا گھی بیچے اور اس کے بدلے میں ڈیڑھ من گائے کا پنیر حاصل کرے تو یہ سود ہے اور حرام ہے لیکن اس حکم کے کلی ہونے میں اشکال ہے۔

۲۰۸۷۔ سود کے اعتبار سے گیہوں اور جو ایک جنس شمار ہوتے ہیں لہٰذا مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ایک من گیہوں دے اور اس کے بدلے میں ایک من پانچ سیر جو لے تو یہ سود ہے اور حرام ہے۔ اور مثال کے طور پر اگر دس من جو اس شرط پر خریدے کہ گیہوں کی فصل اٹھانے کے وقت دس من گیہوں بدلے میں دے گا تو چونکہ جو اس نے نقد لئے ہیں اور گیہوں کچھ مدت بعد دے رہا ہے لہٰذا یہ اسی طرح ہے۔ جیسے اضافہ لیا ہو اس لئے حرام ہے۔

۲۰۸۸۔ باپ بیٹا اور میاں بیوی ایک دوسرے سے سود لے سکتے ہیں اور اسی طرح مسلمان ایک ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں نہ ہو سود لے سکتا ہے لیکن ایک ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں ہے سود کا لین دین حرام البتہ معاملہ طے کر لینے کے بعد اگر سود دینا اس کی شریعت میں جائز ہو تو اس سے سود لے سکتا ہے۔

بیچنے والے اور خریدار کی شرائط

۲۰۸۹۔ بیچنے والے اور خریدار کے لئے چھ چیزیں شرط ہیں:

۱۔ بالغ ہوں۔

۲۔ عاقل ہوں۔

۳۔ سَفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال احمقانہ کاموں میں خرچ نہ کرتے ہوں۔

۴۔ خرید و فروخت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ پس اگر کوئی مذاق میں کہے کہ میں نے اپنا مال بیچا تو معاملہ باطل ہو گا۔

۵۔ کسی نے انہیں خرید و فروخت پر مجبور نہ کیا ہو۔

۶۔ جو جنس اور اس کے بدلے میں جو چیز ایک دوسرے کو دے رہے ہوں اس کے مالک ہوں۔ اور ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

۲۰۹۰۔ کسی نابالغ بچے کے ساتھ سودا کرنا جو آزادانہ طور پر سودا کر رہا ہو باطل ہے لیکن ان کم قیمت چیزوں میں جن کی خرید و فروخت کا رواج ہے اگر نابالغ مگر سمجھ دار بچے کے ساتھ لین دین ہو جائے (تو صحیح ہے) اور اگر سودا اس کے سرپرست کے ساتھ ہو اور نابالغ مگر سمجھ دار بچہ لین دین کا صیغہ جاری کرے تو سودا ہر صورت میں صحیح ہے بلکہ اگر جنس یا رقم کسی دوسرے آدمی کا مال ہو اور بچہ بحیثیت وکیل اس مال کے مالک کی طرف سے وہ مال بیچے یا اس رقم سے کوئی چیز خریدے تو ظاہر یہ ہے کہ سودا صحیح ہے اگرچہ وہ سمجھ دار بچہ آزادانہ طور پر اس مال یا رقم میں (حق) تصرف رکھتا ہو اور اسی طرح اگر بچہ اس کام میں وسیلہ ہو کہ رقم بیچنے والے کو دے اور جنس خریدار تک پہنچائے یا جنس خریدار کو دے اور رقم بیچنے والے کو پہنچائے تو اگرچہ بچہ سمجھ دار نہ ہو سودا صحیح ہے کیونکہ دراصل دو بالغ افراد نے آپس میں سودا کیا ہے۔

۲۰۹۱۔ اگر کوئی شخص اس صورت میں کہ ایک نابالغ بچے سے سودا کرنا صحیح نہ ہو اس سے کوئی چیز خریدے یا اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچے تو ضروری ہے کہ جو جنس یا رقم اس بچے سے لے اگر وہ خود بچے کا مال ہو تو اس کے سرپرست کو اور اگر کسی اور کا مال ہو تو اس کے مالک کو دے دے یا اس کے مالک کی رضامندی حاصل کرے اور اگر سودا کرنے والا شخص اس جنس یا رقم کے مالک کو نہ جانتا ہو اور اس کا پتہ چلانے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ہو تو اس شخص کے لئے ضروری ہے کہ جو چیز اس نے بچے سے لی ہو وہ اس چیز کے مالک کی طرف سے بعنوان مَظَالم (ظلماً اور ناحق لی ہوئی چیز) کسی فقیر کو دے دے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اس کام میں حاکم شرع سے اجازت لے۔

۲۰۹۲۔ اگر کوئی شخص ایک سمجھ دار بچے سے اس صورت میں سودا کرے جب کہ اس کے ساتھ سودا کرنا صحیح نہ ہو اور اس نے جو جنس یا رقم بچے کو دی ہو وہ تلف ہو جائے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ شخص بچے سے اس کے بالغ ہونے کے بعد یا اس کے سرپرست سے مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر بچہ سمجھ دار نہ ہو تو پھر وہ شخص مطالبے کا حق نہیں رکھتا۔

۲۰۹۳۔ اگر خریدار یا بیچنے والے کو سودا کرنے پر مجبور کیا جائے اور سودا ہو جانے کے بعد وہ راضی ہو جائے اور مثال کے طور پر کہے کہ میں راضی ہوں تو سودا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ معاملے کا صیغہ دوبارہ پڑھا جائے۔

۲۰۹۴۔ اگر انسان کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور مال کا مالک اس کے بیچنے پر راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو سودا باطل ہے۔

۲۰۹۵۔ بچے کا باپ اور دادا نیز باپ کا وصی اور دادا کا وصی بچے کا مال فروخت کر سکتے ہیں اور اگر صورت حال کا تقاضا ہو تو مجتہد عادل بھی دیوانے شخص یا یتیم بچے کا مال یا ایسے شخص کا مال جو غائب ہو فروخت کر سکتا ہے۔

۲۰۹۶۔ اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر کے بیچ ڈالے اور مال کے بک جانے کے بعد اس کا مالک سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے اور جو چیز غصب کرنے والے نے خریدار کو دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ خریدار کی ملکیت ہے اور جو چیز خریدار نے دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ اس شخص کی ملکیت ہے جس کا مال غصب کیا گیا ہے۔

۲۰۹۷۔ اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر کے بیچ دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اس مال کی قیمت خود اس کی ملکیت ہو گی اور اگر مال کا مالک سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے لیکن مال کی قیمت مالک کی ملکیت ہو گی نہ کہ غاصب کی۔

جنس اور اس کے عوض کی شرائط

۲۰۹۸۔ جو چیز بیچی جائے اور جو چیز اس کے بدلے میں لی جائے اس کی پانچ شرطیں ہیں:

)اول) ناپ، تول یا گنتی وغیرہ کی شکل میں اس کی مقدار معلوم ہو۔

)دوم) بیچنے والا ان چیزوں کو تحویل میں دینے کا اہل ہو۔ اگر اہل نہ ہو تو سودا صحیح نہیں ہے لیکن اگر وہ اس کو کسی دوسری چیز کے کے ساتھ ملا کر بیچے جسے وہ تحویل میں دے سکتا ہو تو اس صورت میں لین دین صحیح ہے البتہ ظاہر یہ ہے کہ اگر خریدار اس چیز کو جو خریدی ہو اپنے قبضے میں لے سکتا ہو اگرچہ بیچنے والا اسے اس کی تحویل میں دینے کا اہل نہ ہو تو بھی لین دین صحیح ہے مثلاً جو گھوڑا بھاگ گیا ہو اگر اسے بیچے اور خریدنے والا اس گھوڑے کو ڈھونڈ سکتا ہو تو اس سودے میں کوئی حرج نہیں اور وہ صحیح ہو گا اور اس صورت میں کسی بات کے اضافے کی ضرورت نہیں ہے۔

)سوم) وہ خصوصیات جو جنس اور عوض میں موجود ہوں اور جن کی وجہ سے سودے میں لوگوں کو دلچسپی میں فرق پڑتا ہو معین کر دی جائیں۔

)چہارم) کسی دوسرے کا حق اس مال سے اس طرح وابستہ نہ ہو کہ مال مالک کی ملکیت سے خارج ہونے سے دوسرے کا حق ضائع ہو جائے۔

)پنجم) بیچنے والا خود اس جنس کو بیچے نہ کہ اس کی منفعت کو۔ پس مثال کے طور پر اگر مکان کی ایک سال کی منفعت بیچی جائے تو صحیح نہیں ہے لیکن اگر خریدار نقد کی بجائے اپنی ملکیت کا منافع دے مثلاً کسی سے قالین یا دری وغیر خریدے اور اس کے عوض میں اپنا مکان کا ایک سال کا منافع اسے دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ان سب کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

۲۰۹۹۔ جس جنس کا سودا کسی شہر میں تول کر یا ناپ کا کیا جاتا ہو اس شہر میں ضروری ہے اس جنس کو تول کر یا ناپ کر ہی خریدے لیکن جس شہر میں اس جنس کا سودا اسے دیکھ کر کیا جاتا ہوں اس شہر میں وہ اسے دیکھ کر خرید سکتا ہے۔

۲۱۰۰۔ جس چیز کی خرید و فروخت تول کر کی جاتی ہو اس کا سودا ناپ کر بھی کیا جا سکتا ہے مثال کے طور پر اگر ایک شخص دس من گیہوں بیچنا چاہے تو وہ ایک ایسا پیمانہ جس میں ایک من گیہوں سماتی ہو دس مرتبہ بھر کر دے سکتا ہے۔

۲۱۰۱۔ اگر معاملہ چوتھی شرط کے علاوہ جو شرائط بیان کی گئی ہیں ان میں سے کوئی ایک شرط نہ ہونے کی بنا پر باطل ہو لیکن بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرے کے مال میں تصرف کرنے پر راضی ہوں تو ان کے تصرف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۱۰۲۔ جو چیز وقت کی جا چکی ہو اس کا سودا باطل ہے لیکن اگر وہ چیز اس قدر خراب ہو جائے کہ جس فائدے کے لئے وقف کی گئی ہے وہ حاصل نہ کیا جا سکے یا وہ چیز خراب ہونے والی ہو مثلاً مسجد کی چٹائی اس طرح پھٹ جائے کہ اس پر نماز نہ پڑھی جا سکے تو جو شخص مُتَوَلّی ہے یا جسے مَتوَلّی جیسے اختیارات حاصل ہوں اور اسے بیچ دے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط کی بنا پر جہاں تک ممکن ہو اس کی قیمت اسی مسجد کے کسی ایسے کام پر خرچ کی جائے جو وقت کرنے والے کے مقصد سے قریب تر ہو۔

۲۱۰۳۔ جب ان لوگوں کے مابین جن کے لئے مال وقف کیا گیا ہو ایسا اختلاف پیدا ہو جائے کہ اندیشہ ہو کہ اگر وقف شدہ مال فروخت نہ کیا گیا تو مال یا کسی کی جان تلف ہو جائے گی تو بعض (فقہاء) نے کہا ہے کہ وہ ایسا کر سکتے ہیں کہ مال بیچ کر رقم ایسے کام پر خرچ کریں جو وقف کرنے والے کے مقصد سے قریب ہو لیکن یہ حکم محل اشکال ہے۔ہاں اگر وقف کرنے والا یہ شرط لگائے کہ وقف کے بیچ دینے میں کوئی مصلحت ہو تو بیچ دیا جائے تو اس صورت میں اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۱۰۴۔ جو جائداد کسی دوسرے کو کرائے پر دی گئی ہو اس کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جتنی مدت کے لئے اسے کرائے پر دی گئی ہو اتنی مدت کی آمدنی صاحب جائداد کا مال ہے اور اگر خریدار کو یہ علم نہ ہو کہ وہ جائداد کرائے پر دی جا چکی ہے یا اس گمان کے تحت کہ کرائے کی مدت تھوڑی ہے اس جائداد کو خرید لے تو جب اسے حقیقت حال کا علم ہو، وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

خرید و فروخت کا صیغہ

۲۱۰۵۔ ضروری نہیں کہ خرید و فروخت کا صیغہ عربی زبان میں جاری کیا جائے مثلاً اگر بیچنے والا فارسی (یا اردو) میں کہے کہ میں نے یہ مال اتنی رقم پر بیچا اور خریدار کہے کہ میں نے قبول کیا تو سودا صحیح ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ خریدار اور بیچنے والا (معاملے کا) دلی ارادہ رکھتے ہوں یعنی یہ دو جملے کہنے سے ان کی مراد خرید و فروخت ہو۔

۲۱۰۶۔ اگر سودا کرتے وقت صیغہ نہ پڑھا جائے لیکن بیچنے والا اس مال کے مقابلے میں جو وہ خریدار سے لے اپنا مال اس کی ملکیت میں دے دے تو سودا صحیح ہے اور دونوں اشخاص متعلقہ چیزوں کے مالک ہو جاتے ہیں۔

پھلوں کی خرید و فروخت

۲۱۰۷۔ جن پھلوں کے پھول گر چکے ہوں اور ان میں دانے پڑ چکے ہوں اگر ان کے آفت (مثلاً بیماریوں اور کپڑوں کے حملوں) سے محفوظ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اس طرح علم ہو کہ اس درخت کی پیداوار کا اندازہ لگا سکیں تو اس کے توڑنے سے پہلے اس کا بیچنا صحیح ہے بلکہ اگر معلوم نہ بھی ہو کہ آفت سے محفوظ ہے یا نہیں تب بھی اگر دو سال یا اس سے زیادہ عرصے کی پیداوار یا پھلوں کی صرف اتنی مقدار جو اس وقت اس وقت لگی ہو بیچی جائے بشرطیکہ اس کی کسی حد تک مالیت ہو تو معاملہ صحیح ہے۔ اسی طرح اگر زمین کی پیداوار یا کسی دوسری چیز کو اس کے ساتھ بیچا جائے تو معاملہ صحیح ہے لیکن اس صورت میں احتیاط لازم یہ ہے کہ دوسری چیز (جو ضمناً بیچ رہا ہو وہ) ایسی ہو کہ اگر بیج ثمر آور نہ ہو سکیں تو خریدار کے سرمائے کو ڈوبنے سے بچا لے۔

پھلوں کی خرید و فروخت

۲۱۰۸۔ جس درخت پر پھل لگا ہو، دانے بننے اور پھول گرنے سے پہلے اس کا بیچنا جائز ہے لیکن ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز بھی بیچے جیسا کہ اس سے پہلے والے مسئلے میں بیان کیا گیا ہے یا ایک سال سے زیادہ مدت کا پھل بیچے۔

۲۱۰۹۔ درخت پر لگی ہوئی وہ کھجوریں جو زرد یا سرخ ہو چکی ہوں ان کو بیچنے میں کوئی حرج نہیں لیکن ان کے عوض میں خواہ اسی درخت کی کھجوریں ہوں یا کسی اور درخت کی، کھجوریں نہ دی جائیں البتہ اگر ایک شخص کو کھجور کا درخت کسی دوسرے شخص کے گھر میں ہو تو اگر اس درخت کی کھجوروں کا تخمینہ لگا لیا جائے اور درخت کا مالک انہیں گھر کے مالک کو بیچ دے اور کھجوروں کو اس کا عوضانہ قرار دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۲۱۱۰۔ کھیرے، بینگن، سبزیاں اور ان جیسی (دوسری) چیزیں جو سال میں کئی دفعہ اترتی ہوں اگر وہ اگ آئی ہوں اور یہ طے کر لیا جائے کہ خریدار انہیں سال میں کتنی دفعہ توڑے گا تو انہیں بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر اگی نہ ہوں تو انہیں بیچنے میں اشکال ہے۔

۲۱۱۱۔ اگر دانہ آنے کے بعد گندم کے خوشے کو گندم سے جو خود اس سے حاصل ہوتی ہے یا کسی دوسرے خوشے کے عوض بیچ دیا جائے تو سودا صحیح نہیں ہے۔

نقد اور ادھار کے احکام

۲۱۱۲۔ اگر کسی جنس کو نقد بیچا جائے تو سودا طے پا جانے کے بعد خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جنس اور رقم کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اسے اپنے قبضے میں لے سکتے ہیں۔ منقولہ چیزوں مثلاً قالین، اور لباس کو قبضے میں دینے اور غیر منقولہ چیزوں مثلاً گھر اور زمین کو قبضے میں دینے سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں سے دست بردار ہو جائے اور انہیں فریق ثانی کی تحویل میں اس طرح دے دے کہ جب وہ چاہے اس میں تصرف کر سکے۔ اور (واضح رہے کہ) مختلف چیزوں میں تصرف مختلف طریقے سے ہوتا ہے۔

۲۱۱۳۔ ادھار کے معاملے میں ضروری ہے کہ مدت ٹھیک ٹھیک معلوم ہو۔ لہٰذا اگر ایک شخص کوئی چیز اس وعدے پر بیچے کہ وہ اس کی قیمت فصل اٹھنے پر لے گا تو چونکہ اس کی مدت ٹھیک ٹھیک معین نہیں ہوئی اس لئے سودا باطل ہے۔

۲۱۱۴۔ اگر کوئی شخص اپنا مال ادھار بیچے تو جو مدت طے ہوئی ہو اس کی میعاد پوری ہونے سے پہلے وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر خریدار مر جائے اور اس کا اپنا کوئی مال ہو تو بیچنے والا طے شدہ میعاد پوری ہونے سے پہلے ہی جو رقم لینی ہو اس کا مطالبہ مرنے والے کے ورثاء سے کر سکتا ہے۔

۲۱۱۵۔ اگر کوئی شخص ایک چیز ادھار بیچے تو طے شدہ مدت گزرنے کے بعد وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن اگر خریدار ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ بیچنے والا اسے مہلت دے یا سودا ختم کر دے اور اگر وہ چیز جو بیچی ہے موجود ہو تو اسے واپس لے لے۔

۲۱۱۶۔ اگر کوئی شخص ایک ایسے فرد کو جسے کسی چیز کی قیمت معلوم نہ ہو اس کی کچھ مقدار ادھار دے اور اس کی قیمت اسے نہ بتائے تو سودا باطل ہے۔ لیکن اگر ایسے شخص کو جسے جنس کی نقد قیمت معلوم ہو ادھار پر مہنگے داموں بیچے مثلاً کہے کہ جو جنس میں تمہیں ادھار دے رہا ہوں اس کی قیمت سے جس پر میں نقد بیچتا ہوں ایک پیسہ فی روپیہ زیادہ لوں گا اور خریدار اس شرط کو قبول کر لے تو ایسے سودے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۱۱۷۔ اگر ایک شخص نے کوئی جنس ادھار فروخت کی ہو اور اس کی قیمت کی ادائیگی کے لئے مدت مقرر کی گئی ہو تو اگر مثال کے طور پر آدھی مدت گزرنے کے بعد (فروخت کرنے والا) واجب الادا رقم میں کٹوتی کر دے اور باقی ماندہ رقم نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

معاملہ سلف کی شرائط

۲۱۱۸۔ معاملہ سلف (پیشگی سودا) سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص نقد رقم لے کر پورا مال جو وہ مقررہ مدت کے بعد تحویل میں دے گا، بیچ دے لہٰذا اگر خریدار کہے کہ میں یہ رقم دے رہا ہوں تا کہ مثلاً چھ مہینے بعد فلاں چیز لے لوں اور بیچنے والا کہے کہ میں نے قبول کیا یا بیچنے والا رقم لے لے اور کہے کہ میں نے فلاں چیز بیچی اور اس کا قبضہ چھ مہینے بعد دوں گا تو سودا صحیح ہے۔

۲۱۱۹۔ اگر کوئی شخص سونے یا چاندی کے سکے بطور سلف بیچے اور س کے عوض چاندی یا سونے کے سکے لے تو سودا باطل ہے لیکن اگر کوئی ایسی چیز یا سکے جو سنے یا چاندی کے نہ ہوں بیچے اور ان کے عوض کوئی دوسری چیز یا سونے یا چاندی کے سکے لے تو سودا اس تفصیل کے مطابق صحیح ہے جو آئندہ مسئلے کی ساتویں شرط میں بتائی جائے گی اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو مال بیچے اس کے عوض رقم لے، کوئی دوسرا مال نہ لے۔

۲۱۲۰۔ معاملہ سلف میں ساتھ شرطیں ہیں:

۱۔ ان خصوصیات کو جن کی وجہ سے کسی چیز کی قیمت میں فرق پڑتا ہو مُعَیّن کر دیا جائے لیکن زیادہ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں بلکہ اسی قدر کافی ہے کہ لوگ کہیں کہ اس کی خصوصیات معلوم ہو گئی ہیں۔

۲۔ اس سے پہلے کہ خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں خریدار پوری قیمت بیچنے والے کو دے یا اگر بیچنے والا خریدار کا اتنی ہی رقم کا مقروض ہو اور خریدار کو اس سے جو کچھ لینا ہو اسے مال کی قیمت کی کچھ مقدار بیچنے والے کو دے دے تو اگر چہ اس مقدار کی نسبت سے سودا صحیح ہے لیکن بیچنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے۔

۳۔ مدت کو ٹھیک ٹھیک مُعَیّن کیا جائے۔ مثلاً اگر بیچنے والا کہے کہ فصل کا قبضہ کٹائی پر دوں گا تو چونکہ اس سے مدت کا ٹھیک ٹھیک تعین نہیں ہوتا اس لئے سودا باطل ہے۔

۴۔ جنس کا قبضہ دینے کے لئے ایسا وقت مُعَیّن کیا جائے جس میں بیچنے والا جنس کا قبضہ دے سکے خواہ وہ جنس کمیاب ہو یا نہ ہو۔

۵۔ جنس کا قبضہ دینے کی جگہ کا تعین احتیاط کی بنا پر مکمل طور پر کیا جائے۔ لیکن اگر طرفین کی باتوں سے جگہ کا پتا چل جائے تو اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

۶۔اس جنس کا تول یاناپ معین کیا جائے اور جس چیز کا سودا عموماً دیکھ کر کیا جاتا ہے اگر اسے بطور سلف بیچا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مثال کے طور پر اخروٹ اور انڈوں کی بعض قسموں میں تعداد کا فرق ضروری ہے کہ اتنا ہو کہ لوگ اسے اہمیت نہ دیں۔

۷۔جس چیز کو بطور سلف بیچا جائے اگر وہ ایسی ہوں جنہیں تول کر یاناپ کر بیچا جاتا ہے تو اس کا عوض اسی جنس سے نہ ہو بلکہ احتیاط لازم کی بناپر دوسری جنس میں سے بھی ایسی چیز نہ ہو جسے تول کر یاناپ کر بیچا جاتا ہے اور اگر وہ چیز جسے بیچا جارہا ہے ان چیزوں میں سے ہو جنہیں گن کر بیچا جاتا ہو تو احتیاط کی بناپر جائز نہیں ہے کہ اس کا عوض خود اسی کی جنس سے زیادہ مقدار میں مقرر کرے۔

معاملہ سلف کے احکام

۲۱۲۱۔جو جنس کسی نے بطور سلف خریدی ہو اسے وہ مدت ختم ہونے سے پہلے بیچنے والے کے سوا کسی اور کے ہاتھ نہیں بیچ سکتا اور مدت ختم ہونے کے بعد اگرچہ خریدار نے اس کا قبضہ نہ بھی لیا ہو اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔البتہ پھلوں کے علاوہ جن غلوں مثلاً گیہوں اور جو وغیرہ کو تول کر یاناپ کر فروخت کیا جاتا ہے انہیں اپنے قبضے میں لینے سے پہلے ان کا بیچنا جائز نہیں ہے ماسوا اس کے کہ گاہک نے جس قیمت پر خریدی ہوں اسی قیمت پر یا اس سے کم قیمت پر بیچے۔

۲۱۲۲۔سلف کے لین دین میں اگر بیچنے والا مدت ختم ہونے پر اس چیز کا قبضہ دے جس کا سودا ہوا ہے تو خریدار کے لئے ضروری ہے کہ اسے قبول کرے اگرچہ جس چیز کا سودا ہوا ہے اس سے بہتر چیز دے رہا ہو جبکہ اس چیز کو اسی جنس میں شمار کیا جائے۔

۲۱۲۳۔اگر بیچنے والا جو جنس دے وہ اس جنس سے گھٹیا ہو جس کا سودا ہوا ہے تو خریدار اسے قبول کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔

۲۱۲۴۔اگر بیچنے والا اس جنس کی بجائے جس کا سودا ہوا ہے کوئی دوسری جنس دے اور خریدار اسے لینے پر راضی ہو جائے تو اشکال نہیں ہے۔

۲۱۲۵۔ جو چیز بطور سلف بیچی گئی ہو اگر وہ خریدار کے حوالے کرنے کے لئے طے شدہ وقت پر دستیاب نہ ہو سکے تو خریدار کو اختیار ہے کہ انتظار کرے تاکہ بیچنے والا اسے مہیا کر دے یا سودا فسخ کر دے اور جو چیز بیچنے والے کو دی ہو اسے واپس لے لے اور احتیاط کی بنا پر وہ چیز بیچنے والے کو زیادہ قیمت پر نہیں بیچ سکتا ہے۔

۲۱۲۶۔ اگر ایک شخص کوئی چیز بیچے اور معاہدہ کرے کہ کچھ مدت بعد وہ چیز خریدار کے حوالے کر دے گا اور اس کی قیمت بھی کچھ مدت بعد لے گا تو ایسا سودا باطل ہے۔

سونے چاندی کو سونے چاندی کے عوض بیچنا

۲۱۲۷۔ اگر سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بیچا جائے تو چاہے وہ سکہ دار ہوں یا نہ ہو اگر ان میں سے ایک کا وزن دوسرے سے زیادہ ہو تو ایسا سودا حرام اور باطل ہے۔

۲۱۲۸۔ اگر سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے نقد بیچا جائے تو سودا صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ دونوں کا وزن برابر ہو۔ لیکن اگر معاملے میں مدت معین ہو تو باطل ہے۔

۲۱۲۹۔ اگر سونے یا چاندی کو سونے یا چاندی کے عوض بیچا جائے تو ضروری ہے کہ بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے جنس اور اس کا عوض ایک دوسرے کے حوالے کر دیں اور اگر جس چیز کے بارے میں معاملہ طے ہوا ہے اس کی کچھ مقدار بھی ایک دوسرے کے حوالے نہ کی جائے تو معاملہ باطل ہے۔

۲۱۳۰۔ اگر بیچنے والے یا خریدار میں سے کوئی ایک طے شدہ مال پورا پورا دوسرے کے حوالے کر دے لیکن دوسرا (مال کی صرف) کچھ مقدار حوالے کرے اور پھر وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اگرچہ اتنی مقدار کے متعلق معاملہ صحیح ہے لیکن جس کو پورا مال نہ ملا ہو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

۲۱۳۱۔ اگر چاندی کی کان کی مٹی کو خالص چاندی سے اور سونے کی کان کی سونے کی مٹی کو خالص سونے سے بیچا جائے تو سودا باطل ہے۔ مگر یہ کہ جب جانتے ہوں کہ مثلاً چاندی کی مٹی کی مقدار خالص چاندی کی مقدار کے برابر ہے لیکن جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے چاندی کی مٹی کو سونے کے عوض اور سونے کی مٹی کو چاندی کے عوض بیچنے میں کوئی اشکال نہیں۔

معاملہ فسخ کئے جانے کی صورتیں

۲۱۳۲۔ معاملہ فسخ کرنے کے حق کو "خِیَار" کہتے ہیں اور خریدار اور بیچنے والا گیارہ صورتوں میں معاملہ فسخ کر سکتے ہیں:

۱۔ جس مجلس میں معاملہ ہوا ہے وہ برخاست نہ ہوئی ہو اگرچہ سودا ہو چکا ہو اسے "خِیَار مجلس" کہتے ہیں۔

۲۔ خرید و خروفت کے معاملے میں خریدار یا بیچنے والا نیز دوسرے معاملات میں طرفین میں سے کوئی ایک مغبون ہو جائے اسے "خِیارِ غبن" کہتے ہیں (مغبون سے مراد وہ شخص ہے جس کے ساتھ فراڈ کیا گیا ہو) خیار کی اس قسم کا منشا عرف عام میں شرط ارتکازی ہوتا ہے یعنی ہر معاملے میں فریقین ذہن میں یہ شرط موجود ہوتی ہے کہ جو مال حاصل کر رہا ہے اس کی قیمت مال سے بہت زیادہ کم نہیں جو وہ ادا کر رہا ہے اور اگر اس کی قیمت کم ہو تو وہ معاملے کو ختم کرنے کا حق رکھتا ہے لیکن عرف خاص کی چند صورتوں میں ارتکازی شرط دوسری طرح ہو مثلاً یہ شرط یہ کہ اگر جو مال لیا ہو وہ بلحاظ قیمت اس مال سے کم ہو جو اس نے دیا ہے تو دونوں (مال) کے درمیان جو کمی بیشی ہو گی اس کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر ممکن نہ ہو سکے تو معاملے کو ختم کر دے اور ضروری ہے کہ اس قسم کی صورتوں میں عرف خاص کا خیال رکھا جائے۔

۳۔ سودا کرتے وقت یہ طے کیا جائے کہ مقررہ مدت تک فریقین کو یا کسی ایک فریق کو سودا فسخ کرنے کا اختیار ہو گا۔ اسے "خِیارِ شرط" کہتے ہیں۔

۴۔ فریقین میں سے ایک فریق اپنے مال کو اس کی اصلیت سے بہتر بتا کر پیش کرے جس کی وجہ سے دوسر فریق اس میں دل چسپی لے یا اس کی دل چسپی اس میں بڑھ جائے اسے "خیار تدلیس" کہتے ہیں۔

۵۔ فریقین میں سے ایک فریق دوسرے کے ساتھ شرط کرے کہ وہ فلاں کام انجام دے گا اور اس شرط پر عمل نہ ہو یا شرط کی جائے کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ایک مخصوص قسم کا معین مال دے گا اور جو مال دیا جائے اس میں وہ خصوصیت نہ ہو، اس صورت میں شرط لگانے والا فریق معاملے کو فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خِیارِ تَخَلُّفِ شرط" کہتے ہیں۔

۶۔ دی جانے والی جنس یا اس کے عوض میں کوئی عیب ہو۔ اسے "خیار عیب" کہتے ہیں۔

۷۔ یہ پتا چلے کہ فریقین نے جس جنس کا سودا کیا ہے اس کی کچھ مقدار کسی اور شخص کا مال ہے۔ اس صورت میں اگر اس مقدار کا مالک سودے پر راضی نہ ہو تو خریدنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے یا اگر اتنی مقدار کی ادائیگی کر چکا ہو تو اسے واپس لے سکتا ہے۔ اسے "خیار شرکت" کہتے ہیں۔

۸۔ جس مُعَیَّن جنس کو دوسرے فریق نے نہ دیکھا ہو اگر اس جنس کا مالک اسے اس کی خصوصیات بتائے اور بعد میں معلوم ہو کہ جو خصوصیات اس نے بتائی تھیں وہ اس میں نہیں ہیں یا دوسرے فریق نے پہلے اس جنس کو دیکھا تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ خصوصیات اب ابھی اس میں باقی ہیں لیکن دیکھنے کے بعد معلوم ہو کہ وہ خصوصیات اب اس میں باقی نہیں ہیں تو اس صورت میں دوسرا فریق معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خِیارِ رُویَت" کہتے ہیں۔

۹۔ خریدار نے جو جنس خریدی ہو اگر اس کی قیمت تین دن تک نہ دے اور بیچنے والے نے بھی وہ جنس خریدار کے حوالے نہ کی ہو تو بیچنے والا سودے کو ختم کر سکتا ہے لیکن ایسا اس صورت میں ہو سکتا ہے جب بیچنے والے نے خریدار کو قیمت ادا کرنے کی مہلت دی ہو لیکن مدت معین نہ کی ہو۔ اور اگر اس کو بالکل مہلت نہ دی ہو تو بیچنے والا قیمت کی ادائیگی میں معمولی سی تاخیر سے بھی سودا ختم کر سکتا ہے۔ اور اگر اسے تین دن سے زیادہ مہلت دی ہو تو مدت پوری ہونے سے پہلے سودا ختم نہیں کر سکتا۔ اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ جو جنس بیچی ہے اگر وہ بعض ایسے پھلوں کی طرح ہو جو ایک دن باقی رہنے سے ضائع ہو جاتے ہیں چنانچہ خریدار رات تک اس کی قیمت نہ دے اور یہ شرط بھی نہ کرے کہ قیمت دینے میں تاخیر کرے گا تو بیچنے والا سودا ختم کر سکتا ہے۔ اسے "خیار تاخیر" کہتے ہیں۔

۱۰۔ جس شخص نے کوئی جانور خریدا ہو وہ تین دن تک سودا فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز اس نے بیچی ہو اگر اس کے عوض میں خریدار نے جانور دیا ہو تو جانور بیچنے والا بھی تین دن تک سودا فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار حیوان" کہتے ہیں۔

۱۱۔ بیچنے والے نے جو چیز بیچی ہو اگر اس کا قبضہ نہ دے سکے مثلاً جو گھوڑا اس نے بیچا ہو وہ بھاگ گیا ہو تو اس صورت میں خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اسے "خیار تَعَذُّر تسلیم" کہتے ہیں۔

)خیارات کی) ان تمام اقسام کے (تفصیلی) احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

۲۱۳۳۔ اگر خریدار کو جنس کی قیمت کا علم نہ ہو یا وہ سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس چیز کو عام قیمت سے مہنگا خریدے اور یہ قیمت خرید بڑی حد تک مہنگی ہو تو وہ سودا ختم کر سکتا ہے بشرطیکہ سودا ختم کرتے وقت جس قدر فرق ہو وہ موجود

بھی ہو اور اگر فرق موجود نہ ہو تو اس کے بارے میں معلوم نہیں کہ وہ سودا ختم کر سکتا ہے۔ نیز اگر بیچنے والے کو جنس کی قیمت کا علم نہ ہو یا سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس جنس کو اس کی قیمت سے سستا بیچے اور بڑی حد تک سستا بیچے تو سابقہ شرط کے مطابق سودا ختم کر سکتا ہے۔

۲۱۳۴۔ مشروط خرید و فروخت میں جب کہ مثال کے طور پر ایک لاکھ روپے کا مکان پچاس ہزار روپے میں بیچ دیا جائے اور طے کیا جائے کہ اگر بیچنے والا مقررہ مدت تک رقم واپس کر دے تو سودا فسخ کر سکتا ہے تو اگر خریدار اور بیچنے والا خرید و فروخت کی نیت رکھتے ہوں تو سودا صحیح ہے۔

۲۱۳۵۔ مشروط خرید و فرخت میں اگر بیچنے والے کو اطمینان ہو کہ خریدار مقررہ مدت میں رقم ادا نہ کر سکنے کی صورت میں مال اسے واپس کر دے گا تو سودا صحیح ہے لیکن اگر وہ مدت ختم ہونے تک رقم ادا نہ کر سکے تو وہ خریدار سے مال کی واپسی کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر خریدار مر جائے تو اس کے ورثاء سے مال کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

۲۱۳۶۔ اگر کوئی شخص عمدہ چائے میں گھٹیا چائے کہ ملاوٹ کر کے عمدہ چائے کے طور پر بیچے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔

۲۱۳۷۔ اگر خریدار کو پتا چلے کہ جو مُعَیَّن مال اس نے خریدا ہے وہ عیب دار ہے مثلاً ایک جانور خریدے اور (خریدنے کے بعد) اسے پتا چلے کہ اس کی ایک آنکھ نہیں ہے لہٰذا اگر یہ عیب مال میں سودے سے پہلے تھا اور اسے علم نہیں تھا تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے اور مال بیچنے والے کو واپس کر سکتا ہے اور اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو مثلاً اس مال میں کوئی تبدیلی ہو گئی ہو یا ایسا تصرف کر لیا گیا ہو جو واپسی میں رکاوٹ بن رہا ہو تو اس صورت میں وہ بے عیب اور عیب دار مال کی قیمت کے فرق کا حساب کر کے بیچنے والے سے (فرق کی) رقم واپس لے لے مثلاً اگر س نے کوئی مال چار روپے میں خریدار ہو اور اسے اس کے عیب دار ہونے کا علم ہو جائے تو اگر ایسا ہی بے عیب مال (بازار میں) آٹھ روپے کا اور عیب دار چھ روپے کا ہو تو چونکہ بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق ایک چوتھائی ہے اس لئے اس نے جتنی رقم دی ہے اس کا ایک چوتھائی یعنی ایک روپیہ بیچنے والے سے واپس لے سکتا ہے۔

۲۱۳۸۔ اگر بیچنے والے کو پتا چلے کہ اس نے جس معین عوض کے بدلے اپنا مال بیچا ہے اس میں عیب ہے تو اگر وہ عیب اس عوض میں سودے سے پہلے موجود تھا اور اسے علم نہ ہوا ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے اور وہ عوض اس کے مالک کو واپس

کر سکتا ہے لیکن اگر تبدیلی یا تصرف کی وجہ سے واپس نہ کر سکے تو بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق اس قاعدے کے مطابق لے سکتا ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔

۲۱۳۹۔ اگر سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے مال میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے نیز جو چیز مال کے عوض دی جائے اگر اس میں سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو بیچنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے اور اگر فریقین قیمت کا فرق لینا چاہیں تو سودا طے نہ ہونے کی صورت میں چیز کو لوٹانا جائز ہے۔

۲۱۴۰۔ اگر کسی شخص کو مال کے عیب کا علم سودا کرنے کے بعد ہو تو اگر وہ (سودا ختم کرنا) چاہے تو ضروری ہے کہ فوراً سودے کو ختم کر دے اور۔ اختلاف کی صورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ اگر معمول سے زیادہ تاخیر کرے تو وہ سودے کو ختم نہیں کر سکتا۔

۲۱۴۱۔ جب کسی شخص کو کوئی جنس خریدنے کے بعد اس کے عیب کا پتا چلے تو خواہ بیچنے والا اس پر تیار نہ بھی ہو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اور دوسرے خیارات کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۲۱۴۲۔ چار صورتوں میں خریدار مال میں عیب ہونے کی بنا پر سودا فسخ نہیں کر سکتا اور نہ ہی قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

۱۔ خریدتے وقت مال کے عیب سے واقف ہو۔

۲۔ مال کے عیب کو قبول کرے۔

۳۔ سودا کرتے وقت کہے: "اگر مال میں عیب ہو تب بھی واپس نہیں کروں گا اور قیمت کا فرق بھی نہیں لوں گا"۔

۴۔ سودے کے وقت بیچنے والا کہے" میں اس مال کو جو عیب بھی اس میں ہے اس کے ساتھ بیچتا ہوں" لیکن اگر وہ ایک عیب کا تعین کر دے اور کہے "میں اس مال کو فلاں عیب کے ساتھ بیچ رہا ہوں" اور بعد میں معلوم ہو کہ مال میں کوئی دوسرا عیب بھی ہے تو جو عیب بیچنے والے نے معین نہ کیا ہو اس کی بنا پر خریدار وہ مال واپس کر سکتا ہے اور اگر واپس نہ کر سکے تو قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

۲۱۴۳۔ اگر خریدار کو معلوم ہو کہ مال میں ایک عیب ہے اور اسے وصول کرنے کے بعد اس میں کوئی اور عیب نکل آئے تو وہ سودا فسخ نہیں کر سکتا لیکن بے عیب اور عیب دار مال کا فرق لے سکتا ہے لیکن اگر وہ عیب دار حیوان خریدے اور خیار کی مدت جو کہ تین دن ہے گزرنے سے پہلے اس حیوان میں کسی اور عیب کا پتا چل جائے تو گو خریدار نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا ہو پھر بھی وہ اسے واپس کر سکتا ہے۔ نیز اگر فقط خریدار کو کچھ مدت تک سودا فسخ کرنے کا حق حاصل ہو اور اس مدت کے دوران مال میں کوئی دوسرا عیب نکل آئے تو اگرچہ خریدار نے وہ مال اپنی تحویل میں لے لیا ہو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

۲۱۴۴۔ اگر کسی شخص کے پاس ایسا مال ہو جسے اس نے بچشم خود نہ دیکھا ہو اور کسی دوسرے شخص نے مال کی خصوصیات اسے بتائی ہوں اور وہی خصوصیات خریدار کو بتائے اور وہ مال اس کے ہاتھ بیچ دے اور بعد میں اسے (یعنی مالک کو) پتا چلے کہ وہ مال اس سے بہتر خصوصیات کا حامل ہے تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

متفرق مسائل

۲۱۴۵۔ اگر بیچنے والا خریدار کو کسی جنس کی قیمت خرید بتائے تو ضروری ہے کہ وہ تمام چیزیں بھی اسے بتائے جن کی وجہ سے مال کی قیمت گھٹتی بڑھتی ہے اگرچہ اسی قیمت پر (جس پر خریدا ر ہے) یا اس سے بھی کم قیمت پر بیچے۔ مثلاً اسے بتانا ضروری ہے کہ مال نقد خریدا ہے یا ادھار لہٰذا اگر مال کی کچھ خصوصیات نہ بتائے اور خریدار کو بعد میں معلوم ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

۲۱۴۶۔ اگر انسان کوئی جنس کسی کو دے اور اس کی قیمت معین کر دے اور کہے "یہ جنس اس قیمت پر بیچو اور اس سے زیادہ جتنی قیمت وصول کرو گے وہ تمہاری محنت کی اجرت ہو گی" تو اس صورت میں وہ شخص اس قیمت سے زیادہ جتنی قیمت بھی وصول کرے وہ جنس کے مالک کا مال ہو گا اور بیچنے والا مالک سے فقط محنتانہ لے سکتا ہے لیکن اگر معاہدہ بطور جعالہ ہو اور مال کا مالک کہے کہ اگر تو نے یہ جنس اس قیمت سے زیادہ پر بیچی تو فاضل آمدنی تیرا مال ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۲۱۴۷۔ اگر قصاب نر جانور کا گوشت کہہ کر مادہ کا گوشت بیچے تو وہ گنہگار ہو گا لہٰذا اگر وہ اس گوشت کا معین کر دے اور کہے کہ میں یہ نر جانور کا گوشت بیچ رہا ہوں تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اور اگر قصاب اس گوشت کو معین نہ کرے اور

خریدار کو جو گوشت ملا ہو (یعنی مادہ کا گوشت) وہ اس پر راضی نہ ہو تو ضروری ہے کہ قصاب اسے نر جانور کا گوشت دے۔

۲۱۴۸۔ اگر خریدار بزاز سے کہے کہ مجھے ایسا کپڑا چاہئے جس کا رنگ کچا نہ ہو اور بزاز ایک ایسا کپڑا اس کے ہاتھ فروخت کرے جس کا رنگ کچا ہو تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔

۲۱۴۹۔ لین دین میں قسم کھانا اگر سچی ہو تو مکروہ ہے اور اگر جھوٹی ہو تو حرام ہے۔

شراکت کے احکام

۲۱۵۰۔ دو آدمی اگر باہم طے کریں کہ اپنے مشترک مال سے بیوپار کر کے جو کچھ نفع کمائیں گے اسے آپس میں تقسیم کر لیں گے اور وہ عربی یا کسی اور زبان میں شراکت کا صیغہ پڑھیں یا کوئی ایسا کام کریں جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ ایک دوسرے کے شریک بننا چاہتے ہیں تو ان کی شراکت صحیح ہے۔

۲۱۵۱۔ اگر چند اشخاص اس مزدوری میں جو وہ اپنی محنت سے حاصل کرتے ہوں ایک دوسرے کے ساتھ شراکت کریں مثلاً چند حجام آپس میں طے کریں کہ جو اجرت حاصل ہو گی اسے آپس میں تقسیم کر لیں گے تو ان کی شراکت صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر باہم طے کر لیں کہ مثلاً ہر ایک آدھی مزدوری معین مدت تک کے لئے دوسرے کی آدھی مزدوری کے بدلے میں ہو گی تو معاملہ صحیح ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کی مزدوری میں شریک ہو گا۔

۲۱۵۲۔ اگر وہ اشخاص آپس میں اس طرح شراکت کریں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی ذمے داری پر جنس خریدے اور اس کی قیمت کی ادائیگی کا بھی خود ذمے دار ہو لیکن جو جنس انہوں نے خریدی ہو اس کے نفع میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں تو ایسی شراکت صحیح نہیں، البتہ اگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا وکیل بنائے کہ جو کچھ وہ ادھار لے رہا ہے اس میں اسے شریک کر لے یعنی جنس کو اپنے اور اپنے حصہ دار کے لئے خریدے۔ جس کی بنا پر دونوں مقروض ہو جائیں تو دونوں میں سے ہر ایک جنس میں شریک ہو جائے گا۔

۲۱۵۳۔ جو اشخاص شراکت کے ذریعے ایک دوسرے کے شریک کار بن جائیں ان کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں نیز یہ کہ ارادے اور اختیار کے ساتھ شراکت کریں اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مال میں تصرف کر سکتے

ہوں لہذا چونکہ سفیہ۔ جو اپنا مال احمقانہ اور فضول کاموں پر خرچ کرتا ہے۔ اپنے مال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا اگر وہ کسی کے ساتھ شراکت کرے تو صحیح نہیں ہے۔

۲۱۵۴۔ اگر شراکت کے معاہدے میں یہ شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام کرے گا یا جو دوسرے شریک سے زیادہ حصہ ملے گا تو ضروری ہے کہ جیسا طے کیا گیا ہو متعلقہ شخص کو اس کے مطابق دیں اور اسی طرح اگر شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام نہیں کرے گا یا زیادہ کام نہیں کرے گا یا جس کے کام کی دوسرے کے کام کے مقابلے میں زیادہ اہمیت نہیں ہے اسے منافع کا زیادہ حصہ ملے گا تب بھی شرط صحیح ہے اور جیسا طے کیا گیا ہو متعلقہ شخص کو اس کے مطابق دیں۔

۲۱۵۵۔ اگر شرکاء طے کریں کہ سارا منافع کسی ایک شخص کا ہو گا یا سار نقصان کسی ایک کو برداشت کرنا ہو گا تو شراکت صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

۲۱۵۶۔ اگر شرکاء یہ طے نہ کریں کہ کسی ایک شریک کو زیادہ منافع ملے گا تو اگر ان میں سے ہر ایک کا سرمایہ ایک جتنا ہو تو نفع نقصان بھی ان کے مابین برابر تقسیم ہو گا اور ان کا سرمایہ برابر برابر نہ ہو تو ضروری ہے کہ نفع نقصان سرمائے کی نسبت سے تقسیم کریں مثلاً اگر دو افراد شراکت کریں اور ایک کا سرمایہ دوسرے کے سرمائے سے دُگنا ہو تو نفع نقصان میں بھی اس کا حصہ دوسرے سے دگنا ہو گا خواہ دونوں ایک جتنا کام کریں یا ایک تھوڑا کام کرے یا بالکل کام نہ کرے۔

۲۱۵۷۔ اگر شراکت کے معاہدے میں یہ طے کیا جائے کہ دونوں شریک مل کر خرید و فروخت کریں گے یا ہر ایک انفرادی طور پر لین دین کرنے کا مجاز ہو گا یا ان میں سے فقط ایک شخص لین دین کرے گا یا تیسرا شخص اجرت پر لین دین کرے گا تو ضروری ہے کہ اس معاہدے پر عمل کریں۔

۲۱۵۸۔ اگر شرکاء یہ معین نہ کریں کہ ان میں سے کون سرمائے کے ساتھ خرید و فروخت کرے گا تو ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی اجازت کے بغیر اس سرمائے سے لین دین نہیں کر سکتا۔

۲۱۵۹۔ جو شریک شراکت کے سرمائے پر اختیار رکھتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ شراکت کے معاہدے پر عمل کرے مثلاً اگر اس سے طے کیا گیا ہو کہ ادھار خریدے گا یا نقد بیچے گا یا کسی خاص جگہ سے خریدے گا تو جو معاہدہ طے پایا ہے اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے اور اگر اسکے ساتھ کچھ طے نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ معمول کے مطابق لین

دین کرے تا کہ شراکت کو نقصان نہ ہو۔ نیز اگر عام روش کے عَلَی الرَّغم ہو تو سفر میں شراکت کا مال اپنے ہمراہ نہ لے جائے۔

۲۱۶۰۔ جو شریک شراکت کے سرمائے سے سودے کرتا ہو اگر جو کچھ اس کے ساتھ طے کیا گیا ہو اس کے بر خلاف خرید و فروخت کرے یا اگر کچھ طے نہ کیا گیا ہو اور معمول کے خلاف سودا کرے تو ان دونوں صورتوں میں اگرچہ اقوی قول کی بنا پر معاملہ صحیح ہے لیکن اگر معاملہ نقصان دہ ہو یا شراکت کے مال میں سے کچھ مال ضائع ہو جائے تو جس شریک نے معاہدے یا عام روش کے عَلَی الرَّغم عمل کیا ہو وہ ذمے دار ہے۔

۲۱۶۱۔ جو شریک شراکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ فضول خرچی نہ کرے اور سرمائے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ کرے اور پھر اتفاقاً اس سرمائے کی کچھ مقدار یا سارے کا سارا سرمایہ تلف ہو جائے تو وہ ذمے دار نہیں ہے۔

۲۱۶۲۔ جو شریک شراکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ کہے کہ سرمایہ تلف ہو گیا ہے تو اگر وہ دوسرے شرکاء کے نزدیک معتبر شخص ہو تو ضروری ہے کہ اس کا کہنا لیں۔ اور اگر دوسرے شرکاء کے نزدیک وہ معتبر شخص نہ ہو تو شرکاء حاکم شرع کے پاس اس کے خلاف دعوی کر سکتے ہیں تا کہ حاکم شرع قضاوت کے اصولوں کے مطابق تنازع کا فیصلہ کرے۔

۲۱۶۳۔ اگر تمام شریک اس اجازت سے جو انہوں نے ایک دوسرے کو مال میں تصرف کے لئے دے رکھی ہو پھر جائیں تو ان میں سے کوئی بھی شراکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور اگر ان میں سے ایک اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر جائے تو دوسرے شرکاء کو تصرف کا کوئی حق نہیں لیکن جو شخص اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر گیا ہو وہ شراکت کے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

۲۱۶۴۔ جب شرکاء میں سے کوئی ایک تقاضا کرے کہ شراکت کا سرمایہ تقسیم کر دیا جائے تو اگرچہ شراکت کی معینہ مدت میں ابھی کچھ وقت باقی ہو دوسروں کو اس کا کہنا مان لینا ضروری ہے مگر یہ کہ انہوں نے پہلے ہی (معاہدہ کرتے وقت) سرمائے کی تقسیم کو رد کر دیا ہو (یعنی قبول نہ کیا ہو) یا مال کی تقسیم شرکاء کے لئے قابل ذکر نقصان کا موجب ہو (تو اسکی بات قبول نہیں کرنی چاہئے)۔

۲۱۶۵۔ اگر شرکاء میں سے کوئی مر جائے یا دیوانہ یا بے حواس ہو جائے تو دوسرے شرکاء شراکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتے اور اگر ان میں سے کوئی سفیہ ہو جائے یعنی اپنا مال احمقانہ اور فضول کاموں میں خرچ کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

۲۱۶۶۔ اگر شریک اپنے لئے کوئی چیز ادھار خریدے تو اس نفع نقصان کا وہ خود ذمے دار ہے لیکن اگر شراکت کے لئے خریدے اور شراکت کے معاہدے میں ادھار معاملہ کرنا بھی شامل ہو تو پھر نفع نقصان میں دونوں شریک ہوں گے۔

۲۱۶۷۔ اگر شراکت کے سرمائے سے کوئی معاملہ کیا جائے اور بعد میں معلوم ہو کہ شراکت باطل تھی تو اگر صورت یہ ہو کہ معاملہ کرنے کی اجازت میں شراکت کے صحیح ہونے کی قید نہ تھی یعنی اگر شرکاء جانتے ہوتے کہ شراکت درست نہیں ہے تب بھی وہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف پر راضی ہوتے تو معاملہ صحیح ہے اور جو کچھ اس معاملے سے حاصل ہو وہ ان سب کا مال ہے۔ اور اگر صورت یہ نہ ہو تو جو لوگ دوسروں کے تصرف پر راضی نہ ہوں اگر وہ یہ کہہ دیں کہ ہم اس معاملے پر راضی ہیں تو معاملہ صحیح ہے۔ ورنہ باطل ہے۔ دونوں صورتوں میں ان میں سے جس نے بھی شراکت کے لئے کام کیا ہو اگر اس نے بلا معاوضہ کام کرنے کے ارادے سے نہ کیا ہو تو وہ اپنی محنت کا معاوضہ معمول کے مطابق دوسرے شرکاء سے ان کے مفاد کا خیال رکھتے ہوئے لے سکتا ہے۔ لیکن اگر کام کرنے کا معاوضہ اس فائدہ کی مقدار سے زیادہ ہو جو وہ شراکت صحیح ہونے کی صورت میں لیتا تو وہ بس اسی قدر فائدہ لے سکتا ہے۔

صلح کے احکام

۲۱۶۸۔ "صُلح" سے مراد ہے کہ انسان کسی دوسرے شخص کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرے کہ اپنے مال سے یا اپنے مال کے منافع سے کچھ مقدار دوسرے کو دے دے یا اپنا قرض یا حق چھوڑے دے تاکہ دوسرا بھی اس کے عوض اپنے مال یا منافع کی کچھ مقدار اسے دے دے یا قرض یا حق سے دستبردار ہو جائے۔ بلکہ اگر کوئی شخص عوض لئے بغیر کسی سے اتفاق کرے اور اپنا مال یا مال کے منافع کی کچھ مقدار اس کو دے دے یا اپنا قرض یا حق چھوڑ دے تب بھی صلح صحیح ہے۔

۲۱۶۹۔ جو شخص اپنا مال بطور صلح دوسرے کو دے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ بالغ اور عاقل ہو اور صلح کا قصد رکھتا ہو نیز یہ کہ کسی نے اسے صلح پر مجبور نہ کیا ہو اور ضروری ہے کہ سَفیہ یا دیوالیہ ہونے کی بنا پر اسے اپنے مال میں تصرف کرنے سے نہ روکا گیا ہو۔

۲۱۷۰۔ صلح کا صیغہ عربی میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ جن الفاظ سے اس بات کا اظہار ہو کہ فریقین نے آپس میں صلح کی ہے (تو صلح) صحیح ہے۔

۲۱۷۱۔ اگر کوئی شخص اپنی بھیڑیں چرواہے کو دے تا کہ وہ مثلاً ایک سال ان کی نگہداشت کرے یا انکے دودھ سے خود استفادہ حاصل کرے اور گھی کی کچھ مقدار مالک کو دے تو اگر چرواہے کی محنت اور اس گھی کے مقابلے میں وہ شخص بھیڑوں کے دودھ پر صلح کرے تو معاملہ صحیح ہے بلکہ اگر بھیڑیں چرواہے کو ایک سال کے لئے اس شرط کے ساتھ اجارے پر دے کہ وہ ان کے دودھ سے استفادہ حاصل کرے اور اس کے عوض اسے کچھ گھی دے مگر یہ قید نہ لگائے کہ بالخصوص انھی بھیڑوں کے دودھ کا گھی ہو تو اجارہ صحیح ہے۔

۲۱۷۲۔ اگر کوئی قرض خواہ اس قرض کے بدلے جو اسے مقروض سے وصول کرنا ہے یا اپنے حق کے بدلے اس شخص سے صلح کرنا چاہے تو یہ صلح اس صورت میں صحیح ہے جب دوسرا اسے قبول کرلے لیکن اگر کوئی شخص اپنے قرض یا حق سے دستبردار ہونا چاہے تو دوسرے کا قبول کرنا ضروری نہیں۔

۲۱۷۳۔ اگر مقروض اپنے قرضے کی مقدار جانتا ہو جبکہ قرض خواہ کو علم نہ ہو اور قرض خواہ نے جو کچھ لینا ہو اس سے کم پر صلح کرے مثلاً اس نے پچاس روپے لینے ہوں اور دس روپے پر صلح کرلے تو باقیماندہ رقم مقروض کے لئے حلال نہیں ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ جتنے قرض کا دین دار ہے اس کے متعلق خود قرض خواہ کو بتائے اور اسے راضی کرے یا صورت ایسی ہو کہ اگر قرض خواہ کو قرضے کی مقدار کا علم ہوتا تب بھی وہ اسی مقدار (یعنی دس روپے پر صلح کر لیتا۔

۲۱۷۴۔ اگر دو آدمیوں کے پاس کوئی مال موجود ہو یا ایک دوسرے کے ذمے کوئی مال باقی ہو اور انہیں یہ علم ہو کہ ان دونوں اموال میں سے ایک مال دوسرے مال سے زیادہ ہے تو چونکہ ان دونوں اموال کو ایک دوسرے کے عوض میں فروخت کرنا سود ہونے کی بنا پر حرام ہے اس لئے ان دونوں میں ایک دوسرے کے عوض صلح کرنا بھی حرام ہے بلکہ اگر

ان دونوں اموال میں سے ایک کے دوسرے سے زیادہ ہونے کا علم نہ بھی ہو لیکن زیادہ ہونے کا احتمال ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ان دونوں میں ایک دوسرے کے عوض صلح نہیں کی جاسکتی۔

۲۱۷۵۔ اگر دو اشخاص کو ایک شخص سے یا دو اشخاص کو اشخاص سے قرضہ وصول کرنا ہو اور وہ اپنی اپنی طلب پر ایک دوسرے سے صلح کرنا چاہتے ہوں۔ چنانچہ اگر صلح کرنا سود کا باعث نہ ہو جیسا کہ سابقہ مسئلے میں کہا گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے مثلاً اگر دونوں کو دس من گیہوں وصول کرنا ہو اور ایک کا گیہوں اعلی اور دوسرے کا درمیانے درجے کا ہو اور دونوں کی مدت پوری ہو چکی ہو تو ان دونوں کا آپس میں مصالحت کرنا صحیح ہے۔

۲۱۷۶۔ اگر ایک شخص کو کسی سے اپنا قرضہ کچھ مدت کے بعد واپس لینا ہو اور وہ مقروض کے ساتھ مقررہ مدت سے پہلے معین مقدار سے کم پر صلح کر لے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اپنے قرضے کا کچھ حصہ معاف کر دے اور باقیماندہ نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قرضہ سونے یا چاندی کی شکل میں یا کسی ایسی جنس کی شکل میں ہو جو ناپ کر یا تول کر بیچی جاتی ہے اور اگر جنس اس قسم کی نہ ہو تو قرض خواہ کے لئے جائز ہے کہ اپنے قرضے کو مقروض سے یا کسی اور شخص سے کمتر مقدار پر صلح کر لے یا بیچ دے جیسا کہ مسئلہ ۲۲۹۷ میں بیان ہو گا۔

۲۱۷۷۔ اگر دو اشخاص کسی چیز پر آپس میں صلح کر لیں تو ایک دوسرے کی رضامندی سے اس صلح کو توڑ سکتے ہیں۔ نیز اگر سودے کے سلسلے میں دونوں کو یا کسی ایک کو سودا فسخ کرنے کا حق دیا گیا ہو تو جس کے پاس حق ہے، وہ صلح کو فسخ کر سکتا ہے۔

۲۱۷۸۔ جب تک خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جدا نہ ہو گئے ہوں وہ سودے کو فسخ کر سکتے ہیں۔ نیز اگر خریدار ایک جانور خریدے تو وہ تین دن تک سودا فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک خریدار خریدی ہوئی جنس کی قیمت تین دن تک ادا نہ کرے اور جنس کو اپنی تحویل میں نہ لے تو جیسا کہ مسئلہ ۲۱۳۲ میں بیان ہو چکا ہے بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے لیکن جو شخص کسی مال پر صلح کرے وہ ان تینوں صورتوں میں صلح فسخ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ لیکن اگر صلح کا دوسرا فریق مصالحت کا مال دینے میں غیر معمولی تاخیر کرے یا یہ شرط رکھی گئی ہو کہ مصالحت کا مال نقد دیا جائے اور دوسرا فریق اس شرط پر عمل نہ کرے تو اس صورت میں صلح فسخ کی جاسکتی ہے۔ اور اسی طرح باقی صورتوں میں بھی جن کا ذکر خرید و فروخت کے احکام میں آیا ہے صلح فسخ کی جاسکتی ہے مگر مصالحت کے دونوں فریقوں میں سے ایک کو نقصان ہو تو اس صورت میں معلوم نہیں کہ سودا فسخ کیا جاسکتا ہے (یا نہیں(

۲۱۷۹۔ جو چیز بذریعہ صلح ملے اگر وہ عیب دار ہو تو صلح فسخ کی جاسکتی ہے لیکن اگر متعلقہ شخص بے عیب اور عیب دار کے مابین قیمت کا فرق لینا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

۲۱۸۰۔ اگر کوئی شخص اپنے مال کے ذریعے دوسرے سے صلح کرے اور اس کے ساتھ شرط ٹھہرائے اور کہے "جس چیز میں نے تم سے صلح کی ہے میرے مرنے کے بعد مثلاً تم اسے وقف کر دو گے" اور دوسرا شخص بھی اس کو قبول کرلے تو ضروری ہے کہ اس شرط پر عمل کرے۔

کرائے کے احکام

۲۱۸۱۔ کوئی چیز کرائے پر دینے والے اور کرائے پر لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہون اور کرایہ لینے یا کرایہ دینے کا کام اپنے اختیاط سے کریں۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے مال میں تصرف کا حق رکھتے ہوں لہٰذا چونکہ سَفِیہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے نہ وہ کوئی چیز کرائے پر لے سکتا ہے اور نہ دے سکتا ہے۔ اسی طرح جو شخص دیوالیہ ہو چکا ہو وہ ان چیزوں کو کرائے پر نہیں دے سکتا جن میں وہ تصرف کا حق نہ رکھتا ہو اور نہ وہ ان میں سے کوئی چیز کرائے پر لے سکتا ہے لیکن اپنی خدمات کو کرائے پر پیش کر سکتا ہے۔

۲۱۸۲۔ انسان دوسرے کی طرف سے وکیل بن کر اس کا مال کرائے پر دے سکتا ہے یا کوئی مال اس کے لئے کرائے پر لے سکتا ہے۔

۲۱۸۳۔ اگر بچے کا سرپرست یا اس کے مال کا منتظم بچے کا مال کرائے پر دے یا بچے کو کسی کا اجیر مقرر کر دے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بچے کے بالغ ہونے کے بعد کی کچھ مدت کو بھی اجارے کی مدت کا حصہ قرار دیا جائے تو بچہ بالغ ہونے کے بعد باقیماندہ اجارہ فسخ کر سکتا ہے اگرچہ صورت یہ ہو کہ اگر بچے کے بالغ ہونے کی کچھ مدت کو اجارہ کی مدت کا حصہ نہ بنایا جاتا تو یہ بچے کے لئے مصلحت کے علی الرغم ہوتا۔ ہاں اگر وہ مصلحت کہ جس کے بارے میں یہ علم ہو کہ شارع مُقدس اس مصلحت کو ترک کرنے پر راضی نہیں ہے اس صورت میں اگر حاکم شرع کی اجازت سے اجارہ وقع ہو جائے تو بچہ بالغ ہونے کے بعد اجارہ فسخ نہیں کر سکتا۔

۲۱۸۴۔ جس نابالغ بچے کا سرپرست نہ ہو اسے مجتہد کی اجازت کے بغیر مزدوری پر نہیں لگایا جاسکتا اور جس شخص کی رسائی مجتہد تک نہ ہو وہ ایک مومن شخص کی اجازت لے کر جو عادل ہو بچے کو مزدوری پر لگا سکتا ہے۔

۲۱۷۵۔ اجارہ دینے والے اور اجارہ لینے والے کے لئے ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں پڑھیں بلکہ اگر کسی چیز کا مالک دوسرے سے کہے کہ میں نے اپنا مال تمہیں اجارے پر دیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا تو اجارہ صحیح ہے بلکہ اگر وہ منہ سے کچھ بھی نہ کہیں اور مالک اپنا مال اجارے کے قصد سے مُستاجِر کو دے اور وہ بھی اجارے کے قصد سے لے تو اجارہ صحیح ہو گا۔

۲۱۸۶۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ اجارے کا صیغہ پڑھے بغیر کوئی کام کرنے کے لئے اجیر بن جائے جونہی وہ کام کرنے میں مشغول ہو گا اجارہ صحیح ہو جائے گا۔

۲۱۸۷۔ جو شخص بول نہ سکتا ہو اگر وہ اشارے سے سمجھا دے کہ اس نے کوئی چیز اجارے پر دی ہے یا اجارے پر لی ہے تو اجارہ صحیح ہے۔

۲۱۸۸۔ اگر کوئی شخص مکان یا دکان یا کشتی یا کمرہ اجارے پر لے اور اس کا مالک یہ شرط لگائے کہ صرف وہ اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو مُستاجِر اسے کسی دوسرے کو استعمال کے لئے اجارے پر نہیں دے سکتا بجز اس کے کہ وہ نیا اجارہ اس طرح ہو کہ اس کے فوائد بھی خود مستاجر سے مخصوص ہوں۔ مثلاً ایک عورت ایک مکان یا کمرہ کرائے پر لے اور بعد میں شادی کر لے اور کمرہ یا مکان اپنی رہائش کے لئے کرائے پر دے دے (یعنی شوہر کو کرائے پر دے کیونکہ بیوی کی رہائش کا انتظام بھی شوہر کی ذمے داری ہے) اور اگر مالک ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو مستاجر دوم کے سپرد کرنے کے لئے احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مالک سے اجازت لے لے لیکن اگر وہ یہ چاہے کہ جتنے کرائے پر لیا ہے اس سے زیادہ کرائے پر دے اگرچہ (کرایہ رقم نہ ہو) دوسری جنس سے ہو تو ضروری ہے کہ اس نے مرمت اور سفیدی وغیرہ کرائی ہو یا اس کی حفاظت کے لئے کچھ نقصان برداشت کیا ہو تو وہ اسے زیادہ کرائے پر دے سکتا ہے۔

۲۱۸۹۔ اگر اجیر مُستاجر سے یہ شرط طے کرے کہ وہ فقط اسی کا کام کرے گا تو بجز اس صورت کے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے اس اجیر کو کسی دوسرے شخص کو بطور اجارہ نہیں دیا جا سکتا اور اگر اجیر ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو اسے دوسرے کو اجارے پر دے سکتا ہے لیکن جو چیز اس کو اجارے پر دے رہا ہے ضروری ہے کہ اس کی قیمت اس اجارے سے زیادہ نہ ہو جو اجیر کے لئے قرار دیا ہے۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص خود کسی کا اجیر بن جائے اور کسی دوسرے شخص کو وہ کام کرنے کے لئے کم اجرت پر رکھ لے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے (یعنی وہ اسے کم اجرت پر نہیں رکھ سکتا) لیکن اگر اس نے کام کی کچھ مقدار خود انجام دی ہو تو پھر دوسرے کو کم اجرت پر بھی رکھ سکتا ہے۔

۲۱۹۰۔ اگر کوئی شخص مکان دکان، کمرے اور کشتی کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً زمین کرائے پر لے اور زمین کا مالک اس سے یہ شرط نہ کرے کہ صرف وہی اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو اگر جتنے کرائے پر اس نے وہ چیز لی ہے اس سے زیادہ کرائے پر دے تو اجارہ صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

۲۱۹۱۔ اگر کوئی شخص مکان یا دکان مثلاً ایک سال کے لئے سو روپیہ کرائے پر لے اور اس کا آدھا حصہ خود استعمال کرے تو دوسرا حصہ سو روپیہ کرائے پر چڑھا سکتا ہے لیکن اگر وہ چاہے کہ مکان یا دکان کا آدھا حصہ اس سے زیادہ کرائے پر چڑھا دے جس پر اس نے خود وہ دکان یا مکان کرائے پر لیا ہے مثلاً ۱۲۰ روپے کرائے پر دے دے تو ضروری ہے کہ اس نے اس میں مرمت وغیرہ کا کام کرایا ہو۔

کرائے پر دیئے جانے والے مال کی شرائط

۲۱۹۲۔ جو مال اجارے پر دیا جائے اس کی چند شرائط ہیں:

۱۔ وہ مال معین ہو۔ لہذا اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے اپنے مکانات میں سے ایک مکان تمہیں کرائے پر دیا تو یہ درست نہیں ہے۔

۲۔ مستاجر یعنی کرائے پر لینے والا اس مال کو دیک لے یا اجارے پر دینے والا شخص اپنے مال کی خصوصیات اس طرح بیان کرے کہ اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہو جائیں۔

۳۔ اجارے پر دیئے جانے والے مال کو دوسرے فریق کے سپرد کرنا ممکن ہو لہذا اس گھوڑے کو اجارے پر دینا جو بھاگ گیا ہو اگر مستاجر اس کو نہ پکڑ سکے تو اجارہ باطل ہے اور اگر پکڑ سکے تو اجارہ صحیح ہے۔

۴۔ اس مال سے استفادہ کرنا اس کے ختم یا کالعدم ہو جانے پر موقوف نہ ہو لہذا روٹی، پھلوں اور دوسری خوردنی اشیاء کو کھانے کے لئے کرائے پر دینا صحیح نہیں ہے۔

۵۔ مال سے وہ فائدہ اٹھانا ممکن ہو جس کے لئے اسے کرائے پر دیا جائے۔ لہذا ایسی زمین کا زراعت کے لئے کرائے پر دینا جس کے لئے بارش کا پانی کافی نہ ہو اور وہ دریا کے پانی سے بھی سیراب نہ ہوتی ہو صحیح نہیں ہے۔

۶۔ جو چیز کرائے پر دی جارہی ہو وہ کرائے پر دینے والے کا اپنا مال ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال کرائے پر دیا جائے تو معاملہ اس صورت میں صحیح ہے کہ جب اس مال کا مالک رضامند ہو۔

۲۱۹۳۔ جس درخت میں ابھی پھل نہ لگا ہو اس کا اس مقصد سے کرائے پر دینا کہ اس کے پھل سے استفادہ کیا جائے گا درست ہے اور اسی طرح ایک جانور کو اس کے دودھ کے لئے کرائے پر دینے کا بھی یہی حکم ہے۔

۲۱۹۴۔ عورت اس مقصد کے لئے اجیر بن سکتی ہے کہ اس کے دودھ سے استفادہ کیا جائے (یعنی کسی دوسرے کے بچے کو اجرت پر دودھ پلا سکتی ہے) اور ضروری نہیں کہ وہ اس مقصد کے لئے شوہر سے اجازت لے لیکن اگر اس کے دودھ پلانے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو تو پھر اس کی اجازت کے بغیر عورت اجیر نہیں بن سکتی۔

کرائے پر دیئے جانے والے مال سے اِستفَادے کی شرائط

۲۱۹۵۔ جس اِستفَادے کے لئے مال کرائے پر دیا جاتا ہے اس کی چار شرطیں ہیں:

۱۔ استفادہ کرنا حلال ہو۔ لہذا دکان کو شراب بیچنے یا شراب ذخیرہ کرنے کے لئے کرائے پر دینا اور حیوان کو شراب کی نقل و حمل کے لئے کرائے پر دینا باطل ہے۔

۲۔ وہ عمل شریعت میں بلا معاوضہ انجام دینا واجب نہ ہو۔ اور احتیاط کی بنا پر اسی قسم کے کاموں میں سے ہے حلال اور حرام کے مسائل سکھانا اور مردوں کی تجہیز و تکفین کرنا۔ لہذا ان کاموں کی اجرت لینا جائز نہیں ہے اور احتیاط کی بنا پر معتبر ہے کہ اس استفادے کہ لئے رقم دینا لوگوں کی نظروں میں فضول نہ ہو۔

۳۔ جو چیز کرائے پر دی جائے اگر وہ کثیر الفَوائد (اور کثیرُ المقاصد) ہو تو جو فائدہ اٹھانے کی مستاجر کو اجازت ہو اسے معین کیا جائے مثلاً ایک ایسا جانور کرائے پر دیا جائے جس پر سواری بھی کی جا سکتی ہو اور مال بھی لادا جا سکتا ہو تو اسے کرائے پر دیتے وقت یہ معین کرنا ضروری ہے کہ مستاجر اسے فقط سواری کے مقصد کے لئے یا فقط بار برداری کے مقصد کے لئے استعمال کر سکتا ہے یا اس سے ہر طرح استفادہ کر سکتا ہے۔

۴۔ استفادہ کرنے کی مدت کا تعین کر لیا جائے۔ اور یہ استفادہ مدت معین کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے مثلاً مکان یا دکان کرائے پر دے کر یا کام کا تعین کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے مثلاً درزی کے ساتھ طے کر لیا جائے کہ وہ ایک معین لباس مخصوص ڈیزائن میں سئے گا۔

۲۱۹۶۔ اگر اجارے کی شروعات کا تعین نہ کیا جائے تو اس کے شروع ہونے کا وقت اجارے کا صیغہ پڑھنے کے بعد سے ہو گا۔

۲۱۹۷۔ مثال کے طور پر اگر مکان ایک سال کے لئے کرائے پر دیا جائے اور معاہدے کی ابتدا کا وقت صیغہ پڑھنے سے ایک مہینہ بعد سے مقرر کیا جائے تو اجارہ صحیح ہے اگرچہ جب صیغہ پڑھا جا رہا ہو وہ مکان کسی دوسرے کے پاس کرائے پر ہو۔

۲۱۹۸۔ اگر اجارے کی مدت کا تعین نہ کیا جائے بلکہ کرائے دار سے کہا جائے کہ جب تک تم اس مکان میں رہو گے دس روپے ماہوار کرایہ دو گے تو اجارہ صحیح نہیں ہے۔

۲۱۹۹۔ اگر مالک مکان، کرائے دار سے کہے کہ میں نے تجھے یہ مکان دس روپے ماہوار کرائے پر دیا یا یہ کہے کہ یہ مکان میں نے تجھے ایک مہینے کے لئے دس روپے کرائے پر دیا اور اس کے بعد بھی تم جتنی مدت اس میں رہو گے اس کا کرایہ دس روپے ماہانہ ہو گا تو اس صورت میں جب اجارے کی مدت کی ابتدا کا تعین کر لیا جائے یا اس کی ابتدا کا علم ہو جائے تو پہلے مہینے کا اجارہ صحیح ہے۔

۲۲۰۰۔ جس مکان میں مسافر اور زائر قیام کرتے ہوں اور یہ علم نہ ہو کہ وہ کتنی مدت تک وہاں رہیں گے اگر وہ مالک مکان سے طے کر لیں کہ مثلاً ایک رات کا ایک روپیہ دیں گے اور مالک مکان اس پر راضی ہو جائے تو اس مکان سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن چونکہ اجارے کی مدت طے نہیں کی گئی لہٰذا پہلی رات کے علاوہ اجارہ صحیح نہیں ہے اور مالک مکان پہلی رات کے بعد جب بھی چاہے انہیں نکال سکتا ہے۔

کرائے کے متفرق مسائل

۲۲۰۱۔ جو مال مُستاجِر اجارے کے طور پر دے رہا ہو ضروری ہے کہ وہ مال معلوم ہو۔ لہٰذا اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین تول کر کیا جاتا ہے مثلاً گیہوں تو ان کا وزن معلوم ہونا ضروری ہے اور اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین گن کر کیا جاتا ہے مثلاً رائج الوقت سکے تو ضروری ہے کہ ان کی تعداد معین ہو اور اگر وہ چیزیں گھوڑے اور بھیڑ کی طرح ہوں تو ضروری ہے کہ کرایہ لینے والا انہیں دیکھ لے مستاجر ان کی خصوصیات بتا دے۔

۲۲۰۲۔ اگر زمین زراعت کے لئے کرائے پر دی جائے اور اس کی اجرت اسی زمین کی پیداوار قرار دی جائے جو اس وقت موجود نہ ہو یا کلی طور پر کوئی چیز اس کے ذمے قرار دے اس شرط پر کہ وہ اسی زمین کی پیداوار سے ادا کی جائے گی تو اجارہ صحیح نہیں ہے اور اگر اجرت (یعنی اس زمین کی پیداوار) اجارہ کرتے وقت موجود ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۲۰۳۔ جس شخص نے کوئی چیز کرائے پر دی ہو وہ اس چیز کو کرایہ دار کی تحویل میں دینے سے پہلے کرایہ مانگنے کا حق نہیں رکھتا نیز اگر کوئی شخص کسی کام کے لئے اجیر بنا ہو تو جب تک وہ کام انجام نہ دے دے اجرات کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا مگر بعض صورتوں میں، مثلاً حج کی ادائیگی کے لئے اجیر جسے عموماً عمل کے انجام دینے سے پہلے اجرت دے دی جاتی ہے (اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے)۔

۲۲۰۴۔ اگر کوئی شخص کرائے پر دی گئی چیز کرایہ دار کی تحویل میں دے دے تو اگرچہ کرایہ دار اس چیز پر قبضہ نہ کرے یا قبضہ حاصل کر لے لیکن اجارہ ختم ہونے تک اس سے فائدہ نہ اٹھائے پھر بھی ضروری ہے کہ مالک کو اجرت ادا کرے۔

۲۲۰۵۔ اگر ایک شخص کوئی کام ایک معین دن میں انجام دینے کے لئے اجیر بن جائے اور اس دن وہ کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے تو جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہے خواہ وہ اس دن اس سے کام نہ لے ضروری ہے کہ اس کی اجرت اسے دے دے۔ مثلاً اگر کسی درزی کو ایک معین دن لباس سینے کے لئے اجیر بنائے اور درزی اس دن کام کرنے پر تیار ہو تو اگرچہ مالک اسے سینے کے لئے کپڑا نہ دے تب بھی ضروری ہے کہ اسے اس کی مزدوری دے دے۔ قطع نظر اس سے کہ درزی بیکار رہا ہو اس نے اپنا یا کسی دوسرے کا کام کیا ہو۔

۲۲۰۶۔ اگر اجارے کی مدت ختم ہو جانے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو مستاجر کے لئے ضروری ہے کہ عام طور پر اس چیز کا جو کرایہ ہوتا ہے مال کے مالک کو دے دے مثلاً اگر وہ ایک مکان سو روپے کرائے پر ایک سال کے لئے لے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اجارہ باطل تھا تو اگر اس مکان کا کرایہ عام طور پر پچاس روپے ہو تو ضروری ہے کہ پچاس

روپے دے اور اگر اس کا کرایہ عام طور پر دو سو روپے ہو تو اگر مکان کرایہ پر دینے والا مالک مکان ہو یا اس کا وکیل مطلق ہو اور عام طور پر گھر کے کرائے کی جو شرح ہو اسے جانتا ہو تو ضروری نہیں ہے کہ مستاجر سو روپے سے زیادہ دے اور اگر اس کے برعکس صورت میں ہو تو ضروری ہے مستاجر دو سو روپے دے نیز اگر اجارے کی کچھ مدت گزرنے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو جو مدت گزر چکی ہو اس پر بھی یہی حکم جاری ہو گا۔

۲۲۰۷۔ جس چیز کو اجارے پر لیا گیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے اور مستاجر نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور اسے غلط طور پر استعمال نہ کیا ہو تو (پھر وہ اس چیز کے تلف ہونے کا) ذمے دار نہیں ہے۔ اسی طرح مثال کے طور پر اگر درزی کو دیا گیا کپڑا تلف ہو جائے تو اگر درزی نے بے احتیاطی نہ کی ہو اور کپڑے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ برتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ اس کا عوض اس سے طلب نہ کرے۔

۲۲۰۸۔ جو چیز کسی کاریگر نے لی ہو اگر وہ اسے ضائع کر دے تو (وہ اس کا) ذمہ دار ہے۔

۲۲۰۹۔ اگر قصاب کسی جانور کا سر کاٹ ڈالے اور اسے حرام کر دے تو خواہ اس نے مزدوری لی ہو یا بلا معاوضہ ذبح کیا ہو ضروری ہے کہ جانور کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔

۲۲۱۰۔ اگر کوئی شخص ایک جانور کرائے پر لے اور معین کرے کہ کتنا بوجھ اس پر لادے گا تو اگر وہ اس پر مُعَیَّنَہ مقدار سے زیادہ بوجھ لادے اور اس وجہ سے جانور مر جائے یا عیب دار ہو جائے تو مستاجر ذمے دار ہے۔ نیز اگر اس نے بوجھ کی مقدار مُعَیَّن نہ کی ہو اور معمول سے زیادہ بوجھ جانور پر لادے اور جانور مر جائے یا عیب دار ہو جائے تب بھی مَستَاجِر ذمے دار ہے اور دونوں صورتوں میں مستاجر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ معمول سے زیادہ اجرت ادا کرے۔

۲۲۱۱۔ اگر کوئی شخص حیوان کو ایسا (نازک) سامان لادنے کے لئے کرائے پر دے جو ٹوٹنے والا ہو اور جانور پھسل جائے یا بھاگ کھڑا ہو اور سامان کو توڑ پھوڑ دے تو جانور کا مالک ذمے دار نہیں ہے۔ ہاں اگر مالک جانور کو معمول سے زیادہ مارے یا ایسی حرکت کرے جس کی وجہ سے جانور گر جائے اور لدا ہوا سامان توڑ دے تو مالک ذمے دار ہے۔

۲۲۱۲۔ اگر کوئی شخص بچے کا ختنہ کرے اور وہ اپنے کام میں کوتاہی یا غلطی کرے مثلاً اس نے معمول سے زیادہ (چمڑا) کاٹا ہو اور وہ بچہ مر جائے یا اس میں کوئی نقص پیدا ہو جائے تو وہ ذمے دار ہے اور اگر اس نے کوتاہی یا غلطی نہ کی ہو اور بچہ ختنہ کرنے سے ہی مر جائے یا اس میں کوئی عیب پیدا ہو جائے چنانچہ اس بات کی تشخیص کے لئے کہ بچے کے لئے نقصان

دہ ہے یا نہیں اس کی طرف رجوع نہ کیا گیا ہو نیز وہ یہ بھی نہ جانتا ہو کہ بچے کو نقصان ہو گا تو اس صورت میں وہ ذمے دار نہیں ہے۔

۲۲۱۳۔ اگر معالج اپنے ہاتھ سے کسی مریض کو دوا دے یا اس کے لئے دوا تیار کرنے کو کہے اور دوا کھانے کی وجہ سے مریض کو نقصان پہنچے یا وہ مر جائے تو معالج ذمہ دار ہے اگرچہ اس نے علاج کرنے میں کوتاہی نہ کی ہو۔

۲۲۱۴۔ جب معالج مریض سے کہہ دے اگر تمہیں کوئی ضرر پہنچا تو میں ذمے دار نہیں ہوں اور پوری احتیاط سے کام لے لیکن اس کے باوجود اگر مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مر جائے تو معالج ذمے دار نہیں ہے۔

۲۲۱۵۔ کرائے پر لینے والا اور جس شخص نے کوئی چیز کرائے پر دی ہو، وہ ایک دوسرے کی رضامندی سے معاملہ فسخ کر سکتے ہیں اور اگر اجارے میں یہ شرط عائد کریں کہ وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک معاملے کو فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے تو وہ معاہدے کے مطابق اجارہ فسخ کر سکتے ہیں۔

۲۲۱۶۔ اگر مال اجارہ پر دینے والے یا مستاجر کو پتا چلے کہ وہ گھاٹے میں رہا ہے تو اگر اجارہ کرنے کے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ نہ تھا کہ وہ گھاٹے میں ہے تو وہ اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۲۱۳۲ میں گزر چکی ہے اجارہ فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر اجارے کے صیغے میں یہ شرط عائد کی جائے کہ اگر ان میں سے کوئی گھاٹے میں بھی رہے گا تو اسے اجارہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہو گا تو پھر وہ اجارہ فسخ نہیں کر سکتے۔

۲۲۱۷۔ اگر ایک شخص کوئی چیز ادھار پر دے اور اس سے پہلے کہ اس کا قبضہ مستاجر کو دے کوئی اور شخص اس چیز کو غصب کر لے تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز اس نے اجارے پر دینے والے کو دی ہو اسے واپس لے سکتا ہے۔ یا (یہ بھی کر سکتا ہے کہ) اجارہ فسخ نہ کرے اور جتنی مدت وہ چیز غاصب کے پاس رہی ہو اس کی عام طور پر جتنی اجرت بنے وہ غاصب سے لے لے لہٰذا اگر مستاجر ایک حیوان کا ایک مہینے کا اجارہ دس روپے کے عوض کرے اور کوئی شخص اس حیوان کو دس دن کے لئے غصب کر لے اور عام طور پر اس کا دس دن کا اجارہ پندرہ روپے ہو تو مستاجر پندرہ روپے غاصب سے لے سکتے ہے۔

۲۲۱۸۔ اگر کوئی دوسرا شخص مستاجر کو اجارہ کردہ چیز اپنی تحویل میں نہ لینے دے یا تحویل میں لینے کے بعد اس پر ناجائز قبضہ کرلے یا اس سے استفادہ کرنے میں حائل ہو تو مستاجر اجارہ فسخ نہیں کر سکتا اور صرف یہ حق رکھتا ہے کہ اس چیز کا عام طور پر جتنا کرایہ بنتا ہو وہ غاصب سے لے لے۔

۲۲۱۹۔ اگر اجارے کی مدت ختم ہونے سے پہلے مالک اپنا مال مستاجر کے ہاتھ بیچ ڈالے تو اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور مستاجر کو چاہئے کہ اس چیز کا کرایہ مالک کو دے اور اگر (مالک مستاجر کے علاوہ) اس (مال) کو کسی اور شخص کے ہاتھ بیچ دے تب بھی یہی حکم ہے۔

۲۲۲۰۔ اگر اجارے کی مدت شروع ہونے سے پہلے جو چیز اجارے پر لی ہے وہ اس استفادے کے قابل نہ رہے جس کا تعین کیا گیا تھا تو اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور مستاجر اجارہ کی رقم مالک سے واپس لے سکتا ہے اور اگر صورت یہ ہو کہ اس مال سے تھوڑا سا استفادہ کیا جا سکتا ہو تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

۲۲۲۱۔ اگر ایک شخص کوئی چیز اجارے پر لے اور وہ کچھ مدت گزرنے کے بعد جو استفادہ مستاجر کے لئے طے کیا گیا ہو اس کے قابل نہ رہے تو باقی ماندہ مدت کے لئے اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور مستاجر گزری ہوئی مدت کا اجارہ "اُجرَۃُ المِثل" یعنی جتنے دن وہ چیز استعمال کی ہو اتنے دنوں کی عام اجرت دے کر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

۲۲۲۲۔ اگر کوئی شخص ایسا مکان کرائے پر دے جس کے مثلاً دو کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ ٹوٹ پھوٹ جائے لیکن اجارے پر دینے والا اس کمرہ کو (مرمت کرکے) اس طرح بنا دے جس میں سابقہ کمرے کے مقابلے میں کافی فرق ہو تو اس کے لئے وہی حکم ہے جو اس سے پہلے والے مسئلے میں بتایا گیا ہے اور اگر اس طرح نہ ہو بلکہ اجارے پر دینے والا اسے فوراً بنا دے اور اس سے استفادہ حاصل کرنے میں بھی قطعاً فرق واقع نہ ہو تو اجارہ باطل نہیں ہوتا۔ اور کرائے دار بھی اجارے کو فسخ نہیں کر سکتا لیکن اگر کمرے کی مرمت میں قدرے تاخیر ہو جائے اور کرائے دار اس سے استفادہ نہ کر پائے تو اس "تاخیر" کی مدت تک کا اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور کرائے دار چاہے تو ساری مدت کا اجارہ بھی فسخ کر سکتا ہے البتہ جتنی مدت اس نے کمرے سے استفادہ کیا ہے اس کی اُجرَۃُ المِثل دے۔

۲۲۲۳۔ اگر مال کرائے پر دینے والا یا مستاجر مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر مکان کا فائدہ صرف اس کی زندگی میں ہی اس کا ہو مثلاً کسی دوسرے شخص نے وصیت کی ہو کہ جب تک وہ (اجارے پر دینے والا) زندہ ہے مکان

کی آمدنی اس کا مال ہو گا تو اگر وہ مکان کرائے پر دے دے اور اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کے مرنے کے وقت سے اجارہ باطل ہے اور اگر موجودہ مالک اس اجارہ کی تصدیق کر دے تو اجارہ صحیح ہے اور جارے پر دینے والے کے موت کے بعد اجارے کی جو مدت باقی ہو گی اس کی اجرت اس شخص کو ملے گی جو موجودہ مالک ہو۔

۲۲۲۴۔ اگر کوئی شخص کسی معمار کو اس مقصد سے وکیل بنائے کہ وہ اس کے لئے کاریگر مہیا کرے تو اگر معمار نے جو کچھ اس شخص سے لے لیا ہے کاریگروں کو اس سے کم دے تو زائد مال اس پر حرام ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ رقم اس شخص کو واپس کر دے لیکن اگر معمار اجیر بن جائے کہ عمارت کو مکمل کر دے گا اور وہ اپنے لئے یہ اختیار حاصل کر لے کہ خود بنائے گا یا دوسرے سے بنوائے گا تو اس صورت میں کہ کچھ کام خود کرے اور باقیماندہ دوسروں سے اس اجرت سے کم پر کروائے جس پر وہ خود اجیر بنا ہے تو زائد رقم اس کے لئے حلال ہو گی۔

۲۲۲۵۔ اگر رنگریز وعدہ کرے کہ مثلاً کپڑا نیل سے رنگے گا تو اگر وہ نیل کے بجائے اسے کسی اور چیز سے رنگ دے تو اسے اجرت لینے کا کوئی حق نہیں۔

جعالہ کے احکام

۲۲۲۶۔ "جعالہ" سے مراد یہ ہے کہ انسان وعدہ کرے کہ اگر ایک کام اس کے لئے انجام دیا جائے گا تو وہ اس کے بدلے کچھ مال بطور انعام دے گا مثلاً یہ کہے کہ جو اس کی گمشدہ چیز بر آمد کرے گا وہ اسے دس روپے (انعام) دے گا تو جو شخص اس قسم کا وعدہ کرے اسے "جاعل" اور جو شخص وہ کام انجام دے اسے "عامل" کہتے ہیں۔ اور اجارہ و جعالے میں بعض لحاظ سے فرق ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اجارے میں صیغہ پڑھنے کے بعد اجیر کے لئے ضروری ہے کہ کام انجام دے۔ اور جس نے اسے اجیر بنایا ہو وہ اجرت کے لئے اس کا مقروض ہو جاتا ہے لیکن جعالہ میں اگرچہ عامل ایک معین شخص ہو تاہم ہو سکتا ہے کہ وہ کام میں مشغول نہ ہو۔ پس جب تک وہ کام انجام نہ دے۔ جاعل اس کا مقروض نہیں ہوتا۔

۲۲۲۷۔ جاعل کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور انعام کا وعدہ اپنے ارادے اور اختیار سے کرے اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو۔ اس بنا پر سفیہ کا جعالہ صحیح نہیں ہے اور بالکل اسی طرح دیوالیہ شخص کا جعالہ ان اموال میں صحیح نہیں ہے جن میں تصرف کا حق نہ رکھتا ہو۔

۲۲۲۸۔ جاعل جو کام لوگوں سے کرانا چاہتا ہو ضروری ہے کہ وہ حرام یا بے فائدہ نہ ہو اور نہ ہی ان واجبات میں سے ہو جن کا بلا معاوضہ بجالانا شرعاً لازم ہو۔ لہٰذا اگر کوئی کہے کہ جو شخص شراب پیئے گا یا رات کے وقت کسی عاقلانہ مقصد کے بغیر ایک تاریک جگہ پر جائے گا یا واجب نماز پڑھے گا میں اسے دس روپے دوں گا تو جعالہ صحیح نہیں ہے۔

۲۲۲۹۔ جس مال کے بارے میں معاہدہ کیا جارہا ہو ضروری نہیں ہے کہ اسے اس کی پوری خصوصیات کا ذکر کرکے معین کیا جائے بلکہ اگر صورت حال یہ ہو کہ کام کرنے والے کو معلوم ہو کہ اس کام کو انجام دینے کے لئے اقدام کرنا حماقت شمار نہ ہوگا تو کافی ہے مثلاً اگر جاعل یہ کہے کہ اگر تم نے اس مال کو دس روپے سے زیادہ قیمت پر بیچا تو اضافی رقم تمہاری ہوگی تو جعالہ صحیح ہے اور اسی طرح اگر جاعل کہے کہ جو کوئی میرا گھوڑا ڈھونڈ کر لائے گا میں اسے گھوڑے میں نصف شراکت یا دس من گیہوں دوں گا تو بھی جعالہ صحیح ہے۔

۲۲۳۰۔ اگر کام کی اجرت مکمل طور پر مبہم ہو مثلاً جاعل یہ کہے کہ جو میرا بچہ تلاش کر دے گا میں اسے رقم دوں گا لیکن رقم کی مقدار کا تعین نہ کرے تو اگر کوئی شخص اس کام کو انجام دے تو ضروری ہے کہ جاعل اسے اتنی اجرت دے جتنی عام لوگوں کی نظروں میں اس عمل کی اجرت قرار پاسکے۔

۲۲۳۱۔ اگر عامل نے جاعل کے قول و قرار سے پہلے ہی وہ کام کر دیا ہو یا قول و قرار کے بعد اس نیت سے وہ کام انجام دے کہ اس کے بدلے رقم نہیں لے گا تو پھر وہ اجرت کا حقدار نہیں۔

۲۲۳۲۔ اس سے پہلے کہ عامل کام شروع کرے جاعل جعالہ کو منسوخ کر سکتا ہے۔

۲۲۳۳۔ جب عامل نے کام شروع کر دیا ہو اگر اس کے بعد جاعل جعالہ منسوخ کرنا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

۲۲۳۴۔ عامل کام کو ادھورا چھوڑ سکتا ہے لیکن اگر کام ادھورا چھوڑنے پر جاعل کو یا جس شخص کے لئے یہ کام انجام دیا جارہا ہے کہ کوئی نقصان پہنچتا ہو تو ضروری ہے کہ کام کو مکمل کرے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ جو کوئی میری آنکھ کا علاج کر دے میں اسے اس قدر معاوضہ دوں گا اور ڈاکٹر اس کی آنکھ کا آپریشن کر دے اور صورت یہ ہو کہ اگر وہ علاج مکمل نہ کرے تو آنکھ میں عیب پیدا ہو جائے تو ضروری ہے کہ اپنا عمل تکمیل تک پہنچائے اور اگر ادھورا چھوڑ دے تو جاعل سے اجرت لینے کا اسے کوئی حق نہیں۔

۲۲۳۵۔ اگر عامل کام ادھورا چھوڑ دے اور وہ کام ایسا ہو جیسے گھوڑا تلاش کرنا کہ جس کے مکمل کئے بغیر جاعل کو کوئی فائدہ نہ ہو تو عامل، جاعل سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر جاعل اجرت کو کام مکمل کرنے سے مشروط کر دے تب بھی یہی حکم ہے۔ مثلاً وہ کہے کہ جو کوئی میر الباس سیئے گا میں اسے دس روپے دوں گا لیکن اگر اس کی مراد یہ ہو کہ جتنا کام کیا جائے گا اتنی اجرت دے گا تو پھر جاعل کو چاہئے کہ جتنا کام ہوا ہو اتنی اجرت عامل کو دے دے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ دونوں مصالحت کے طور پر ایک دوسرے کو راضی کر لیں۔

مَزارعہ کے احکام

۲۲۳۶۔ مُزارعہ کی چند قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ (زمین کا) مالک کاشتکار (مزارع) سے معاہدہ کر کے اپنی زمین اس کے اختیار میں دے تاکہ وہ اس میں کاشت کاری کرے اور پیداوار کا کچھ حصہ مالک کو دے۔

۲۲۳۷۔ مُزاعہ کی چند شرائط ہیں:

ا۔ زمین کا مالک کاشتکار سے کہے کہ میں نے زمین تمہیں کھیتی باڑی کے لئے دی ہے اور کاشتکاری بھی کہے کہ میں نے قبول کی ہے یا بغیر اس کے کہ زبانی کچھ کہیں مالک کاشتکار کو کھیتی باڑی کے ارادے سے زمین دے دے اور کاشتکار قبول کر لے۔

۲۔ زمین کا مالک اور کاشتکار دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور بٹائی کا معاہدہ اپنے ادارے اور اختیار سے کریں اور سفیہ نہ ہوں۔ اور اسی طرح ضروری ہے کہ مالک دیوالیہ نہ ہو۔ لیکن اگر کاشتکار دیوالیہ ہو اور اس کا مزارعہ کرنا ان اموال میں تصرف نہ کہلائے جن میں اسے تصرف کرنا منع تھا تو ایسی صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۳۔ مالک اور کاشتکار میں سے ہر ایک زمین کی پیداوار میں سے کچھ حصہ مثلاً نصف یا ایک تہائی وغیرہ لے لے۔ لہٰذا اگر کوئی بھی اپنے لئے کوئی حصہ مقرر نہ کرے یا مثلاً مالک کہے کہ اس زمین میں کھیتی باڑی کرو اور جو تمہارا جی چاہے مجھے دے دینا تو یہ درست نہیں ہے اور اسی طرح اگر پیداوار کی ایک معین مقدار مثلاً دس من کاشتکار یا مالک کے لئے مقرر کر دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

۴۔ احتیاط کی بنا پر ہر ایک کا حصہ زمین کی پوری پیداوار میں مشترک ہو۔ اگرچہ اظہر یہ ہے کہ یہ شرط معتبر نہیں ہے۔ اسی بنا پر اگر مالک کہے کہ اس زمین میں کھیتی باڑی کرو اور زمین کی پیداوار کا پہلا آدھا حصہ جتنا بھی ہو تمہارا ہو گا اور دوسرا آدھا حصہ میرا تو مزارعہ صحیح ہے۔

۵۔ جتنی مدت کے لئے زمین کاشتکار کے قبضے میں رہنی چاہئے اسے معین کر دیں اور ضروری ہے کہ وہ مدت اتنی ہو کہ اس مدت میں پیداوار حاصل ہونا ممکن ہو اور اگر مدت کی ابتدا ایک مخصوص دن سے اور مدت کا اختتام پیداوار ملنے کو مقرر کر دیں تو کافی ہے۔

۶۔ زمین قابل کاشت ہو۔ اور اگر اس میں ابھی کاشت کرنا ممکن نہ ہو لیکن ایسا کام کیا جا سکتا ہو جس سے کاشت ممکن ہو جائے تو مزارعہ صحیح ہے۔

۷۔ کاشتکار جو چیز کاشت کرنا چاہے، ضروری ہے کہ اس کو معین کر دیا جائے۔ مثلاً معین کرے کہ چاول ہے یا گیہوں، اور اگر چاول ہے تو کونسی قسم کا چاول ہے۔ لیکن اگر کسی مخصوص چیز کی کاشت پیش نظر نہ ہو تو اس کا معین کرنا ضروری نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر کوئی مخصوص چیز پیش نظر ہو اور اس کا علم ہو تو لازم نہیں ہے کہ اس کی وضاحت بھی کرے۔

۸۔ مالک، زمین کو معین کر دے۔ یہ شرط اس صورت میں ہے جبکہ مالک کے پاس زمین کے چند قطعات ہوں اور ان قطعات کے لوازم کاشتکاری میں فرق ہو۔ لیکن اگر ان میں کوئی فرق نہ ہو تو زمین کو معین کرنا لازم نہیں ہے۔ لہٰذا اگر مالک کاشتکار سے کہے کہ زمین کے ان قطعات میں سے کسی ایک میں کھیتی باڑی کرو اور اس قطعہ کو معین نہ کرے تو مزارعہ صحیح ہے۔

۹۔ جو خرچ ان میں سے ہر ایک کو کرنا ضروری ہو اسے معین کر دیں لیکن جو خرچ ہر ایک کو کرنا ضروری ہے ہو اگر اس کا علم ہو تو پھر اس کی وضاحت کرنا لازم نہیں۔

۲۲۳۸۔ اگر مالک کاشتکار سے طے کرے کہ پیداوار کی کچھ مقدار ایک کی ہو گی اور جو باقی بچے گا اسے وہ آپس میں تقسیم کر لیں گے تو مزارعہ باطل ہے اگرچہ انہیں علم ہو کہ اس مقدار کو علیحدہ کرنے کے بعد کچھ نہ کچھ باقی بچ جائے گا۔ ہاں

اگر وہ آپس میں یہ طے کرلیں کہ بیج کی جو مقدار کاشت کی گئی ہے یا ٹیکس کی جو مقدار حکومت لیتی ہے وہ پیداوار سے نکالی جائے گی اور جو باقی بچے گا اسے دونوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا تو مزارعہ صحیح ہے۔

۲۲۳۹۔ اگر مزارعہ کے لئے کوئی مدت معین کی ہو کہ جس میں عموماً پیداوار دستیاب ہو جاتی ہے لیکن اگر اتفاقاً معین مدت ختم ہو جائے اور پیداوار دستیاب نہ ہوئی ہو تو اگر مدت معین کرتے وقت یہ بات بھی شامل تھی یعنی دونوں اس بات پر راضی تھے کہ مدت ختم ہونے کے بعد اگرچہ پیداوار دستیاب نہ ہو مزارعہ ختم ہو جائے گا تو اس صورت میں اگر مالک اس بات پر راضی ہو کہ اجرت پر یا بغیر اجرت فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے اور کاشتکار بھی راضی ہو تو کوئی ھرج نہیں اور اگر مالک راضی نہ ہو تو کاشتکار کو مجبور کر سکتا ہے کہ فصل زمین میں سے کاٹ لے اور اگر فصل کاٹ لینے سے کاشتکار کا کوئی نقصان پہنچے تو لازم نہیں کہ مالک اسے اس کا عوض دے لیکن اگرچہ کاشتکار مالک کو کوئی چیز دینے پر راضی ہو تب بھی وہ مالک کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ فصل اپنی زمین پر رہنے دے۔

۲۲۴۰۔ اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ زمین میں کھیتی باڑی کرنا ممکن نہ ہو مثلاً زمین کا پانی بند ہو جائے تو مزارعہ ختم ہو جاتا ہے اور اگر کاشتکار بلاوجہ کھیتی باڑی نہ کرے تو اگر زمین اس کے تصرف میں رہی ہو اور مالک کا اس میں کوئی تصرف نہ رہا ہو تو ضروری ہے کہ عام شرح کے حساب سے اس مدت کا کرایہ مالک کو دے۔

۲۲۴۱۔ زمین کا مالک اور کاشتکاری ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر مزارعہ (کا معاہدہ) منسوخ نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر مزارعہ کے معاہدے کے سلسلے میں انہوں نے شرط طے کی ہو کہ ان میں سے دونوں کو یا کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہو گا تو جو معاہدہ انہوں نے کر رکھا ہو اس کے مطابق معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر ان دونوں میں سے ایک فریق طے شدہ شرائط کے خلاف عمل کرے تو دوسرا فریق معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔

۲۲۴۲۔ زمین کا مالک اور کاشتکار ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر مزارعہ (کا معاہدہ) منسوخ نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر مزارعہ کے معاہدے کے سلسلے میں انہوں نے شرط طے کی ہو کہ ان میں سے دونوں کو یا کسی یاک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہو گا تو جو معاہدہ انہوں نے کر رکھا ہو اس کے مطابق معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر ان دونوں میں سے ایک فریق طے شدہ شرائط کے خلاف عمل کرے تو دوسرا فریق معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔

۲۲۴۳۔ اگر کاشت کے بعد پتا چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر جو بیج ڈالا گیا ہو وہ مالک کا مال ہو تو جو فصل ہاتھ آئے گی وہ بھی اسی کا مال ہو گی اور ضروری ہے کہ کاشتکاری کی اجرت اور جو کچھ اس نے خرچ کیا ہو اور کاشتکاری کے مملوکہ جن بیلوں اور دوسرے جانوروں نے زمین پر کام کیا ہو ان کا کرایہ کاشتکار کو دے۔ اور اگر بیج کاشتکار کا مال ہو تو فصل بھی اسی کا مال ہے اور ضروری ہے کہ زمین کا کرایہ اور جو کچھ مالک نے خرچ کیا ہو اور ان بیلوں اور دوسرے جانوروں کا کرایہ جو مالک کا مال ہوں اور جنہوں نے اس زراعت پر کام کیا ہو مالک کو دے۔ اور دونوں صورتوں میں عام طور پر جو حق بنتا ہو اگر اس کی مقدار طے شدہ مقدار سے زیادہ ہو اور دوسرے فریق کو اس کا علم ہو تو زیادہ مقدار دینا واجب نہیں۔

۲۲۴۴۔ اگر بیج کاشتکار کا مال ہو اور کاشت کے بعد فریقین کو پتا چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر مالک اور کاشتکار رضامند ہوں کہ اجرت پر یا بلا اجرت فصل زمین پر کھڑی رہے تو کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر مالک راضی نہ ہو تو (علماء کے) ایک گروہ نے کہا ہے کہ فصل پکنے سے پہلے ہی وہ کاشتکار کو مجبور کر سکتا ہے کہ اسے کاٹ لے اور اگرچہ کاشتکار اس بات پر تیار ہو کہ وہ مالک کو کوئی چیز دے دے تب بھی وہ اسے فصل اپنی زمین میں رہنے دینے پر مجبور نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن یہ قول اشکال سے خالی نہیں ہے اور کسی بھی صورت میں مالک کاشتکار کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ کرایہ دے کر فصل اس کی زمین میں کھڑی رہنے دے حتی کہ اس سے زمین کا کرایہ طلب نہ کرے (تب بھی فصل کھڑی رکھنے پر مجبور نہیں کر سکتا)۔

۲۲۴۵۔ اگر کھیت کی پیداوار جمع کرنے اور مزارعہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد کھیت کی جڑیں زمین میں رہ جائیں اور دوسرے سال سرسبز ہو جائیں اور پیداوار دیں تو اگر مالک نے کاشتکار کے ساتھ زراعت کی جڑوں میں اشتراک کا معاہدہ نہ کیا ہو تو دوسرے سال کی پیداوار بیج کے مالک کا مال ہے۔

مُساقات اور مُغارسہ کے احکام

۲۲۴۶۔ اگر انسان کسی کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کرے مثلاً پھل دار درختوں کو جن کا پھل خود اس کا مال ہو یا اس پھل پر اس احتیاط ہو ایک مقررہ مدت کے لئے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دے تا کہ وہ ان کی نگہداشت کرے اور انہیں پانی دے اور جتنی مقدار وہ آپس میں طے کریں اس کے مطابق وہ ان درختوں کا پھل لے لے تو ایسا معاملہ "مُساقات" (آبیاری) کہلاتا ہے۔

۲۲۴۷۔ جو درخت پھل نہیں دیتے اگر ان کی کوئی دوسری پیداوار ہو مثلاً پتے اور پھول ہوں کہ جو کچھ نہ کچھ مالیت رکھتے ہوں مثلاً مہندی (اور پان) کے درخت کہ اس کے پتے کام آتے ہیں، ان کے لئے مساقات کا معاملہ صحیح ہے۔

۲۲۴۸۔ مساقات کے معاملے میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں بلکہ اگر درخت کا مالک مساقات کی نیت سے اسے کسی کے سپرد کردے اور جس شخص کو کام کرنا ہو وہ بھی اسی نیت سے کام میں مشغول ہو جائے تو معاملہ صحیح ہے۔

۲۲۴۹۔ درختوں کا مالک اور جو شخص درختوں کی نگہداشت کی ذمے داری لے ضروری ہے کہ دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں معاملہ کرنے پر مجبور نہ کیا ہو نیز یہ بھی جروری ہے کہ سفیہ نہ ہوں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مالک دیوالیہ نہ ہو۔ لیکن اگر باغبان دیوالیہ ہو اور مساقات کا معاملہ کرنے کی صورت میں ان اموال میں تصرف کرنا لازم نہ آئے جن میں تصرف کرنے سے اسے روکا گیا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۲۵۰۔ مساقات کی مدت معین ہونی چاہئے۔ اور اتنی مدت ہونا ضروری ہے کہ جس میں پیداوار کا دستیاب ہونا ممکن ہو۔ اور اگر فریقین اس مدت کی ابتدا معین کردیں اور اس کا اختتام اس وقت کو قرار دیں جب اس کی پیداوار دستیاب ہو تو معاملہ صحیح ہے۔

۲۲۵۱۔ ضروری ہے ہر فریق کا حصہ پیداوار کا آدھا یا ایک تہائی یا اسی کی مانند ہو اور اگر یہ معاہدہ کریں کہ مثلاً سو من میوہ مالک کا اور باقی کام کرنے والے کا ہو گا تو معاملہ باطل ہے۔

۲۲۵۲۔ لازم نہیں ہے کہ مساقات کا معاملہ پیداوار ظاہر ہونے سے پہلے طے کرلیں۔ بلکہ اگر پیداوار ظاہر ہونے کے بعد معاملہ کریں اور کچھ کام باقی رہ جائے جو کہ پیداوار میں اضافے کے لئے یا اس کی بہتری یا اسے نقصان سے بچانے کے لئے ضروری ہو تو معاملہ صحیح ہے۔ لیکن اگر اس طرح کے کوئی کام باقی نہ رہے ہوں کہ جو آبیاری کی طرح درخت کی پرورش کے لئے ضروری ہیں یا میوہ توڑنے یا اس کی حفاظت جیسے کاموں میں سے باقی رہ جاتے ہیں تو پھر مساقات کے معاملے کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

۲۲۵۳۔ خربوزے اور کھیرے وغیرہ کی بیلوں کے بارے میں مساقات کا معاملہ بنابر اظہر صحیح ہے۔

۲۲۵۴۔ جو درخت بارش کے پانی یا زمین کی نمی سے استفادہ کرتا ہو اور جسے آبپاشی کی ضرورت نہ ہو اگر اسے مثلاً دوسرے ایسے کاموں کی ضرورت ہو جو مسئلہ ۲۲۵۲ میں بیان ہو چکے ہیں تو ان کاموں کے بارے میں مساقات کا معاملہ کرنا صحیح ہے۔

۲۲۵۵۔ دو افراد جنہوں نے مسافات کی ہو باہمی رضامندی سے معاملہ فسخ کرسکتے ہیں اور اگر مساقات کے معاہدے کے سلسلے میں یہ شرط طے کریں کہ ان دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق ہو گا تو ان کے طے کردہ معاہدہ کے مطابق معاملہ فسخ کرنے میں کوئی اشکال نہیں اور اگر مساقات کے معاملے میں کوئی شرط طے کریں اور اس شرط پر عمل نہ ہو تو جس شخص کے فائدے کے لئے وہ شرط طے کی گئی ہو وہ معاملہ فسخ کرسکتا ہے۔

۲۲۵۶۔ اگر مالک ماجائے تو مساقات کا معاملہ فسخ نہیں ہوتا بلکہ اس کے وارث اس کی جگہ پاتے ہیں۔

۲۲۵۷۔ درختوں کی پرورش جس شخص کے سپرد کی گئی ہو اگر وہ مرجائے اور معاہدے میں یہ قید اور شرط عائد نہ کی گئی ہو کہ وہ خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے ورثاء اس کی جگہ لے لیتے ہیں اور اگر ورثاء نہ خود درختوں کی پرورش کا کام انجام دیں اور نہ ہی اس مقصد کے لئے کسی کو اجیر مقرر کریں تو حاکم شرع مردے کے مال سے کسی کو اجیر مقرر کردے گا اور جو آمدنی ہو گی اسے مردے کے ورثاء اور درختوں کے مالک کے مابین تقسیم کردے گا اور اگر فریقین نے معاملے میں یہ قید لگائی ہو کہ وہ شخص خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے مرنے کے بعد معاملہ فسخ ہو جائے گا۔

۲۲۵۸۔ اگر یہ شرط طے کی جائے کہ تمام پیداوار مالک کا مال ہو گی تو مساقات باطل ہے لیکن ایسی صورت میں پیداوار مالک کا مال ہو گا اور جس شخص نے کام کیا ہو وہ اجرت کا مطالبہ نہیں کرسکتا لیکن اگر مساقات کسی اور وجہ سے باطل ہو تو ضروری ہے کہ مالک آبیاری اور دوسرے کام کرنے کی اجرت درختوں کی نگہداشت کرنے والے کو معمول کے مطابق دے لیکن اگر معمول کے مطابق اجرت طے شدہ اجرت سے زیادہ ہو اور وہ اس سے مطلع ہو تو طے شدہ اجرت سے زیادہ دینا لازم نہیں۔

۲۲۸۹۔ "مُغارسہ" یہ ہے کہ کوئی شخص زمین دوسرے کے سپرد کردے تاکہ وہ درخت لگائے اور جو کچھ حاصل ہو وہ دونوں کا مال ہو تو بنابر اظہر یہ معاملہ صحیح ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ ایسے معاملے کو ترک کرے۔ لیکن اس معاملے کے نتیجے پر پہنچنے کے لئے کوئی اور معاملہ انجام دے تو بغیر اشکال کے وہ معاملہ صحیح ہے، مثلاً فریقین کسی طرح باہم صلح اور

اتفاق کرلیں یا نئے درخت لگانے میں شریک ہو جائیں پھر باغبان اپنی خدمات مالک زمین کو بیج بونے، درختوں کی نگہداشت اور آبیاری کرنے کے لئے ایک معین مدت تک زمین کی پیداوار کے نصف فائدے کے عوض کرایہ پر پیش کرے۔

وہ اشخاص جو اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتے

۲۲۶۰۔ جو بچہ بالغ نہ ہوا ہو وہ اپنی ذمے داری اور اپنے مال میں شرعاً تصرف نہیں کر سکتا اگرچہ اچھے اور برے کو سمجھنے میں حد کمال اور رشد تک پہنچ گیا ہو اور سرپرست کی اجازت اس بارے میں کوئی فائدہ نہیں رکھتی۔ لیکن چند چیزوں میں بچے کا تصرف کانا صحیح ہے، ان میں سے کم قیمت والی چیزوں کی خرید و فروخت کرنا ہے جیسے کہ مسئلہ ۲۰۹۰ میں گزر چکا ہے۔ اسی طرح بچے کا اپنے خونی رشتے داروں اور قریبی رشتے داروں کے لئے وصیت کرنا جس کا بیان مسئلہ ۲۷۰۶ میں آئے گا۔ لڑکی میں بالغ ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ نو قمری سال پورے کرلے اور لڑکے کے بالغ ہونے کی علامت تین چیزوں میں سے ایک ہوتی ہے۔

۱۔ ناف کے نیچے اور شرم گاہ سے اوپر سخت بالوں کا اگنا

۲۔ منی کا خارج ہونا۔

۳۔ بنابر مشہور عمر کے پندرہ قمری سال پورے کرنا۔

۲۲۶۱۔ چہرے پر اور ہونٹوں کے اوپر سخت بالوں کا اگنا بعید نہیں کہ بلوغت کی علامت ہو لیکن سینے پر اور بغل کے نیچے بالوں کا اگنا اور آواز کا بھاری ہو جانا اور ایسی ہی دوسری علامات بلوغت کی نشانیاں نہیں ہیں مگر ان کی وجہ سے انسان بالغ ہونے کا یقین کرے۔

۲۲۶۲۔ دیوانہ اپنے مال میں تصرف نہیں سکتا۔ اسی طرح دیوالیہ یعنی وہ شخص جسے اس کے قرض خواہوں کے مطالبے پر حاکم شرع نے اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع کر دیا ہو، قرض خواہوں کی اجازت کے بغیر اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور اسی طرح سفیہ یعنی وہ شخص جو اپنا مال احمقانہ اور فضول کاموں میں خرچ کرتا ہو، سرپرست کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔

۲۲۶۳۔ جو شخص کبھی عاقل اور کبھی دیوانہ ہو جائے اس کا دیوانگی کی حالت میں اپنے مال میں تصرف کرنا صحیح نہیں ہے۔

۲۲۶۴۔ انسان کو اختیار ہے مرض الموت کے عالم میں اپنے آپ پر یا اپنے اہل و عیال اور مہمانوں پر اور ان کاموں پر جو فضول خرچی میں شمار نہ ہوں جتنا چاہے صرف کرے۔ اور اگر اپنے مال کو اس کی (اصل) قیمت پر فروخت کرے یا کرائے پر دے تو کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر مثلاً اپنا مال کسی کو بخش دے یا رائج قیمت سے سستا فروخت کرے تو جتنی مقدار اس نے بخش دی ہے یا جتنی سستی فروخت کی ہے اگر وہ اس کے مال کی ایک تہائی کے برابر یا اس سے کم ہو تو اس کا تصرف کرنا صحیح ہے۔ اور اگر ایک تہائی سے زیادہ ہو تو ورثاء کی اجازت دینے کی صورت میں اس کا تصرف کرنا صحیح ہے اور اگر ورثاء اجازت نہ دیں تو ایک تہائی سے زیادہ میں اس کا تصرف باطل ہے۔

وکالت کے احکام

"وکالت" سے مراد یہ ہے کہ وہ کام جسے انسان خود کرنے کا حق رکھتا ہو، جیسے کوئی معاملہ کرنا۔ اسے دوسرے کے سپرد کردے تا کہ وہ اس کی طرف سے وہ کام انجام دے مثلاً کسی کو اپنا وکیل بنائے تا کہ وہ اس کا مکان بیچ دے یا کسی عورت سے اس کا عقد کر دے۔ لہذا سفیہ چونکہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے وہ مکان بیچنے کے لئے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا۔

۲۲۶۵۔ وکالت میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں بلکہ اگر انسان دوسرے شخص کو سمجھا دے کہ اس نے اسے وکیل مقرر کیا ہے اور وہ بھی سمجھا دے کہ اس نے وکیل بننا قبول کر لیا ہے مثلاً ایک شخص اپنا مال دوسرے کو دے تا کہ وہ اسے اس کی طرف سے بیچ دے اور دوسرا شخص وہ مال لے لے تو وکالت صحیح ہے۔

۲۲۶۶۔ اگر انسان ایک ایسے شخص کو وکیل مقرر کرے جس کی رہائش دوسرے شہر میں ہو اور اس کو وکالت نامہ بھیج دے اور وہ وکالت نامہ قبول کر لے تو اگرچہ وکالت نامہ اسے کچھ عرصے بعد ہی ملے پھر بھی وکالت صحیح ہے۔

۲۲۶۷۔ مُئوَکّل یعنی وہ شخص جو دوسرے کو وکیل بنائے اور وہ شخص جو وکیل بنے ضروری ہے کہ دونوں عاقل ہوں اور (وکیل بنانے اور وکیل بننے کا) اقدام قصد اور اختیار سے کریں اور مُئوَکّلِ کے معاملے میں بلوغ بھی معتبر ہے۔ مگر ان کاموں میں جن کو ممیز بچے کا انجام دینا صحیح ہے۔ (ان میں بلوغ شرط نہیں ہے)۔

۲۲۶۸۔ جو کام انسان انجام نہ دے سکتا ہو یا شرعاً انجام دینا ضروری نہ ہو اسے انجام دینے کے لئے وہ دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔ مثلاً جو شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو چونکہ اسے نکاح کا صیغہ نہیں پڑھنا چاہئے اس لئے وہ صیغہ نکاح پڑھنے کے لئے دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔

۲۲۶۹۔ اگر کوئی شخص اپنے تمام کام انجام دینے کے لئے دوسرے شخص کو وکیل بنائے تو صحیح ہے لیکن اگر اپنے کاموں میں سے ایک کام کرنے کے لئے دوسرے کو وکیل بنائے اور کام کا تعین نہ کرے تو وکالت صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر وکیل کو چند کاموں میں سے ایک کام جس کا وہ خود انتخاب کرے انجام دینے کے لئے وکیل بنائے مثلاً اس کو وکیل بنائے کہ یا اس کا گھر فروخت کرے یا کرائے پر دے تو وکالت صحیح ہے۔

۲۲۷۰۔ اگر (مُئوَکّلِ) وکیل کو معزول کر دے یعنی جو کام اس کے ذمے لگایا ہو اس سے برطرف کر دے تو وکیل اپنی معزولی کی خبر مل جانے کے بعد اس کام کو (مُئوَکّلِ کی جانب سے) انجام نہیں دے سکتا لیکن معزولی کی خبر ملنے سے پہلے اس نے وہ کام کر دیا ہو تو صحیح ہے۔

۲۲۷۱۔ مُئوَکّلِ خواہ موجود نہ ہو وکیل خود کو وکالت سے کنارہ کش کر سکتا ہے۔

۲۲۷۲۔ جو کام وکیل کے سپرد کیا گیا ہو، اس کام کے لئے وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل مقرر نہیں کر سکتا لیکن اگر مُئوَکّلِ نے اسے اجازت دی ہو کہ کسی کو وکیل مقرر کرے تو جس طرح اس نے حکم دیا ہے اسی طرح وہ عمل کر سکتا ہے لہٰذا اگر اس نے کہا ہو کہ میرے لئے ایک وکیل مقرر کرو تو ضروری ہے کہ اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے لیکن از خود کسی کو وکیل مقرر نہیں کر سکتا۔

۲۲۷۳۔ اگر وکیل مُئوَکّلِ کی اجازت سے کسی کو اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے تو پہلا وکیل دوسرے وکیل کو معزول نہیں کر سکتا اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا مُئوَکّلِ کی اسے معزول کر دے تب بھی دوسرے وکیل کی وکالت باطل نہیں ہوتی۔

۲۲۷۴۔ اگر وکیل مُئوَکّلِ کی اجازت سے کسی کو خود اپنی طرف سے وکیل مقرر کرے تو مُئوَکّلِ اور پہلا وکیل اس وکیل کو معزول کر سکتے ہیں اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا معزول ہو جائے تو دوسری وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

۲۲۷۵۔ اگر (مُتَوَکّلِ) کسی کام کے لئے چند اشخاص کو وکیل مقرر کرے اور ان سے کہے کہ ان میں سے ہر ایک ذاتی طور پر اس کام کو کرے تو ان میں سے ہر ایک اس کام کو انجام دے سکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو دوسروں کی وکالت باطل نہیں ہوتی، لیکن اگر یہ کہا ہو کہ سب مل کر انجام دیں تو ان میں سے کوئی تنہا اس کام کو انجام نہیں دے سکتا اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو باقی اشخاص کی وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

۲۲۷۶۔ اگر وکیل یا مُتَوَکّلِ مر جائے تو وکالت باطل ہو جاتی ہے۔ نیز جس چیز میں تصرف کے لئے کسی شخص کو وکیل مقرر کیا جائے اگر وہ چیز تلف ہو جائے مثلاً جس بھیڑ کو بیچنے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کیا گیا ہو اگر وہ بھیڑ مر جائے تو وہ وکالت باطل ہو جائے گی اور اس طرح اگر وکیل یا مُتَوَکّلِ میں سے کوئی ایک ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے حواس ہو جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی۔ لیکن اگر کبھی کبھی دیوانگی یا بے حواسی کا دورہ پڑتا ہو تو وکالت کا باطل ہونا دیوانگی اور بے ہواسی کی مدت میں حتیٰ کہ دیوانگی اور بے حواسی ختم ہونے کے بعد بھی مُطلَقاً محَلِّ اِشکال ہے۔

۲۲۷۷۔ اگر انسان کسی کو اپنے کام کے لئے وکیل مقرر کرے اور اسے کوئی چیز دینا طے کرے تو کام کی تکمیل کے بعد ضروری ہے کہ جس چیز کا دینا طے کیا ہو وہ اسے دیدے۔

۲۲۷۸۔ جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو اس کے لئے اس کا عوض دینا ضروری نہیں۔

۲۲۷۹۔ جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی برتے یا جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس سے تجاوز کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو وہ (وکیل) ذمے دار ہے۔ لہٰذا جس لباس کے لئے اسے کہا جائے کہ اسے بیچ دو اگر وہ اسے پہن لے اور وہ لباس تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

۲۲۸۰۔ اگر وکیل کو مال میں جس تصرف کی اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف کرے مثلاً اسے جس لباس کے بیچنے کے لئے کہا جائے وہ اسے پہن لے اور بعد میں وہ تصرف کرے جس کی اسے اجازت دی گئی ہو تو وہ تصرف صحیح ہے۔

قرض کے احکام

مومنین کو خصوصاً ضرورت مند مومنین کو قرض دینا ان مستحب کاموں میں سے ہے جن کے متعلق احادیث میں کافی تاکید کی گئی ہے۔ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے: "جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو قرض دے اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اور ملائکہ اس پر (خدا کی) رحمت برساتے ہیں اور اگر وہ مقروض سے نرمی برتے تو بغیر حساب کے اور تیزی سے پل صراط پر سے گزر جائے گا اور اگر کسی شخص سے اس کا مسلمان بھائی قرض مانگے اور وہ نہ دے تو بہشت اس پر حرام ہو جاتی ہے"

۲۲۸۱۔ قرض میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں بلکہ اگر ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز قرض کی نیت سے دے اور دوسرا بھی اسی نیت سے لے تو قرض صحیح ہے۔

۲۲۸۲۔ جب بھی مقروض اپنا قرض ادا کرے تو قرض خواہ کو چاہئے کہ اسے قبول کر لے۔ لیکن اگر قرض ادا کرنے کے لئے قرض خواہ کے کہنے سے یا دونوں کے کہنے سے ایک مدت مقرر کی ہو تو اس صورت میں قرض خواہ اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے اپنا قرض واپس لینے سے انکار کر سکتا ہے۔

۲۲۸۳۔ اگر قرض کے صیغے میں قرض کی واپسی کی مدت معین کر دی جائے اور مدت کا تعین مقروض کی درخواست پر ہو یا جانبین کی درخواست پر، قرض خواہ اس معین مدت کے ختم ہونے سے پہلے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر مدت کا تعین قرض خواہ کی درخواست پر ہوا ہو یا قرضے کی واپسی کے لئے کوئی مدت معین نہ کی گئی ہو تو قرض خواہ جب بھی چاہے اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

۲۲۸۴۔ اگر قرض خواہ اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرے اور مقروض قرض ادا کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ فوراً ادا کرے اور اگر ادائیگی میں تاخیر کرے تو گنہگار ہے۔

۲۲۸۵۔ اگر مقروض کے پاس ایک گھر کہ جس میں وہ رہتا ہو اور گھر کے اسباب اور ان لوازمات کہ جن کی اسے ضرورت ہو اور ان کے بغیر اسے پریشانی ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ اسے چاہئے کہ صبر کرے حتی کہ مقروض قرض ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

۲۲۸۶۔ جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ کوئی ایسا کام کاج کر سکتا ہو جو اس کی شایان شان ہو تو احتیاط واجب ہے کہ کام کاج کرے اور اپنا قرض ادا کرے۔ بالخصوص ایسے شخص کے لئے جس کے لئے کام کرنا آسان ہو یا اس کا پیشہ ہی کام کاج کرنا ہو بلکہ اس صورت میں کام کا واجب ہونا قوت سے خالی نہیں۔

۲۲۸۷۔ جس شخص کو اپنا قرض خواہ نہ مل سکے۔ اور مستقبل میں اس کے یا اس کے وارث کے ملنے کی امید بھی نہ ہو تو ضروری ہے کہ وہ قرضے کا مال قرض خواہ کی طرف سے فقیر کو دے دے اور احتیاط کی بنا پر ایسا کرنے کی اجازت شرع سے لے لے اور اگر اس کا قرض خواہ سید نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ قرضے کا مال سید فقیر کو نہ دے۔ لیکن اگر مقروض کو قرض خواہ یا اس کے وارث کے ملنے کی امید ہو تو ضروری ہے کہ انتظار کرے اور اس کو تلاش کرے اور اگر وہ نہ ملے تو وصیت کرے کہ اگر وہ مر جائے اور قرض خواہ یا اس کا وارث مل جائے تو اس کا قرض اس کے مال سے ادا کیا جائے۔

۲۲۸۸۔ اگر کسی میت کا مال اس کے کفن دفن کے واجب اخراجات اور قرض سے زیادہ نہ ہو تو اس کا مال انہی امور پر خرچ کرنا ضروری ہے اور اس کے وارث کو کچھ نہیں ملے گا۔

۲۲۸۹۔ اگر کوئی شخص سونے یا چاندی کے سکے وغیرہ قرض لے اور بعد میں ان کی قیمت کم ہو جائے تو اگر وہ وہی مقدار جو اس نے لی تھی واپس کر دے تو کافی ہے اور اگر ان کی قیمت بڑھ جائے تو لازم ہے کہ اتنی ہی مقدار واپس کرے جو لی تھی لیکن دونوں صورتوں میں اگر مقروض اور قرض خواہ کسی اور بات پر رضامند ہو جائیں تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

۲۲۹۰۔ کسی شخص نے جو مال قرض لیا ہو اگر وہ تلف نہ ہوا ہو اور مال کا مالک اس کا مطالبہ کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقروض وہی مال مالک کو دے دے۔

۲۲۹۱۔ اگر قرض دینے والا شرط عائد کرے کہ وہ جتنی مقدار میں مال دے رہا ہے اس سے زیادہ واپس لے گا مثلاً ایک من گیہوں دے اور شرط عائد کرے کہ ایک من پانچ کیلو واپس لوں گا یا دس انڈے دے اور کہے کہ گیارہ انڈے واپس لوں گا تو یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر طے کرے کہ مقروض اس کے لئے کوئی کام کرے گا یا جو چیز لی ہو وہ کسی دوسری جنس کی کچھ مقدار کے ساتھ واپس کرے گا مثلاً طے کرے کہ (مقروض نے) جو ایک روپیہ لیا ہے واپس کرتے وقت اس کے ساتھ ماچس کی ایک ڈبیہ بھی دے تو یہ سود ہو گا اور حرام ہے۔ نیز اگر مقروض کے ساتھ شرط کرے کہ جو چیز وہ

قرض لے رہا ہے اسے ایک مخصوص طریقے سے واپس کرے گا مثلاً ان گھڑے سونے کی کچھ مقدار اسے دے اور شرط کرے کہ گھڑا ہوا سونا واپس کرے گا تب بھی یہ سود اور حرام ہو گا البتہ اگر قرض خواہ کوئی شرط نہ لگائے بلکہ مقروض خود قرضے کی مقدار سے کچھ زیادہ واپس دے تو کوئی اشکال نہیں بلکہ (ایسا کرنا) مستحب ہے۔

۲۲۹۲۔ سود دینا سود لینے کی طرح حرام ہے لیکن جو شخص سود پر قرض لے ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اگرچہ اولی یہ ہے کہ اس میں تصرف نہ کرے اور اگر صورت یہ ہو کہ طرفین نے سود کا معاہدہ نہ بھی کیا ہو تا اور رقم کا مالک اس بات پر راضی ہو تا کہ قرض لینے والا اس رقم میں تصرف کر لے تو مقروض بغیر کسی اشکال کے اس رقم میں تصرف کر سکتا ہے۔

۲۲۹۳۔ اگر کوئی شخص گیہوں یا اسی جیسی کوئی چیز سودی قرضے کے طور پر لے اور اس کے ذریعے کاشت کرے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ پیداوار کا مالک ہو جاتا ہے اگرچہ اولٰی یہ ہے کہ اس سے جو پیداوار حاصل ہو اس میں تصرف نہ کرے۔

۲۲۹۴۔ اگر ایک شخص کوئی لباس خریدے اور بعد میں اس کی قیمت کپڑے کے مالک کو سودی رقم سے یا ایسی حلال رقم سے جو سودی قرضے پر لی گئی رقم کے ساتھ مخلوط ہو گئی ہو ادا کرے تو اس لباس کے پہننے یا اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں لیکن اگر بیچنے والے سے کہے کہ میں یہ لباس اس رقم سے خرید رہا ہوں تو اس لباس کو پہننا حرام ہے اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم نماز گزار کے لباس کے احکام میں گزر چکا ہے۔

۲۲۹۵۔ اگر کوئی شخص کسی تاجر کو کچھ رقم دے اور دوسرے شہر میں اس تاجر سے کم رقم لے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اسے "صَرفِ براءت" کہتے ہیں۔

۲۲۹۶۔ اگر کوئی شخص کسی کو کچھ رقم اس شرط پر دے کہ چند دن بعد دوسرے شہر میں اس سے زیادہ لے گا مثلاً ۹۹۰ روپے دے اور دس دن بعد دوسرے شہر میں اس کے بدلے ایک ہزار روپے لے تو اگر یہ رقوم (یعنی ۹۹۰ اور ہزار روپے) مثال کے طور پر سونے یا چاندی کی بنی ہوں تو یہ سود اور حرام ہے لیکن جو شخص زیادہ لے رہا ہو اگر وہ اضافے کے مقابلے میں کوئی جنس دے یا کوئی کام کر دے تو پھر اشکال نہیں تاہم وہ عام رائج نوٹ جنہیں گن کر شمار کیا جاتا ہو اگر انہیں زیادہ لیا جائے تو کوئی اشکال نہیں ماسوا اس صورت کے کہ قرض دیا ہو اور زیادہ کی ادائیگی کی شرط لگائی ہو تو اس

صورت میں حرام ہے یا ادھار پر بیچے اور جنس اور اس کا عوض ایک ہی جنس سے ہوں تو اس صورت میں معاملے کا صحیح ہونا اشکال سے خالی نہیں ہے۔

۲۲۹۷۔ اگر کسی شخص نے کسی سے کچھ قرض لینا ہو اور وہ چیز سونا یا چاندی یا ناپی یا تولی جانے والی جنس نہ ہو تو وہ شخص اس چیز کو مقروض یا کسی اور کے پاس کم قیمت پر بیچ کر اس کی قیمت نقد وصول کر سکتا ہے۔ اسی بنا پر موجودہ دور میں جو چیک اور ہنڈیاں قرض خواہ مقروض سے لیتا ہے انہیں وہ بنک کے پاس یا کسی دوسرے شخص کے پاس اس سے کم قیمت پر۔ جسے عام طور پر بھاو گرنا کہتے ہیں۔ بیچ سکتا ہے اور باقی رقم نقد لے سکتا ہے کیونکہ رائج الوقت نوٹوں کا لین دین ناپ تول سے نہیں ہوتا۔

حوالہ دینے کے احکام

۲۲۹۸۔ اگر کوئی شخص اپنے قرض خواہ کو حوالہ دے کہ وہ اپنا قرض ایک اور شخص سے لے لے اور قرض خواہ اس بات کو قبول کر لے تو جب " حوالہ " ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر بعد میں آئے گا مکمل ہو جائے تو جس شخص کے نام حوالہ دیا گیا ہے وہ مقروض ہو جائے گا اور اس کے بعد قرض خواہ پہلے مقروض سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

۲۲۹۹۔ مقروض اور قرض خواہ اور جس شخص کا حوالہ دیا جا سکتا ہو ضروری ہے کہ سب بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو نیز ضروری ہے کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال احمقانہ اور فضول کاموں میں خرچ نہ کرتے ہوں اور یہ بھی معتبر ہے کہ مقروض اور قرض خواہ دیوالیہ نہ ہوں۔ ہاں اگر حوالہ ایسے شخص کے نام ہو جو پہلے سے حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو تو اگرچہ حوالہ دینے والا دیوالیہ بھی ہو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۳۰۰۔ ایسے شخص کے نام حوالہ دینا جو مقروض نہ ہو اس صورت میں صحیح نہیں ہے جب وہ حوالہ قبول نہ کرے۔ نیز اگر کوئی شخص چاہے کہ جو شخص ایک جنس کے لئے اس کا مقروض ہے اس کے نام دوسری جنس کا حوالہ لکھے۔ مثلاً جو شخص جَو کا مقروض ہو اس کے نام گیہوں کا حوالہ لکھے تو جب تک وہ شخص قبول نہ کرے حوالہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حوالہ دینے کی تمام صورتوں میں ضروری ہے کہ جس شخص کے نام حوالہ کیا جا رہا ہے وہ حوالہ قبول کرے اور اگر قبول نہ کرے تو بنا بر اظہر) حوالہ) صحیح نہیں ہے۔

۲۳۰۱۔ انسان جب حوالہ دے تو ضروری ہے کہ وہ اس وقت مقروض ہو لہٰذا اگر وہ کسی سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک اس سے قرض نہ لے لے اسے کسی کے نام کا حوالہ نہیں دے سکتا تاکہ جو قرض اسے بعد میں دینا ہو وہ پہلے ہی اس شخص سے وصول کر لے۔

۲۳۰۲۔ حوالہ کی جنس اور مقدار فی الواقع معین ہونا ضروری ہے پس اگر حوالہ دینے والا کسی شخص کا دس من گیہوں اور دس روپے کا مقروض ہو اور قرض خواہ کو حوالہ دے کہ ان دونوں قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے لے لو اور اس قرضے کو معین نہ کرے تو حوالہ درست نہیں ہے۔

۲۳۰۳۔ اگر قرض واقعی معین ہو لیکن حوالہ دینے کے وقت مقروض اور قرض خواہ کو اس کی مقدار یا جنس کا علم نہ ہو تو حوالہ صحیح ہے مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے کا قرضہ رجسٹر میں لکھا ہو اور رجسٹر دیکھنے سے پہلے حوالہ دے دے اور بعد میں رجسٹر دیکھے اور قرض خواہ کو قرضے کی مقدار بتا دے تو حوالہ صحیح ہو گا۔

۲۳۰۴۔ قرض خواہ کو اختیاط ہے کہ حوالہ قبول نہ کرے اگرچہ جس کے نام کا حوالہ دیا جائے وہ دولت مند ہو اور حوالہ کے ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے۔

۲۳۰۵۔ جو شخص حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو اگر حوالہ قبول کرے تو اظہر یہ ہے کہ حوالہ ادا کرنے سے پہلے حوالہ دینے والے سے حوالے کی مقدار کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ مگر یہ کہ جو قرض جس کے نام حوالہ دیا گیا ہے اس کی مدت معین ہو اور ابھی وہ مدت ختم نہ ہوئی ہو تو اس صورت میں وہ مدت ختم ہونے سے پہلے حوالے دینے والے سے حوالے کی مقدار کا مطالبہ نہیں کر سکتا اگرچہ اس نے ادائیگی کر دی ہو اور اسی طرح اگر قرض خواہ اپنے قرض سے تھوڑی مقدار پر صلح کرے تو وہ حوالہ دینے والے سے فقط (تھوڑی) مقدار کا ہی مطالبہ کر سکتا ہے۔

۲۳۰۶۔ حوالہ کی شرائط پوری ہونے کے بعد حوالہ دینے والا اور جس کے نام حوالہ دیا جائے حوالہ منسوخ نہیں کر سکتے اور وہ شخص جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہے حوالہ کے وقت فقیر نہ ہو تو اگرچہ وہ بعد میں فقیر ہو جائے تو قرض خواہ بھی حوالے کو منسوخ نہیں کر سکتا ہے۔ یہی حکم اس وقت ہے جب (وہ شخص جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو) حوالہ دینے کے وقت فقیر ہو اور قرض خواہ جانتا ہو کہ وہ فقیر ہے لیکن اگر قرض خواہ کو علم نہ ہو کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے تو

اگر اس وقت وہ شخص مالدار نہ ہوا ہو قرض خواہ حوالہ منسوخ کر کے اپنا قرض حوالہ دینے والے سے لے سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ مالدار ہو گیا ہو تو معلوم نہیں کہ معاملے کو فسخ کر سکتا ہے (یا نہیں)۔

۲۳۰۷۔ اگر مقروض اور قرض خواہ اور جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو یا ان میں سے کسی ایک نے اپنے حق میں حوالہ منسوخ کرنے کا معاہدہ کیا ہو تو جو معاہدہ انہوں نے کیا ہو اس کے مطابق وہ حوالہ منسوخ کر سکتے ہیں۔

۲۳۰۸۔ اگر حوالہ دینے والا خود قرض خواہ کا قرضہ ادا کر دے یہ کام اس شخص کی خواہش پر ہوا ہو جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو جبکہ وہ حوالہ دینے والے کا مقروض بھی ہو تو وہ جو کچھ دیا ہو اس سے لے سکتا ہے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر ادا کیا ہو یا وہ حوالہ دہندہ کا مقروض نہ ہو تو پھر اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ اس سے نہیں کر سکتا۔

رہن کے احکام

۲۳۰۹۔ رہن یہ ہے کہ انسان قرض کے بدلے اپنا مال یا جس مال کے لئے ضامن بنا ہو وہ مال کسی کے پاس گروی رکھوائے کہ اگر رہن رکھوانے والا قرضہ نہ لوٹا سکے یا رہن نہ چھڑا سکے تو رہن لینے والا شخص اس کو عوض اس مال سے لے سکے۔

۲۳۱۰۔ رہن میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں ہے بلکہ اتنا کافی ہے کہ گروی دینے والا اپنا مال گروی رکھنے کی نیت سے گروی لینے والے کو دے دے اور وہ اسی نیت سے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

۲۳۱۱۔ ضروری ہے کہ گروی رکھوانے والا اور گروی رکھنے والا بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے کے لئے مجبور نہ کیا ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ مال گروی رکھوانے والا دیوالیہ اور سفیہ نہ ہو۔ دیوالیہ اور سفیہ کے معنی مسئلہ ۲۲۶۲ میں بتائے جا چکے ہیں۔ اور اگر دیوالیہ ہو لیکن جو مال وہ گروی رکھوا رہا ہے اس کا اپنا مال نہ ہو یا ان اموال میں سے نہ ہو جس کے تصرف کرنے سے منع کیا گیا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۳۱۲۔ انسان وہ مال گروی رکھ سکتا ہے جس میں وہ شرعاً تصرف کر سکتا ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال اس کی اجازت سے گروی رکھ دے تو بھی صحیح ہے۔

۲۳۱۳۔ جس چیز کو گروی رکھا جارہا ہو ضروری ہے کہ اس کی خرید و فروخت صحیح ہو۔ لہٰذا اگر شراب یا اس جیسی چیز گروی رکھی جائے تو درست نہیں ہے۔

۲۳۱۴۔ جس چیز کو گروی رکھا جارہا ہے اس سے جو فائدہ ہو گا وہ اس چیز کے مالک کی ملکیت ہو گا خواہ وہ گروی رکھوانے والا ہو یا کوئی دوسرا شخص ہو۔

۲۳۱۵۔ گروی رکھنے والے نے جو مال بطور گروی لیا ہو اس مال کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر خواہ گروی رکھوانے والا ہو یا کوئی دوسرا شخص کسی دوسرے کی ملکیت میں نہیں دے سکتا۔ مثلاً نہ وہ کسی دوسرے کو وہ مال بخش سکتا ہے نہ کسی کو بیچ سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس مال کو کسی کو بخش دے یا فروخت کر دے اور مالک بعد میں اجازت دے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۳۱۶۔ اگر گروی رکھنے والا اس مال کو جو اس نے بطور گروی لیا ہو اس کے مالک کی اجازت سے بیچ دے تو مال کی طرح اس کی قیمت گروی نہیں ہو گی۔ اور یہی حکم ہے اگر مالک کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور مالک بعد میں اجازت دے (یعنی اس مال کی جو قیمت وصول کی جائے وہ اس مال کی طرح گروی نہیں ہو گی)۔ لیکن اگر گروی رکھوانے والا اس چیز کو گروی رکھنے والے کی اجازت سے بیچ دے تا کہ اس کی قیمت کو گروی قرار دے تو ضروری ہے کہ مالک کی اجازت سے بیچ دے اور اس کی مخالفت کرنے کی صورت میں معاملہ باطل ہے۔ مگر یہ کہ گروی رکھنے والے نے اس کی اجازت دی ہو (تو پھر معاملہ صحیح ہے)۔

۲۳۱۷۔ جس وقت مقروض کو قرض ادا کر دینا چاہئے اگر قرض خواہ اس وقت مطالبہ کرے اور مقروض ادائیگی نہ کرے تو اس صورت میں جب کہ قرض خواہ مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ اس کے مال سے وصول کرنے کا احتیاط رکھتا ہو وہ گروی لئے ہوئے مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے۔ اور اگر احتیاط نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے لازم ہے کہ مقروض سے اجازت لے اور اگر اس تک پہنچ نہ ہو تو ضروری ہے کہ حاکم شرع سے اس مال کو بیچ کر اس کی قیمت سے اپنا قرضہ وصول کرنے کی اجازت لے اور دونوں صورتوں میں اگر قرضے سے زیادہ قیمت وصول ہو تو ضروری ہے کہ زائد مال مقروض کو دیدے۔

۲۳۱۸۔ اگر مقروض کے پاس اس مکان کے علاوہ جس میں وہ رہتا ہو اور اس سامان کے علاوہ جس کی اسے ضرورت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن مقروض نے جو مال بطور گروی دیا ہو اگرچہ وہ مکان اور سامان ہی کیوں نہ ہو قرض خواہ اسے بیچ کر اپنا قرض وصول کر سکتا ہے۔

ضمانت کے احکام

۲۳۱۹۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضہ ادا کرنے کے لئے ضامن بننا چاہے تو اس کا ضامن بننا اس وقت صحیح ہو گا جب وہ کسی لفظ سے اگرچہ وہ عربی زبان میں نہ ہو یا کسی عمل سے قرض خواہ کو سمجھا دے کہ میں تمہارے قرض کی ادائیگی کے لئے ضامن بن گیا ہوں اور قرض خواہ بھی اپنی رضامندی کا اظہار کر دے اور (اس سلسلے میں) مقروض کا رضامند ہونا شرط نہیں ہے۔

۲۳۲۰۔ ضامن اور قرض خواہ دونوں کے لئے ضروری ہے بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے پر مجبور نہ کیا ہو نیز ضروری ہے کہ وہ سفیہ بھی نہ ہوں اور اسی طرح ضروری ہے کہ قرض خواہ دیوالیہ نہ ہو، لیکن یہ شرائط مقروض کے لئے نہیں ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بچے، دیوانے یا سفیہ کا قرض ادا کرنے کے لئے ضامن بنے تو ضمانت صحیح ہے۔

۲۳۲۱۔ جب کوئی شخص ضامن بننے کے لئے کوئی شرط رکھے مثلاً یہ کہے کہ "اگر مقروض تمہارا قرض ادا نہ کرے تو میں تمہارا قرض ادا کروں گا" تو اس کے ضامن ہونے میں اشکال ہے۔

۲۳۲۲۔ انسان جس شخص کے قرض کی ضمانت دے رہا ہے ضروری ہے کہ وہ مقروض ہو لہٰذا اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک وہ قرض نہ لے لے اس وقت تک کوئی شخص اس کا ضامن نہیں بن سکتا۔

۲۳۲۳۔ انسان اسی صورت میں ضامن بن سکتا ہے جب قرض، قرض خواہ اور مقروض (یہ تینوں) فی والوقع معین ہوں لہٰذا اگر دو اشخاص کسی ایک شخص کے قرض خواہ ہوں اور انسان کہے کہ میں تم میں سے ایک کا قرض ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کو معین نہیں کیا کہ وہ ان میں سے کس کا قرض ادا کرے گا اس لئے اس کا ضامن بننا باطل ہے۔ نیز اگر کسی کو دو اشخاص سے قرض وصول کرنا ہو اور کوئی شخص کہے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرض تمہیں ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے بات کو معین نہیں کیا کہ دونوں میں سے کس کا قرضہ ادا کرے گا اس لئے اس کا

ضامن بننا باطل ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی نے ایک دوسرے شخص سے مثال کے طور پر دس من گیہوں اور دس روپے لینے ہوں اور کوئی شخص کہے کہ میں تمہارے دونوں قرضوں میں سے ایک کی ادائیگی کا ضامن ہوں اور اس چیز کو معین نہ کرے کہ وہ گیہوں کے لئے ضامن ہے یا روپوں کے لئے تو یہ ضمانت صحیح نہیں ہے۔

۲۳۲۴۔ اگر قرض خواہ اپنا قرض ضامن کو بخش دے تو ضامن مقروض سے کوئی چیز نہیں لے سکتا اور اگر وہ قرضے کی کچھ مقدار اسے بخش دے تو وہ (مقروض سے) اس مقدار کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

۲۳۲۵۔ اگر کوئی شخص کسی کا قرضہ ادا کرنے کے لئے ضامن بن جائے تو پھر وہ ضامن ہونے سے مکر نہیں سکتا۔

۲۳۲۶۔ احتیاط کی بنا پر ضامن اور قرض خواہ یہ شرط نہیں کر سکتے کہ جس وقت چاہیں ضامن کی ضمانت منسوخ کر دیں۔

۲۳۲۷۔ اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے کے قابل ہو تو خواہ وہ (ضامن) بعد میں دیوالیہ ہو جائے قرض خواہ اس کی ضمانت منسوخ کر کے پہلے مقروض سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اور اسی طرح اگر ضمانت دیتے وقت ضامن قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو لیکن قرض خواہ یہ بات جانتے ہوئے اس کے ضامن بننے پر راضی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے۔

۲۳۲۸۔ اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور قرض خواہ صورت حال سے لا علم ہونے کی بنا پر اس کی ضمانت منسوخ کرنا چاہے تو اس میں اشکال ہے خصوصاً اس صورت میں جب کہ قرض خواہ کے اس امر کی جانب متوجہ ہونے سے پہلے ضامن قرضے کی ادائیگی پر قادر ہو جائے۔

۲۳۲۹۔ اگر کوئی شخص مقروض کی اجازت کے بغیر اس کا قرضہ ادا کرنے کے لئے ضامن بن جائے تو وہ قرضہ ادا کرنے پر مقروض سے کچھ نہیں لے سکتا۔

۲۳۳۰۔ اگر کوئی شخص مقروض کی اجازت سے اس کے قرضے کی ادائیگی کا ضامن بن جائے تو جس مقدار کے لئے ضامن بنا ہو۔ اگرچہ اسے ادا کرنے سے پہلے۔ مقروض سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ لیکن جس جنس کے لئے وہ مقروض تھا اس کی بجائے کوئی اور جنس قرض خواہ کو دے تو جو چیز دی ہو اس کا مطالبہ مقروض سے نہیں کر سکتا مثلاً اگر مقروض کو

دس من گیہوں دینی ہو اور ضامن دس من چاول دے دے تو ضامن مقروض سے دس من چاول کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر مقروض خود چاول دینے پر رضامند ہو جائے تو پھر کوئی اشکال نہیں۔

کَفالَت کے احکام

۲۳۳۱۔ "کَفالَت" سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ذمہ لے کہ جس وقت قرض خواہ چاہے گا وہ مقروض کر اس کے سپرد کر دے گا۔ اور جو شخص اس قسم کی ذمے داری قبول کرے اسے کفیل کہتے ہیں۔

۲۳۳۲۔ کَفالَت اس وقت صحیح ہے جب کفیل کوئی سے الفاظ میں خواہ عربی زبان کے نہ بھی ہوں یا کسی عمل سے قرض خواہ کو یہ بات سمجھا دے کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ جس وقت تم چاہو گے میں مقروض کو تمہارے حوالے کر دوں گا اور قرض خواہ بھی اس بات کو قبول کرلے۔ اور احتیاط کی بنا پر کَفالَت کے صحیح ہونے کے لئے مقروض کی رضامندی بھی مُعتَبَر ہے۔ بلکہ احتیاط یہ ہے کہ کَفالَت کے معاملے میں اسے طرح مقروض کو بھی ایک فریق ہونا چاہے یعنی مقروض اور قرض خواہ دونوں کَفالَت کو قبول کریں۔

۲۳۳۳۔ کفیل کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور اسے کفیل بننے پر مجبور نہ کیا گیا ہو اور وہ اس بات پر قادر ہو کہ جس کا کفیل بنے اسے حاضر کر سکے اور اسی طرح اس صورت میں جب مقروض کو حاضر کرنے کے لئے کفیل کو اپنا مال خرچ کرنا پڑے تو ضروری ہے کہ وہ سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو۔

۲۳۳۴۔ ان پانچ چیزوں میں سے کوئی ایک کفالت کو کالعدم کر دیتی ہے:

۱۔ کفیل مقروض کو قرض خواہ کے حوالے کر دے یا وہ خود اپنے آپ کو قرض خواہ کے حوالے کر دے۔

۲۔ قرض خواہ کا قرضہ ادا کر دیا جائے۔

۳۔ قرض خواہ اپنے قرضے سے دستبردار ہو جائے۔ یا اسے کسی دوسرے کے حوالے کر دے۔

۴۔ مقروض یا کفیل میں سے ایک مر جائے۔

۵۔ قرض خواہ کفیل کو کفالت سے بَرِیُّالذِّمَّہ قرار دے دے۔

۲۳۳۵۔ اگر کوئی شخص مقروض کو قرض خواہ سے زبردستی آزاد کرادے اور قرض خواہ کی پہنچ مقروض تک نہ ہو سکے تو جس شخص نے مقروض کو آزاد کرایا ہو ضروری ہے کہ وہ مقروض کو قرض خواہ کے حوالے کر دے یا اس کا قرض ادا کرے۔

امانت کے احکام

۲۳۳۶۔ اگر ایک شخص کوئی مال کسی کو دے اور کہے کہ یہ تمہارے پاس امانت رہے گا اور وہ بھی قبول کرے یا کوئی لفظ کہے بغیر مال کا مالک اس شخص کو سمجھادے کہ وہ اسے مال رکھوالی کے لئے دے رہا ہے اور وہ بھی رکھوالی کے مقصد سے لے لے تو ضروری ہے امانت داری کے ان احکام کے مطابق عمل کرے جو بعد میں بیان ہوں گے۔

۲۳۳۷۔ ضروری ہے کہ امانت دار اور وہ شخص جو مال بطور امانت دے دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو لہذا اگر کوئی شخص کسی مال کو دیوانے یا بچے کے پاس امانت کے طور پر رکھے یا دیوانہ یا بچہ کوئی مال کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھے تو صحیح نہیں ہے ہاں سمجھ دار بچہ کسی دوسرے کے مال کو اس کی اجازت سے کسی کے پاس امانت رکھے تو جائز ہے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ کہ امانت رکھوانے والا سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو لیکن اگر دیوالیہ ہو تاہم جو مال اس نے امانت کے طور پر رکھوایا ہو وہ اس مال میں سے نہ ہو جس میں اسے تصرف کرنے سے منع کیا گیا ہے تو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ نیز اس صورت میں کہ جب مال کی حفاظت کرنے کے لئے امانت دار کو اپنا مال خرچ کرنا پڑے تو ضروری ہے کہ وہ سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو۔

۲۳۳۸۔ اگر کوئی شخص بچے سے کوئی چیز اس کے مالک کی اجازت کے بغیر بطور امانت قبول کرلے تو ضروری ہے کہ وہ چیز اس کے مالک کو دے دے اور اگر وہ چیز خود بچے کا مال ہو تو لازم ہے کہ وہ چیز بچے کے سرپرست تک پہنچادے اور اگر وہ مال ان لوگوں کے پاس پہنچانے سے پہلے تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے مگر اس ڈر سے کہ خدا نخواستہ تلف ہو جائے اس مال کو اس کے مالک تک پہنچانے کی نیت سے لیا ہو تو اس صورت میں اگر اس نے مال کی حفاظت کرنے اور اسے مالک تک پہنچانے میں کوتاہی نہ کی ہو تو وہ ضامن نہیں ہے اور اگر امانت کے طور پر مال دینے والا دیوانہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

۲۳۳۹۔ جو شخص امانت کی حفاظت نہ کر سکتا ہو اگر امانت رکھوانے والا اس کی اس حالت سے باکبر نہ ہو تو ضروری ہے کہ وہ شخص امانت قبول نہ کرے۔

۲۳۴۰۔ اگر انسان صاحب مال کو سمجھائے کہ وہ اس کے مال کی حفاظت کے لئے تیار نہیں اور اس مال کو امانت کے طور پر قبول نہ کرے اور صاحب مال پھر بھی مال چھوڑ کر چلا جائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو جس شخص امانت قبول نہ کی ہو وہ ذمے دار نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس مال کی حفاظت کرے۔

۲۳۴۱۔ جو شخص کسی کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھوائے وہ امانت کو جس وقت چاہے منسوخ کر سکتا ہے اور اسی طرح امین بھی جب چاہے اسے منسوخ کر سکتا ہے۔

۲۳۴۲۔ اگر کوئی شخص امانت کی نگہداشت ترک کر دے اور امانت داری منسوخ کر دے تو ضروری ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے مال اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا سرپرست کو پہنچا دے یا انہیں اطلاع دے کہ وہ مال کی (مزید) نگہداشت کے لئے تیار نہیں ہے اور اگر وہ بغیر عذر کے مال ان تک نہ پہنچائے یا اطلاع نہ دے اور مال تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

۲۳۴۳۔ جو شخص امانت قبول کرے اگر اس کے پاس اسے رکھنے کے لئے مناسب جگہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کے لئے مناسب جگہ حاصل کرے اور امانت کی اس طرح نگہداشت کرے کہ یہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے نگہداشت میں کوتاہی کی ہے اور اگر وہ اس کام میں کوتاہی کرے اور امانت تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

۲۳۴۴۔ جو شخص امانت قبول کرے اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور نہ ہی تعدّی کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ اس مال کی حفاظت میں کوتاہی کرے اور مال کو ایسی جگہ رکھے جہاں وہ ایسا غیر محفوظ ہو کہ اگر کوئی ظالم خبر پائے تو لے جائے یا وہ اس مال میں تَعَدّی کرے یعنی مالک کی اجازت کے بغیر اس مال میں تصرف کرے مثلاً لباس کو استعمال کرے یا جانور پر سواری کرے اور وہ تلف ہو جائے تو ضروریہے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

۲۳۴۵۔ اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لئے کوئی جگہ معین کر دے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اس سے کہے کہ "تمہیں چاہئے کہ یہیں مال کا خیال رکھو اور اگر اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ہو تب بھی تم اس کو کہیں اور

نہ لے جانا۔ تو امانت کرنے والا اسے کسی اور جگہ نہیں لے جاسکتا اور اگر وہ مال کو کسی دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو امین ذمہ دار ہے۔

۲۳۴۶۔ اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لئے کوئی جگہ معین کرے لیکن ظاہراً وہ یہ کہہ رہا ہو کہ اس کی نظر میں وہ جگہ کوئی خصوصیت نہیں رکھتی بلکہ وہ جگہ مال کے لئے محفوظ جگہوں میں سے ایک ہے تو وہ شخص جس نے امانت قبول کی ہے اس مال کو کسی ایسی جگہ جو زیادہ محفوظ ہو یا پہلی جگہ جتنی محفوظ ہو لے جاسکتا ہے اور اگر مال وہاں تلف ہو جائے تو وہ ذمے دار نہیں ہے۔

۲۳۴۷۔ اگر مال کا مالک مر جائے تو امانت کا معاملہ باطل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر اس مال میں کسی دوسرے کا حق نہ ہو تو وہ مال اس کے وارث کو ملتا ہے اور ضروری ہے کہ امانت دار اس مال کو اس کے وارث تک پہنچائے یا اسے اطلاع دے۔ اور اگر وہ شرعی عذر کے بغیر مال کو اس کے وارث کے حوالے نہ کرے اور خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال ضائع ہو جائے تو وہ ذمے دار ہے لیکن اگر وہ مال اس وجہ سے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی کرے کہ جاننا چاہتا ہو کہ وہ شخص جا کہتا ہے کہ میں میت کا وارث ہوں واقعاً ٹھیک کہتا ہے یا نہیں یا یہ جاننا چاہتا ہو کہ کوئی اور شخص میت کا وارث ہے یا نہیں اور اگر (اس تحقیق کے بیچ) مال تلف ہو جائے تو وہ ذمے دار نہیں ہے۔

۲۳۴۹۔ اگر مال کا مالک مر جائے اور مال کی ملکیت کا حق اس کے ورثاء کو مل جائے تو جس شخص نے امانت قبول کی ہو ضروری ہے کہ مال تمام ورثاء کو دے یا اس شخص کو دے جسے مال دینے پر سب ورثاء رضامند ہوں۔ لہٰذا اگر وہ دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر تمام مال فقط ایک وارث کو دے دے تو وہ دوسروں کے حصوں کا ذمے دار ہے۔

۲۳۵۰۔ جس شخص نے امانت قبول کی ہو اگر وہ مر جائے یا ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے حواس ہو جائے تو امانت کا معاملہ باطل ہو جائے گا اور اس کے سرپرست یا وارث کو چاہئے کہ جس قدر جلد ہو سکے مال کے مالک کو اطلاع دے یا امانت اس تک پہنچائے۔ لیکن اگر کبھی کبھار (یا تھوڑی مدت کے لئے) دیوانہ یا بے حواس ہوتا ہو تو اس صورت میں امانت کا معاملہ باطل ہونے میں اشکال ہے۔

۲۳۵۱۔ اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے تو اگر ممکن ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ امانت کو اس کے مالک، سرپرست یا وکیل تک پہنچا دے یا اس کو اطلاع دے، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ ایسا بندوبست

کرے کہ اسے طمینان ہو جائے کہ اس کے مرنے کے بعد مال اس کے مالک کو مل جائے گا مثلاً وصیت کرے اور اس وصیت پر گواہ مقرر کرے اور مال کے مالک کا نام اور مال کی جنس اور خصوصیات اور محل وقوع وصی اور گواہوں کو بتا دے۔

۲۳۵۲۔ اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے اور جو طریقہ اس سے پہلے مسئلے میں بتایا گیا ہے اس کے مطابق عمل نہ کرے تو وہ اس امانت کا ضامن ہو گا لہٰذا اگر امانت ضائع ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔ لیکن اگر وہ جانبر ہو جائے یا کچھ مدت گزرنے کے بعد پشیمان ہو جائے اور جو کچھ (سابقہ مسئلے میں) بتایا گیا ہے اس پر عمل کرے اور اظہر یہ ہے کہ وہ ذمے دار نہیں ہے۔

عاریہ کے احکام

۲۳۵۳۔ "عاریہ" سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنا مال دوسرے کو دے تا کہ وہ اس مال سے استفادہ کرے اور اس کے عوض کوئی چیز اس سے نہ لے۔

۲۳۵۴۔ عاریہ میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں اور اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی کو لباس عاریہ کے قصد سے دے اور وہ بھی اسی قصد سے لے تو عاریہ صحیح ہے۔

۲۳۵۵۔ غصبی چیز یا اس چیز کو بطور عاریہ دینا جو کہ عاریہ دینے والے کا مال ہو لیکن اس کی آمدنی اس نے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دی ہو مثلاً اسے کرائے پر دے رکھا ہو، اس صورت میں صحیح ہے جب غصبی چیز کا مالک یا وہ شخص جس نے عاریہ دی جانے والی چیز کو بطور اجارہ لے رکھا ہو اس کے بطور عاریہ دینے پر راضی ہو۔

۲۳۵۶۔ جس چیز کی منفعت کسی شخص کے سپرد ہو مثلاً اس چیز کو کرائے پر لے رکھا ہو تو اسے بطور عاریہ دے سکتا ہے لیکن احتیاط کی بنا پر مالک کی اجازت کے بغیر اس شخص کے حوالے نہیں کر سکتا جس نے اسے بطور عاریہ لیا ہے۔

۲۳۵۷۔ اگر دیوانہ، بچہ، دیوالیہ اور سفیہ اپنا مال عاریتاً دیں تو صحیح نہیں ہے لیکنا گر (ان میں سے کسی کا) سرپرست عاریہ دینے کی مصلحت سمجھتا ہو اور جس شخص کا وہ سرپرست ہے اس کا مال عاریتاً دے دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اسی طرح جس شخص نے مال عریتاً لیا ہو اس تک مال پہنچانے کے لئے بچہ وسیلہ بنے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۳۵۸۔عاریتاً ہوئی چیز کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور اس سے معمول سے زیادہ اِستِفادہ بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمے دار نہیں ہے لیکن اگر طرفین آپس میں یہ شرط کریں کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو عاریتاً لینے والا ذمہ دار ہو گا یا جو چیز عاریتاً لی وہ سونا یا چاندی ہو تو اس کی عوض دینا ضروری ہے۔

۲۳۵۹۔اگر کوئی شخص سونا یا چاندی عاریتاً لے اور یہ طے کیا ہو کہ اگر تلف ہو گیا تو ذمے دار نہیں ہو گا پھر تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمے دار نہیں ہے۔

۲۳۶۰۔اگر عاریہ پر دینے والا مر جائے تو عاریہ پر لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ جو طریقہ امانت کے مالک کے فوت ہو جانے کی صورت میں مسئلہ ۲۳۴۸ میں بتایا گیا ہے اسی کے مطابق عمل کرے۔

۲۳۶۱۔اگر عاریہ دینے والے کی کیفیت یہ ہو کہ وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہ کر سکتا ہو مثلاً دیوانہ یا بے حواس ہو جائے تو عاریہ لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ اسی طریقے کے مطابق عمل کرے جو مسئلہ ۲۳۴۷ میں امانت کے بارے میں اسی جیسی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔

۲۳۶۲۔جس شخص نے کوئی چیز عاریتاً دی ہو وہ جب بھی چاہے اسے منسوخ کر سکتا ہے اور جس نے کوئی چیز عاریتاً لی ہو وہ بھی جب چاہے اسے منسوخ کر سکتا ہے۔

۲۳۶۳۔کسی چیز کا عاریتاً دینا جس سے حلال استفادہ نہ ہو سکتا ہو مثلاً لہو ولعب اور قمار بازی کے آلات اور کھانے پینے کا استعمال کرنے کے لئے سونے اور چاندی کے برتن عاریتاً دینا۔ بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر ہر قسم کے استعمال کے لئے عاریتاً دینا باطل ہے اور تزئین و آرائش کے لئے عاریتاً دینا جائز ہے اگرچہ احتیاط نہ دینے میں ہے۔

۲۳۶۴۔بھیڑ (بکریوں) کو ان کے دودھ اور اُون سے استفادہ کرنے کے لئے نیز نر حیوان کو مادہ حیوانات کے ساتھ ملاپ کے لئے عاریتاً دینا صحیح ہے۔

۲۳۶۵۔اگر کسی چیز کو عاریتاً لینے والا اسے اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا سرپرست کو دے دے اور اس کے بعد وہ چیز تلف ہو جائے تو اس چیز کو عاریتاً لینے والا ذمے دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال کے مالک یا اس کے وکیل یا سرپرست کی اجازت کے بغیر مال کو خواہ ایسی جگہ لے جائے جہاں مال کا مالک اسے عموماً لے جاتا ہو مثلاً گھوڑے کو اس اصطبل میں

باندھ دے جو اس کے مالک نے اس کے لئے تیار کیا ہو اور بعد میں گھوڑا تلف ہو جائے یا کوئی اسے تلف کر دے تو عاریتاً لینے والا ذمے دار ہے۔

۲۳۶۶۔ اگر ایک شخص کوئی نجس چیز عاریتاً دے تو اس صورت میں اسے چاہئے کہ۔ جیسا کہ مسئلہ ۲۰۶۵ گزر چکا ہے۔ اس چیز کے نجس ہونے کے بارے میں عاریتاً لینے والے شخص کو بتا دے۔

۲۳۶۷۔ جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو کرائے پر یا عاریتاً نہیں دے سکتا۔

۲۳۶۸۔ جو چیز کسی شخص نے عاریتاً ہو اگر وہ اسے مالک کی اجازت سے کسی اور شخص کو عاریتاً دے دے تو اگر جس شخص نے پہلے وہ چیز عاریتاً لی ہو مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو دوسرا اعاریہ باطل نہیں ہوتا۔

۲۳۶۹۔ اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو مال اس نے عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے تو ضروری ہے کہ وہ مال اس کے مالک کو پہنچا دے اور وہ اسے عاریتاً دینے والے کو نہیں دے سکتا۔

۲۳۷۰۔ اگر کوئی شخص ایسا مال عاریتاً لے جس کے متعلق جانتا ہو کہ وہ غصبی ہے اور اس سے فائدہ اٹھائے اور اس کے ہاتھ سے وہ مال تلف ہو جائے تو مالک اس مال کا عوض اور جو فائدہ عاریتاً لینے والے نے اٹھایا ہے اس کا عوض اس سے یا جس نے مال غصب کیا ہو اس سے طلب کر سکتا ہے اور اگر مالک عاریتاً لینے والے سے عوض لے لے تو عاریتاً لینے والا جو کچھ مالک کو دے اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔

۲۳۷۱۔ اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے جو مال عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے اور اس کے پاس ہوتے ہوئے وہ مال تلف ہو جائے تو اگر مال کا مالک اس کا عوض اس سے لے لے تو وہ بھی جو کچھ مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے جو چیز عاریتاً لی ہو وہ سونا یا چاندی ہو یا بطور عاریہ دینے والے نے اس سے شرط کی ہو کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ اس کا عوض دے گا تو پھر اس نے مال کا جو عوض مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔

نکاح کے احکام

عقدِ ازدِواج کے ذریعے عورت، مرد پر اور مرد، عورت پر حلال ہو جاتے ہیں اور عقد کی دو قسمیں ہیں پہلی دائمی اور دوسری غیر دائمی۔ مقررہ وقت کے لئے عقد۔ عقد دائمی اسے کہتے ہیں جس میں ازدواج کی مدت معین نہ ہو اور وہ ہمیشہ کے لئے ہو اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جا۴ے اسے دائمہ کہتے ہیں۔ اور غیر دائمی عقد وہ ہے جس میں ازدواج کی مدت معین ہو مثلاً عورت کے ساتھ ایک گھنٹے یا ایک دن یا ایک مہینے یا ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کے لئے عقد کیا جائے لیکن اس عقد کی مدت عورت اور مرد کی عام عمر سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس صورت میں عقد باطل ہو جائے گا۔ جب عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے تو اسے مُتعہ یا صیغہ کہتے ہیں۔

۲۳۷۲۔ ازدواج خواہ دائمی ہو یا غیر دائمی اس میں صیغہ (نکاح کے بول) پڑھنا ضروری ہے۔ عورت اور مرد کا محض رضامند ہونا اور اسی طرح (نکاح نامہ) لکھنا کافی نہیں ہے۔ نکاح کا صیغہ یا تو عورت اور مرد خود پڑھتے ہیں یا کسی کو وکیل مقرر کر لیتے ہیں تاکہ وہ ان کی طرف سے پڑھ دے۔

۲۳۷۳۔ وکیل کا مرد ہونا لازم نہیں بلکہ عورت بھی نکاح کا صیغہ پڑھنے کے لئے کسی دوسرے کی جانت سے وکیل ہو سکتی ہے۔

۲۳۷۴۔ عورت اور مرد کو جب تک اطمینان نہ ہو جائے کہ ان کے وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے اس وقت تک وہ ایک دوسرے کو محرمانہ نظروں سے نہیں دیکھ سکتے اور اس بات کا گمان کہ وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے کافی نہیں ہے بلکہ اگر وکیل کہہ دے کہ میں نے صیغہ پڑھدیا ہے لیکن اس کی بات پر اطمینان نہ ہو تو اس کی بات پر بھروسہ کرنا محل اشکال ہے۔

۲۳۷۵۔ اگر کوئی عورت کسی کو وکیل مقرر کرے اور کہے کہ تم میرا نکاح دس دن کے لئے فلاں شخص کے ساتھ پڑھ دو اور دس دن کی ابتدا کو معین نہ کرے تو وہ (نکاح خوان) وکیل جن دس دنوں کے لئے چاہے اسے اس مرد کے نکاح میں دے سکتا ہے لیکن اگر وکیل کو معلوم ہو کہ عورت کا مقصد کسی خاص دن یا گھنٹے کا ہے تو پھر اسے چاہئے کہ عورت کے قصد کے مطابق صیغہ پڑھے۔

۲۳۷۶۔ عقد دائمی یا عقد غیر دائمی کا صیغہ پڑھنے کے لئے ایک شخص دو اشخاص کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے اور انسان یہ بھی کر سکتا ہے کہ عورت کی طرف سے وکیل بن جائے اور اس سے خود دائمی یا غیر دائمی نکاح کر لے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ نکاح دو اشخاص پڑھیں۔

نکاح پڑھنے کا طریقہ

۲۳۷۷۔ اگر عورت اور مرد خود اپنے دائمی نکاح کا صیغہ پڑھیں تو مہر معین کرنے کے بعد پہلے عورت کہے "زَوَّجْتُکَ نَفْسِي عَلَى الصّدَاقِ المَعلُومِ" یعنی میں نے اس مہر پر جو معین ہو چکا ہے اپنے آپ کو تمہاری بیوی بنایا اور اس کے لمحہ بھی بعد مرد کہے "قَبِلتُ التَّزوِیجَ" یعنی میں نے ازدواج کو قبول کیا تو نکاح صحیح ہے اور اگر وہ کسی دوسرے کو وکیل مقرر کریں کہ ان کی طرف سے صیغہ نکاح پڑھ دے تو اگر مثال کے طور پر مرد کا نام احمد اور عورت کا نام فاطمہ ہو اور عورت کا وکیل کہے "زَوَّجتُ مُوَکِّلَکَ اَحمَدَ مُوَکِّلَتِي فَاطِمَۃَ عَلَى الصّدَاقِ المَعلُومِ" اور اس کے لمحہ بھر بعد مرد کا وکیل کہے " قَبِلتُ التَّزوِیجَ لِمُوَکِّلِي اَحمَدَ عَلَى الصّدَاقِ المَعلُومِ" تو نکاح صحیح ہو گا اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مرد جو لفظ کہے وہ عورت کے کہے جانے والے لفظ کے مطابق ہو مثلاً اگر عورت "زَوَّجتُ" کہے تو مرد بھی "قَبِلتُ التَّزوِیجَ" کہے اور قَبِلتُ النِّکَاحَ نہ کہے۔

۲۳۷۸۔ اگر خود عورت اور مرد چاہیں تو غیر دائمی نکاح کا صیغہ نکاح کی مدت اور مہر معین کرنے کے بعد پڑھ سکتے ہیں۔ لہٰذا اگر عورت کہے "زَوَّجتُکَ نَفْسِي فِي المُدَّۃِ المَعلُومَۃِ عَلَى المَهرِ المَعلُومِ" اور اس کے لمحہ بھر بعد مرد کہے "قَبِلتُ" تو نکاح صحیح ہے اور اگر وہ کسی اور شخص کو وکیل بنائیں اور پہلے عورت کا وکیل مرد کے وکیل سے کہے "زَوَّجتُکَ مُوَکِّلَتِي مُوَکِّلَکَ فِي المُدَّۃِ المَعلُومَۃِ عَلَى المَهرِ المَعلُومِ" اور اس کے بعد مرد کا وکیل توقف کے بعد کہے۔ "قَبِلتُ التَّزوِیجَ لِمُوَکِّلِي هٰکَذَا" تو نکاح صحیح ہو گا۔

نکاح کی شرائط

۲۳۷۹۔ نکاح کی چند شرطیں ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱۔ احتیاط کی بنا پر نکاح کا صیغہ صحیح عربی میں پڑھا جائے اور اگر خود مرد اور عورت صیغہ صحیح عربی میں نہ پڑھ سکتے ہوں تو عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پڑھ سکتے ہیں اور کسی شخص کو وکیل بنانا لازم نہیں ہے۔ البتہ انہیں چاہیئے کہ وہ الفاظ کہیں جو زَوَّجتُ اور قَبِلتُ کا مفہوم ادا کر سکیں۔

۲۔ مرد اور عورت یا ان کے وکیل جو کہ صیغہ پڑھ رہے ہوں وہ "قصد انشاء" رکھتے ہوں یعنی اگر خود مرد اور عورت صیغہ پڑھ رہے ہوں تو عورت کا "زَوَّجتُکَ نَفسِی" کہنا اس نیت سے ہو کہ خود کو اس کی بیوی قرار دے اور مرد کا قَبِلتُ التَّزوِیجَ کہنا اس نیت سے ہو کہ وہ اس کا اپنی بیوی بننا قبول کرے اور اگر مرد اور عورت کے وکیل صیغہ پڑھ رہے ہوں تو "زَوَّجتُ وَقَبِلتُ" کہنے سے ان کی نیت یہ ہو کہ وہ مرد اور عورت جنہوں نے انہیں وکیل بنایا ہے ایک دوسرے کے میاں بیوی بن جائیں۔

۳۔ جو شخص صیغہ پڑھ رہا ہو ضروری ہے کہ وہ عاقل ہو اور احتیاط کی بنا پر اسے بالغ بھی ہونا چاہئے۔ خواہ وہ اپنے لئے صیغہ پڑھے یا کسی دوسرے کی طرف سے وکیل بنایا گیا ہو۔

۴۔ اگر عورت اور مرد کے وکیل یا ان کے سرپرست صیغہ پڑھ رہے ہوں تو وہ نکاح کے وقت عورت اور مرد کو معین کر لیں مثلاً ان کے نام لیں یا ان کی طرف اشارہ کریں۔ لہذا جس شخص کی کئی لڑکیاں ہوں اگر وہ کسی مرد سے کہے "زَوَّجتُکَ اِحدٰی بَنَاتِی" یعنی میں نے اپنی بیٹیوں میں سے ایک کو تمہاری بیوی بنایا اور وہ مرد کہے "قَبِلتُ" یعنی میں نے قبول کیا تو چونکہ نکاح کرتے وقت لڑکی کو معین نہیں کیا گیا اس لئے نکاح باطل ہے۔

۵۔ عورت اور مرد ازدواج پر راضی ہوں۔ ہاں اگر عورت بظاہر ناپسندیدگی سے اجازت دے اور معلوم ہو کہ دل سے راضی ہے تو نکاح صحیح ہے۔

۲۳۸۰۔ اگر نکاح میں ایک حرف بھی غلط پڑھا جائے جو اس کے معنی بدل دے تو نکاح باطل ہے۔

۲۳۸۱۔ وہ شخص جو نکاح کا صیغہ پڑھ رہا ہو اگر۔ خواہ اجمالی طور پر۔ نکاح کے معنی جانتا ہو اور اس کے معنی کو حقیقی شکل دینا چاہتا ہو تو نکاح صحیح ہے۔ اور یہ لازم نہیں کہ وہ تفصیل کے ساتھ صیغے کے معنی جانتا ہو مثلاً یہ جاننا (ضروری نہیں ہے) کہ عربی زبان کے لحاظ سے فعل یا فاعل کونسا ہے۔

۲۳۸۲۔ اگر کسی عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کسی مرد سے کر دیا جائے اور بعد میں عورت اور مرد اس نکاح کی اجازت دے دیں تو نکاح صحیح ہے۔

۲۳۸۳۔ اگر عورت اور مرد دونوں کو یاان میں سے کسی ایک کو ازدواج پر مجبور کیا جائے اور نکاح پڑھے جانے کے بعد وہ اجازت دے دیں تو نکاح صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ دوبارہ نکاح پڑھا جائے۔

۲۳۸۴۔ باپ اور دادا اپنے نابالغ لڑکے یا لڑکی (پوتے یا پوتی) یا دیوانے فرزند کا جو دیوانگی کی حالت میں بالغ ہوا ہو نکاح کر سکتے ہیں اور جب وہ بچہ بالغ ہو جائے یا دیوانہ عاقل ہو جائے تو انہوں نے اس کا جو نکاح کیا ہو اگر اس میں کوئی خرابی ہو تو انہیں اس نکاح کو برقرار رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار ہے اور اگر کوئی خرابی نہ ہو اور نابالغ لڑکے یا لڑکی میں سے کوئی ایک اپنے اس نکاح کو منسوخ کرے تو طلاق یا دوبارہ نکاح پڑھنے کی احتیاط ترک نہیں ہوتی۔

۲۳۸۵۔ جو لڑکی سن بلوغ کو پہنچ چکی ہو اور رَشیدَہ ہو یعنی اپنا برا بھلا سمجھ سکتی ہو اگر وہ شادی کرنا چاہے اور کنواری ہو تو۔ احتیاط کی بنا پر۔ اسے چاہئے کہ اپنے باپ یا دادا سے اجازت لے اگرچہ وہ خود مختاری سے اپنی زندگی کے کاموں کو انجام دیتی ہو البتہ ماں اور بھائی سے اجازت لینا لازم نہیں۔

۲۳۸۶۔ اگر لڑکی کنواری نہ ہو یا کنواری ہو لیکن باپ یا دادا اس مرد کے ساتھ اسے شادی کرنے کی اجازت نہ دیتے ہوں جو عرفاً و شرعاً اس کا ہم پلہ ہو یا باپ اور دادا بیٹی کے شادی کے معاملے میں کسی طرح شریک ہونے کے لئے راضی نہ ہوں یا دیوانگی یا اس جیسی کسی دوسری وجہ سے اجازت دینے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں تو ان تمام صورتوں میں ان سے اجازت لینا لازم نہیں ہے۔ اسی طرح ان کے موجود نہ ہونے یا کسی دوسری وجہ سے اجازت لینا ممکن نہ ہو اور لڑکی کا شادی کرنا بیحد ضروری ہو تو باپ اور دادا سے اجازت لینا لازم نہیں ہے۔

۲۳۸۷۔ اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے (یا پوتے) کی شادی کر دیں تو لڑکے (یا پوتے) کو چاہئے کہ بالغ ہونے کے بعد اس عورت کا خرچ دے بلکہ بالغ ہونے سے پہلے بھی جب اس کی عمر اتنی ہو جائے کہ وہ اس لڑکی سے لذت اٹھانے کی قابلیت رکھتا ہو اور لڑکی بھی اس قدر چھوٹی نہ ہو کہ شوہر اس سے لذت اٹھانے کی قابلیت رکھتا ہو اور لڑکی بھی اس قدر چھوٹی نہ ہو کہ شوہر اس سے لذت نہ اٹھا سکے تو بیوی کے خرچ کا ذمے دار لڑکا ہے اور اس صورت کے علاوہ بھی احتمال ہے کہ بیوی خرچ کی مستحق ہو۔ پس احتیاط یہ ہے کہ مصالحت وغیرہ کے ذریعے مسئلے کو حل کرے۔

۲۳۸۸۔ اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے (یا پوتے) کی شادی کر دیں تو اگر لڑکے کے پاس نکاح کے وقت کوئی مال نہ ہو تو باپ یا دادا کو چاہئے کہ اس عورت کا مہر دے اور یہی حکم ہے اگر لڑکے (یا پوتے) کے پاس کوئی مال ہو لیکن باپ یا دادا

نے مہر ادا کرنے کی ضمانت دی ہو۔ اور ان دو صورتوں کے علاوہ اگر اس کا مہر مہر المثل سے زیادہ نہ ہو یا کسی مصلحت کی بنا پر اس لڑکی کا مہر مہر المثل سے زیادہ ہو تو باپ یا دادا بیٹے (یا پوتے) کے مال سے مہر ادا کر سکتے ہیں و گرنہ بیٹے (یا پوتے) کے مال سے مہر المثل سے زیادہ مہر نہیں دے سکتے مگر یہ کہ بچہ بالغ ہونے کے بعد ان کے اس کام کو قبول کرے۔

وہ صورتیں جن میں مرد یا عورت نکاح فسخ کر سکتے ہی

۲۳۸۹۔ اگر نکاح کے بعد مرد کو پتا چلے کہ عورت میں نکاح کے وقت مندرجہ ذیل چھ عیوب میں سے کوئی عیب موجود تھا تو اس کی وجہ سے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔

۱۔ دیوانگی۔ اگرچہ کبھی کبھار ہوتی ہو۔

۲۔ جذام۔

۳۔ برص۔

۴۔ اندھاپن۔

۵۔ اپاہج ہونا۔ اگرچہ زمین پر نہ گھسٹتی ہو۔

۶۔ بچہ دانی میں گوشت یا ہڈی ہو۔ خواہ جماع اور حمل کے لئے مانع ہو یا نہ ہو۔ اور اگر مرد کو نکاح کے بعد پتا چلے کہ عورت نکاح کے وقت افضا ہو چکی تھی یعنی اس کا پیشاب اور حیض کا مخرج یا حیض اور پاخانے کا مخرج ایک ہو چکا تھا تو اس صورت میں نکاح کو فسخ کرنے میں اشکال ہے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اگر عقد کو فسخ کرنا چاہے تو طلاق بھی دے۔

۲۳۹۰۔ اگر عورت کو نکاح کے بعد پتا چلے کہ اس کے شوہر کا آلہ تناسل نہیں ہے، یا نکاح کے بعد جماع کرنے سے پہلے، یا جماع کرنے کے بعد، اس کا آلہ تناسل کٹ جائے، یا ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے کہ صحبت اور جماع نہ کر سکتا ہو خواہ وہ بیماری نکاح کے بعد اور جماع کرنے سے پہلے، یا جماع کرنے کے بعد ہی کیوں نہ لاحق ہوئی ہو۔ ان تمام صورتوں میں عورت طلاق کے بغیر نکاح کو ختم کر سکتی ہے۔ اور اگر عورت کو نکاح کے بعد پتا چلے کہ اس کا شوہر نکاح سے پہلے دیوانہ تھا، یا نکاح کے بعد۔ خواہ جماع سے پہلے، یا جماع کے بعد۔ دیوانہ ہو جائے، یا اسے (نکاح کے بعد) پتا چلے کہ نکاح کے

وقت اس کے فوطے نکالے گئے تھے یا مسل دیئے گئے تھے، یا اسے پتا چلے کہ نکاح کے وقت جذام یا برص میں مبتلا تھا تو ان تمام صورتوں میں اگر عورت ازدواجی زندگی برقرار نہ رکھنا اور نکاح کو ختم کرنا چاہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا شوہر یا اس کا سرپرست عورت کو طلاق دے۔ لیکن اس صورت میں کہ اس کا شوہر جماع نہ کر سکتا ہو اور عورت نکاح کو ختم کرنا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ پہلے حاکم شرع یا اس کے وکیل سے رجوع کرے اور حاکم شرع اسے ایک سال کی مہلت دے گا لہٰذا اگر اس دوران وہ اس عورت یا کسی دوسری عورت سے جماع نہ کر سکے تو اس کے بعد عورت نکاح کو ختم کر سکتی ہے۔

۲۳۹۱۔ اگر عورت اس بنا پر نکاح ختم کر دے کہ اس کا شوہر نامرد ہے تو ضروری ہے کہ شوہر اسے آدھا مہر دے لیکن اگر ان دوسرے نقائص میں سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کسی ایک کی بنا پر مرد یا عورت نکاح ختم کر دیں تو اگر مرد نے عورت کے ساتھ جماع نہ کیا ہو تو وہ کسی چیز کا ذمہ دار نہیں ہے اور اگر جماع کیا ہو تو ضروری ہے کہ پورا مہر دے۔ لیکن اگر مرد عورت کے ان عیوب کی وجہ سے نکاح ختم کرے جن کا بیان مسئلہ ۲۳۸۹ میں ہو چکا ہے اور اس نے عورت کے ساتھ جماع نہ کیا ہو تو کسی چیز کا ذمے دار نہیں ہے لیکن اگر جماع کے بعد نکاح ختم کرے تو ضروری ہے کہ عورت کو پورا مہر دے۔

۲۳۹۲۔ اگر مرد یا عورت جو کچھ وہ ہیں اس سے زیادہ بڑھا چڑھا کر ان کی تعریف کی جائے تاکہ وہ شادی کرنے میں دلچسپی لی۔ خواہ یہ تعریف نکاح کے ضمن میں ہو یا اس سے پہلے۔ اس صورت میں کہ اس تعریف کی بنیاد پر نکاح ہوا ہو۔ لہٰذا اگر نکاح کے بعد دوسرے فریق کو اس بات کا غلط ہونا معلوم ہو جائے تو وہ نکاح کو ختم کر سکتا ہے اور اس مسئلے کے تفصیلی احکام "مسائِلِ مُنتَخَبَہ" جیسی دوسری کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں۔

وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے

۲۳۹۳۔ ان عورتوں کے ساتھ جو انسان کی محرم ہوں ازدواج حرام ہے مثلاً ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، ساس۔

۲۳۹۴۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے چاہے اس کے ساتھ جماع نہ بھی کرے تو اس عورت کی ماں، نانی اور دادی اور جتنا سلسلہ اوپر چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں۔

۲۳۹۵۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کے ساتھ ہم بستری کرے تو پھر اس عورت کی لڑکی، نواسی، پوتی اور جتنا سلسلہ نیچے چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں خواہ وہ عقد کے وقت موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

۲۳۹۶۔ اگر کسی مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا ہو لیکن ہم بستری نہ کی ہو تو جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں رہے۔ احتیاط واجب کی بنا پر۔ اس وقت تک اس کی لڑکی سے ازدواج نہ کرے۔

۲۳۹۷۔ انسان کی پھوپھی اور خالہ اور اس کے باپ کی پھوپھی اور خالہ اور دادا کی پھوپھی اور خالہ باپ کی ماں (دادی) اور ماں کی پھوپھی اور خالہ اور نانی اور نانا کی پھوپھی اور خالہ اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے سب اس کے محرم ہیں۔

۲۳۹۸۔ شوہر کا باپ اور دادا اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور شوہر کا بیٹا، پوتا اور نواسا جس قدر بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اور خواہ وہ نکاح کے وقت دنیا میں موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں سب اس کی بیوی کے محرم ہیں۔

۲۳۹۹۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے تو خواہ وہ نکاح دائمی ہو یا غیر جب تک وہ عورت اس کی منکوحہ ہے وہ اس کی بہن کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا۔

۲۴۰۰۔ اگر کوئی شخص اس ترتیب کے مطابق جس کا ذکر طلاق کے مسائل میں کیا جائے گا اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دے تو وہ عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا لیکن طلاق بائن کی عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے اور مُتعَہ کی عدت کے دوران احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت کی بہن سے نکاح نہ کرے۔

۲۴۰۱۔ انسان اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کی بھتیجی یا بھانجی سے شادی نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ بیوی کی اجازت کے بغیر ان سے نکاح کر لے اور بعد میں بیوی اجازت دے دے تو پھر کوئی اشکال نہیں۔

۲۴۰۲۔ اگر بیوی کو پتا چلے کہ اس کے شوہر نے اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کر لیا ہے اور خاموش رہے تو اگر وہ بعد میں راضی ہو جائے تو نکاح صحیح ہے اور اگر رضامند نہ ہو تو ان کا نکاح باطل ہے۔

۲۴۰۳۔ اگر انسان خالہ یا پھوپھی کی لڑکی سے شادی کرنے سے پہلے (نَعوذُ بِاللہ) خالہ یا پھوپھی سے زنا کرے تو پھر وہ اس کی لڑکی سے احتیاط کی بنا پر شادی نہیں کر سکتا۔

۲۴۰۴۔ اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی سے شادی کرے اور اس سے ہم بستری کرنے کے بعد اس کی ماں سے زنا کرے تو یہ بات ان کی جدائی کا موجب نہیں بنتی اور اگر اس سے نکاح کے بعد لیکن جماع کرنے سے پہلے اس کی ماں سے زنا کرے تو یہ بات ان کی جدائی کا موجب نہیں بنتی اور اگر اس سے نکاح کے بعد لیکن جماع کرنے سے پہلے اس کی ماں سے زنا کرے تب بھی یہی حکم ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس صورت طلاق دے کر اس سے (یعنی پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہن سے) جدا ہو جائے۔

۲۴۰۵۔ اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی یا خالہ کے علاوہ کسی اور عورت سے زنا کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی بیٹی کے ساتھ شادی نہ کرے بلکہ اگر کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کے ساتھ جماع کرنے سے پہلے اس کی ماں کے ساتھ زنا کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے لیکن اگر اس کے ساتھ جماع کر لے اور بعد میں اس کی ماں سے زنا کرے تو بے شک عورت سے جدا ہونا لازم نہیں۔

۲۴۰۶۔ مسلمان عورت کافر مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔ مسلمان مرد بھی اہل کتاب کے علاوہ کافر عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتا۔ لیکن یہودی اور عیسائی عورتوں کی مانند اہل کتاب عورتوں سے مُتعَہ کرنے سے کوئی حرج نہیں اور احتیاط لازم کی بنا پر ان سے دائمی عقد نہ کیا جائے اور بعض فرقے مثلاً ناصبی جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں کفار کے حکم میں ہیں اور مسلمان مرد اور عورتیں ان کے ساتھ دائمی یا غیر دائمی نکاح نہیں کر سکتے۔

۲۴۰۷۔ اگر کوئی شخص ایک ایسی عورت سے زنا کرے جو رجعی طلاق کی عدت گزار رہی ہو تو احتیاط کی بنا پر۔ وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اگر ایسی عورت کے ساتھ زنا کرے جو متعہ یا طلاق بائن یا وفات کی عدت گزار رہی ہو تو بعد میں اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے شادی نہ کرے۔ اور رَجعی طلاق اور بَائِن طلاق اور مُتعہ کی عِدّت اور وفات کی عِدّت کے معنی طلاق کے احکام میں بتائے جائیں گے۔

۲۴۰۸۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے زنا کرے جو بے شوہر ہو مگر عدت میں نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر توبہ کرنے سے پہلے اس سے شادی نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر زانی کے علاوہ کوئی دوسرا شخص (اس عورت کے) توبہ کرنے سے پہلے اس کے ساتھ شادی کرنا چاہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ مگر اس صورت میں کہ وہ عورت زناکار مشہور ہو تو احتیاط کی بنا پر اس (عورت) کے توبہ کرنے سے پہلے اس کے ساتھ شادی کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی مرد زناکار مشہور ہو تو توبہ کرنے سے پہلے اس کے ساتھ شادی کرنا جائز نہیں ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زنا کا عورت سے جس

سے خود اس نے یا کسی دوسرے نے منہ کالا کیا ہو شادی کرنا چاہے تو حیض آنے تک صبر کرے اور حیض آنے کے بعد اس کے ساتھ شادی کرلے۔

۲۴۰۹۔ اگر کوئی شخص ایک ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو تو اگر مرد اور عورت دونوں یا ان میں سے کوئی ایک جانتا ہو کہ عورت کی عدت ختم نہیں ہوئی اور یہ بھی جانتے ہوں کہ عدت کے دوران عورت سے نکاح کرنا حرام ہے تو اگرچہ مرد نے نکاح کے بعد عورت سے جماع نہ بھی کیا ہو اور عورت ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو جائے گی۔

۲۴۱۰۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو اور اس سے جماع کرے تو خواہ اسے یہ علم نہ ہو کہ وہ عورت عدت میں ہے یا یہ نہ جانتا ہو کہ عدت کے دوران عورت سے نکاح کرنا حرام ہے وہ عورت ہمیشہ کے لئے اس شخص پر حرام ہو جائے گی۔

۲۴۱۱۔ اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ عورت شوہر دار ہے اور (اس سے شادی کرنا حرام ہے) اس سے شادی کرے تو ضروری ہے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے اور بعد میں بھی اس سے نکاح نہیں کرنا چاہئے۔ اور اگر اس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ عورت شوہر دار ہے لیکن شادی کے بعد اس سے ہم بستری کی ہو تب بھی احتیاط کی بنا پر تب بھی یہی حکم ہے۔

۲۴۱۲۔ اگر شوہر دار عورت زنا کرے تو۔ احتیاط کی بنا پر۔ وہ زانی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے لیکن شوہر پر حرام نہیں ہوتی اور اگر توبہ و استغفار نہ کرے اور اپنے عمل پر باقی رہے (یعنی زناکاری ترک نہ کرے) تو بہتر یہ ہے کہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے لیکن شوہر کو چاہئے کہ اس کا مہر بھی دے۔

۲۴۱۳۔ جس عورت کو طلاق مل گئی ہو اور جو عورت متعہ میں رہی ہو اور اس کے شوہر نے متعہ کی مدت بخش دی ہو یا متعہ کی مدت ختم ہو گئی ہو اگر وہ کچھ عرصے کے بعد دوسرا شوہر کرے اور پھر اسے شک ہو کہ دوسرے شوہر سے نکاح کے وقت پہلے شوہر کی عدت ختم ہوئی تھی یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

۲۴۱۴۔ اغلام کروانے والے لڑکے کی ماں، بہن اور بیٹی اغلام کرنے والے پر۔ جب کہ (اغلام کرنے والا) بالغ ہو۔ حرام ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اغلام کروانے والا مرد ہو یا اغلام کرنے والا نابالغ ہو تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر اسے گمان و کہ دخول ہوا تھا یا شک کرے کہ دخول ہوا تھا یا نہیں تو پھر وہ حرام نہیں ہوں گے۔

۲۴۱۵۔ اگر کوئی شخص کسی لڑکے کی ماں یا بہن سے شادی کرے اور شادی کے بعد اس لڑکے سے اغلام کرے تو احتیاط کی بنا پر وہ عورتیں اس پر حرام ہو جاتی ہیں۔

۲۴۱۶۔ اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں جو اعمال حج میں سے ایک عمل ہے کسی عورت سے شادی کرے تو اس کا نکاح باطل ہے اور اگر اسے علم تھا کہ کسی عورت سے احرام کی حالت میں نکاح کرنا اس پر حرام ہے تو بعد میں وہ اس عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔

۲۴۱۷۔ جو عورت احرام کی حالت میں ہو اگر وہ ایک ایسے مرد سے شادی کرے جو احرام کی حالت میں نہ ہو تو اس کا نکاح باطل ہے اور اگر عورت کو معلوم تھا کہ احرام کی حالت میں شادی کرنا حرام ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بعد میں اس مرد سے شادی نہ کرے۔

۲۴۱۸۔ اگر مرد طواف النساء جو حج اور عمر مفردہ کے اعمال میں سے ایک عمل ہے بجانہ لائے تو اس کی بیوی اور دوسری عورتیں اس پر حلال نہیں ہوتیں اور اگر عورت طواف النساء نہ کرے تو اس کا شوہر اور دوسرے مرد اس پر حلال نہیں ہوتے لیکن اگر وہ بعد میں طواف النساء بجالائیں تو مرد پر عورتیں اور عورتوں پر مرد حلال ہو جاتے ہیں۔

۲۴۱۹۔ اگر کوئی شخص نابالغ لڑکی سے نکاح کرے تو اس لڑکی کی عمر نو سال ہونے سے پہلے اس کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے۔ لیکن اگر جماع کرے تو اظہر یہ ہے کہ لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اس سے جماع کرنا حرام نہیں ہے خواہ اسے افضاء ہی ہو گیا ہو۔ افضاء کے معنی مسئلہ ۲۳۸۹ میں بتائے جا چکے ہیں۔ لیکن احوط یہ ہے کہ اسے طلاق دے دے۔

۲۴۲۰۔ جس عورت کو تین مرتبہ طلاق دی جائے وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔ ہاں اگر ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا وہ عورت دوسرے مرد سے شادی کرے تو دوسرے شوہر کی موت یا اس سے طلاق ہو جانے کے بعد اور عدت گزر جانے کے بعد اس کا پہلا شوہر دوبارہ اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔

دائمی عقد کے احکام

۲۴۲۱۔ جس عورت کا دائمی نکاح ہو جائے اس کے لئے حرام ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے خواہ اس کا نکلنا شوہر کے حق کے منافی نہ بھی ہو۔ نیز اس کے لئے ضروری ہے کہ جب بھی شوہر جنسی لذتیں حاصل کرنا چاہے تو

اس کی خواہش پوری کرے اور شرعی عذر کے بغیر شوہر کو ہم بستری سے نہ روکے۔ اور اس کی غذا، لباس رہائش اور زندگی کی باقی ضروریات کا انتظام جب تک وہ اپنی ذمے داری پوری کرنے شوہر پر واجب ہے۔ اور اگر وہ یہ چیزیں مہیانہ کرے تو خواہ ان کے مہیا کرنے پر قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو وہ بیوی کا مقروض ہے۔

۲۴۲۲۔ اگر کوئی عورت ہم بستری اور جنسی لذتوں کے سلسلے میں شوہر کا ساتھ دے کر اس کی خواہش پوری نہ کرے تو روٹی، کپڑے اور مکان کا وہ ذمے دار نہیں ہے اگرچہ وہ شوہر کے پاس ہی رہے اور اگر وہ کبھی کبھار اپنی ان ذمے داریوں کو پورا نہ کرے تو مشہور قول کے مطابق تب بھی روٹی، کپڑے اور مکان کا شوہر پر حق نہیں رکھتی لیکن یہ حکم محل اشکال ہے اور ہر صورت میں بلا اشکال اس کا مہر کالعدم نہیں ہوتا۔

۲۴۲۳۔ مرد کو یہ حق نہیں کہ بیوی کو گھریلو خدمت پر مجبور کرے

۲۴۲۴۔ بیوی کے سفر کے اخراجات وطن میں رہنے کے اخراجات سے زیادہ ہوں تو اگر اس نے سفر شوہر کی اجازت سے کیا ہو تو شوہر کی ذمے داری ہے کہ وہ ان اخراجات کو پورا کرے۔ لیکن اگر وہ سفر گاڑی یا جہاز وغیرہ کے ذریعے ہو تو کرائے اور سفر کے دوسرے ضروری اخراجات کی وہ خود ذمے دار ہے۔ لیکن اگر اس کا شوہر اسے سفر میں ساتھ لے جانا چاہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ بیوی کے سفری اخراجات برداشت کرے۔

۲۴۲۵۔ جس عورت کا خرچ اس کے شوہر کے ذمے ہو اور شوہر اسے خرچ نہ دے تو وہ اپنا خرچ شوہر کے اجازت کے بغیر اس کے مال سے لے سکتی ہے اور اگر نہ لے سکتی ہو اور مجبور ہو کہ اپنی معاش خود بندوبست کرے اور شکایت کرنے کے لئے حاکم شرع تک اس کی رسائی نہ ہو تا کہ وہ اس کے شوہر کو۔ اگرچہ قید کر کے ہی۔ خرچ دینے پر مجبور کرے تو جس وقت وہ اپنی معاش کا بندوبست کرنے میں مشغول ہو اس وقت شوہر کی اطاعت اس پر واجب نہیں ۃے۔

۲۴۲۶۔ اگر کسی مرد کی مثلاً دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کے پاس ایک رات رہے تو اس پر واجب ہے کہ چار راتوں میں سے کوئی ایک رات دوسری کے پاس بھی گزارے اور صورت کے علاوہ عورت کے پاس رہنا واجب نہیں ہے۔ ہاں یہ لازم ہے کہ اس کے پاس رہنا بالکل ہی ترک نہ کردے اور اولی اور احوط یہ ہے کہ ہر چار راتوں میں سے ایک رات مرد اپنی دائمی منکوحہ بیوی کے پاس رہے۔

۲۴۲۷۔ شوہر اپنی جوان بیوی سے چار مہینے سے زیادہ مدت کے لئے ہم بستری ترک نہیں کر سکتا مگر یہ کہ ہم بستری اس کے لئے نقصان دہ یا بہت زیادہ تکلیف کا باعث ہو یا اس کی بیوی خود چار مہینے سے زیادہ مدت کے لئے ہم بستری ترک کرنے پر راضی ہو یا شادی کرتے وقت نکاح کے ضمن میں چار مہینے سے زیادہ مدت کے لئے ہم بستری ترک کرنے کی شرط رکھی گئی ہو اور اس حکم میں احتیاط کی بنا پر شوہر کے موجود ہونے یا مسافر ہونے یا عورت کے منکوحہ یا مَتُوعہ ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۲۴۲۸۔ اگر دائمی نکاح میں مہر معین نہ کیا جائے تو نکاح صحیح ہے اور اگر مرد عورت کے ساتھ جماع کرے تو اسے چاہئے کہ اس کا مہر اسی جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق دے البتہ اگر متعہ میں مہر معین نہ کیا جائے تو متعہ باطل ہو جاتا ہے۔

۲۴۲۹۔ اگر دائمی نکاح پڑھتے وقت مہر دینے کے لئے مدت معین نہ کی جائے تو عورت مہر لینے سے پہلے شوہر کو جماع کرنے سے روک سکتی ہے قطع نظر اس سے کہ مرد مہر دینے پر قادر ہو یا نہ ہو لیکن اگر وہ مہر لینے سے پہلے جماع پر راضی ہو اور شوہر اس سے جماع کرے تو بعد میں وہ شرعی عذر کے بغیر شوہر کو جماع کرنے سے نہیں روک سکتی۔

مُتعَہ (مُعَیَّنَہ مُدّت کا نکاح)

۲۴۳۰۔ عورت کے ساتھ متعہ کرنا اگرچہ لذت حاصل کرنے کے لئے نہ ہو تب بھی صحیح ہے۔

۲۴۳۱۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ شوہر نے جس عورت سے متعہ کیا ہو اس کے ساتھ چار مہینے سے زیادہ جماع ترک نہ کرے۔

۲۴۳۲۔ جس عورت کے ساتھ متعہ کیا جا رہا ہو اگر وہ نکاح میں یہ شرط عائد کرے کہ شوہر اس سے جماع نہ کرے تو نکاح اور اس کی عائد کردہ شرط صحیح ہے اور شوہر اس سے فقط دوسری لذتیں حاصل کر سکتا ہے لیکن اگر وہ بعد میں جماع کے لئے راضی ہو جائے تو شوہر اس سے جماع کر سکتا ہے اور دائمی عقد میں بھی یہی حکم ہے۔

۲۴۳۳۔ جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو خواہ وہ حاملہ ہو جائے تب بھی خرچ کا حق نہیں رکھتی۔

۲۴۳۴۔ جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو وہ ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اور شوہر سے میراث بھی نہیں پاتی اور شوہر بھی اس سے میراث نہیں پاتا۔ لیکن اگر۔ ان میں سے کسی ایک فریق نے یا دونوں نے۔ میراث پانے کی شرط رکھی ہو تو اس شرط کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔ لیکن احتیاط کا خیال رکھے۔

۲۴۳۵۔ جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگر چہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ خرچ اور ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اس کا نکاح صحیح ہے اور اس وجہ سے کہ وہ ان امور سے ناواقف تھی اس کا شوہر پر کوئی حق نہیں بنتا۔

۲۴۳۶۔ جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگر وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے اور اس کے باہر جانے کی وجہ سے شوہر کی حق تلفی ہو تو اس کا باہر جانا حرام ہے اور اس صورت میں جبکہ اس کے باہر جانے سے شوہر کی حق تلفی نہ ہوتی ہو تب بھی احتیاط مستحب کی بنا پر شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے۔

۲۴۳۷۔ اگر کوئی عورت کسی مرد کو وکیل بنائے کہ معین مدت کے لئے اور معین رقم کے عوض اس کا خود اپنے ساتھ صیغہ پڑھے اور وہ شخص اس کا دائمی نکاح اپنے ساتھ پڑھ لے یا مدت مقرر کئے بغیر یا رقم کا تعین کئے بغیر متعہ کا صیغہ پڑھ دے تو جس وقت عورت کو ان امور کا پتا چلے اگر وہ اجازت دے دے تو نکاح صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

۲۴۳۸۔ اگر محرم ہونے کے لئے۔ مثلاً۔ باپ یا دادا اپنی نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح معینہ مدت کے لئے کسی سے پڑھیں تو اس صورت میں اگر اس نکاح کی وجہ سے کوئی فساد نہ ہو تو نکاح صحیح ہے لیکن اگر نابالغ لڑکا شادی کی اس پوری مدت میں جنسی لذت لینے کی بالکل صلاحیت نہ رکھتا ہو یا لڑکی ایسی ہو کہ وہ اس سے بالکل لذت نہ لے سکتا ہو تو نکاح کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

۲۴۳۹۔ اگر باپ یا دادا اپنی بچی کا جو دوسری جگہ ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ بھی ہے یا نہیں محرم بن جانے کی خاطر کسی عورت سے نکاح کر دیں اور زوجیت کی مدت اتنی ہو کہ جس عورت سے نکاح کیا گیا ہو اس سے استمتاع ہو سکے تو ظاہری طور پر محرم بننے کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور اگر بعد میں معلوم ہو کہ نکاح کے وقت وہ بچی زندہ نہ تھی تو نکاح باطل ہے اور وہ لوگ جو نکاح کی وجہ سے بظاہر محرم بن گئے تھے نا محرم ہیں۔

۲۴۴۰۔ جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو اگر مرد اس کی نکاح میں معین کی ہوئی مدت بخش دے تو اگر اس نے اس کے ساتھ ہم بستری کی ہو تو مرد کو چاہئے کہ تمام چیزیں جن کا وعدہ کیا گیا تھا اسے دے دے اور اگر ہم بستری نہ کی ہو تو آدھا مہر دینا واجب ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سارا مہر اسے دیدے۔

۲۴۴۱۔ مرد یہ کر سکتا ہے کہ جس عورت کے ساتھ اس نے پہلے متعہ کیا ہو اور ابھی اس کی عدت ختم نہ ہوئی ہو اس سے دائمی عقد کر لے یا دوبارہ متعہ کر لے۔

نامحرم پر نگاہ ڈالنے کے احکام

۲۴۴۲۔ مرد کے لئے نامحرم عورت کا جسم دیکھنا اور اسی طرح اس کے بالوں کو دیکھنا خواہ لذت کے ارادے سے ہو یا اس کے بغیر یا حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہا یا نہ ہو حرام ہے اور اس کے چہرے پر نظر ڈالنا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دیکھنا اگر لذت کے ارادے سے ہو یا حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو حرام ہے۔ بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ لذت کے ارادے کے بغیر اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تب بھی نہ دیکھے۔ اسی طرح عورت کے لئے نامحرم مرد کے جسم پر نظر ڈالنا حرام ہے۔ لیکن اگر عورت مرد کے جسم کے ان حصوں مثلاً سر، دونوں ہاتھوں اور دونوں پنڈلیوں پر جنہیں عرفاً چھپانا ضروری نہیں ہے لذت کے ارادے کے بغیر نظر ڈالے اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۴۴۳۔ وہ بے پردہ عورتیں جنہیں اگر کوئی پردہ کرنے کے لئے کہے تو اس کو اہمیت نہ دیتی ہوں، ان کے بدن کی طرف دیکھنے میں اگر لذت کا قصد اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں۔ اور اس حکم میں کافر اور غیر کافر عورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور اسی طرح ان کے ہاتھ، چہرے اور جسم کے دیگر حصے جنہیں چھپانے کی وہ عادی نہیں کوئی فرق نہیں ہے۔

۲۴۴۴۔ عورت کو چاہئے کہ وہ۔ علاوہ ہاتھ اور چہرے کے۔ سر کے بال اور اپنا بدن نامحرم مرد سے چھپائے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اپنا بدن اور سر کے بال اس لڑکے سے بھی چھپائے جو ابھی بالغ تو نہ ہوا ہو لیکن (اتنا سمجھدار ہو کہ) اچھے اور برے کو سمجھتا ہو اور احتمال ہو کہ عورت کے بدن پر اس کی نظر پڑنے سے اس کی جنسی خواہش بیدار ہو جائے گی۔ لیکن عورت نامحرم مرد کے سامنے چہرہ اور کلائیوں تک ہاتھ کھلے رکھ سکتی ہے۔ لیکن اس صورت میں کہ حرام میں

مبتلا ہونے کا خوف یا کسی مرد کو (ہاتھ اور چہرہ) دکھانا حرام میں مبتلا کرنے کے ارادے سے ہو تو ان دونوں صورتوں میں ان کا کھلا رکھنا جائز نہیں ہے۔

۲۴۴۵۔ بالغ مسلمان کی شرم گاہ دیکھنا حرام ہے۔ اگرچہ ایسا کرنا شیشے کے پیچھے سے یا آئینے میں یا صاف شفاف پانی وغیرہ میں ہی کیوں نہ ہو۔ اور احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے کافر اور اس بچے کی شرم گاہ کی طرف دیکھنے کا جو اچھے برے کو سمجھتا ہو، البتہ میاں بیوی ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

۲۴۴۶۔ جو مرد اور عورت آپس میں محرم ہوں اگر وہ لذت کی نیت نہ رکھتے ہوں تو شرمگاہ کے علاوہ ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

۲۴۴۷۔ ایک مرد کو دوسرے مرد کا بدن لذت کی نیت سے نہیں دیکھنا چاہئے اور ایک عورت کا بھی دوسری عورت کے بدن کو لذت کی نیت سے دیکھنا حرام ہے۔

۲۴۴۸۔ اگر کوئی مرد کسی نامحرم عورت کو پہچانتا ہو اگر وہ بے پردہ عورتوں میں سے نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے اس کی تصویر نہیں دیکھنی چاہئے۔

۲۴۴۹۔ اگر ایک عورت کسی دوسری عورت کا یا اپنے شوہر کے علاوہ کسی مرد کا انیما کرنا چاہے یا اس کی شرم گاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ اپنے ہاتھ پر کوئی چیز لپیٹ لے تاکہ اس کا ہاتھ اس (عورت یا مرد) شرم گاہ پر نہ لگے۔ اور اگر ایک مرد کسی دوسرے مرد یا اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت کا انیما کرنا چاہے یا اس کی شرم گاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۲۴۵۰۔ اگر عورت نامحرم مرد سے اپنی کسی ایسی بیماری کا علاج کرانے پر مجبور ہو جس کا علاج وہ بہتر طور پر کر سکتا ہو تو وہ عورت اس نامحرم مرد سے اپنا علاج کرا سکتی ہے۔ چنانچہ وہ مرد علاج کے سلسلے میں اس کو دیکھنے یا اس کے بدن کو ہاتھ لگانے پر مجبور ہو تو (ایسا کرنے میں) کوئی اشکال نہیں لیکن اگر وہ محض دیکھ کر علاج کر سکتا ہو تو ضروری ہے اس عورت کے بدن کو ہاتھ نہ لگائے اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج کر سکتا ہو تو پھر ضروری ہے کہ اس عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

۲۴۵۱۔ اگر انسان کسی شخص کا علاج کرنے کے سلسلے میں اس کی شرم گاہ پر نگاہ ڈالنے پر مجبور ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ آئینہ سامنے رکھے اور اس میں دیکھے لیکن اگر شرم گاہ پر نگاہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو (ایسا کرنے میں) کوئی اشکال نہیں۔ اور اگر شرم گاہ پر نگاہ ڈالنے کی مدت آئینے میں دیکھنے کی مدت سے کم ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

شادہ بیاہ کے مختلف مسائل

۲۴۵۲۔ جو شخص شادی نہ کرنے کی وجہ سے حرام "فعل" میں مبتلا ہوتا ہو اس پر واجب ہے کہ شادی کرے۔

۲۴۵۳۔ اگر شوہر نکاح میں مثلاً یہ شرط عائد کرے کہ عورت کنوای ہو اور نکاح کے بعد معلوم ہو کہ وہ کنواری نہیں تو شوہر نکاح کو فسخ کر سکتا ہے البتہ اگر فسخ کرے تو کنواری ہونے اور کنوارے نہ ہونے کے مابین مقرر کردہ مہر میں جو فرق ہو وہ لے سکتا ہے۔

۲۴۵۴۔ نامحرم مرد اور عورت کا کسی ایسی جگہ ساتھ ہونا جہاں اور کوئی نہ ہو جب کہ اس صورت میں بہکنے کا اندیشہ بھی ہو حرام ہے چاہے وہ جگہ ایسی ہو جہاں کوئی اور بھی آ سکتا ہو، البتہ اگر بہکنے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۴۵۵۔ اگر کوئی مرد عورت کا مہر نکاح میں معین کر دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ مہر نہیں دے گا تو (اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ) صحیح ہے لیکن ضروری ہے کہ مہر ادا کرے۔

۲۴۵۶۔ جو مسلمان اسلام سے خارج ہو جائے اور کفر اختیاط کرے تو اسے "مرتد" کہتے ہیں اور مرتد کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مرتد فطری ۲۔ مرتد ملی۔ مرتد فطری وہ شخص ہے جس کی پیدائش کے وقت اس کے ماں باپ دونوں یا ان میں کوئی ایک مسلمان ہو اور وہ خود بھی اچھے برے کو پہچاننے کے بعد مسلمان ہوا ہو لیکن بعد میں کافر ہو جائے، اور مرتد ملی اس کے برعکس ہے (یعنی وہ شخص ہے جس کی پیدائش کے وقت ماں باپ دونوں یا ان میں سے ایک بھی مسلمان نہ ہو)۔

۲۴۵۷۔ اگر عوعرت شادی کے بعد مرتد ہو جاۓے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اس کے شوہر نے اس کے ساتھ جماع نہ کیا ہو تو اس کے لئے عدت نہیں ہے۔ اور اگر جماع کے بعد مرتد ہو جائے لیکن یائسہ ہو چکی ہو یا بہت چھوٹی ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر اس کی عمر حیض آنے والے عورتوں کے برابر ہو تو اسے چاہئے کہ اس دستور کے مطابق جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا عدت گزارے اور (علماء کے مابین) مشہور یہ ہے کہ اگر عدت کے دوران

مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح (نہیں ٹوٹتا یعنی) باقی رہتا ہے۔ اور یہ حکم وجہ سے خالی نہیں ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی رعایت ترک نہ ہو۔ اور یائسہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی عمر پچاس سال ہو گئی ہو اور عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اسے حیض نہ آتا ہو اور دوبارہ آنے کی امید بھی نہ ہو۔

۲۴۵۸۔ اگر کوئی مرد شادی کے بعد مرتد فطری ہو جائے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اس عورت کے لئے ضروری ہے کہ وفات کے عدت کے برابر جس کا بیان طلاق کے احکام میں ہو گا عدت رکھے۔

۲۴۵۹۔ اگر کوئی مرد شادی کے بعد مرتد ملی ہو جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے لہذا اگر اس نے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کیا ہو یا وہ عورت یائسہ یا بہت چھوٹی ہو تو اس کے لئے عدت نہیں ہے اور اگر وہ مرد جماع کے بعد مرتد ہو اور اس کی بیوی ان عورتوں کی ہم سن ہو جنہیں حیض آتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ عورت طلاق کی عدت کے برابر جس کا ذکر طلاق کے احکام میں آئے گا عدت رکھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ اگر اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح قائم رہتا ہے۔ اور یہ حکم بھی وجہ سے خالی نہیں ہے البتہ احتیاط کا خیال رکھنا بہتر ہے۔

۲۴۶۰۔ اگر عورت عقد میں مرد پر شرط عائد کرے کہ اسے (ایک معین) شہر سے باہر نہ لے جائے اور مرد بھی اس شرط کو قبول کرلے تو ضروری ہے کہ اس عورت کو اس کی رضامندی کے بغیر اس شہر سے باہر نہ لے جائے۔

۲۴۶۱۔ اگر کسی عورت کی پہلے شوہر سے لڑکی ہو تو بعد میں اس کا دوسرا شوہر اس لڑکی کا نکاح اپنے اس لڑکے سے کر سکتا ہے جو اس بیوی سے نہ ہو نیز اگر کسی لڑکی کا نکاح اپنے بیٹے سے کرے تو بعد میں اس لڑکی کی ماں سے خود بھی نکاح کر سکتا ہے۔

۲۴۶۲۔ اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو بچے کو گرانا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

۲۴۶۳۔ اگر کوئی مرد کسی ایسی عورت سے زنا کرے جو شوہر دار نہ ہو اور کسی دوسرے کی عدت میں بھی نہ ہو چنانچہ بعد میں اس عورت سے شادی کرلے اور کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو اس صورت میں کہ جب وہ یہ نہ جانتے ہو کہ بچہ حلال نطفے سے ہے یا حرام نطفے سے تو وہ بچہ حلال زادہ ہے۔

۲۴۶۴۔ اگر کسی مرد کو یہ معلوم نہ ہو کہ ایک عورت عدت میں ہے اور وہ اس سے نکاح کرے تو اگر عورت کو بھی اس بارے میں علم نہ ہو اور ان کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہو گا اور شرعاً ان دونوں کا بچہ ہو گا لیکن اگر عورت کو علم تھا کہ وہ عدت میں ہے اور عدت کے دوران نکاح کرنا حرام ہے تو شرعاً وہ بچہ باپ کا ہو گا۔ اور مذکورہ دونوں صورتوں میں ان دونوں کا نکاح باطل ہے اور جیسے کہ بیان ہو چکا ہے وہ دونوں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

۲۴۶۵۔ اگر کوئی عورت یہ کہے کہ میں یائسہ ہوں تو اس کی یہ بات قبول نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر کہے کہ میں شوہر دار نہیں ہوں تو اس کی بات مان لینا چاہئے۔ لیکن اگر وہ غلط بیاں ہو تو اس صورت میں احتیاط یہ ہے کہ اس کے بارے میں تحقیق کی جائے۔

۲۴۶۶۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے شادی کرے جس نے کہا ہو کہ میرا شوہر نہیں ہے اور بعد میں کوئی اور شخص کہے کہ وہ عورت اس کی بیوی ہے تو جب تک شرعاً یہ بات ثابت نہ ہو جائے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے اس کی بات کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔

۲۴۶۷۔ جب تک لڑکا یا لڑکی دو سال کے نہ ہو جائیں باپ، بچوں کو ان کی ماں سے جدا نہیں کر سکتا اور احوط اور اولی یہ ہے کہ بچے کو سات سال تک اس کی ماں سے جدا نہ کرے۔

۲۴۶۸۔ اگر رشتہ مانگنے والے کی دیانت داری اور اخلاق سے خوش ہو تو بہتر یہ ہے کہ لڑکی کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دینے سے انکار نہ کرے۔ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ "جب بھی کوئی شخص تمہاری لڑکی کا رشتہ مانگنے آئے اور تم اس شخص کے اخلاق اور دیانت داری سے خوش ہو تو اپنی لڑکی کی شادی اس سے کر دو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو گویا زمین پر ایک بہت بڑا فتنہ پھیل جائے گا۔"

۲۴۶۹۔ اگر بیوی شوہر کے ساتھ اس شرط پر اپنے مہر کی مصالحت کرے (یعنی اسے مہر بخش دے) کہ وہ دوسری شادی نہیں کرے گا تو واجب ہے کہ وہ دوسری شادی نہ کرے۔ اور بیوی کو بھی مہر لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

۲۴۷۰۔ جو شخص ولد الزنا ہو اگر وہ شادی کر لے اور اس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہے۔

۲۴۷۱۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے روزوں میں یا عورت کے حائض ہونے کی حالت میں اس سے جماع کرے تو گنہگار ہے لیکن اگر اس جماع کے نتیجے میں ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہے۔

۲۴۷۲۔ جس عورت کو یقین ہو کہ اس کا شوہر سفر میں فوت ہو گیا ہے اگر وہ وفات کی عدت کے بعد شادی کرے اور بعد ازاں اس کا پہلا شوہر سفر سے (زندہ سلامت) واپس آ جائے تو ضروری ہے کہ دوسرے شوہر سے جدا ہو جائے اور وہ پہلے شوہر پر حلال ہو گی لیکن اگر دوسرے شوہر نے اس سے جماع کیا ہو تو عورت کے لئے ضروری ہے کہ عدت گزارے اور دوسرے شوہر کو چاہئے کہ اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق اسے مہر ادا کرے لیکن عدت (کے زمانے) کا خرچ (دوسرے شوہر کے ذمے) نہیں ہے۔

دودھ پلانے کے احکام

۲۴۷۳۔ اگر کوئی عورت ایک بچے کو ان شرائط کے ساتھ کے دودھ پلائے جو مسئلہ ۲۴۸۳ میں بیان ہوں گی تو وہ بچہ مندرجہ ذیل لوگوں کا محرم بن جاتا ہے۔

۱۔ خود وہ عورت۔ اور اسے رضاعی ماں کہتے ہیں۔

۲۔ عورت کا شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے۔ اور اسے رضاعی باپ کہتے ہیں۔

۳۔ اس عورت باپ اور ماں۔ اور جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اگرچہ وہ اس عورت کے رضاعی ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔

۴۔ اس عورت کے وہ بچے جو پیدا ہو چکے ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

۵۔ اس عورت کی اولاد کی اولاد خواہ یہ سلسلہ جس قدر بھی نیچے چلا جائے اور اولاد کی اولاد خواہ حقیقی ہو خواہ اس کی اولاد نے ان بچوں کو دودھ پلایا ہو۔

۶۔ اس عورت کی بہنیں اور بھائی خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے اس عورت کے بہن اور بھائی بن گئے ہوں۔

۷۔ اس عورت کا چچا اور پھوپھی خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۸۔ اس عورت کا ماموں اور خالہ خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۹۔ اس عورت کے اس شوہر کی اولاد جو دودھ کا مالک ہے۔ اور جہاں تک بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اگرچہ اس کی اولاد رضاعی ہی کیوں نہ ہو۔

۱۰۔ اس عورت کے اس شوہر کے ماں باپ جو دودھ کا مالک ہے۔ اور جہاں تک بھی یہ سلسلہ اوپر چلا جائے۔

۱۱۔ اس عورت کے اس شوہر کے بہن بھائی جو دودھ کا مالک ہے خواہ اس کے رضای بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۲۔ اس عورت کا جو شوہر دودھ کا مالک ہے اس کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں۔ اور جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور اگرچہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

اور ان کے علاوہ کئی اور لوگ بھی دودھ پلانے کی وجہ سے محرم بن جاتے ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

۲۴۷۴۔ اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۸۳ میں کیا جائے گا تو اس بچے کا باپ ان لڑکیوں سے شادی نہیں کر سکتا جنہیں وہ عورت جنم دے اور اگر ان میں سے کوئی ایک لڑکی ابھی اس کی بیوی ہو تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ البتہ اس کا اس عورت کی رضاعی لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کے ساتھ بھی نکاح نہ کرے نیز احتیاط کی بناپر وہ اس عورت کے اس شوہر کی بیٹیوں سے نکاح نہیں کر سکتا جو دودھ کا مالک ہے اگرچہ وہ اس شوہر کی رضاعی بیٹیاں ہوں لہذا اگر اس وقت ان میں سے کوئی عورت اس کی بیوی ہو تو احتیاط کی بناپر اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

۲۴۷۵۔ اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۸۳ میں کیا جائے گا تو اس عورت کا وہ شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے اس بچے کی بہنوں کا محرم نہیں بن جاتا لیکن احتیاط مستجب یہ ہے کہ وہ ان سے شادی نہ کرے نیز شوہر کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

۲۴۷۶۔ اگر کوئی عورت ایک بچے کو دودھ پلائے تو وہ اس کے بھائیوں کی محرم نہیں بن جاتی اور اس عورت کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

۲۴۷۷۔ اگر کوئی شخص اس عورت سے جس نے کسی لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو نکاح کرلے اور اس سے مجامعت کرلے تو پھر وہ اس لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا۔

۲۴۷۸۔ اگر کوئی شخص کسی لڑکی سے نکاح کرلے تو پھر وہ اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا جس نے اس لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو۔

۲۴۷۹۔ کوئی شخص اس لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا جسے اس شخص کی ماں یا دادی نے دودھ پلایا ہو۔ نیز اگر کسی شخص کے باپ کی بیوی نے (یعنی اس کی سوتیلی ماں نے) اس شخص کے باپ کا مملوکہ دودھ کسی لڑکی کو پلایا ہو تو وہ شخص اس لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا۔ اور اگر کوئی شخص کسی دودھ پیتی بچی سے نکاح کرے اور اس کے بعد اس کی ماں یا دادی یا اس کی سوتیلی ماں اس بچی کو دودھ پلادے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

۲۴۸۰۔ جس لڑکی کو کسی شخص کی بہن یا بھابی نے بھائی کے دودھ سے پورا دودھ پلایا ہو وہ شخص اس لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا۔ اور جب کسی شخص کی بھانجی، بھتیجی یا بہن یا بھائی کی پوتی یا نواسی نے اس بچی کو دودھ پلایا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

۲۴۸۱۔ اگر کوئی عورت اپنی لڑکی کے بچے کو (یعنی اپنے نواسے یا نواسی کو) پورا دودھ پلائے تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی عوعرت اس بچے کو دودھ پلائے جو اس کی لڑکی کے شوہر کی دوسری بیوی سے پیدا ہوا ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کوئی عورت اپنے بیٹے کے بچے کو (یعنی اپنے پوتے یا پوتی کو) دودھ پلائے تو اس کے بیٹے کی بیوی (یعنی دودھ پلائی کی بہو) جو اس دودھ پیتے بچے کی ماں ہے اپنے شوہر پر حرام نہیں ہو گی۔

۲۴۸۲۔ اگر کسی لڑکی کی سوتیلی ماں اس لڑکی کے شوہر کے بچے کو اس لڑکی کے باپ کا مملوکہ دودھ پلادے تو اس احتیاط کی بنا پر جس کا ذکر مسئلہ ۲۴۷۴ میں کیا گیا ہے، وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے خواہ بچہ اس لڑکی کے بطن سے یا کسی دوسری عورت کے بطن سے ہو۔

دودھ پلانے سے محرم بننے کی شرائط

۲۴۸۳۔ بچے کو جو دودھ پلانا محرم بننے کا سبب بنتا ہے اس کی آٹھ شرطیں ہیں:

۱۔ بچہ زندہ عورت کا دودھ پیئے۔ پس اگر وہ مردہ عورت کے پستان سے دودھ پیئے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

۲۔ عورت کا دودھ فعل حرام کا نتیجہ نہ ہو۔ پس اگر ایسے بچے کا دودھ جو ولد الزنا ہو کسی دوسرے بچے کو دیا جائے تو اس دودھ کے توسط سے وہ دوسرا بچہ کسی کا محرم نہیں بنے گا۔

۳۔ بچہ پستان سے دودھ پیئے۔ پس اگر دودھ اس کے حلق میں انڈیلا جائے تو بیکار ہے۔

۴۔ دودھ خالص ہو اور کسی دوسری چیز سے ملا ہو نہ ہو۔

۵۔ دودھ ایک ہی شوہر کا ہو۔ پس جس عورت کو دودھ اترتا ہو اگر اسے کو طلاق ہو جائے اور وہ عقد ثانی کر لے اور دوسرے شوہر سے حاملہ ہو جائے اور بچہ جننے تک اس کے پہلے شوہر کا دودھ اس میں باقی ہو مثلاً اگر اس بچے کو خود بچہ جننے سے قبل پہلے شوہر کا دود آٹھ دفعہ اور وضع حمل کے بعد دوسرے شوہر کا دودھ سات دفعہ پلائے تو وہ بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنتا۔

٦۔ بچہ کسی بیماری کی وجہ سے دودھ کی قے نہ کر دے اور اگر قے کر دے تو بچہ محرم نہیں بنتا ہے۔

۷۔ بچے کو اس قدر دودھ پلا جائے کہ اس کی ہڈیاں اس دودھ سے مضبوط ہوں اور بدن کا گوشت بھی اس سے بنے اور اگر اس بات کا علم نہ ہو کہ اس قدر دودھ پیا ہے یا نہیں تو اگر اس نے ایک دن اور ایک رات یا پندرہ دفعہ پیٹ بھر کر دودھ پیا ہو تب بھی (محرم ہونے کے لئے) کافی ہے جیسا کہ اس کا (تفصیلی) ذکر آنے والے مسئلے میں کیا جائے گا۔ لیکن اگر اس بات کا علم ہو کہ اس کی ہڈیاں اس دودھ سے مضبوط نہیں ہوئیں اور اس کا گوشت بھی اس سے نہیں بنا حالانکہ بچے نے ایک دن اور ایک رات یا پندرہ دفعہ دودھ پیا ہو تو اس جیسی صورت میں احتیاط کا خیال کرنا ضروری ہے۔

۸۔ بچے کی عمر کے دو سال مکمل نہ ہوئے ہوں اور اگر اس کی عمر دو سال ہونے کے بعد اسے دودھ پلایا جائے تو وہ کسی کا محرم نہیں بنتا بلکہ اگر مثال کے طور پر وہ عمر کے دو سال مکمل ہونے سے پہلے آٹھ دفعہ اور اس کے بعد سات دفعہ دودھ پیئے تب بھی وہ کسی کا محرم نہیں بنتا۔ لیکن اگر دودھ پلانے والی عورت کو بچہ جنے ہوئے دو سال سے زیادہ مدت گزر چکی

ہو اور اس کا دودھ ابھی باقی ہو اور وہ کسی بچے کو دودھ پلائے تو وہ بچہ ان لوگوں کا محرم بن جاتا ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

۲۴۸۴۔ دودھ پینے کی وجہ سے محرم بننے کے لئے ضروری ہے کہ ایک دن رات میں بچہ نہ غذا کھائے اور نہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیئے لیکن اگر اتنی تھوڑی غذا کھائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے بیچ میں غذا کھائی ہے تو پھر کوئی اشکال نہیں۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ پندرہ مرتبہ ایک ہی عورت کا دودھ پیئے اور اس پندرہ مرتبہ دودھ پینے کے درمیان کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیئے اور ہر بار بلا فاصلہ دودھ پیئے۔ ہاں اگر دودھ پیتے ہوئے سانس لے یا تھوڑا سا صبر کرے گویا کہ جب اس نے پہلی بار پستان منہ میں لیا تھا اس وقت سے لے کر اس کے سیر ہو جانے تک ایک دفعہ دودھ پینا ہی شمار کیا جائے تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

۲۴۸۵۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ کسی بچے کو پلائے۔ بعد ازاں عقد ثانی کر لے اور دوسرے شوہر کا دودھ کسی اور بچے آپس میں محرم نہیں بنتے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ وہ آپس میں شادی نہ کریں۔

۲۴۸۶۔ اگر کوئی عورت ایک شوہر کا دودھ کئی بچوں کو پلائے تو وہ سب بچے آپس میں نیز اس آدمی کے اور اس عورت کے جس نے انہیں دودھ پلایا ہو محرم بن جاتے ہیں۔

۲۴۸۷۔ اگر کسی شخص کی کئی بیویاں ہوں اور ان میں سے ہر ایک شرائط کے ساتھ جو بیان کی گئی ہیں ایک ایک بچے کو دودھ پلا دے تو وہ سب بچے آپس میں اور اس آدمی اور ان تمام عورتوں کے محرم بن جاتے ہیں۔

۲۴۸۸۔ اگر کسی شخص کو دو بیویوں کو دودھ اترتا ہو اور ان میں سے ایک کسی بچے کو مثال کے طور پر آٹھ مرتبہ اور دوسری سات مرتبہ دودھ پلا دے تو وہ بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنتے۔

۲۴۸۹۔ اگر کوئی عورت ایک شوہر کا پورا دودھ ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو پلائے تو اس لڑکی کے بہن بھائی اس لڑکے کے بہن بھائیوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

۲۴۹۰۔ کوئی شخص اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر ان عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتا جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیوی کی بھانجیاں یا بھتیجیاں بن گئی ہوں نیز اگر کوئی شخص کسی لڑکے سے اغلام کرے تو وہ اس لڑکے کی رضاعی بیٹی، بہن، ماں

اور دادی سے یعنی ان عورتوں سے جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیٹی، بہن، ماں اور دادی بن گئی ہوں نکاح نہیں کر سکتا۔ اور احتیاط کی بنا پر اس صورت میں جبکہ لواطت کرنے والا بالغ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

۲۴۹۱۔ جس عورت نے کسی شخص کے بھائی کو دودھ پلایا ہو وہ اس شخص کی محرم نہیں بن جاتی اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس شادی نہ کرے۔

۲۴۹۲۔ کوئی آدمی دو بہنوں سے (ایک ہی وقت میں) نکاح نہیں کر سکتا اگرچہ وہ رضاعی بہنیں ہی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسری کی بہنیں بن گئی ہوں اور اگر وہ دو عورتوں سے شادی کرے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ آپس میں بہنیں ہیں تو اس صورت میں جب کہ ان کی شادی ایک ہی وقت میں ہوئی ہو اظہر یہ ہے کہ دونوں نکاح باطل ہیں۔ اور اگر نکاح ایک ہی وقت میں نہ ہوا ہو تو پہلا نکاح صحیح ہو دوسرا باطل ہے۔

۲۴۹۳۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ ان اشخاص کا پلائے جن کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے تو اس عورت کا شوہر اس پر حرام نہیں ہوتا اگرچہ بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی جائے۔

۱۔ اپنے بھائی اور بہن کو۔

۲۔ اپنے چچا، پھوپھی، اماموں اور خالہ کو۔

۳۔ اپنے چچا اور ماموں کی اولاد کو۔

۴۔ اپنے بھتیجے کو۔

۵۔ اپنے جیٹھ یا دیور اور نند کو۔

۶۔ اپنے بھانجے یا اپنے شوہر کے بھانجے کو۔

۸۔ اپنے شوہر کی دوسری بیوی کے نواسے یا نواسی کی۔

۲۴۹۴۔ اگر کوئی عورت کسی شخص کی پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہن کو دودھ پلائے تو وہ (عورت) اس شخص کی محرم نہیں بنتی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ شخص اس عورت سے شادی نہ کرے۔

۲۴۹۵۔ جس شخص کی دو بیویاں ہوں اگر اس کی ایک بیوی دوسری بیوی کے چچا کے بیٹے کو دودھ پلائے تو جس عورت کے چچا کے بیٹے نے دودھ پیا ہے وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہو گی۔

دودھ پلانے کے آداب

۲۴۹۶۔ بچے کو دودھ پلانے کے لئے سب عورتوں سے بہتر اس کی اپنی ماں ہے۔ اور ماں کے لئے مناسب ہے کہ بچے کو دودھ پلانے کی اجرت اپنے شوہر سے نہ لے اور شوہر کے لئے اچھی بات یہ ہے کہ اسے اجرت دے اور اگر بچے کی ماں، دایہ (دودھ ماں) کے مقابلے میں زیادہ اجرت لینا چاہے تو شوہر بچے کو اس سے لے کر دایہ کے سپرد کر سکتا ہے۔

۲۴۹۷۔ مستحب ہے کہ بچے کی دایہ شیعہ اثنا عشری، ہوش مند، پاک دامن اور خوش شکل ہو۔ اور مکروہ ہے کہ وہ غبی، غیر شیعہ اثنا عشری، بد صورت، بد اخلاق یا حرام زادی ہو۔ اور یہ بھی مکروہ ہے۔ کہ اس عورت کو بطور دایہ منتخب کیا جائے جس کا دودھ ایسے بچے سے ہو جو والد الزنا ہو۔

دودھ پلانے کے مختلف مسائل

۲۴۹۸۔ عورتوں کے لئے بہتر ہے کہ وہ ہر ایک کے بچے کو دودھ نہ پلائیں کیونکہ ہو سکتا ہے وہ یہ یاد نہ رکھ سکیں کہ انھوں نے کس کسی کو دودھ پلایا ہے اور (ممکن ہے کہ) بعد میں دو محرم ایک دوسرے سے نکاح کر لیں۔

۲۴۹۹۔ اگر ممکن ہو تو مستحب ہے کہ بچے کو پورے ۲۱ مہینے دودھ پلایا جائے اور دو سال سے زیادہ دودھ پلانا مناسب نہیں ہے۔

۲۵۰۰۔ اگر دودھ پلانے کی وجہ سے شوہر کا حق تلف نہ ہوتا ہو تو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شخص کے بچے کو دودھ پلا سکتی ہے۔

۲۵۰۱۔ اگر کسی عورت کا شوہر ایک شیر خوار بچی سے نکاح کرے اور وہ عورت اس بچی کو دودھ پلائے تو مشہور قول کی بنا پر وہ عورت اپنے شوہر کی ساس بن جاتی ہے اور اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ حکم اشکال سے خالی نہیں ہے اور احتیاط کا خیال رکھنا چاہیئے۔

۲۵۰۲۔ اگر کوئی چاہے کہ اس کی بھابی اس کی محرم بن جائے تو بعض فقہانے فرمایا ہے کہ اسے چاہئے کہ کسی شیر خوار بچی سے مثال کے طور پر دو دن کے لئے متعہ کرلے اور ان دونوں میں ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۸۳ میں کیا گیا ہے اس کی بھابی اس بچی کو دودھ پلائے تاکہ وہ اس کی بیوی کی ماں بن جائے۔ لیکن یہ حکم اس صورت میں جب بھائی بھائی کے مملوک دودھ سے اس بچی کو پلائے محل اشکال ہے۔

۲۵۰۳۔ اگر کوئی کرد کسی عورت سے شادی کرنے سے پہلے کہے کہ رضاعت کی وجہ سے وہ عورت مجھ پر حرام ہے مثلاً کہے کہ میں نے اس عورت کی ماں کا دودھ پیا ہے تو اگر اس بات کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس عورت سے شادی نہیں کرسکتا اور اگر وہ یہ بات شادی کے بعد کہے اور خود عورت بھی اس بات کو قبول کرے تو ان کا نکاح باطل ہے۔ لہذا اگر مرد نے اس عورت سے ہم بستری نہ کی ہو یا کی ہو لیکن ہم بستری کے وقت عورت کو معلوم ہو کہ وہ اس مرد پر حرام ہے تو عورت کا کوئی مہر نہیں اور اگر عورت کو ہم بستری کے بعد پتا چلے کہ وہ اس مرد پر حرام تھی تو ضروری ہے کہ شوہر اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق اسے مہر دے۔

۲۵۰۴۔ اگر کوئی عورت شادی سے پہلے کہہ دے کہ رضاعت کی وجہ سے میں اس مرد پر حرام ہوں اور اس کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس مرد سے شادی نہیں کرسکتی اور اگر وہ یہ بات شادی کے بعد کہے تو اس کا کہنا ایسا ہی جیسے کہ مرد شادی کے بعد کہے کہ وہ عورت اس پر حرام ہے اور اس کے متعلق حکم سابقہ مسئلے میں بیان ہو چکا ہے۔

۲۵۰۵۔ دودھ پلانا جو محرم سے بننے کا سبب ہے دو چیزوں سے ثابت ہوتا ہے:

۱۔ ایک ایسی جماعت کا خبر دینا جس کی بات پر یقین یا اطمینان ہو جائے

۲۔ دو عادل مرد اس کی گواہی دیں لیکن ضروری ہے کہ وہ دودھ پلانے کی شرائط کے بارے میں بھی بتائیں مثلاً کہیں کہ ہم نے فلاں بچے کو چوبیس گھنٹے فلاں عورت کے پستان سے دودھ پیتے دیکھا ہے اور اس نے اس دوران اور کوئی چیز بھی

نہیں کھائی اور اسی طرح ان باقی شرائط کو بھی واشگاف الفاظ میں بیان کریں جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۸۳ میں کیا گیا ہے۔ البتہ ایک مرد اور دو عورتوں یا چار عورتوں کی گواہی ہے جو سب کے سب عادل ہوں رضاعت کا ثابت محل اشکال ہے۔

۲۵۰۶۔ اگر اس بات میں شک ہو کہ بچے نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے جو محرم بننے کا سبب ہے یا نہیں پیا ہے یا گمان ہو کہ اس نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے تو بچہ کسی کا بھی محرم نہیں ہوتا لیکن بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی جائے۔

طلاق کے احکام

۲۵۰۷۔ جو مرد اپنی بیوی کو طلاق دے اس کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو لیکن اگر دس سال کا بچہ اپنی بیوں کو طلاق دے تو اس کے بارے میں احتیاط کا خیال رکھیں اور اسی طرح ضروری ہے کہ مرد اپنے اختیار سے طلاق دے اور اگر اسے اپنی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے تو طلاق باطل ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شخص طلاق کی نیت رکھتا ہو لہٰذا اگر وہ مثلاً مذاق مذاق میں طلاق کا صیغہ کہے تو طلاق صحیح نہیں ہے۔

۲۵۰۸۔ ضروری ہے کہ عورت طلاق کے وقت حیض یا نفاس سے پاک ہو اور اس کے شوہر نے اس پاکی کے دوران اس سے ہم بستری نہ کی ہو اور ان دو شرطوں کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی۔

۲۵۰۹۔ عورت کو حیض یا نفاس کی حالت میں تین صورتوں میں طلاق دینا صحیح ہے:

۱۔ شوہر نے نکاح کے بعد اس سے ہم بستری نہ کی ہو۔

۲۔ معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے۔ اور اگر یہ بات معلوم نہ ہو اور شوہر اسے حیض کی حالت میں طلاق دے دے اور بعد میں شوہر کو پتا چلے کہ وہ حاملہ تھی تو وہ طلاق باطل ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے دوبارہ طلاق دے۔

۳۔ مرد غیر حاضری یا ایسی ہی کسی اور وجہ سے اپنی بیوں سے جدا ہوا اور یہ معلوم نہ ہو سکتا ہو کہ عورت حیض یا نفاس سے سے پاک ہے یا نہیں۔ لیکن اس صورت میں احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ مرد انتظار کرے تا کہ بیوں سے جدا ہونے کے بعد کم از کم ایک مہینہ گزر جائے اس کے بعد اس طلاق دے۔

۲۵۱۰۔ اگر کوئی شخص عورت کو حیض سے پاک سمجھے اور اسے طلاق دے دے اور بعد میں پتا چلے کہ وہ حیض کی حالت میں تھی تو اس کی طلاق باطل ہے اور اگر شوہر اسے حیض کی حالت میں سمجھے اور طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ پاک تھی تو اس کی طلاق صحیح ہے۔

۲۵۱۱۔ جس شخص کو علم ہو کہ اس کی بیوی حیض یا نفاس کی حالت میں ہے اگر وہ بیوی سے جدا ہو جائے مثلاً سفر اختیار کرے اور اسے طلاق دینا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ اتنی مدت صبر کرے جس میں اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وہ عورت حیض یا نفاس سے پاک ہو گئی ہے اور جب وہ یہ جان لے کہ عورت پاک ہے اسے طلاق دے۔ اور اگر اسے شک ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں غائب شخص کی طلاق کے بارے میں مسئلہ ۲۵۰۹ میں جو شرائط بیان ہوئی ہیں ان کا خیال رکھے۔

۲۵۱۲۔ جو شخص اپنی بیوی سے جدا ہو اگر وہ اسے طلاق دینا چاہے تو اگر وہ معلوم کر سکتا ہو کہ اس کی بیوی حیض یا نفاس کی حالت میں ہے یا نہیں تو اگرچہ عورت کی حیض کی عادت یا ان دوسری نشانیوں کو جو شرع میں معین ہیں دیکھتے ہوئے اسے طلاق دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ حیض یا نفاس کی حالت میں تھی تو اس کی طلاق صحیح ہے۔

۲۵۱۳۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جو حیض یا نفاس سے پاک ہو ہم بستری کرے اور پھر اسے طلاق دینا چاہے تو ضروری ہے کہ صبر کرے حتی کہ اسے دوبارہ حیض آ جائے اور پھر وہ پاک ہو جائے لیکن اگر ایسی عورت کو ہم بستری کے بعد طلاق دی جائے جس کی عمر نو سال سے کم ہو یا معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر عورت یائسہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

۲۵۱۴۔ اگر کوئی شخص ایسی عورت سے ہم بستری کرے جو حیض یا نفاس سے پاک ہو اور اسی پاکی کی حالت میں اسے طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ طلاق دینے کے وقت حاملہ تھی تو وہ طلاق باطل ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے ہک شوہر اسے دوبارہ طلاق دے۔

۲۵۱۵۔ اگر کوئی شخص ایسی عورت سے ہم بستری کرے جو حیض یا نفاس سے پاک ہو پھر وہ اس سے جدا ہو جائے مثلاً سفر اختیار کرے لہٰذا اگر وہ چاہے کہ سفر کے دوران اسے طلاق دے اور اس کی پاکی یا ناپاکی کے بارے میں نہ جان سکتا ہو تو

ضروری ہے کہ اتنی مدت صبر کرے کہ عورت کو اس پاکی کے بعد حیض آئے اور وہ دوبارہ پاک ہو جائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ مدت ایک مہینے سے کم نہ ہو۔

۲۵۱۶۔ اگر کوئی مرد ایسی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہو جسے پیدائشی طور پر یا کسی بیماری کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو اور اس عمر کی دوسری عورتوں کو حیض آتا ہو تو ضروری ہے کہ جب اس نے ایسی عورت سے جماع کیا ہو اس وقت سے تین مہینے تک اس سے جماع نہ کرے اور بعد میں اسے طلاق دے دے۔

۲۵۱۷۔ ضروری ہے کہ طلاق کا صیغہ صحیح عربی میں لفظ "طالِقٌ" کے ساتھ پڑھا جائے اور دو عادل مرد اسے سنیں۔ اگر شوہر خود طلاق کا صیغہ پڑھنا چاہے اور مثال کے طور پر اس کی بیوی کا نام فاطمہ ہو تو ضروری ہے کہ کہے: زَوجَتِي فَاطِمَۃ طَالِقٌ یعنی میری بیوی فاطمہ آزاد ہے اور اگر وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل کرے تو ضروری ہے کہ وکیل کہے: "زَوجَۃ مُوَکِّلِي فَاطِمَۃ طَالِقٌ" اور اگر عورت معین ہو تو اس کا نام لینا لازم نہیں ہے اور اگر مرد عربی میں طلاق کا صیغہ نہ پڑھ سکتا ہو اور وکیل بھی نہ بنا سکے تو وہ جس زبان میں چاہے ہر اس لفظ کے ذریعے طلاق دے سکتا ہے جو عربی لفظ کے ہم معنی ہو۔

۲۵۱۸۔ جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو مثلاً ایک سال ایک ایک مہینے کے لئے اس سے نکاح کیا گیا ہو اسے طلاق دینے کا کوئی سوال نہیں۔ اور اس کا آزاد ہونا اس بات پر منحصر ہے کہ یا تو متعہ کی مدت ختم ہو جائے یا مرد اسے مدت بخش دے اور وہ اس طرح کہ اس سے کہے: "میں نے مدت تجھے بخش دی۔" اور کسی کو اس پر گواہ قرار دینا اور اس عورت کا حیض سے پاک ہونا لازم نہیں۔

طلاق کی عدت

۲۵۱۹۔ جس لڑکی کی عمر (پورے) نو سال نہ ہوئی ہو۔ اور جو عورت یائسہ ہو چکی ہو۔ اس کی کوئی عدت نہیں ہوتی۔ یعنی اگرچہ شوہر نے اس سے مجامعت کی ہو، طلاق کے بعد کے بعد وہ فوراً دوسرا شوہر کر سکتی ہے۔

۲۵۲۰۔ جس لڑکی کی عمر (پورے) نو سال ہو چکی ہو اور جو عورت یائسہ نہ ہو، اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے تو اگر وہ اسے طلاق دے تو ضروری ہے کہ وہ (لڑکی یا) عورت طلاق کے بعد عدت رکھے اور آزاد عورت کی عدت یہ ہے کہ جب اس کا شوہر اسے پاکی کی حالت میں طلاق دے تو اس کے بعد وہ اتنی مدت صبر کرے کہ دو دفعہ حیض سے پاک ہو جائے اور جونہی اسے تیسری دفعہ حیض آئے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے اور وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے لیکن اگر

شوہر عورت سے مجامعت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے تو اس کے لئے کوئی عدت نہیں یعنی وہ طلاق کے فوراً بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اگر شوہر کی منی جذب یا اس جیسی کسی اور وجہ سے اس کی شرم گاہ میں داخل ہوئی ہو تو اس صورت میں اظہر کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ عورت عدت رکھے۔

۲۵۲۱۔ جس عورت کو حیض نہ آتا ہو لیکن اس کا سن ان عورتوں جیسا ہو جنہیں حیض آتا ہو اگر اس کا شوہر مجامعت کرنے کے بعد اسے طلاق دے دے تو ضروری ہے کہ طلاق کے بعد تین مہینے کی عدت رکھے۔

۲۵۲۲۔ جس عورت کی عدت تین مہینے ہو اگر اسے چاند کی پہلی تاریخ کو طلاق دی جائے تو ضروری ہے کہ تین قمری مہینے تک یعنی جب چاند دیکھا جائے اس وقت سے تین مہینے تک عدت رکھے اور اگر اسے مہینے کے دوران (کسی اور تاریخ کو) طلاق دی جائے تو ضروری ہے کہ اس مہینے کے باقی دنوں میں اس کے بعد آنے والے دو مہینے اور چوتھے کے اتنے دن جتنے دن پہلے مہینے سے کم ہوں عدت رکھے تاکہ تین مہینے مکمل ہو جائیں مثلاً اگر اسے مہینے بیسویں تاریخ کو غروب کے وقت طلاق دی جائے اور یہ مہینہ انیتس دن کا ہو تو ضروری ہے کہ نو دن اس مہینے کے اور اس کے بعد دو مہینے اور اس کے بعد چوتھے مہینے کے بیس دن عدت رکھے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ چوتھے مہینے کے اکیس دن عدت رکھے تاکہ پہلے مہینے کے جتنے دن عدت رکھی ہے انہیں ملا کر دنوں کی تعداد تیس ہو جائے۔

۲۵۲۳۔ اگر حاملہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کی عِدّت وَضع حَمل یا اِستاطِ حَمل تک ہے لہٰذا مثال کے طور اگر طلاق کے ایک گھنٹے بعد بچہ پیدا ہو جائے تو اس عورت کی عدت ختم ہو جائے گی۔ لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جن وہ بچہ صاحبہ عدت کا شرعی بیٹا ہو لہٰذا اگر عورت زنا سے حاملہ ہوئی ہو اور شوہر اسے طلاق دے تو اس کی عدت بچے کے پیدا ہونے سے ختم نہیں ہوتی۔

۲۵۲۴۔ جس لڑکی نے عمر کے نو سال مکمل کر لئے ہوں اور جو عورت یائسہ نہ ہو اگر وہ مثال کے طور پر کسی شخص سے ایک مہینے یا ایک سال کے لئے متعہ کرے تو اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے اور اس عورت کی مدت تمام ہو جائے یا شوہر اسے مدت بخش دے تو ضروری ہے کہ وہ عدت رکھے۔ پس اگر اسے حیض آئے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ دو حیض کے برابر عدت رکھے اور نکاح نہ کرے اور اگر حیض نہ آئے تو پینتالیس یا اسقاط ہونے تک ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو مدت وضع حمل یا پینتالیس دن میں سے زیادہ ہو اتنی مدت کے لئے عدت رکھے۔

۲۵۲۵۔ طلاق کی عدت اس وقت شروع ہوتی ہے جب صیغہ کا پڑھنا ختم ہو جاتا ہے خواہ عورت کو پتا چلے یا نہ چلے کہ اسے طلاق ہو گئی ہے پس اگر اسے عدت (کے برابر مدت) گزرنے کے بعد پتا چلے کہ اسے طلاق ہو گئی ہے تو ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ عدت رکھے۔

وفات کی عدت

۲۵۲۶۔ اگر کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو اس صورت میں جبکہ وہ آزاد ہو اگر وہ حاملہ نہ ہو تو خواہ وہ یائسہ ہو یا شوہر نے اس سے مُتعہ کیا ہو یا شوہر نے اس سے مجامعت نہ کی ہو ضروری ہے کہ چار مہینے اور دس دن عدت رکھے اور اگر حاملہ ہو تو ضروری ہے کہ وضع حمل تک عدت رکھے لیکن اگر چار مہینے اور دس دن گزرنے سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے تو ضروری ہے کہ شوہر کی موت کے بعد چار مہینے دس دن تک صبر کرے اور اس عدت کو وفات کی عدت کہتے ہیں۔

۲۵۲۷۔ جو عورت وفات کی عدت میں ہو اس کے لئے رنگ برنگا لباس پہننا، سرمہ لگانہ اور اسی طرح دوسرے ایسے کام جو زینت میں شمار ہوتے ہیں حرام ہیں۔

۲۵۲۸۔ اگر عورت کو یقین ہو جائے کہ اس کا شوہر مر چکا ہے اور عدت وفات تمام ہونے کے بعد وہ دوسرا نکاح کرے اور پھر اسے معلوم ہو کہ اس کے شوہر کی موت بعد میں واقع ہوئی ہے تو ضروری ہے کہ دوسرے شوہر سے علیحدگی اختیار کرے اور احتیاط کی بنا پر اس صورت میں جب کہ وہ حاملہ ہو وضع حمل تک دوسرے شوہر کے لئے وطی شبہ کی عدت رکھے۔ جو کہ طلاق کی عدت کی طرح ہے۔ اور اس کے بعد پہلے شوہر کے لئے عدت وفات رکھے اور اگر حاملہ نہ ہو تو پہلے شوہر کے لئے عدت وفات اور اس کے بعد دوسرے شوہر کے لئے وطی شبہ کی عدت رکھے۔

۲۵۲۹۔ جس عورت کا شوہر لاپتہ ہو یا لاپتہ ہونے کے حکم میں ہو اس کی عدت وفات شوہر کی موت کی اطلاع ملنے کے وقت سے شروع ہوتی ہے نہ کہ شوہر کی موت کے وقت ہے۔ لیکن اس حکم کا اس عورت کے لئے ہونا جو نابالغ یا پاگل ہو اشکال ہے۔

۲۵۳۰۔ اگر عورت کہے کہ میری عدت ختم ہو گئی ہے تو اس کی بات قابل قبول ہے مگر یہ کہ وہ غلط بیان مشہور ہو تو اس صورت میں احتیاط کی بنا پر اس کی بات قابل قبول نہیں ہے۔ مثلاً وہ کہے کہ مجھے ایک مہینے میں تین دفعہ خون آتا ہے تو

اس بات کی تصدیق نہیں کی جائے گی مگر یہ کہ اس کی سہیلیاں اور رشتے دار عورتیں اس بات کی تصدیق کریں اور اس کی حیض کی عادت ایسی ہی تھی۔

طلاق بائِن اور طلاق رَجعی

۲۵۳۱۔ طلاق بائن وہ کہ طلاق ہے جس کے بعد مرد اپنی عورت کی طرف رجوع کرنے کا حق نہیں رکھتا یعنی یہ کہ بغیر نکاح کے دوبارہ اسے اپنی بیوی نہیں بنا سکتا اور اس طلاق کو چھ قسمیں ہیں:

۱۔ اس عورت کو دی گئی طلاق جس کی عمر ابھی نو سال نہ ہوئی ہو۔

۲۔ اس عورت کو دی گئی طلاق جا یائسہ ہو۔

۳۔ اس عورت کو دی گئی طلاق جس کے شوہر نے نکاح کے بعد اس سے جماع نہ کیا ہو۔

۴۔ جس عورت کو تین دفعہ طلاق دی گئی ہو اسے دی جانے والی تیسری طلاق۔

۵۔ خُلع اور مبارات کی طلاق

۶۔ حاکم شرع کا اس عورت کو طلاق دینا جس کا شوہر نہ اس کے اخراجات برداشت کرتا ہو نہ اسے طلاق دیتا ہو، جن کے احکام بعد میں بیان کئے جائیں گے۔

اور ان طلاقوں کے علاوہ جو طلاقیں ہیں وہ رجعی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک عورت عدت میں ہو شوہر اس سے رجوع کر سکتا ہے۔

۲۵۳۲۔ جس شخص نے اپنی عورت کو رجعی طلاق دی ہو اس کے لئے اس عورت کو اس گھر سے نکال دینا جس میں وہ طلاق دینے کے وقت مقیم تھی حرام ہے البتہ بعض موقعوں پر۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ عورت زنا کرے تو اسے گھر سے نکال دینے میں کائی اشکال نہیں۔ نیز یہ بھی حرام ہے کہ عورت غیر ضروری کاموں کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر اس گھر سے باہر جائے۔

رجوع کرنے کے احکام

۲۵۳۳۔ رجعی طلاق میں مرد دو طریقوں سے عورت کی طرف رجوع کر سکتا ہے:

۱۔ ایسی باتیں کرے جن سے مترشح ہو کہ اس نے اسے دوبارہ اپنی بیوی بنالیا ہے۔

۲۔ کوئی کام کرے اور اس کام سے رجوع کا قصد کرے اور ظاہر یہ ہے کہ جماع کرنے سے رجوع ثابت ہو جاتا ہے خواہ اس کا قصد رجوع کرنے کا نہ بھی ہو۔ بلکہ بعض (فقہاء) کا کہنا ہے کہ اگرچہ رجوع کا قصد نہ ہو صرف لپٹانے اور بوسہ لینے سے رجوع ثابت ہو جاتا ہے البتہ یہ قول اشکال سے خالی نہیں ہے۔

۲۵۳۴۔ رجوع کرنے میں مرد کے لازم نہیں کہ کسی کو گواہ بنائے یا اپنی بیوی کو (رجوع کے متعلق) اطلاع دے بلکہ اگر بغیر اس کے کہ کسی کو پتا چلے وہ خود ہی رجوع کرلے تو اس کا رجوع کرنا صحیح ہے لیکن اگر عدت ختم ہو جانے کے بعد مرد کہے کہ میں نے عدت کے دوران ہی رجوع کر لیا تھا تو لازم ہے کہ اس بات کو ثابت کرے۔

۲۵۳۵۔ جس مرد نے عورت کو رجعی طلاق دی ہو اگر وہ اس سے کچھ مال لے لے اور اس سے مصالحت کرلے کہ اب تجھ سے رجوع نہ کروں گا تو اگرچہ یہ مصالحت درست ہے اور مرد پر واجب ہے کہ رجوع نہ کرے لیکن اس سے مرد کے رجوع کرنے کا حق ختم نہیں ہوتا اور اگر وہ رجوع کرے تو جو طلاق دے چکا ہے وہ علیحدگی کا موجب نہیں بنتی۔

۲۵۳۶۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دو دفعہ طلاق دے کر اس کی طرف رجوع کرلے یا اسے دو دفعہ طلاق دے اور ہر طلاق کے بعد اس سے نکاح کرے یا ایک طلاق کے بعد رجوع کرے اور دوسری طلاق کے بعد نکاح کرے تو تیسری طلاق کے بعد وہ اس مرد پر حرام ہو جائے گی۔ لیکن اگر عورت تیسری طلاق کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے تو وہ پانچ شرطوں کے ساتھ پہلے مرد پر حلال ہو گی یعنی وہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کر سکے گا۔

۱۔ دوسرے شوہر کا نکاح دائمی ہو۔ پس اگر مثال کے طور پر وہ ایک مہینے یا ایک سال کے لئے اس عورت سے متعہ کرلے تو اس مرد کے اس سے علیحدگی کے بعد پہلا شوہر اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔

۲۔ دوسرا شوہر جماع کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جماع فرج میں کرے۔

۳۔ دوسرا شوہر اسے طلاق دے یا مر جائے۔

۴۔ دوسرے شوہر کی طلاق کی عدت یا وفات کی عدت ختم ہو جائے۔

۵۔ احتیاط واجب کی بنا پر دوسرا شوہر جماع کرتے وقت بالغ ہو۔

طلاق خلع

۲۵۳۷۔ اس عورت کی طلاق کو جو اپنے شوہر کی طرف مائل نہ ہو اور اس سے نفرت کرتی ہو اپنا مہر یا کوئی اور مال اسے بخش دے تاکہ وہ اسے طلاق دے دے طلاق خلع کہتے ہیں۔ اور طلاق خلع میں اظہر کی بنا پر معتبر ہے کہ عورت اپنے شوہر سے اس قدر شدید نفرت کرتی ہو کہ اسے وظیفہ زوجیت ادا نہ کرنے کی دھمکی دے۔

۲۵۳۸۔ جب شوہر خود طلاق خلع کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر اس کی بیوی کا نام مثلاً فاطمہ ہو تو عوض لینے کے بعد کہے: " زَوجَتِی فَاطِمَۃَ خَالَعتُھَا عَلٰی مَابَذَلَت " اور احتیاط مستحب کی بنا پر " ھِیَ طَالِقٌ " بھی کہے یعنی میں نے اپنی بیوی فاطمہ کو اس مال کے عوض جو اس نے مجھے دیا ہے طلاق خلع دے رہا ہوں اور وہ آزاد ہے۔ اور اگر عورت معین ہو تو طلاق خلع میں اور نیز طلاق مبارات میں اس کا نام لینا لازم نہیں۔

۲۵۳۹۔ اگر کوئی عورت کسی شخص کو وکیل مقرر کرے تاکہ وہ اس کا مہر اس کے شوہر کو بخش دے اور شوہر بھی اسی شخص کو وکیل مقرر کرے تاکہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دے دے تو اگر مثال کے طور پر شوہر کا نام محمد اور بیوی کا نام فاطمہ ہو تو وکیل صیغہ طلاق یوں پڑھے " عَن مُوَکِّلَتِی فَاطِمَۃَ بَذَلتُ مَہرَھَا لِمُوَکِّلِی مُحَمَّدٍ لِیَخلَعَھَا عَلَیہِ " اور اس کے بعد بلا فاصلہ کہے " زَوجَۃُ مُوَکِّلِی خَالَعتُھَا عَلٰی مَابَذَلَت ھِیَ طَالِقٌ۔ اور اگر عورت کسی کو وکیل مقرر کرے کہ اس کے شوہر کو مہر کے علاوہ کوئی اور چیز بخش دے تاکہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے تو ضروری ہے کہ وکیل لفظ " مَہرَھَا " کی بجائے اس چیز کا نام لے مثلاً اگر عورت نے سو روپے دیئے ہوں تو ضروری ہے کہ کہے: بَذَلَت مِاۃَ رُوبِیۃٍ۔ "

طلاق مبارات

۲۵۴۰۔ اگر میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو نہ چاہتے ہوں اور ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہوں اور عورت مرد کو کچھ مال دے تاکہ وہ اسے طلاق دے دے تو اسے طلاق مبارات کہتے ہیں۔

۲۵۴۱۔ اگر شوہر مبارات کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر مثلاً عورت کا نام فاطمہ ہو تو ضروری ہے کہ کہے:

"بَارَاتُ زَوجَتِی فَاطِمَۃَ عَلٰی مَابَذَلَت" اور احتیاط لازم کی بنا پر "فَھِیَ طَالِقٌ" بھی کہے یعنی میں اور میری بیوی فاطمہ اس عطا کے مقابل میں جو اس نے کی ہے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں پس وہ آزاد ہے۔ اور اگر وہ شخص کسی کو وکیل مقرر کرے تو ضروری ہے کہ وکیل کہے: "عَن قِبَلِ مُوَکِّلِی بَارَاتُ زَوجَتَہٗ فَاطِمَۃَ عَلٰی مَابَذَلَت فَھِیَ طَالِقٌ" اور دونوں صورتوں میں کلمہ "عَلٰی مَابَذَلَت" کی بجائے اگر "بِمَابَذَلَت" کہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۵۴۲۔ خلع اور مبارات کی طلاق کا صیغہ اگر ممکن ہو تو صحیح عربی میں پڑھا جانا چاہئے اور اگر ممکن نہ ہو تو اس کا حکم طلاق کے حکم جیسا ہے جس کا بیان مسئلہ ۲۵۱۷ میں گزر چکا ہے لیکن اگر عورت مبارات کی طلاق کے لئے شوہر کو اپنا مال بخش دے۔ مثلاً اردو میں کہے کہ "میں نے طلاق لینے کے لئے فلاں مال تمہیں بخش دیا" تو کوئی اشکال نہیں۔

۲۵۴۳۔ اگر کوئی عورت طلاق خلع یا طلاق مبارات کی عدت کے دوران اپنی بخشش سے پھر جائے تو شوہر اس کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور دوبارہ نکاح کئے بغیر اسے اپنی بیوی بنا سکتا ہے۔

۲۵۴۴۔ جو مال شوہر طلاق مبارات دینے کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورت کے مہر سے زیادہ نہ ہو لیکن طلاق خلع کے سلسلے میں لیا جانے والا مال اگر مہر سے زیادہ بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

طلاق کے مختلف احکام

۲۵۴۵۔ اگر کوئی آدمی کسی نامحرم عورت سے اس گمان میں جماع کرے کہ وہ اس کی بیوی ہے تو خواہ عورت کو علم ہو کہ وہ شخص اس کا شوہر نہیں ہے یا گمان کرے کہ اس کا شوہر ہے ضروری ہے کہ عدت رکھے۔

۲۵۴۶۔ اگر کوئی آدمی کسی عورت سے یا جانتے ہوئے زنا کرے کہ وہ اس کی بیوی نہیں ہے تو اگر عورت کو علم ہو کہ وہ آدمی اس کا شوہر نہیں ہے اس کے لئے عدت رکھنا ضروری نہیں۔ لیکن اگر اسے شوہر ہونے کا گمان ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ وہ عورت عدت رکھے۔

۲۵۴۷۔ اگر کوئی آدمی کسی عورت کو ورغلائے کے وہ اپنے شوہر سے متعلق ازدواجی ذمے داریاں پوری نہ کرے تاکہ اس طرح شوہر اسے طلاق دینے پر مجبور ہو جائے اور وہ خود اس عورت کے ساتھ شادی کر سکے تو طلاق اور نکاح صحیح ہیں لیکن دونوں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔

۲۵۴۸۔ اگر عورت نکاح کے سلسلے میں شوہر سے شرط کرے کہ اگر اس کا شوہر سفر اختیار کرلے یا مثلاً چھ مہینے اسے خرچ نہ دے تو طلاق کا اختیار عورت کو حاصل ہو گا تو یہ شرط باطل ہے۔ لیکن اگر وہ یوں شرط کرے کہ ابھی سے شوہر کی طرف سے وکیل ہے کہ اگر وہ مسافرت اختیار کرے یا چھ مہینے تک اس کے اخراجات پورے نہ کرے تو وہ اپنے آپ کو طلاق دے گی تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۵۴۹۔ جس عورت کا شوہر لاپتہ ہو جائے اگر وہ دوسرا شوہر کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ مجتہد عادل کے پاس جائے اور اس کے حکم مطابق عمل کرے۔

۲۵۵۰۔ دیوانے کے باپ دادا اس کی بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں۔

۲۵۵۱۔ اگر باپ یا دادا اپنے (نابالغ) لڑکے (یا پوتے) کا کسی عورت سے متعہ کر دیں اور متعہ کی مدت میں اس لڑکے کے مکلف ہونے کی کچھ مدت بھی شامل ہو مثلاً اپنے چودہ سالہ لڑکے کا کسی عورت سے دو سال کے لئے متعہ کر دیں تو اگر اس میں لڑکے کی بھلائی ہو تو وہ (یعنی باپ دادا) اس عورت کی مدت بخش سکتے ہیں لیکن لڑکے کی دائمی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتے۔

۲۵۵۲۔ اگر کوئی شخص دو آدمیوں کو شرع کو مقرر کردہ علامت کی رو سے عادل سمجھے اور اپنی بیوی کو ان کے سامنے طلاق دے دے تو کوئی اور شخص جس کے نزدیک ان دو آدمیوں کی عدالت ثابت نہ ہو اس عورت کی عدت ختم ہونے کے بعد س کے ساتھ خود نکاح کر سکتا ہے یا اسے کسی دوسرے کے نکاح میں دے سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نکاح سے اجتناب کرے اور دوسرے کا نکاح بھی اس کے ساتھ نہ کرے۔

۲۵۵۳۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے علم میں لائے بغیر اسے طلاق دے دے تو اگر وہ اس کے اخراجات اسی طرح دے جس طرح اس وقت دیتا تھا جب وہ اس کی بیوی تھی اور مثلاً ایک سال کے بعد اس سے کہے کہ "میں ایک سال ہوا تجھے طلاق دے چکا ہوں" اور اس بات کو شرعاً ثابت بھی کر دے تو جو چیزیں اس نے اس مدت میں اس عورت کو مہیا کی

ہوں اور وہ انہیں اپنے استعمال میں نہ لائی ہو اس سے واپس لے سکتا ہے لیکن جو چیزیں اس نے استعمال کر لی ہوں ان کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

غصب کے احکام

"غصب" کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی کے مال پر حق پر ظلم (اور دھونس یا دھاندلی) کے ذریعے قابض ہو جائے۔ اور یہ بہت بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے جس کا مرتکب قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہو گا۔ جناب رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے "جو شخص کسی دوسرے کی ایک بالشت زمین غصب کرے قیامت کے دن اس زمین کو اس کے ساتھ طبقوں سمیت طوق کی طرح اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔"

۲۵۵۴۔ اگر کوئی شخص لوگوں کو مسجد یا مدرسے یا پل یا دوسری ایسی جگہوں سے جو رفاہ عامہ کے لئے بنائی گئی ہوں استفادہ نہ کرنے دے تو اس نے ان کا حق غصب کیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مسجد میں اپنے (بیٹھنے کے) لئے جگہ مختص کرے اور دوسرا کوئی شخص اسے اس جگہ سے نکال دے اور اسے اس جگہ سے استفادہ کرنے دے تو وہ گناہ گار ہے۔

۲۵۵۵۔ اگر گروی رکھوانے والا اور گروی رکھنے والا یہ طے کریں کہ جو چیز گروی رکھی جا رہی ہو وہ گروی رکھنے والے یا کسی تیسرے شخص کے پاس رکھی جائے تو گروی رکھوانے والا اس کا قرض ادا کرنے سے پہلے اس چیز کو واپس نہیں لے سکتا اور اگر وہ چیز واپس لی ہو تو ضروری ہے کہ فوراً لوٹا دے۔

۲۵۵۶۔ جو مال کسی کے پاس گروی رکھا گیا ہو اگر کوئی اور شخص اسے غصب کر لے تو مال کا مالک اور گروی رکھنے والا دونوں غاصب سے غصب کی ہوئی چیز کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اگر وہ چیز غاصب سے واپس لے لیں تو وہ گروی رہے گی اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے اور وہ اس کا عوض حاصل کریں تو وہ عوض بھی اصلی چیز کی طرح گروی رہے گا۔

۲۵۵۷۔ اگر انسان کوئی چیز غصب کرے تو ضروری ہے کہ اس کے مالک کو لوٹا دے اور اگر وہ چیز ضائع ہو جائے اور اس کی کوئی قیمت ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عوض مالک کو دے۔

۲۵۵۸۔ جو چیز غصب کی گئی ہو اگر اس سے کوئی نفع ہو مثلاً غصب کی ہوئی بھیڑ کا بچہ پیدا ہو تو وہ اس کے مالک کا مال ہے نیز مثال کے طور پر اگر کسی نے کوئی مکان غصب کر لیا ہو تو خواہ غاصب اس مکان میں نہ رہے ضروری ہے کہ اس کا کرایہ مالک کو دے۔

۲۵۵۹۔ اگر کوئی بچے یا دیوانے سے کوئی چیز جو اس (بچے یا دیوانے) کا مال ہو غصب کرے تو ضروری ہے کہ وہ چیز اس کے سرپرست کو دے دے اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

۲۵۶۰۔ اگر دو آدمی مل کر کسی چیز کو غصب کریں چنانچہ وہ دونوں اس چیز پر تسلط رکھتے ہوں تو ان میں سے ہر ایک اس پوری چیز کا ضامن ہے اگرچہ ان میں سے ہر ایک جداگانہ طور پر اسے غصب نہ کر سکتا ہے۔

۲۵۶۱۔ اگر کوئی شخص غصب کی ہوئی چیز کو کسی دوسری چیز سے ملا دے مثلاً جو گیہوں غصب کی ہو اسے جَو سے ملا دے تو اگر ان کا جدا کرنا ممکن ہو تو خواہ اس میں زحمت ہی کیوں نہ ہو ضروری ہے کہ انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ کرے اور (غصب کی ہوئی چیز) اس کے مالک کو واپس کر دے۔

۲۵۶۲۔ اگر کوئی شخص طلائی چیز مثلاً سونے کی بالیوں کو غصب کرے اور اس کے بعد اسے پگھلا دے تو پگھلانے سے پہلے اور پگھلانے کے بعد کی قیمت میں جو فرق ہو ضروری ہے کہ وہ مالک کو ادا کرے چنانچہ اگر قیمت میں جو فرق پڑا ہو وہ نہ دینا چاہے اور کہے کہ میں اسے پہے کی طرح بنا دوں گا تو مالک مجبور نہیں کہ اس کی بات قبول کرے اور مالک بھی اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اسے پہلے کی طرح بنا دے۔

۲۵۶۳۔ جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے مثلاً جو سونا غصب کیا ہو اس کے بند بنا دے تو اگر مال کا مالک اسے کہے کہ مجھے مال اسی حالت میں (یعنی بندے کی شکل میں) دو تو ضروری ہے کہ اسے دے دے اور جو زحمت اس نے اٹھائی ہو (یعنی بندے بنانے پر جو محنت کی ہو) اس کی مزدوری نہیں لے سکتا اور اسی طرح وہ یہ حق نہیں رکھتا کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس چیز کو اس کو پہلی حالت میں لے آئے لیکن اگر اس کی اجازت کے بغیر اس چیز کو پہلے جیسا کر دے یا اور کسی شکل میں تبدیل کرے تو معلوم نہیں ہے کہ دونوں صورتوں میں قیمت کا جو فرق ہے اس کا ضامن ہے یا (نہیں)۔

۲۵۶۴۔ جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے اور صاحب مال اسے اس چیز کی پہلی حالت میں واپس کرنے کو کہتے تو اس کے لئے واجب ہے کہ اسے اس کی پہلی حالت میں لے آئے اور اگر تبدیلی کرنے کی وجہ سے اس چیز کی قیمت پہلی حالت سے کم ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا فرق مالک کو دے لہٰذا اگر کوئی شخص غصب کئے ہوئے سونے کا ہار بنالے اور اس سونے کا مالک کہے کہ تمہارے لئے لازم ہے کہ اسے کہ پہلی شکل میں لے آو تو اگر پگھلانے کے بعد سونے کی قیمت اس سے کم ہو جائے جتنی ہار بنانے سے پہلی تھی تو غاصب کے لئے ضروری ہے کہ قیمتوں میں جتنا فرق ہو اس کے مالک کو دے۔

۲۵۶۵۔ اگر کوئی شخص اس زمین میں جو اس نے غصب کی ہو کھیتی باڑی کرے یا درخت لگائے تو زراعت، درخت اور ان کا پھل خود اس کا مال ہے اور زمین کا مالک اس بات راضی نہ ہو کہ درخت اس زمین میں رہیں تو جس نے وہ زمین غصب کی ہو ضروری ہے کہ خواہ ایسا کرنا اس کے لئے نقصان دہ ہی کیوں نہ ہو وہ فوراً اپنی زراعت یا درختوں کو زمین سے اکھیڑ لے نیز ضروری ہے کہ جتنی مدت زراعت اور درخت اس زمین میں رہے ہوں اتنی مدت کا کرایہ زمین کے مالک کو دے اور جو خرابیاں زمین میں پیدا ہوئی ہوں انہیں درست کرے مثلاً جہاں درختوں کو اکھیڑنے سے زمین میں گڑھے پڑ گئے ہوں اس جگہ کو ہموار کرے اور اگر ان خرابیوں کی وجہ سے زمین کی قیمت پہلے سے کم ہو جائے تو ضروری ہے کہ قیمت میں جو فرق پڑے وہ بھی ادا کرے اور وہ زمین کے مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتا کہ زمین اس کے ہاتھ بیچ دے یا کرائے پر دیدے نیز زمین کا مالک بھی اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ درخت یا زراعت اس کے ہاتھ بیچ دے۔

۲۵۶۶۔ اگر زمین کا مالک اس بات پر راضی ہو جائے کہ زراعت اور درخت اس کی زمین میں رہیں تو جس شخص نے زمین غصب کی ہو اس کے لئے لازم نہیں کہ زراعت اور درختوں کو اکھیڑے لیکن ضروری ہے کہ جب زمین غصب کی ہو اس وقت سے لے کر مالک کے راضی ہونے تک کی مدت کا زمین کا کرایہ دے۔

۲۵۶۷۔ جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ چیز گائے اور بھیڑ کی طرح کی ہو جن کی قیمت ان کی ذاتی خصوصیات کی بنا پر عقلاء کی نظر میں فرداً فرداً مختلف ہوتی ہے تو ضروری ہے کہ غاصب اس چیز کی قیمت ادا کرے اور اگر اس وقت اور ضرورت مختلف ہونے کی وجہ سے اس کی بازار کی قیمت بدل گئی ہو تو ضروری ہے کہ وہ قیمت دے جو تلف ہونے کے وقت تھی اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ غصب کرنے کے وقت سے لے کر تلف ہونے تک اس چیز کی جو زیادہ سے زیادہ قیمت رہی ہو وہ دے۔

۲۵۶۸۔ جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ گیہوں اور جَو کی مانند ہو جن کی فرداً فرداً قیمت کا ذاتی خصوصیات کی بنا پر باہم فرق نہیں ہوتا تو ضروری ہے کہ (غاصب نے) جو چیز غصب کی ہو اسی جیسی چیز مالک کو دے لیکن جو چیز دے ضروری ہے کہ اس کی قسم اپنی خصوصیات میں اس غصب کی ہوئی چیز کی قسم کے مانند ہو جو کہ تلف ہو گئی ہے مثلاً اگر بڑھیا قسم کا چاول غصب کیا تھا تو گھٹیا قسم کا نہیں دے سکتا۔

۲۵۶۹۔ اگر ایک شخص بھیڑ جیسی کوئی چیز غصب کرے اور وہ تلف ہو جائے تو اگر اس کی بازار کی قیمت میں فرق نہ پڑا ہو لیکن جتنی مدت وہ غصب کرنے والے کے پاس رہی ہو اس مدت میں مثلاً فربہ ہو گئی ہو اور پھر تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ فربہ ہونے کے وقت کی قیمت ادا کرے۔

۲۵۷۰۔ جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر کوئی اور شخص وہی چیز اس سے غصب کرے اور پھر وہ تلف ہو جائے تو مال ان دونوں میں سے ہر ایک سے اس کا عوض لے سکتا ہے یا ان دونوں میں سے ہر ایک سے اس کے عوض کی کچھ مقدار کا مطالبہ کر سکتا ہے لہٰذا اگر مال کا مالک اس کا عوض پہلے غاصب سے لے لے تو پہلے غاصب نے جو کچھ دیا ہو وہ دوسرے غاصب سے لے سکتا ہے لیکن اگر مال کا مالک اس کا عوض دوسرے غاصب سے لے لے تو اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ دوسرا غاصب پہلے غاصب سے نہیں کر سکتا۔

۲۵۷۱۔ جس چیز کو بیچا جائے اگر اس میں معاملے کی شرطوں میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو مثلاً جس چیز کی خرید و فروخت وزن کر کے کرنی ضروری ہو اگر اس کا معاملہ بغیر وزن کئے کیا جائے تو معاملہ باطل ہے اور اگر بیچنے والا اور خریدار معاملے سے قطع نظر اس بات پر رضامند ہوں کہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف کریں تو کوئی اشکال نہیں ہے ورنہ جو چیز انہوں نے ایک دوسرے سے لی ہو وہ غصبی مال کی مانند ہے اور ان کے لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کی چیزیں واپس کر دیں اور اگر دونوں میں سے جس کے بھی ہاتھوں دوسرے کا مال تلف ہو جائے تو خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو کہ معاملہ باطل تھا ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

۲۵۷۲۔ جب ایک شخص کوئی مال کسی بیچنے والے سے اس مقصد سے لے کہ اسے دیکھے یا کچھ مدت اپنے پاس رکھے تاکہ اگر پسند آئے تو خرید لے تو اگر وہ مال تلف ہو جائے تو مشہور قول کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

گم شدہ مال پانے کے احکام

۲۵۷۳۔ اگر کسی شخص کو کسی دوسرے کا گم شدہ ایسا مال ملے جو حیوانات میں سے نہ ہو اور جس کی کوئی ایسی نشانی بھی نہ ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتا چل سکے تو خواہ اس کی قیمت ایک درہم۔ ۱۲ چنے سکہ دار چاندی۔ سے کم ہو یا نہ ہو وہ اپنے لئے لے سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب ہے کہ وہ شخص اس مال کو اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو صدقہ کر دے۔

۲۵۷۴۔ اگر کوئی انسان کہیں گری ہوئی ایسی چیز پائے جس کی قیمت ایک درہم سے کم ہو تو اگر اس کا مالک معلوم ہو لیکن انسان کو یہ علم نہ ہو کہ وہ اس کے اٹھانے پر راضی ہے یا نہیں تو وہ اس کی اجازت کے بغیر اس چیز کو نہیں اٹھا سکتا اور اگر اس کے مالک کا علم نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور جب بھی اس کا مالک ملے اور صدقہ دینے پر راضی نہ ہو تو اسے اس کا عوض دے دے۔

۲۵۷۵۔ اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز پائے جس پر کوئی ایسی نشانی ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتا چلایا جا سکے تو اگرچہ اسے معلوم ہو کہ اس کا مالک ایک ایسا کافر جس کا مال محترم ہے تو اس صورت میں اس چیز کی قیمت ایک درہم تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ جس دن وہ چیز ملی ہو اس سے ایک سال تک لوگوں کی بیٹھکوں (یا مجلسوں) میں اس کا اعلان کرے۔

۲۵۷۶۔ اگر انسان خود اعلان نہ کرنا چاہے تو ایسے آدمی کو اپنی طرف سے اعلان کرنے کے لئے کہہ سکتا ہے جس کے متعلق اسے اطمینان ہو کہ وہ اعلان کر دے گا۔

۲۵۷۷۔ اگر مذکورہ شخص ایک سال تک اعلان کرے اور مال کا مالک نہ ملے تو اس صورت میں جب کہ وہ مال حرم پاک (مکہ) کے علاوہ کسی جگہ سے ملا ہو وہ اسے اس کے مالک کے لئے اپنے پاس رکھ سکتا ہے تا کہ جب بھی وہ ملے اسے دے دے یا مال کے مالک کی طرف سے فقیروں کو صدقہ کر دے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ وہ خود نہ لے اور اگر وہ مال اسے حرم پاک میں ملا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے صدقہ کر دے۔

۲۵۷۸۔ اگر ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد بھی مال کا مالک نہ ملے اور جسے وہ مال ملا ہو وہ اس کے مالک کے لئے اسے اپنے پاس رکھ لے (یعنی جب مالک ملے گا اسے دے دوں گا) اور وہ مال تلف ہو جائے تو اگر اس نے مال کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور تعدی بھی نہ کی ہو تو پھر وہ ذمے دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر چکا ہو تو مال کے مالک کو اختیار ہے کہ اس صدقے پر راضی ہو جائے یا اپنے مال کے عوض کا مطالبہ کرے اور صدقے کا ثواب صدقہ کرنے والے کو ملے گا۔

۲۵۷۹۔ جس شخص کو کوئی مال ملا ہو اگر وہ اس طریقے کے مطابق جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے عمداً اعلان نہ کرے تو پہلے (اعلان نہ کرکے اگرچہ) اس نے گناہ کیا ہے لیکن اب اسے احتمال ہو کہ (اعلان کرنا) مفید ہو گا تو پھر بھی اس پر واجب ہے کہ اعلان کرے۔

۲۵۸۰۔ اگر دیوانے یا نابالغ بچے کو کوئی ایسی چیز مل جائے جس میں علامت موجود ہو اور اس کی قیمت ایک درہم کے برابر ہو تو اس کا سرپرست اعلان کر سکتا ہے۔ بلکہ اگر وہ چیز سرپرست نے بچے یا دیوانے سے لے لی ہو تو اس پر واجب ہے کہ اعلان کرے۔ اور اگر ایک سال تک اعلان کرے پھر بھی مال کا مالک نہ ملے تو ضروری ہے کہ جو کچھ مسئلہ ۲۵۷۷ میں بتایا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرے۔

۲۵۸۱۔ اگر انسان اس سال کے دوران جس میں وہ (ملنے والے مال کے بارے میں) اعلان کر رہا ہو مال کے مالک کے ملنے سے ناامید ہو جائے تو۔ احتیاط کی بنا پر۔ ضروری ہے کہ حاکم شرع کی اجازت سے اس مال کو صدقہ کر دے۔

۲۵۸۲۔ اگر اس سال کے دوران جس میں (انسان ملنے والے مال کے بارے میں) اعلان کر رہا ہو وہ مال تلف ہو جائے تو اگر اس شخص نے اس مال کی نگہداشت میں کوتاہی کی ہو یا تعَدّی یعنی بیجا استعمال کرے تو وہ ضامن ہے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے اور ضروری ہے کہ اعلان کرتا رہے اور اگر کوتاہی یا تعَدّی نہ کہ ہو تو پھر اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

۲۵۸۳۔ اگر کوئی مال جس پر کوئی نشانی (یا مارکہ) ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچتی ہو ایسی جگہ ملے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اعلان کے ذریعے اس کا مالک نہیں ملے گا تو ضروری ہے کہ (جس شخص کو وہ مال ملا ہو) وہ پہلے

دن ہی اسے احتیاط لازم کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت سے اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو صدقہ کر دے اور ضروری نہیں کہ وہ ایک سال ختم ہونے تک انتظار کرے۔

۲۵۸۴۔ اگر کسی شخص کو کوئی چیز ملے اور وہ اسے اپنا مال سمجھتے ہوئے اٹھالے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ اس کا اپنا مال نہیں ہے تو جو اس سے پہلے والے مسائل میں بیان کئے گئے ہیں انہی کے مطابق عمل کرے۔

۲۵۸۵۔ جو چیز ملی ہو ضروری ہے کہ اس طرح اعلان کیا جائے۔ کہ اگر اس کا مالک سنے تو اسے غالب گمان ہو کہ وہ چیز اس کا مال ہے اور اعلان کرنے میں مختلف مواقع کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے مثلاً بعض اوقات اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ "مجھے کوئی چیز ملی ہے" لیکن بعض دیگر صورتوں میں ضروری ہے کہ اس چیز کی جنس کا تعین کرے مثلاً یہ کہے کہ "سونے کا ایک ٹکڑا مجھے ملا ہے" اور بعض صورتوں میں اس چیز کی بعض خصوصیات کا بھی اضافہ ضروری ہے مثلاً کہے "سونے کی بالیاں مجھے ملی ہیں" لیکن بہر حال ضروری ہے کہ اس چیز کی تمام خصوصیات کا ذکر نہ کرے تا کہ وہ چیز معین نہ ہو جائے۔

۲۵۸۶۔ اگر کسی کو کوئی چیز مل جائے اور دوسرا شخص کہے کہ یہ میرا مال ہے اور اس کی نشانیاں بھی بتادے تو وہ چیز اس دوسرے شخص کو اس وقت دینا ضروری ہے جب سے اطمینان ہو جائے کہ یہ اسی کا مال ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ وہ شخص ایسی نشانیاں بتائے جن کی طرف عموماً مال کا مالک بھی توجہ نہیں دیتا۔

۲۵۸۷۔ کسی شخص کو جو چیز ملی ہو اگر اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچے تو اگر وہ اعلان نہ کرے اور اس چیز کو مسجد یا کسی دوسری جگہ لوگ جمع ہوتے ہوں رکھ دے اور وہ چیز تلف ہو جائے یا کوئی دوسرا شخص اسے اٹھالے تو جس شخص کو وہ چیز پڑی ہوئی ملی ہو وہ ذمے دار ہے۔

۲۵۸۸۔ اگر کسی شخص کو کوئی ایسی چیز مل جائے جو ایک سال تک باقی نہ رہتی ہو تو ضروری ہے کہ ان تمام خصوصیات کے ساتھ جب تک کہ وہ باقی رہے اس چیز کی حفاظت کرے جو اس کی قیمت باقی رکھنے میں اہمیت رکھتی ہوں اور احتیاط لازم ہے کہ اس مدت کے دوران اس کا اعلان بھی کرتا رہے اور اگر اس کا مالک نہ ملے تو احتیاط کی بنا پر۔ حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت سے اس کی قیمت کا تعین کرے اور اسے بیچ دے اور ان پیسوں کو اپنے پاس رکھے اور اس کے ساتھ

ساتھ اعلان بھی جاری رکھے اور اگر ایک سال تک اس کا مالک نہ ملے تو ضروری ہے کہ جو کچھ مسئلہ ۲۵۷۷ میں بتایا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرے۔

۲۵۸۹۔ جو چیز کسی کو پڑی ہوئی ملی ہو اگر وضو کرتے وقت یا نماز پڑھتے وقت وہ اس کے پاس ہو اور اگر وہ مالک کے ملنے کی صورت میں اسے نہ لوٹانا چاہتا ہو تو اس کا وضو اور نماز باطل نہیں ہو گی۔

۲۵۹۰۔ اگر کسی شخص کا جوتا اٹھالیا جائے اور اس کی جگہ کسی اور کا جوتا رکھ دیا جائے اور اگر وہ شخص جانتا ہو کہ جو جوتا رکھا ہے۔ وہ اس شخص کا مال ہے جو اس کا جوتا لے گیا ہے اور اس بات پر راضی ہو کہ جوتا وہ لے گیا ہے اس کے عوض اس کا جوتا رکھ لے تو وہ اپنے جوتے کے بجائے وہ جوتا رکھ سکتا ہے۔ اور اسی طرح اگر وہ شخص جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا جوتا ناحق اور ظلماً لے گیا ہے تب بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ اس جوتے کی قیمت اس کے اپنے جوتے کی قیمت سے زیادہ نہ ہو ورنہ زیادہ قیمت کے متعلق مجہول المالک کا حکم جاری ہو گا اور ان دو صورتوں کے علاوہ اس جوتے پر مجہول المالک کا حکم جاری ہو گا۔

۲۵۹۱۔ اگر انسان کے پاس مجہول المالک مال ہو اور اس مال پر لفظ گم شدہ کا اطلاق نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں کہ جب اسے اطمینان ہو کہ اس کے اس مال میں تصرف کرنے پر اس مال کا مالک راضی ہو گا تو جس طرح بھی وہ اس مال میں تصرف کرنا چاہے اس کے لئے جائز ہے۔ اور اگر اطمینان نہ ہو تو انسان کے لئے لازم ہے کہ اس کے مالک کو تلاش کرے اور جب تک اس کے ملنے کی امید ہو اس وقت تک تلاش کرے اور اس کے مالک کے ملنے سے مایوس ہونے کے بعد اس مال کو بطور صدقہ فقیر کو دینا ضروری ہے۔ اور احتیاط لازم یہ ہے کہ حاکم شرع کی اجازت سے صدقہ دے اور اگر بعد میں مال کا مالک مل جائے اور صدقہ دینے پر راضی نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے اس کا عوض دینا ضروری ہے۔

حیوانات کو شکار اور ذبح کرنے کے احکام

۲۵۹۲۔ حیوان جنگلی ہو یا پالتو۔ حرام گوشت حیوانوں کے علاوہ جن کا بیان کھانے اور پینے والی چیزوں کے احکام میں آئے گا۔ اس کو اس طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے جو بعد میں بتایا جائے گا تو اس کی جان نکل جانے کے بعد اس کو گوشت حلال اور بدن پاک ہے۔ لیکن اونٹ، مچھلی اور ٹڈی کو ذبح کئے بغیر کھانا حلال ہو جائے گا جس طرح کی آئندہ مسائل میں بیان کیا جائے گا۔

۲۵۹۳۔ وہ جنگلی حیوان جن کا گوشت حلال ہو مثلاً ہرن، چکور اور پہاڑی بکری اور وہ حیوان جن کا گوشت حلال ہو اور جو پہلے پالتو رہے ہوں اور بعد میں جنگلی بن گئے ہوں مثلاً پالتو گائے اور اونٹ جو بھاگ گئے ہوں اور جنگلی بن گئے ہوں اگر انہیں اس طریقے کے مطابق شکار کیا جائے جس کا ذکر بعد میں ہو گا تو وہ پاک اور حلال ہیں لیکن حلال گوشت والے پالتو حیوان مثلاً بھیڑ اور گھریلو مرغ اور حلال گوشت والے وہ جنگلی حیوان جو تربیت کی وجہ سے پالتو بن جائیں شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے۔

۲۵۹۴۔ حلال گوشت والا جنگلی حیوان شکار کرنے سے اس صورت میں پاک اور حلال ہوتا ہے جب وہ بھاگ سکتا ہو یا اڑ سکتا ہو۔ لہٰذا ہرن کا وہ بچہ جو بھاگ نہ سکے اور چکور کا وہ بچہ جو اڑ نہ سکے شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے اور اگر کوئی شخص ہرنی کو اور اس کے ایسے بچے کو جو بھاگ نہ سکتا ہو ایک ہی تیر سے شکار کرے تو ہرنی حلال اور اس کا بچہ حرام ہو گا۔

۲۵۹۵۔ حلال گوشت والا وہ حیوان جو اچھلنے والا خون نہ رکھتا ہو مثلاً مچھلی اگر خود بخود مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا گوشت کھایا نہیں جا سکتا۔

۲۵۹۶۔ حرام گوشت والا وہ حیوان جو اچھلنے والا خون نہ رکھتا ہو مثلاً سانپ اس کا مردہ پاک ہے لیکن ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتا۔

۲۵۹۷۔ کتا اور سور ذبح کرنے اور شکار کرنے سے پاک نہیں ہوتے اور ان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور وہ حرام گوشت والا حیوان جو بھیڑیئے اور چیتے کی طرح چیر پھاڑ کرنے والا اور گوشت کھانے والا ہو اگر اسے اس طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا یا تیر یا اسی طرح کی کسی چیز سے شکار کیا جائے تو وہ پاک ہے لیکن اس کا گوشت حلال نہیں ہوتا اور اگر اس کا شکار شکاری کتے کے ذریعے کیا جائے تو اس کا بدن پاک ہونے میں بھی اشکال ہے۔

۲۵۹۸۔ ہاتھی، ریچھ اور بندر جو کچھ ذکر ہو چکا ہے اس کے مطابق درندہ حیوانوں کا حکم رکھتے ہیں لیکن حشرات (کیڑے مکوڑے) اور وہ بہت چھوٹے حیوانات جو زیر زمین رہتے ہیں جیسے چوہا اور گوہ (وغیرہ) اگر اچھلنے والا خون رکھتے ہوں اور انہیں ذبح کیا جائے یا شکار کیا جائے تو ان کا گوشت اور کھال پاک نہیں ہوں گے۔

۲۵۹۹۔ اگر زندہ حیوان کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے یا نکالا جائے تو اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

حیوانات کو ذبح کرنے کا طریقے

۲۶۰۰۔ حیوان کو ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی گردن کی چار بڑی رگوں کو مکمل طور پر کاٹا جائے، ان میں صرف چیر الگانا یا مثلاً صرف گلا کاٹنا احتیاط کی بنا پر کافی نہیں ہے اور در حقیقت یہ چار رگوں کا کاٹنا نہ ہوا۔ مگر (شرعاً ذبیحہ اس وقت صحیح ہوتا ہے) جب ان چار لوگوں کو گلے کی گرہ کے نیچے سے کاٹا جائے اور وہ چار گیس سانس کی نالی اور کھانے کی نالی اور دو موٹی رگیں ہیں جو سانس کی نالی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔

۲۶۰۱۔ اگر کوئی شخص چار رگوں میں سے بعض کو کاٹے اور پھر حیوان کے مرنے تک صبر کرے اور باقی رگیں بعد میں کاٹے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں لیکن اس صورت میں جب کہ چاروں رگیں حیوان کی جان نکلنے سے پہلے کاٹ دی جائیں مگر جسب معمول مسلسل نہ کاٹی جائیں تو وہ حیوان پاک اور حلال ہو گا اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسلسل کاٹی جائیں۔

۲۶۰۲۔ اگر بھیڑیا کسی بھیڑ کا گلا اس طرح پھاڑ دے کہ گردن کی ان چار رگوں میں سے جنہیں ذبح کرتے وقت کاٹنا ضروری ہے کچھ بھی باقی نہ رہے تو وہ بھیڑ حرام ہو جاتی ہے اور اگر صرف سانس کی نالی بالکل باقی نہ رہے تب بھی یہی حکم ہے۔ بلکہ اگر بھیڑیا گردن کا کچھ حصہ پھاڑ دے اور چاروں رگیں سر سے لٹکی ہوئی یا بدن سے لگی ہوئی باقی رہیں تو احتیاط کی بنا پر وہ بھیڑ حرام ہے لیکن اگر بدن کا کوئی دوسرا حصہ پھاڑے تو اس صورت میں جب کہ بھیڑ ابھی زندہ ہو اور اس طریقے کے مطابق ذبح کی جائے جس کا ذکر بعد میں ہو گا تو وہ حلال اور پاک ہو گی۔

حیوان کو ذبح کرنے کی شرائط

۲۶۰۳۔ حیوان کو ذبح کرنے کی چند شرطیں ہیں:

۱۔ جو شخص کسی حیوان کو ذبح کرے خواہ مرد یا عورت اس کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان ہو اور وہ مسلمان بچہ بھی جو سمجھدار ہو یعنی برے بھلے کی سمجھ رکھتا ہو حیوان کو ذبح کر سکتا ہے لیکن غیر کتابی کفار اور ان فرقوں کے لوگ جو کفار کے حکم میں ہیں مثلاً نواصب اگر کسی حیوان کو ذبح کریں تو وہ حلال نہیں ہو گا بلکہ کتابی کافر (مثلاً یہودی اور عیسائی) بھی کسی حیوان کو ذبح کرے اگرچہ بِسمِ اللہ بھی کہے تو بھی احتیاط کی بنا پر وہ حیوان حلال نہیں ہو گا۔

۲۔ حیوان کو اس چیز سے ذبح کیا جائے جو لوہے (یا اسٹیل) کی بنی ہوئی ہو لیکن اگر لوہے کی چیز دستیاب نہ ہو تو اسے ایسی تیز چیز مثلاً شیشے اور پتھر سے بھی ذبح کیا جاسکتا ہے جو اس کی چاروں رگیں کاٹ دے اگرچہ ذبح کرنے کی (فوری) ضرورت پیش نہ آئی ہو۔

۳۔ ذبح کرتے وقت حیوان قبلی کی طرف ہو۔ حیوان کا قبلہ رخ ہونا خواہ بیٹھا ہو یا کھڑا ہو دونوں حالتوں میں ایسا ہو جیسے انسان نماز میں قبلہ رخ ہوتا ہے اور اگر حیوان دائیں طرف یا بائیں طرف لیٹا ہو تو ضروری ہے کہ حیوان کی گردن اور اس کا پیٹ قبلہ رخ ہو اور اس کے پاوں ہاتھوں اور منہ کا قبلہ رخ ہونا لازم نہیں ہے۔ اور جو شخص جانتا ہو کہ ذبح کرتے وقت ضروری ہے کہ حیوان، قبلہ رخ ہو اگر وہ جان بوجھ کر اس کا منہ قبلے کی طرف نہ کرے تو حیوان حرام ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر ذبح کرنے والا بھول جائے یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا قبلے کے بارے میں اسے اشتباہ ہو یا یہ نہ جانتا ہو کہ قبلہ کس طرف ہے یا حیوان کا منہ قبلے کی طرف نہ کر سکتا ہو تو پھر اشکال نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ حیوان کو ذبح کرنے والا بھی قبلہ رخ ہو۔

۴۔ کوئی شخص کسی حیوان کو ذبح کرتے وقت یا ذبح سے کچھ پہلے ذبح کرنے کی نیت سے خدا کا نام لے اور صرف بسم اللہ کہہ دے تو کافی ہے بلکہ اگر صرف اللہ کہہ دے تو بعید نہیں کہ کافی ہو اور اگر ذبح کرنے کی نیت کے بغیر خدا کا نام لے تو وہ حیوان پاک نہیں ہوتا اور اس کا گوشت بھی حرام ہے لیکن اگر بھول جانے کی وجہ سے خدا کا نام نہ لے تو اشکال نہیں ہے۔

۵۔ ذبح ہونے کے بعد حیوان حرکت کرے اگرچہ مثال کے طور پر سرف آنکھ یا دم کی حرکت دے یا اپنا پاوں زمین پر مارے اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب ذبح کرتے وقت حیوان کا زندہ ہونا مشکوک ہو اور اگر مشکوک نہ ہو تو یہ شرط ضرور نہیں ہے۔

۶۔ حیوان کے بدن سے اتنا خون نکلے جتنا معمول کے مطابق نکلتا ہے۔ پس اگر خون اس کی رگوں میں رک جائے اور اس سے خون نہ نکلے یا خون نکلا ہو لیکن اس حیوان کی نوع کی نسبت کم ہو تو وہ حیوان حلال نہیں ہو گا۔ لیکن اگر خون کم نکلنے کی وجہ یہ ہو کہ اس حیوان کا ذبح کرنے سے پہلے خون بہہ چکا ہو تو اشکال نہیں ہے۔

۷۔ حیوان کو گلے کی طرف سے ذبح کیا جائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ گردن کو اگلی طرف سے کاٹا جائے اور چھری کو گردن کی پشت میں گھونپ کر اس طرح اگلی طرف نہ لایا جائے کہ اس کی گردن پشت کی طرف سے کٹ جائے۔

۲۶۰۴۔ احتیاط کی بنا پر جائز نہیں ہے کہ حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کا سر تن سے جدا کیا جائے۔ اگرچہ کرنے سے حیوان حرام نہیں ہوتا۔ لیکن لاپروائی یا چھری تیز ہونے کی وجہ سے سر جدا ہو جائے تو اشکال نہیں ہے اور اسی طرح احتیاط کی بنا پر حیوان کی گردن چیرنا اور اس سفید رگ کو جو گردن کے مہروں سے حیوان کی دم تک جاتی ہے اور نخاع کہلاتی ہے حیوان کی جان نکلنے سے پہلے کاٹنا جائز نہیں ہے۔

اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ

۲۶۰۵۔ اگر اونٹ کو نحر کرنا مقصود ہو تاکہ جان نکلنے کے بعد وہ پاک اور حلال ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان شرائط کے ساتھ جو حیوان کو ذبح کرنے کے لئے بتائی گئی ہیں چھری یا کوئی اور چیز جو لوہے (یا اسٹیل) کی بنی ہوئی اور کاٹنے والی ہو اونٹ کی گردن اور سینے کے درمیان جوف میں گھونپ دیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ اونٹ اس وقت کھڑا ہو لیکن اگر وہ گھٹنے زمین پر ٹیک دے یا کسی پہلو لیٹ جائے اور قبلہ رخ ہو اس وقت چھری اس کی گردن کی گہرائی میں گھونپ دی جائے تو اشکال نہیں ہے۔

۲۶۰۶۔ اگر ونٹ کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپنے کی بجائے اسے ذبح کیا جائے (یعنی اس کی گردن کی چار رگیں کاٹی جائیں) یا بھیڑ اور گائے اور ان جیسے دوسرے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں اونٹ کی طرح چھری گھونپی جائے تو ان کا گوشت حرام اور بدن نجس ہے لیکن اگر اونٹ کی چار رگیں کاٹی جائیں اور ابھی وہ زندہ ہو تو مذکورہ طریقے کے مطابق اس کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے تو اس گوشت حلال اور بدن پاک ہے۔ نیز اگر گائے یا بھیڑ اور ان جیسے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے اور ابھی وہ زندہ ہوں کہ انھیں ذبح کر دیا جائے تو وہ پاک اور حلال ہیں۔

۲۶۰۷۔ اگر کوئی حیوان سرکش ہو جائے اور اس طریقے کے مطابق جو شرع نے مقرر کیا ہے ذبح (یا نحر) کرنا ممکن نہ ہو مثلاً کنویں میں گر جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ وہیں مر جائے گا اور اس کا مذکورہ طریقے کے مطابق ذبح (یا نحر) کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے بدن پر جہاں کہیں بھی زخم لگایا جائے اور اس زخم کے نتیجے میں اس کی جان نکل جائے وہ حیوان

حلال ہے اور اس کا روبہ قبلہ ہونا لازم نہیں لیکن ضروری ہے کہ دوسری شرائط حیوان کو ذبح کرنے کے بارے میں بتائی گئی ہیں اس میں موجود ہوں۔

حیوانات کو ذبح کرنے کے مستحبات

۲۶۰۸۔ فُقہاءِ رِضوَانُ اللہِ عَلَیہِم نے حیوانا کو ذبح کرنے میں کچھ چیزوں کو مستحب شمار کیا ہے:

۱۔ بھیڑ کو ذبح کرتے وقت اس کے دونوں ہاتھ اور ایک پاوں باندھ دیئے جائیں اور دوسرا پاوں کھلا رکھا جائے اور گائے کو ذبح کرتے وقت اس کے چاروں ہاتھ پاوں باندھ دیئے جائیں اور دم کھلی رکھی جائے اور اونٹ کو نحر کرتے وقت اگر وہ بیٹھا ہوا ہو تو اس کے دونوں نیچے سے گھٹنے تک یا بغل کے نیچے ایک دوسرے سے باندھ دیئے جائیں اور اس کے پاوں کھلے رکھے جائیں اور مستحب ہے کہ پرندے کو ذبح کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنے پر اور بال پھڑ پھڑا سکے۔

۲۔ حیوان کو ذبح (یا نحر) کرنے سے پہلے اس کے سامنے پانی رکھا جائے۔

۳۔ (ذبح یا نحر کرتے وقت) ایسا کام کیا جائے کہ حیوان کو کم سے کم تکلیف ہو مثلاً چھری خوب تیز کر لی جائے اور حیوان کو جلدی ذبح کیا جائے۔

حیوانات کو ذبح کرنے کے مکروہات

۲۶۰۹۔ حیوانات کو ذبح کرتے وقت بعض روایات میں چند چیزیں مکروہ شمار کی گئی ہیں:

۱۔ حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کی کھال اتارنا

۲۔ حیوان کی ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں اس کی نسل کا دوسرا حیوان اسے دیکھ رہا ہو۔

۳۔ شب جمعہ کو یا جمع کے دن ظہر سے پہلے حیوان کا ذبح کرنا۔ لیکن اگر ایسا کرنا ضرورت کے تحت ہو تو اس میں کوئی عیب نہیں۔

۴۔ جس چوپائے کو انسان نے پالا ہو اسے خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا۔

ہتھیاروں سے شکار کرنے کے احکام

۲۶۱۰۔ اگر حلال گوشت جنگلی حیوان کا شکار ہتھیاروں کے ذریعے کیا جائے اور وہ مر جائے تو پانچ شرطوں کے ساتھ وہ حیوان حلال اور اس کا بدن پاک ہوتا ہے۔

۱۔ شکار کا ہتھیار چھری اور تلوار کی طرح کاٹنے والا ہو یا نیزے اور تیر کی طرح تیز ہو تا کہ تیز ہونے کی وجہ سے حیوان کے بدن کو چاک کر دے اور اگر حیوان کا شکار جال یا لکڑی یا پتھر یا انہی جیسی چیزوں کے ذریعے کیا جائے تو وہ پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا بھی حرام ہے۔ اور اگر حیوان کا شکار بندوق سے کیا جائے اور اس کی گولی اتنی تیز ہو کہ حیوان کے بدن میں گھس جائے اور اسے چاک کر دے تو وہ حیوان پاک اور حلال ہے۔ اور اگر گولی تیز نہ ہو بلکہ دباو کے ساتھ حیوان کے بدن میں داخل ہو اور اسے مار دے یا اپنی گرمی کی وجہ سے اس کا بدن جلا دے اور اس جلنے کے اثرے سے حیوان مر جائے تو اس حیوان کے پاک اور حلال ہونے میں اشکال ہے۔

۲۔ ضروری ہے کہ شکاری مسلمان ہو یا ایسا مسلمان بچہ ہو جو برے بھلے کو سمجھتا ہو اور اگر غیر کتابی کافر یا وہ شخص جو کافر کے حکم میں ہو۔ جیسے ناصبی۔ کسی حیوان کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے۔ بلکہ کتابی کافر بھی اگر شکار کرے اور بسم اللہ کا نام بھی لے تب بھی احتیاط کی بنا پر وہ حیوان حلال نہیں ہو گا۔

۳۔ شکاری ہتھیار اس حیوان کو شکار کرنے کے لئے استعمال کرے اور اگر مثلاً کوئی شخص کسی جگہ کو نشانہ بنا رہا ہو اور اتفاقاً ایک حیوان کو مار دے تو وہ حیوان پاک نہیں ہے اور اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

۴۔ ہتھیار چلاتے وقت شکاری اللہ کا نام لے اور بنابر اَقویٰ اگر شانے پر لگنے سے پہلے اعضبلہ کا نام لے تو بھی کافی ہے لیکن اگر جان بوجھ کر اللہ تعالی کا نام نہ لے تو شکار حلال نہیں ہوتا البتہ بھول جائے تو کوئی اشکال نہیں۔

۵۔ اگر شکاری حیوان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا گر زندہ ہو تو ذبح کرنے کے لئے وقت نہ ہو یا ذبح کرنے کے لئے وقت ہوتے ہوئے وہ اسے ذبح نہ کرے حتی کہ وہ مر جائے تو حیوان حرام ہے۔

۲۶۱۱۔ اگر دو اشخاص (مل کر) ایک حیوان کا شکار کریں اور ان میں سے ایک مذکورہ پوری شرائط کے ساتھ شکار کرے لیکن دوسرے کے شکار میں مذکورہ شرائط میں سے کچھ کم ہوں مثلاً ان دونوں میں سے ایک اللہ تعالی کا نام لے اور دوسرا جان بوجھ کر اللہ تعالی کا نام نہ لے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

۲۶۱۲۔ اگر تیر لگنے کے بعد مثال کے طور پر حیوان پانی میں گر جائے اور انسان کو علم ہو کہ حیوان تیر لگنے اور پانی میں گرنے سے مرا ہے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے بلکہ اگر انسان کو یہ علم نہ ہو کہ وہ فقط تیر لگنے سے مرا ہے تب بھی وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

۲۶۱۳۔ اگر کوئی شخص غصبی کتے یا غصبی ہتھیار سے کسی حیوان کا شکار کرے تو شکار حلال ہے اور خود شکاری کا مال ہو جاتا ہے لیکن اس بات کے علاوہ کہ اس نے گناہ کیا ہے ضروری ہے کہ ہتھیار یا کتے کی اجرت اس کے مالک کو دے۔

۲۶۱۴۔ اگر شکار کرنے کے ہتھیار مثلاً تلوار سے حیوان کے بعض اعضاء مثلاً ہاتھ اور پاوں اس کے بدن سے جدا کر دیئے جائیں تو وہ عضو حرام ہیں لیکن اگر مسئلہ (۲۶۱۰) میں مذکورہ شرائط کے ساتھ اس حیوان کو ذبح کیا جائے تو اس کا باقی ماندہ بدن حلال ہو جائے گا۔ لیکن اگر شکار کے ہتھیار سے مذکورہ شرائط کے ساتھ حیوان کے بدن کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں اور سر اور گردن ایک حصے میں رہیں اور انسان اس وقت شکار کے پاس پہنچے جب اس کی جان نکل چکی ہو تو دونوں حصے حلال ہیں۔ اور اگر حیوان زندہ ہو لیکن اسے ذبح کرنے کے لئے وقت نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر ذبح کرنے کے لئے وقت ہو اور ممکن ہو کہ حیوان کچھ دیر زندہ رہے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن نہ ہو حرام ہے اور وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہو اگر اسے شرع کے معین کردہ طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو حلال ہے ورنہ وہ بھی حرام ہے۔

۲۶۱۵۔ اگر لکڑی یا پتھر یا کسی دوسری چیز سے جن سے شکار کرنا صحیح نہیں ہے کسی حیوان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن نہ ہوں حرام ہے اور اگر حیوان زندہ ہو اور ممکن ہو کہ کچھ دیر زندہ رہے اور اسے شرع کے معین کردہ طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہوں حلال ہے ورنہ وہ حصہ بھی حرام ہے۔

۲۶۱۶۔ جب کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلے تو اگر اس بچے کو شرع کے معین کردہ طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو حلال ورنہ حرام ہے۔

۲۶۱۷۔ اگر کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے تو اس صورت میں کہ جب بچہ اس حیوان کو ذبح کرنے سے پہلے نہ مرا ہو اور اسی طرح جب وہ بچہ اس حیوان کے پیٹ سے دیر سے نکلنے کی وجہ سے نہ مرا ہو اگر اس بچے کی بناوٹ مکمل ہو اور اون یا بال اس کے بدن پر اگے ہوئے ہوں تو وہ بچہ پاک اور حلال ہے۔

شکاری کتے سے شکار کرنا

۲۶۱۸۔ اگر شکاری کتا کسی حلال گوشت والے جنگلی حیوان کا شکار کرے تو اس حیوان کے پاک ہونے اور حلال ہونے کے لئے چھ شرطیں ہیں:

۱۔ کتا اس طرح سدھایا ہوا ہو کہ جب بھی اسے شکار پکڑنے کے لئے بھیجا جائے چلا جائے اور جب اسے جانے سے روکا جائے تو روک جائے۔ لیکن اگر شکار سے نزدیک ہونے اور شکار کو دیکھنے کے بعد اس جانے سے روکا جائے اور نہ رکے تو کوئی حرج نہیں ہے اور لازم نہیں ہے کہ اس کی عادت ایسی ہو کہ جب تک مالک نہ پہنچے شکار کو نہ کھائے بلکہ اگر اس کی عادت یہ ہو کہ اپنے مالک کے پہنچنے سے پہلے شکار سے کچھ کھالے تو بھی حرج نہیں ہے اور اسی طرح اگر اسے شکار کا خون پینے کی عادت ہو تو اشکال نہیں۔

۲۔ اس کا مالک اسے شکار کے لئے بھیجے۔ اور اگر وہ اپنے آپ ہی شکار کے پیچھے جائے اور کسی حیوان کو شکار کرلے تو اس حیوان کا کھانا حرام ہے۔ بلکہ اگر کتا اپنے آپ شکار کے پیچھے لگ جاۓ اور بعد میں اس کا مالک بانگ لگائے تا کہ وہ جلدی شکار تک پہنچے تو اگرچہ وہ مالک کی آواز کی وجہ سے تیز بھاگے پھر بھی احتیاط واجب کی بنا پر اس شکار کو کھانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

۳۔ جو شخص کتے کو شکار کے پیچھے لگائے ضروری ہے کہ مسلمان ہو اس تفصیل کے مطابق جو اسلحہ سے شکار کرنے کی شرائط میں بیان ہو چکی ہے۔

۴۔ کتے کو شکار کے پیچھے بھیجتے وقت شکاری اللہ تعالی کا نام لے اور اگر جان بوجھ کر اللہ تعالی کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام لیکن اگر بھول جائے تو اشکال نہیں۔

۵۔ شکار کو کتے کے کاٹنے سے جو زخم آئے وہ اس سے مرے۔ لہذا اگر کتا شکار کا گلا گھونٹ دے یا شکار دوڑنے یا ڈر جانے کی وجہ سے مر جائے تو حلال نہیں ہے۔

۶۔ جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ (شکار کئے گئے حیوان کے پاس) اس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو تو اسے ذبح کرنے کے لئے وقت نہ ہو۔ لیکن شکاری کے پاس پہنچنا غیر معمولی تاخیر کی وجہ سے نہ ہو۔ اور اگر ایسے وقت پہنچے جب اسے ذبح کرنے کے لئے وقت ہو لیکن وہ حیوان کو ذبح نہ کرے حتی کہ وہ مر جائے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

۲۶۱۹۔ جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ شکار کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ اسے ذبح کر سکتا ہو تو ذبح کرنے کے لوازمات مثلاً اگر چھری نکالنے کی وجہ سے وقت گزر جائے اور حیوان مر جائے تو حلال ہے لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس سے حیوان کو ذبح کرے اور وہ مر جائے تو بنابر احتیاط وہ حلال نہیں ہو تا البتہ اس صورت میں اگر وہ شخص اس حیوان کو چھوڑ دے تاکہ کتا اسے مار ڈالے تو وہ حیوان حلال ہو جاتا ہے۔

۲۶۲۰۔ اگر کئی کتے شکار کے پیچھے پیچھے جائیں اور وہ سب مل کر کسی حیوان کا شکار کریں تو اگر وہ سب کے سب ان شرائط کو پورا کرتے ہوں جو مسئلہ ۲۶۱۸ میں بیان کی گئی ہیں تو شکار حلال ہے اور اگر ان میں سے ایک کتا بھی ان شرائط کو پورا نہ کرے تو شکار حرام ہے۔

۲۶۲۱۔ اگر کوئی شخص کتے کو کسی حیوان کے شکار کے لئے بھیجے اور وہ کتا کوئی دوسرا حیوان شکار کرلے تو وہ شکار حلال اور پاک ہے اور اگر جس حیوان کے پیچھے بھیجا گیا ہو اسے بھی اور ایک حیوان کو بھی شکار کرلے تو وہ دونوں حلال اور پاک ہیں۔

۲۶۲۲۔ اگر چند اشخاص مل کر ایک کتے کو شکار کے پیچھے بھیجیں اور ان میں سے ایک شخص جان بوجھ کر خدا کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے نیز جو کتے شکار کے پیچھے بھیجے گئے ہوں اگر ان میں سے ایک کتا اس طرح سدھایا ہوا نہ ہو جیسا کہ مسئلہ ۲۶۱۸ میں بتایا گیا ہے تو وہ شکار حرام ہے۔

۲۶۲۳۔ اگر باز شکاری کتے کے علاوہ کوئی اور حیوان کسی جانور کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص اس شکار کے پاس پہنچ جائے اور وہ ابھی زندہ ہو اور اس طریقے کے مطابق جو شرع میں معین ہے اسے ذبح کرلے تو پھر وہ حلال ہے۔

مچھلی اور ٹڈی کا شکار

۲۶۲۴۔ اگر مچھلی کو جو پیدائش کے لحاظ سے چھلکے والی ہو۔ اگرچہ کسی عارضی وجہ سے اس کا چھلکا اتر گیا ہو۔ پانی میں زندہ پکڑ لیا جائے اور وہ پانی سے باہر آکر مر جائے تو وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے۔ اور اگر وہ پانی میں مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے۔ مگر یہ کہ وہ مچھیرے کے جال کے اندر پانی میں مر جائے تو اس صورت میں اس کا کھانا حلال ہے۔ اور جس مچھلی کے چھلکے نہ ہوں اگرچہ اسے پانی سے زندہ پکڑ لیا جائے اور پانی کے باہر مرے وہ حرام ہے۔

۲۶۲۵۔ اگر مچھلی (اچھل کر) پانی سے باہر آگرے یا پانی کی لہر اسے باہر پھینک دے یا پانی اتر جائے اور مچھلی خشکی پر رہ جائے تو اگر اس کے مرنے سے پہلے کوئی شخص اسے ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے پکڑ لے تو وہ مرنے کے بعد حلال ہے۔

۲۶۲۶۔ جو شخص مچھلی کا شکار کرے اس کے لئے لازم نہیں کہ مسلمان ہو یا مچھلی کو پکڑتے وقت خدا کا نام لے لیکن نہ ضروری ہے کہ مسلمان دیکھے یا کسی اور طریقے سے اسے (یعنی مسلمان کو) یہ اطمینان ہو گیا ہو کہ مچھلی کو پانی سے زندہ پکرا ہے یا وہ مچھلی اس کے جال میں پانی کے اندر مر گئی ہے۔

۲۶۲۷۔ جس مری ہوئی مچھلی کے متعلق معلوم نہ ہو کہ اسے پانی سے زندہ پکڑا گیا ہے یا مردہ حالت میں پکڑا گیا ہے اگر وہ مسلمان کے ہاتھ میں ہو تو حلال ہے لیکن اگر کافر کے ہاتھ میں ہو تو خواہ وہ کہے کہ اس نے اسے زندہ پکڑا ہے، حرام ہے مگر یہ کہ انسان کو اطمینان ہو کہ اس کافر نے مچھلی کو پانی سے زندہ پکڑا ہے یا وہ مچھلی اس کے جال میں پانی کے اندر مر گئی ہے (تو حلال ہے)۔

۲۶۲۸۔ زندہ مچھلی کا کھانا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اسے زندہ کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

۲۶۲۹۔ اگر زندہ مچھلی کو بھون لیا جائے یا اسے پانی کے باہر مرنے سے پہلے ذبح کر دیا جائے تو اس کا کھانا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسے کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

۲۶۳۰۔ اگر پانی سے باہر مچھلی کے دو ٹکڑے کر لئے جائیں اور ان میں سے ایک ٹکڑا زندہ ہونے کی حالت میں پانی میں گر جائے تو جو ٹکڑا پانی سے باہر رہ جائے اسے کھانا جائز ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

۲۶۳۱۔ اگر ٹڈی کو ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے زندہ پکڑ لیا جائے تو وہ مر جانے کے بعد حلال ہے اور یہ لازم نہیں کہ اسے پکڑنے والا مسلمان ہو اور اسے پکڑتے وقت اللہ تعالی کا نام لے لیکن اگر مردہ ٹڈی کافر کے ہاتھ میں ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا یا نہیں تو اگرچہ وہ کہے کہ اس نے اس زندہ پکڑا تھا وہ حرام ہے۔

۲۶۳۲۔ جس ٹڈی کے پر ابھی تک نہ اگے ہوں اور اڑ نہ سکتی ہو اس کا کھانا حرام ہے۔

کھانے پینے کی چیزوں کے احکام

۲۶۳۳۔ ہر وہ پرندہ جو شاہین، عقاب، باز اور شکرے کی طرح چیرنے پھاڑنے والا اور پنجے دار ہو حرام ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ہر وہ پرندہ جو اڑتے وقت پروں کو مارتا کم اور بے حرکت زیادہ رکھتا ہے نیز پنجنے دار ہے، حرام ہوتا ہے۔ اور ہر وہ پرندہ جو اڑتے وقت پروں کو مارتا زیادہ اور بے حرکت کم رکھتا ہے، وہ حلال ہے، اسی فرق کی بنا پر حرام گوشت پرندوں کو حلال گوشت پرندوں میں سے ان کی پرواز کی کیفیت دیکھ کر پہچانا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر کسی پرندے کی پرواز کی کیفیت معلوم نہ ہو تو اگر وہ پرندہ پوٹا، سنگدانہ اور پاوں کی پشت پر کانٹا رکھتا ہو تو وہ حلال ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک علامت بھی موجود نہ ہو تو وہ حرام ہے۔ اور احتیاط لازم یہ ہے کہ کوے کی تمام اقسام حتی کہ زاغ (پہاڑی کوے) سے بھی اجتناب کیا جائے اور جن پرندوں کا ذکر ہو چکا ہے ان کے علاوہ دوسرے تمام پرندے مثلاً مرغ، کبوت اور چڑیاں یہاں تک کہ شتر مرغ اور مور بھی حلال ہیں۔ لیکن بعض پرندوں مثلاً مرغ، کبوتر اور چڑیاں یہاں تک کہ شتر مرغ اور مور بھی حلال ہیں۔ لیکن بعض پرندوں جیسے ہدہد اور ابابیل کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔ اور جو حیوانات اڑتے ہیں مگر پر نہیں رکھتے مثلاً چمگادڑ حرام ہیں اور احتیاط لازم کی بنا پر زنبور (بِھڑ، شہد کی مکھی، تتیا) مچھر اور اڑنے والے دوسرے کیڑے مکوڑوں کا بھی حکم ہے۔

۲۶۳۴۔ اگر اس حصے کو جس میں روح ہو زندہ حیوان سے جدا کر لیا جائے مثلاً زندہ بھیڑ کی چکتی یا گوشت کی کچھ مقدار کاٹ لے جائے تو وہ نجس اور حرام ہے۔

۲۶۳۵۔ حلال گوشت حیوانات کے کچھ اجزاء حرام ہیں اور ان کی تعداد چودہ ہے۔

۱۔خون۔

۲۔فضلہ۔

۳۔عضو تناسل۔

۴۔شرمگاہ۔

۵۔بچہ دانی

۶۔غدود۔

۷۔کپورے۔

۸۔وہ چیز جو بھیجے میں ہوتی ہے اور چنے کے دانی کی شکل کی ہوتی ہے

۹۔حرام مغز جو ریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے۔

۱۰۔بنابر احتیاط لازم وہ رگیں جو ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔

۱۱۔پتہ

۱۲۔تلی

۱۳۔مثانہ

۱۴۔آنکھ کاڈھیلا۔

یہ سب چیزیں پرندوں کے علاوہ حلال گوشت حیوانات میں حرام ہیں۔اور پرندوں کاخون اور ان کافضلہ بلااشکال حرام ہے۔لیکن ان دوچیزوں (خون اور فضلے) کے علاوہ پرندوں میں وہ چیزیں ہوں جو اوپر بیان ہوئی ہیں تو ان کا حرام ہونا احتیاط کی بناپر ہے۔

۲۶۳۶۔حرام گوشت حیوانات کا پیشاب پینا حرام ہے اور اسی طرح حلال گوشت حیوان۔حتیٰ کہ احتیاط لازم کی بناپر اونٹ۔کے پیشاب کا بھی یہی حکم ہے۔لیکن علاج کے لئے اونٹ، گائے اور بھیڑ کا پیشاب پینے میں اشکال نہیں ہے۔

۲۶۳۷۔چکنی مٹی کھانا حرام ہے نیز مٹی اور بجری کھانا احتیاط لازم کی بناپر یہی حکم رکھتا ہے البتہ (ملتانی مٹی کے مماثل) داغستانی اور آرمینیائی مٹی وغیرہ علاج کے لئے بحالت مجبوری کھانے میں اشکال نہیں ہے۔اور حصول شفاء کی غرض سے (سیدالشہداء امام حسین علیہ السلام کے مزار مبارک کی مٹی یعنی) خاک شفاء کی تھوڑی سی مقدار کھانا جائز ہے۔اور

بہتر یہ ہے کہ خاک شفاء کی کچھ مقدار پانی میں ملالی جائے تاکہ وہ (حل ہو کر) ختم ہو جائے اور بعد میں اس پانی کو پی لیا جائے۔

۲۶۳۸۔ ناک کا پانی اور سینے کا بلغم جو منہ میں آجائے اس کا نگلنا حرام نہیں ہے نیز اس غذا کے نگلنے میں جو خلال کرتے وقت دانتوں کے ریخوں سے نکلے کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۶۳۹۔ کسی ایسی چیز کا کھانا حرام ہے جو موت کا سبب بنے یا انسان کے لئے سخت نقصان دہ ہو۔

۲۶۴۰۔ گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور اگر کوئی شخص ان سے بد فعلی کرے تو وہ حیوان حرام ہو جاتا ہے اور جو نسل بد فعلی کے بعد پیدا ہوا احتیاط کی بنا پر وہ بھی حرام ہو جاتی ہے اور ان کا پیشاب اور لید نجس ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ انہیں شہر سے باہر لے جا کر دوسری جگہ بیچ دیا جائے اور اگر بد فعلی کرنے والا اس حیوان کا مالک نہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ اس حیوان کی قیمت اس کے مالک کو دے۔ اور اگر کوئی شخص حلال گوشت حیوان مثلاً گائے یا بھیڑ سے بد فعلی کرے تو ان کا پیشاب اور گوبر نجس ہو جاتا ہے اور ان کا گوشت کھانا حرام ہے اور احتیاط کی بنا پر ان کا دودھ پینے کا اور ان کی جو نسل بد فعلی کے بعد پیدا ہوا اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اور ضروری ہے کہ ایسے حیوان کو فوراً ذبح کر کے جلا دیا جائے اور جس نے اس حیوان کے ساتھ بد فعلی کی ہو اگر وہ اس کا مالک نہ ہو تو اس کی قیمت اس کے مالک کو دے۔

۲۶۴۱۔ اگر بکری کا بچہ سورنی کا دودھ اتنی مقدار میں پی لے کہ اس کا گوشت اور ہڈیاں اس سے قوت حاصل کریں تو خود وہ اور اس کی نسل حرام ہو جاتی ہے اور اگر وہ اس سے کم مقدار میں دودھ پئے تو احتیاط کی بنا پر لازم ہے کہ اس کا استبراء کیا جائے اور اس کے بعد وہ حلال ہو جاتا ہے۔ اور اس کا استبراء یہ ہے کہ سات دن پاک دودھ پئے اور اگر اسے دودھ کی حاجت نہ ہو تو سات دن گھاس کھائے اور بھیڑ کا شیر خوار بچہ اور گائے کا بچہ اور دوسرے حلال گوشت حیوانوں کے بچے۔ احتیاط لازم کی بنا پر۔ بکری کے بچے کے حکم میں ہیں۔ اور نجاست کھانے والے حیوان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور اگر اس کا استبراء کیا جائے تو حلال ہو جاتا ہے اور اس کے استبراء کی ترکیب مسئلہ ۲۲۶ میں بیان ہوئی ہے۔

۲۶۴۲۔ شراب پینا حرام ہے اور بعض احادیث میں اسے گناہ کبیرہ بتایا گیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: " شراب برائیوں کی جڑ اور گناہوں کا منبع ہے۔ جو شخص شراب پئے وہ اپنی عقل کھو بیٹھتا

ہے اور اس وقت خدا تعالی کو نہیں پہچانتا، کوئی بھی گناہ کرنے سے نہیں چوکتا، کسی شخص کا احترام نہیں کرتا، اپنے قریبی رشتے داروں کے حقوق کا پاس نہیں کرتا، کھلم کھلا برائی کرنے سے نہیں شرماتا، پس ایمان اور خدا شناسی کی روح اس کے بدن سے نکل جاتی ہے اور ناقص خبیث روح جو خدا کی رحمت سے دور ہوتی ہے اس کے بدن میں رہ جاتی ہے۔ خدا اور اس کے فرشتے نیز انبیاء مرسلین اور مومنین اس پر لعنت بھیجتے ہیں، چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ ہو گا اور اس کی زبان (کتے کی طرح) منہ سے باہر نکلی ہوئی ہو گی، اس کی رال سینے پر ٹپکتی ہو گی اور وہ پیاس کی شدت سے واویلا کرے گا۔"

۲۶۴۳۔ جس دستر خوان پر شراب پی جا رہی ہو اس پر چینی ہوئی کوئی چیز کھانا حرام ہے اور اسی طرح اس دستر خوان پر بیٹھا جس پر شراب پی جا رہی ہو اگر اس پر بیٹھنے سے انسان شراب پینے والوں میں شمار ہوتا ہو تو احتیاط کی بنا پر، حرام ہے۔

۲۶۴۴۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کے اڑوس پڑوس میں جب کوئی دوسرا مسلمان بھوک یا پیاس سے جاں بلب ہو تو اسے روٹی اور پانی دے کر مرنے سے بچائے۔

کھانا کھانے کے آداب

۲۶۴۵۔ کھانا کھانے کے آداب میں چند چیزیں مستحب شمار کی گئی ہیں۔

۱۔ کھانا کھانے سے پہلے کھانے والا دونوں ہاتھ دھوئے۔

۲۔ کھانا کھا لینے کے بعد اپنے ہاتھ دھوئے اور رومال (تولئے وغیرہ) سے خشک کرے۔

۳۔ میزبان سب سے پہلے کھانا کھانا شروع کرے اور سب کے بعد کھانے سے ہاتھ کھینچے اور کھانا شروع کرنے سے قبل میزبان سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے اس کے بعد جو شخص اس کی دائیں طرف بیٹھا ہو وہ دھوئے اور اسی طرح سلسلہ وار ہاتھ دھوتے رہیں حتی کہ نوبت اس شخص تک آ جائے جو اس کے بائیں طرف بیٹھا ہو اور کھانا کھا لینے کے بعد جو شخص میزبان کی بائیں طرف بیٹھا ہو سب سے پہلے وہ ہاتھ دھوئے اور اسی طرح دھوتے چلے جائیں حتی کہ نوبت میزبان تک پہنچ جائے۔

۴۔ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے لیکن اگر ایک دستر خوان پر انواع واقسام کے کھانے ہوں تو ان میں سے کھانا، کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے

۵۔ کھانا دائیں ہاتھ سے کھائے۔

۶۔ تین یا زیادہ انگلیوں سے کھانا کھائے اور دو انگلیوں سے نہ کھائے

۷۔ اگر چند اشخاص دستر خوان پر بیٹھیں تو ہر ایک اپنے سامنے سے کھانا کھائے۔

۸۔ چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر کھائے

۹۔ دستر خوان پر زیادہ دیر بیٹھے اور کھانے کو طول دے۔

۱۰۔ کھانا خوب اچھی طرح چبا کر کھائے۔

۱۱۔ کھانا کھا لینے کے بعد اللہ تعالی کا شکر بجالائے۔

۱۲۔ انگلیوں کو چاٹے۔

۱۳۔ کھانا کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرے البتہ ریحان کے تنکے یا کھجور کے درخت کے پتے سے خلال نہ کرے۔

۱۴۔ جو غذا دستر خوان سے باہر گر جائے اسے جمع کرے اور کھالے لیکن اگر جنگل میں کھانا کھائے ت مستحب ہے کہ جو کچھ گرے اسے پرندوں اور جانوروں کے لئے چھوڑ دے۔

۱۵۔ دن اور رات کی ابتدا میں کھانا کھائے اور دن کے درمیان میں اور رات کے درمیان میں نہ کھائے۔

۱۶۔ کھانا کھانے کے بعد پیٹھ کے بل لیٹے اور دایاں پاوں بائیں پاوں رکھے۔

۱۷۔ کھانا شروع کرتے وقت اور کھالینے کے بعد نمک چکھے۔

۱۸۔ پھل کھانے سے پہلے انہیں پانی سے دھولے۔

وہ باتیں جو کھانا کھاتے وقت مکروہ ہیں۔

۲۶۴۶۔ کھانا کھاتے وقت چند باتیں مذموم شمار کی گئی ہیں۔

۱۔ بھرے پیٹ پر کھانا کھانا

۲۔ بہت زیادہ کھانا۔ روایت ہے کہ خداوند عالم کے نزدیک بہت زیادہ کھانا سب سے بری چیز ہے۔

۳۔ کھانا کھاتے وقت دوسروں کے منہ کی طرف دیکھنا

۴۔ گرم کھانا کھانا

۵۔ جو چیز کھائی یا پی جا رہی ہو اسے پھونک مارنا۔

۶۔ دستر خوان پر کھانا لگ جانے کے بعد کسی اور چیز کا منتظر ہونا۔

۷۔ روٹی کو چھری سے کاٹنا

۸۔ روٹی کو کھانے کے برتن کے نیچے رکھنا۔

۹۔ ہڈی سے چپکے ہوئے گوشت کو یوں کھانا کہ ہڈی پر بالکل گوشت باقی نہ رہے۔

۱۰۔ اس پھل کا چھلکا اتارنا جو چھلکے کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔

۱۱۔ پھل پورا کھانے سے پہلے پھینک دینا۔

پانی پینے کا آداب

۲۶۴۷۔ پانی کے پینے کے آداب میں چند چیزیں شمار کی گئی ہیں؛

۱۔ پانی چوسنے کی طرز پر پیئے۔

۲۔ پانی دن میں کھڑے ہو کر پیئے۔

۳۔ پانی پینے سے پہلے بِسم اللہ اور پینے کے بعد الحمد اللہ کہے۔

۴۔ پانی (غٹا غٹ نہ پیئے بلکہ) تین سانس میں پیئے۔

۵۔ پانی پینے کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہل حرم کو یاد کرے اور کے قاتلوں پر لعنت بھیجے۔

وہ باتیں جو پانی پیتے وقت مکروہ ہیں

۲۶۴۸۔ زیادہ پانی پینا، مرغن کھانے کے بعد پانی پینا اور رات کو کھڑے ہو کر پانی پینا مذموم شمار کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں پانی بائیں ہاتھ سے پینا اور اس طرح کوزے (وغیرہ) کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے اور اس جگہ سے پینا جہاں کوزے کا دستہ ہو مذموم شمار کیا گیا ہے۔

منت اور عہد کے احکام

۲۶۴۹۔ "منّت" یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر واجب کرلے کہ اللہ تعالی کی رضا کے لئے کوئی اچھا کام کرے گا یا کوئی ایسا کام جس کا نہ کرنا بہتر ہو ترک کردے گا۔

۲۶۵۰۔ منت میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے اور یہ لازم نہیں کہ صیغہ عربی میں ہی پڑھا جائے لہذا اگر کوئی شخص کہے کہ "میرا مریض صحت یاب ہو گیا تو اللہ تعالی کی خاطر مجھ پر لازم ہے کہ میں دس روپے فقیر کو دوں" تو اس کی منت صحیح ہے۔

۲۶۵۱۔ ضروری ہے کہ منت ماننے والا بالغ اور عاقل ہو نیز اپنے ارادے اور اختیار کے ساتھ منت مانے لہذا کسی ایسے شخص کا منت ماننا جسے مجبور کیا جائے یا جو جذبات میں آکر بغیر ارادے کے بے اختیار منت مانے تو صحیح نہیں ہے۔

۲۶۵۲۔ کوئی سفیہ اگر منت مانے مثلاً یہ کہ کوئی چیز فقیر کو دے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر کوئی دیوالیہ شخص منت مانے کہ مثلاً اپنے اس مال میں سے جس میں تصرف کرنے سے اسے روک دیا گیا ہو کوئی چیز فقیر کو دے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے۔

۲۶۵۳۔ شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا ان کاموں میں منت ماننا جو شوہر کے حقوق کے منافی ہوں صحیح نہیں ہے۔ اور اسی طرح عورت کا اپنے مال میں شوہر کی اجازت کے بغیر منت ماننا محل اشکال ہے لیکن (اپنے مال میں سے شوہر کی اجازت کے بغیر) حج کرنا، زکوۃ اور صدقہ دینا اور ماں باپ سے حسن سلوک اور رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنا (صحیح ہے)۔

۲۶۵۴۔ اگر عورت شوہر کی اجازت سے منت مانے تو شوہر اس کی منت ختم نہیں کرسکتا اور نہ ہی اسے منت پر عمل کرنے سے روک سکتا ہے۔

۲۶۵۵۔ اگر۔ بیٹا باپ کی اجازت کے بغیر یا اس کی اجازت سے منت مانے تو ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے لیکن اگر باپ یا ماں اسے اس کام سے جس کی اس نے منت مانی ہو اس طرح منع کریں کہ ان کے منع کرنے کے بعد اس پر عمل کرنا اس کے لئے بہتر نہ ہو تو اس کی منت کالعدم ہو جائے گی۔

۲۶۵۶۔ انسان کسی ایسے کام کی منت مان سکتا ہے جسے انجام دینا اس کے لئے ممکن ہو لہذا جو شخص مثلاً پیدل چل کر کربلا نہ جا سکتا ہو اگر وہ منت مانے کہ وہاں تک پیدل جائے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے۔

۲۶۵۷۔ اگر کوئی شخص منت مانے کہ کوئی حرام یا مکروہ کام انجام دے گا یا کوئی واجب یا مستحب کام ترک کر دے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے۔

۲۶۵۸۔ اگر کوئی شخص منت مانے کہ کسی مباح کام کو انجام دے گا یا ترک کرے گا لہذا اگر اس کام کا بجالانا اور ترک کرنا ہر لحاظ سے مساوی ہو تو اس کی منت صحیح نہیں اور اگر اس کام کا انجام دینا کسی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان منت بھی اسی لحاظ سے مانے مثلاً منت مانے کہ کوئی (خاص) غذا کھائے گا تاکہ اللہ کی عبادت کے لئے اسے توانائی حاصل ہو تو اس کی منت صحیح ہے۔ لیکن اگر بعد میں تمباکو کا استعمال ترک کرنا اس کے لئے نقصان دہ ہو تو اس کی منت کالعدم ہو جائے گی۔

۲۶۵۹۔ اگر کوئی شخص منت مانے کہ واجب نماز ایسی جگہ پڑھے گا جہاں بجائے خود نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ نہیں مثلاً منت مانے کہ نماز کمرے میں پڑھے گا تو اگر وہاں نماز پڑھنا کسی لحاظ سے بہتر ہو مثلاً چونکہ وہاں خلوت ہے اس لئے انسان حضور قلب پیدا کر سکتا ہے اگر اس کے منت ماننے کا مقصد یہی ہے تو منت صحیح ہے۔

۲۶۶۰۔ اگر ایک شخص کوئی عمل بجالانے کی منت مانے تو ضروری ہے کہ وہ عمل اسی طرح بجالائے جس طرح منت مانی ہو لہذا اگر منت مانے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو صدقہ دے گا یا روزہ رکھے گا یا (مہینے کی پہلی تاریخ کو) اول ماہ کی نماز پڑھے گا تو اگر اس دن سے پہلے یا بعد میں اس عمل کو بجالائے تو کافی نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص منت مانے کہ جب اس کا مریض صحت یاب ہو جائے گا تو وہ صدقہ دے گا تو اگر اس مریض کے صحت یاب ہونے سے پہلے صدقہ دے دے تو کافی نہیں ہے۔

۲۶۶۱۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی منت مانے لیکن روزوں کا وقت اور تعداد معین نہ کرے تو اگر ایک روزہ رکھے تو کافی ہے۔ اگر نماز پڑھنے کی منت مانے اور نمازوں کی مقدار اور خصوصیات معین نہ کرے تو اگر ایک دو رکعتی نماز پڑھ لے تو کافی ہے۔ اور اگر منت مانے کی صدقہ دے گا اور صدقے کی جنس اور مقدار معین نہ کرے تو اگر ایسی چیز دے کہ لوگ کہیں کہ اس نے صدقہ دیا ہے تو پھر اس نے اپنی منت کے مطابق عمل کر دیا ہے۔ اور اگر منت مانے کہ کوئی کام اللہ تعالی

کی خوشنودی کے لئے بجالائے گا تو اگر ایک (دو رکعتی) نماز پڑھ لے یا ایک روزہ رکھ لے یا کوئی چیز صدقہ دے دے تو اس نے اپنی منت نبھالی ہے۔

۲۶۶۲۔ اگر کوئی شخص منت مانے کہ ایک خاص دن روزہ رکھے گا تو ضروری ہے کہ اسی دن روزہ رکھے اور اگر جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے تو ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی دے اور اظہر یہ ہے کہ اس کا کفارہ قسم توڑنے کا کفارہ ہے جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا لیکن اس دن وہ اختیاراًیہ کر سکتا ہے کہ سفر کرے اور روزہ نہ رکھے۔ اور اگر سفر میں ہو تو لازم نہیں کہ ٹھہرنے کی نیت کر کے روزہ رکھے اور اس صورت میں جب کہ سفر کی وجہ سے یا کسی دوسرے عذر مثلاً بیماری یا حیض کی وجہ سے روزہ نہ رکھے تو لازم ہے کہ روزے کی قضا کرے لیکن کفارہ نہیں ہے۔

۲۶۶۳۔ اگر انسان حالت اختیار میں اپنی منت پر عمل نہ کرے تو کفارہ دینا ضروری ہے۔

۲۶۶۴۔ اگر کوئی شخص ایک معین وقت تک کوئی عمل ترک کرنے کی منت مانے تو اس وقت کے گزرنے کے بعد اس عمل کو بجالا سکتا ہے اور اگر اس وقت کے گزرنے سے پہلے بھول کر یا بہ امر مجبوری اس عمل کو انجام دے تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی لازم ہے کہ وہ وقت آنے تک اس عمل کو انجام نہ دے اور اگر اس وقت کے آنے سے پہلے بغیر عذر کے اس عمل کو دوبارہ انجام دے تو ضروری ہے کہ کفارہ دے۔

۲۶۶۵۔ جس شخص نے کوئی عمل ترک کرنے کی منت مانی ہو اور اس کے لئے کوئی وقت معین نہ کیا ہو اگر وہ بھول کر یا بہ امر مجبوری یا غفلت کی وجہ سے اس عمل کو انجام دے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے لیکن اس کے بعد جب بھی بہ حالت اختیار اس عمل کو بجالائے ضروری ہے کہ کفارہ دے۔

۲۶۲۶۔ اگر کوئی شکص منت مانے کہ ہر ہفتے ایک معین دن کا مثلاً جمعے کا روزہ رکھے گا تو اگر ایک جمعے کے دن عید فطر یا عید قربان پڑ جائے یا جمعہ کے دن اسے کوئی اور عذر مثلاً سفر در پیش ہو یا حیض آ جائے تو ضروری ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھے اور اس کی قضا بجالائے۔

۲۶۲۷۔ اگر کوئی شخص منت مانے کہ ایک معین مقدار میں صدقہ دے گا تو اگر وہ صدقہ دینے سے پہلے مر جائے تو اس کے مال میں سے اتنی مقدار میں صدقہ دینا لازم نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بالغ ورثاء میراث میں سے اپنے حصے سے اتنی مقدار میت کی طرف سے صدقہ دے دیں۔

۲۶۲۸۔ اگر کوئی شخص منت مانے کہ ایک معین فقیر کو صدقہ دے گا تو وہ کسی دوسرے فقیر کو نہیں دے سکتا اور اگر وہ معین کردہ فقیر مر جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ صدقہ اس کے پسماندگان کو دے۔

۲۶۲۹۔ اگر کوئی منت مانے کہ ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک کی مثلاً حضرت امام حسینؑ کی زیارت سے مشرف ہوگا تو اگر وہ کسی دوسرے امام کی زیارت کے لئے جائے تو یہ کافی نہیں ہے۔ اور اگر کسی عزر کی وجہ سے ان امام کی زیارت نہ کر سکے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

۲۶۷۰۔ جس شخص نے زیارت کرنے کی منت مانی ہو لیکن غسل زیارت اور اس کی نماز کی منت نہ مانی ہو تو اس کے لئے انہیں بجالانا لازم نہیں ہے۔

۲۶۷۱۔ اگر کوئی شخص کسی امام یا امام زادے کے حرم کے لئے مال خرچ کرنے کی منت مانے اور کوئی خاص مصرف معین نہ کرے تو ضروری ہے کہ اس مال کو اس حرم کی تعمیر (ومرمت) روشنیوں اور قالین وغیرہ پر صرف کرے۔

۲۶۷۲۔ اگر کوئی شخص کسی امام کے لئے کوئی چیز نذر کرے تو اگر کسی معین مصرف کی نیت کی ہو تو ضروری ہے کہ اس چیز کو اسی مصرف میں لائے اور اگر کسی معین مصرف کی نیت نہ کی ہو تو ضروری ہے کہ اسے ایسے مصرف میں لے آئے جو امام سے نسبت رکھتا ہو مثلاً اس امامؑ کے نادار زائرین پر خرچ کرے یا اس امامؑ کے حرم کے مصارف پر خرچ کرے یا ایسے کاموں میں خرچ کرے جو امام کا تذکرہ عام کرنے کا سبب ہوں۔ اور اگر کوئی چیز کسی امام زادے کے لئے نذر کرے تب بھی یہی حکم ہے۔

۲۶۷۳۔ جس بھیڑ کو صدقے کے لئے یا کسی امام کے لئے نذر کیا جائے اگر وہ نذر کے مصرف میں لائے جانے سے پہلے دودھ دے یا بچہ جنے تو وہ (دودھ یا بچہ) اس کا مال ہے جس نے اس بھیڑ کو نذر کیا ہو مگر یہ کہ اس کی نیت عام ہو (یعنی نذر رکنے والے نے اس بھیڑ، اس کے بچے اور دودھ وغیرہ سب چیزوں کی منت مانی ہو تو وہ سب نذر ہے) البتہ بھیڑ کی اون اور جس مقدار میں وہ فربہ ہو جائے نذر کا جزو ہے۔

۲۶۷۴۔ جب کوئی منت مانے کہ اگر اس کا مریض تندرست ہو جائے یا اس کا مسافر واپس آجائے تو وہ فلاں کام کرے گا تو اگر پتا چلے کہ منت ماننے سے پہلے مریض تندرست ہو گیا تھا یا مسافر واپس آ گیا تھا تو پھر منت پر عمل کرنا لازم نہیں۔

۲۶۷۵۔ اگر باپ یاماں منت مانیں کہ اپنی بیٹی کی شادی سید زادے سے کریں گے تو بالغ ہونے کے بعد لڑکی اس بارے میں خود مختار ہے اور والدین کی منت کی کوئی اہمیت نہیں۔

۲۶۷۶۔ جب کوئی شخص اللہ تعالی سے عہد کرے کہ جب اس کی کوئی معین شرعی حاجت پوری ہو جائے گی تو فلاں کام کرے گا۔ پس جب اس کی حاجت پوری ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ کام انجام دے۔ نیز اگر وہ کوئی حاجت نہ ہوتے ہوئے عہد کرے کہ فلاں کام انجام دے گا تو وہ کام کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

۲۶۷۷۔ عہد میں بھی منت کی طرح صیغہ پڑھنا ضروری ہے۔ اور (علماء کے بیچ) مشہور یہ ہے کہ کوئی شخص جس کام کے انجام دینے کا عہد کرے ضروری ہے کہ یا تو واجب اور مستجب نمازوں کی طرح عبادت ہو یا ایسا کام ہو جس کا انجام دینا شرعاًاس کے ترک کرنے سے بہتر ہو لیکن ظاہر ہے کہ یہ بات معتبر نہیں ہے۔ بلکہ اگر اس طرح ہو جیسے مسئلہ ۲۶۸۰ میں قسم کے احکام میں آئے گا، تب بھی عہد صحیح ہے اور اس کام کو انجام دینا ضروری ہے۔

۲۶۷۸۔ اگر کوئی شخص اپنے عہد پر عمل نہ کرے تو ضروری ہے کہ کفارہ دے یعنی ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دو مہینے مسلسل روزے رکھے یا ایک غلام کو آزاد کرے۔

قسم کھانے کے احکام

۲۶۷۹۔ جب کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کام انجام دے گا یا ترک کرے گا مثلاً قسم کھائے کہ روزہ رکھے گا یا تمباکو استعمال کرے گا تو اگر بعد میں جان بوجھ کر اس قسم کے خلاف عمل کرے تو ضروری ہے کہ کفارہ دے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا انھیں پوشاک پہنائے اور اگر ان اعمال کو بجانہ لا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ تین دن روزے رکھے اور یہ بھی ضروری ہے اور کہ روزے مسلسل رکھے۔

۲۶۸۰۔ قسم کی چند شرطیں ہیں:۔

۱۔ جو شخص قسم کھائے ضروری ہے کہ وہ بالغ اور عاقل ہو نیز اپنے ارادے اور اختیار سے قسم کھائے۔ لہذا بچے یا دیوانے یا بے حواس یا اس شخص کا قسم کھانا جسے مجبور کیا گیا ہو درست نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص جذبات میں آکر بلا ارادہ یا بے اختیار قسم کھائے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۲۔(قسم کھانے والا) جس کام کے انجام دینے کی قسم کھائے ضروری ہے کہ وہ حرام یا مکروہ نہ ہو اور جس کام کے ترک کرنے کی قسم کھائے ضروری ہے کہ وہ واجب یا مستحب نہ ہو۔ اور اگر کوئی مباح کام کرنے کی قسم کھائے تو اگر عقلاء کی نظر میں اس کام کو انجام دینا اس کو ترک کرنے سے بہتر ہو تو اس کی قسم صحیح ہے اور اسی طرح کسی کام کو ترک کرنے کی قسم کھائے تو اگر عقلاء کی نظر میں اسے ترک کرنا اس کو انجام دینے سے بہتر ہو تو اس کی قسم صحیح ہے۔ بلکہ دونوں صورتوں میں اگر اس کا انجام دینا یا ترک کرنا عقلاء کی نظر میں بہتر نہ ہو لیکن خود اس شخص کے لئے بہتر ہو تب بھی اس کی قسم صحیح ہے۔

۳۔(قسم کھانے والا) اللہ تعالی کے ناموں میں سے کسی ایسے نام کی قسم کھائے جو اس ذات کے سوا کسی اور کے لئے استعمال نہ ہوتا ہو مثلاً خدا اور اللہ۔ اور اگر ایسے نام کی قسم کھائے جو اس ذات کے سوا کسی اور کے ل۴ے بھی استعمال ہوتا ہو لیکن اللہ تعالی کے لئے اتنی کثرت سے استعمال ہوتا ہو کہ جب بھی کوئی وہ نام لے تو خدائے بزرگ و برتر کی ذات ہی ذہن میں آتی ہو مثلاً اگر کوئی خالق اور رازق کی قسم کھائے تو قسم صحیح ہے۔ بلکہ اگر کسی ایسے نام کی قسم کھائے کہ جب اس نام کو تنہا بولا جائے تو اس سے صرف ذات باری تعالی ہی ذہن میں نہ آتی ہو لیکن اس نام کو قسم کھانے کے مقام میں استعمال کیا جائے تو ذات حق ہی ذہن میں آتی ہو مثلاً سمیع اور بصیر (کی قسم کھائے) تب بھی اس کی قسم صحیح ہے۔

۴۔(قسم کھانے والا) قسم کے الفاظ زبان پر لائے۔ لیکن اگر گونگا شخص اشارے سے قسم کھائے تو صحیح ہے اور اسی طرح وہ شخص جو بات کرنے پر قادر نہ ہو اگر قسم کو لکھے اور دل میں نیت کرلے تو کافی ہے بلکہ اس کے علاوہ صورتوں میں بھی (کافی ہے۔ نیز) احتیاط ترک نہیں ہوگی۔

۵۔(قسم کھانے والے کے لئے) قسم پر عمل کرنا ممکن ہو۔ اور اگر قسم کھانے کے وقت اس کے لئے اس پر عمل کرنا ممکن ہو لیکن بعد میں عاجز ہو جائے اور اس نے اپنے آپ کو جان بوجھ کر عاجز نہ کیا ہو تو جس وقت سے عاجز ہوگا اس وقت سے اس کی قسم کالعدم ہو جائے گی۔ اور اگر منت یا قسم یا عہد پر عمل کرنے سے اتنی مشقت اٹھانی پڑے جو اس کی برداشت سے باہر ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

۲۶۸۱۔ اگر باپ، بیٹے کو یا شوہر، بیوی کو قسم کھانے سے روکے تو ان کی قسم صحیح نہیں ہے۔

۲۶۸۲۔ اگر بیٹا، باپ کی اجازت کے بغیر اور بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر قسم کھائے تو باپ اور شوہر ان کی قسم فسخ کر سکتے ہیں۔

۲۶۸۳۔ اگر انسان بھول کر یا مجبوری کی وجہ سے یا غفلت کی بنا پر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے اور اگر اسے مجبور کیا جائے کہ قسم پر عمل نہ کرے تب بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر وہمی قسم کھائے مثلاً یہ کہے کہ واللہ میں ابھی نماز میں مشغول ہوتا ہوں اور ہم کی وجہ سے مشغول نہ ہو تو اگر اس کا وہم ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے مجبور ہو کر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

۲۶۸۴۔ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں تو اگر وہ سچ کہہ رہا ہے تو اس کا قسم کھانا مکروہ ہے اور اگر جھوٹ بول رہا ہے تو حرام ہے بلکہ مقدمات کے فیصلے کے وقت جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن اگر وہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے مسلمان کو کسی ظالم کے شر سے نجات دلانے کے لئے جھوٹی قسم کھائے تو اس میں اشکال نہیں بلکہ بعض اوقات ایسی قسم کھانا واجب ہو جاتا ہے تاہم اگر توریہ کرنا ممکن ہو۔ یعنی قسم کھاتے وقت قسم کے الفاظ کے ظاہری مفہوم کو چھوڑ کر دوسرے مطلب کی نیت کرے اور جو مطلب اس نے لیا ہے اس کو ظاہر نہ کرے۔ تو احتیاط لازم یہ ہے کہ توریہ کرے مثلاً اگر کوئی ظالم کسی کو اذیت دینا چاہے اور کسی دوسرے شخص سے پوچھے کہ کیا تم نے فلاں شخص کو دیکھا ہے؟ اور اس نے اس شخص کو ایک منٹ قبل دیکھا ہو تو وہ کہے کہ میں نے اسے نہیں دیکھا او قصد یہ کرے کہ اس وقت سے پانچ منٹ پہلے میں نے اسے نہیں دیکھا۔

وقف کے احکام

۲۶۸۵۔ اگر ایک شخص کوئی چیز وقف کرے تو وہ اس کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور وہ خود یا دوسرے لوگ نہ ہی وہ چیز کسی دوسرے کو بخش سکتے ہیں اور نہ ہی اسے بیچ سکتے ہیں اور نہ کوئی شخص اس میں سے کچھ بطور میراث لے سکتا ہے لیکن بعض صورتوں میں جن کا ذکر مسئلہ ۲۱۰۲ اور مسئلہ ۲۱۰۳ میں کیا گیا ہے اسے بیچنے میں اشکال نہیں۔

۲۶۸۶۔ یہ لازم نہیں کہ وقف کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے بلکہ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے یہ کتاب طالب علموں کے لئے وقف کر دی ہے تو وقف صحیح ہے بلکہ عمل سے بھی وقف ثابت ہو جاتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص وقف کی نیت سے چٹائی مسجد میں ڈال دے یا کسی عمارت کو مسجد کی نیت سے اس طرح بنائے جیسے مساجد بنائی جاتی ہیں تو

وقف ثابت ہو جائے گا۔ اور عمومی اوقاف مثلاً مسجد، مدرسہ یا ایسی چیزیں جاعام لوگوں کے لئے وقف کی جائیں یا مثلاً فقراء اور سادات کے لئے وقف کی جائیں ان کے وقف کے صحیح ہونے میں کسی کا قبول کرنا لازم نہیں ہے بلکہ بنابر اظہر خصوصی اوقاف مثلاً جو چیزیں اولاد کے لئے وقف کی جائیں ان میں بھی قبول کرنا معتبر نہیں ہے۔

۲۶۸۷۔ اگر کوئی شخص اپنی کسی چیز کو وقف کرنے کے لئے معین کرے اور وقف کرنے سے پہلے پچھتائے یا مر جائے تو وقف وقوع پذیر نہیں ہوتا۔

۲۶۸۸۔ اگر ایک شخص کوئی مال وقف کرے تو ضروری ہے کہ وقف کرنے کے وقت سے اس مال کو ہمیشہ کے لئے وقف کر دے اور مثال کے طور پر اگر وہ کہے کہ یہ مال میرے مرنے کے بعد وقف ہو گا تو چونکہ وہ مال صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس کے مرنے کے وقت تک وقف نہیں رہا اس لئے وقف صحیح نہیں ہے۔ نیز اگر کہے کہ یہ مال دس سال تک وقف رہے گا اور پھر وقف نہیں ہو گا یا یہ کہے کہ یہ مال دس سال کے لئے وقف ہو گا پھر پانچ سال کے لئے وقف نہیں ہو گا اور پھر دوبارہ وقف ہو جائے گا تو وہ وقف صحیح نہیں ہے۔

۲۶۸۹۔ خصوصی وقف اس صورت میں صحیح ہے جب وقف کرنے والا وقف کا مال پہلی پشت یعنی جن لوگوں کے لئے وقف کیا گیا ہے ان کے یا ان کے وکیل یا سرپرست کے تصرف میں دے دے لیکن اگر کوئی شخص کوئی چیز اپنے نابالغ بچوں کے لئے وقف کرے اور اس نیت سے کہ وقف کردہ چیز ان کی ملکیت ہو جائے اس چیز کی نگہداری کرے تو وقف صحیح ہے۔

۲۶۹۰۔ ظاہر یہ ہے کہ عام اوقاف مثلاً مدرسوں اور مساجد وغیرہ میں قبضہ معتبر نہیں ہے بلکہ صرف وقف کرنے سے ہی ان کا وقف ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

۲۶۹۱۔ ضروری ہے کہ وقف کرنے والا بالغ اور عاقل ہو نیز قصد اور اختیار رکھتا ہو اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو لہٰذا اگر سفیہ۔ یعنی وہ شخص جو اپنا مال احمقانہ کاموں میں خرچ کرتا ہو۔ کوئی چیز وقف کرے تو چونکہ وہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے (اس کا کیا ہو وقف) صحیح نہیں۔

۲۶۹۲۔ اگر کوئی شخص کسی مال کو ایسے بچے کے لئے وقف کرے جو ماں کے پیٹ میں ہو اور ابھی پیدا نہ ہوا ہو تو اس وقف کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور لازم ہے کہ احتیاط ملحوظ رکھی جائے لیکن اگر کوئی مال ایسے لوگوں کے لئے وقف کیا

جائے جو ابھی موجود ہوں اور ان کے بعد ان لوگوں کے لئے وقف کیا جائے جو بعد میں پیدا ہوں تو اگرچہ وقف کرتے وقت وہ ماں کے پیٹ میں بھی نہ ہوں وہ وقف صحیح ہے۔ مثلاً ایک شخص کوئی چیز اپنی اولاد کے لئے وقف کرے کہ ان کے بعد اس کے پوتوں کے لئے وقف ہوگی اور (اولاد کے) ہر گروہ کے بعد آنے والا گروہ اس وقف سے استفادہ کرے گا تو وقف صحیح ہے۔

۲۶۹۳۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کو اپنے آپ پر وقف کرے مثلاً کوئی دکان وقف کر دے تا کہ اس کی آمدنی اس کے مرنے کے بعد اس کے مقبرے پر خرچ کی جائے تو یہ وقف صحیح نہیں ہے۔ لیکن مثال کے طور پر وہ کوئی مال فقرا کے لئے وقف کر دے اور خود بھی فقیر ہو جائے تو وقف کے منافع سے استفادہ کر سکتا ہے۔

۲۶۹۴۔ جو چیز کسی شخص نے وقف کی ہو اگر اس نے اس کا متولی بھی معین کیا ہو تو ضروری ہے کہ ہدایات کے مطابق عمل ہو اور اگر واقف نے متولی معین نہ کیا ہو اور مال مخصوص افراد پر مثلاً اپنی اولاد لئے وقف کیا ہو تو وہ افراد اس سے استفادہ کرنے میں خود مختار ہیں اور اگر بالغ نہ ہوں تو پھر ان کا سرپرست مختار ہے اور وقف سے استفادہ کرنے کے لئے حاکم شرع کی اجازت لازم نہیں لیکن ایسے کام جس میں وقف کی بہتری یا آئندہ نسلوں کی بھلائی ہو مثلاً وقف کی تعمیر کرنا یا وقف کو کرائے پر دینا کہ جس میں بعد والے طبقے کے لئے فائدہ ہے تو اس کا مختار حاکم شرع ہے۔

۲۶۹۵۔ اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی مال کو فقرا یا سادات کے لئے وقف کرے یا اس مقصد سے وقف کرے کہ اس مال کا منافع بطور خیرات دیا جائے تو اس صورت میں کہ اس نے وقف کے لئے متولی معین نہ کیا ہو اس کا اختیار حاکم شرع کو ہے۔

۲۶۹۶۔ اگر کوئی شخص کسی املاک کو مخصوص افراد مثلاً اپنی اولاد کے لئے وقف کرے تا کہ ایک پشت کے بعد دوسری پشت اس سے استفادہ کرے تو اگر وقف کا متولی اس مال کو کرائے پر دے دے اور اس کے بعد مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اس املاک کا کوئی متولی نہ ہو اور ن لوگوں کیلئے وہ املاک وقف ہوئی ہے ان میں سے ایک پشت اسے کرائے پر دے دے اور اجارے کی مدت کے دوران وہ پشت مر جائے اور جو پشت اس کے بعد ہو وہ اس اجارے کی تصدیق نہ کرلے تو اجارہ باطل ہو جائے گا اور اس صورت میں اگر کرایہ دار نے پوری مدت کا کرایہ ادا کر رکھا ہو تو مرنے والے کی موت کے وقت سے اجارے کی مدت کے خاتمے تک کا کرایہ اس (مرنے والے) کے مال سے لے سکتا ہے۔

۲۶۹۷۔ اگر وقف کردہ املاک برباد بھی ہو جائے تو اس کے وقف کی حیثیت نہیں بدلتی بجز اس صورت کے کہ وقف کی ہوئی چیز کسی خاص مقصد کے لئے وقف ہو اور وہ مقصد فوت ہو جائے مثلاً کسی شخص نے کوئی باغ بطور باغ وقف کیا ہو تو اگر وہ باغ خراب ہو جائے تو وقف باطل ہو جائے گا اور وقف کردہ مال واقف کی ملکیت میں دوبارہ داخل ہو جائے گا۔

۲۶۹۸۔ اگر کسی املاک کی کچھ مقدار وقف ہو اور کچھ مقدار وقف نہ ہو اور وہ املاک تقسیم نہ کی گئی ہو تو ہر وہ شخص جسے وقف میں تصرف کرنے کا اختیار ہے جیسے حاکم شرع، وقت کا متولی اور وہ لوگ جن کے لئے وقف کیا گیا ہے باخبر لوگوں کے رائے کے مطابق وقف شدہ حصہ جدا کر سکتے ہیں۔

۲۶۹۹۔ اگر وقف کا متولی خیانت کرے مثلاً اس کا منافع معین مدوں میں استعمال نہ کرے تو حاکم شرع اس کے ساتھ کسی امین شخص کو لگا دے تا کہ وہ متولی کو خیانت سے روکے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو حاکم شرع اس کی جگہ کوئی دیانتدار متولی مقرر کر سکتا ہے۔

۲۷۰۰۔ جو قالین (وغیرہ) امام بارگاہ کے لئے وقف کیا گیا ہو اسے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں لے جایا جا سکتا خواہ وہ مسجد امام بارگاہ سے ملحق ہی کیوں نہ ہو۔

۲۷۰۱۔ اگر کوئی املاک کسی مسجد کی مرمت کے لئے وقف کی جائے تو اگر اس مسجد کو مرمت کی ضرورت نہ ہو اور اس بات کی توقع بھی نہ ہو کہ آئندہ یا کچھ عرصے بعد اسے مرمت کی ضرورت ہو گی نیز اس املاک کی آمدنی کو جمع کر کے حفاظت کرنا بھی ممکن نہ ہو کہ بعد میں اس مسجد کی مرمت میں لگا دی جائے تو اس صورت میں احتیاط لازم یہ ہے کہ اس املاک کی آمدنی کو اس کام میں صرف کرے جو وقف کرنے والے کے مقصود سے نزدیک تو ہو مثلاً اس مسجد کی کوئی دوسری ضرورت پوری کر دی جائے یا کسی دوسری مسجد کی تعمیر میں لگا دی جائے۔

۲۷۰۲۔ اگر کوئی شخص کوئی املاک وقف کرے تا کہ اس کی آمدنی مسجد کی مرمت پر خرچ کی جائے اور امام جماعت کو اور مسجد کے موذن کو دی جائے تو اس صورت میں کہ اس شخص نے ہر ایک کے لئے کچھ مقدار معین کی ہو تو ضروری ہے کہ آمدنی اسی کے مطابق خرچ کی جائے اور اگر معین نہ کی ہو تو ضروری ہے کہ پہلے مسجد کی مرمت کرائی جائے اور پھر اگر کچھ بچے تو متولی اسے امام جماعت اور موذن کے درمیان جس طرح مناسب سمجھے تقسیم کر دے لیکن بہتر ہے کہ یہ دونوں اشخاص تقسیم کے متعلق ایک دوسرے سے مصالحت کر لیں۔

وصیت کے احکام

۲۷۰۳۔ "وصیت" یہ ہے کہ انسان تاکید کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے فلاں فلاں کام کئے جائیں یا یہ کہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مال میں سے کوئی چیز فلاں شخص کی ملکیت ہو گی یا اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کی ملکیت میں دے دی جائے یا خیرات کی جائے یا امور خیر یہ پر صرف کی جائے یا اپنی اولاد کے لئے اور جو لوگ اس کی کفالت میں ہوں ان کے لئے کسی کو نگران اور سرپرست مقرر کرے اور جس شخص کو وصیت کی جائے اسے "وصی" کہتے ہیں۔

۲۷۰۴۔ جو شخص بول نہ سکتا ہو اگر وہ اشارے سے اپنا مقصد سمجھا دے تو وہ ہر کام کے لئے وصیت کر سکتا ہے بلکہ جو شخص بول سکتا ہو اگر وہ بھی اس طرح اشارے سے وصیت کرے کہ اس کا مقصد سمجھ میں آجائے تو وصیت صحیح ہے۔

۲۷۰۵۔ اگر ایسی تحریر مل جائے جس پر مرنے والے کے دستخط یا مہر ثبت ہو تو اگر اس تحریر سے اس کا مقصد سمجھ میں آجائے اور پتا چل جائے کہ یہ چیز اس نے وصیت کی غرض سے لکھی ہے تو اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے لیکن اگر پتا چلے کہ مرنے والے کا مقصد وصیت کرنا نہیں تھا اور اس نے کچھ باتیں لکھی تھی تا کہ بعد میں ان کے مطابق وصیت کرے تو ایسی تحریر وصیت کافی نہیں ہے۔

۲۷۰۶۔ جو شخص وصیت کرے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو، سفیہ نہ ہو اور اپنے اختیار سے وصیت کرے لہذا نابالغ بچے کا وصیت کرنا صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ کہ بچہ دس سال کا ہو اور اس نے اپنے رشتے داروں کے لئے وصیت کی ہو یا عام خیرات میں خرچ کرنے کی وصیت کی ہو تو ان دونوں صورتوں میں اس کی وصیت صحیح ہے۔ اور اگر اپنے رشتے داروں کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے وصیت کرے یا سات سالہ بچہ یہ وصیت کرے کہ "اس کے اموال میں سے تھوڑی سی چیز کسی شخص کے لئے ہے یا کسی شخص کو دے دی جائے" تو وصیت کا نافذ ہونا محل اشکال ہے اور ان دونوں صورتوں میں احتیاط کا خیال رکھا جائے اور اگر کوئی شخص سفیہ ہو تو اس کی وصیت اس کے اموال میں نافذ نہیں ہے۔ لیکن اگر اس اس کی وصیت اموال کے علاوہ دوسرے امور میں ہو مثلاً ان مخصوص کاموں کے متعلق ہو جو موت کے بعد میت کے لئے انجام دیئے جاتے ہیں تو وہ وصیت نافذ ہے۔

۲۷۰۷۔ جس شخص نے مثال کے طور پر عمداً اپنے آپ کو زخمی کر لیا ہو یا زہر کھالیا ہو جس کی وجہ سے اس کے مرنے کا یقین یا گمان پیدا ہو جائے اگر وہ وصیت کرے کہ اس کے مال کی کچھ مقدار کسی مخصوص مصرف میں لائی جائے اور اس کے بعد وہ مر جائے تو اس کی وصیت صحیح نہیں ہے۔

۲۷۰۸۔ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کی املاک میں سے کوئی چیز کسی دوسرے کا مال ہو گی تو اس صورت میں جب کہ وہ دوسرا شخص وصیت کو قبول کرلے خواہ اس کا قبول کرنا وصیت کرنے والے کی زندگی میں ہی کیوں نہ ہو وہ چیز "موصی" کی موت کے بعد اس کی ملکیت ہو جائے گی۔

۲۷۰۹۔ جب انسان اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ لے تو ضروری ہے کہ لوگوں کی امانتیں فوراً ان کے مالکوں کو واپس کر دے یا انہیں اطلاع دے دے۔ اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۲۳۵۱ میں بیان ہو چکی ہے۔ اور اگر وہ لوگوں کا مقروض ہو اور قرضے کی ادائیگی کا وقت آ گیا ہو اور قرض خواہ اپنے قرضے کا مطالبہ بھی کر رہا ہو تو ضروری ہے کہ قرضہ ادا کر دے اور اگر وہ خود قرضہ ادا کرنے کے قابل نہ ہو یا قرضے کی ادائیگی کا وقت نہ آیا ہو یا قرض خواہ ابھی مطالبہ نہ کر رہا ہو تو ضروری ہے کہ ایسا کام کرے جس سے اطمینان ہو جائے کہ اس کا قرض اس کی موت کے بعد قرض خواہ کو ادا کر دیا جائے گا مثلاً اس صورت میں کہ اس کے قرضے کا کسی دوسرے کو علم نہ ہو وہ وصیت کرے اور گواہوں کے سامے وصیت کرے۔

۲۷۱۰۔ جو شخص اپنے اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر زکوٰۃ، خمس اور مظالم اس کے ذمے ہوں اور وہ انہیں اس وقت ادا نہ کر سکتا ہو لیکن اس کے پاس مال ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی دوسرا شخص یہ چیزیں ادا کر دے گا تو ضروری ہے کہ وصیت کرے اور اگر اس پر حج واجب ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر وہ شخص اس وقت اپنے شرعی واجبات ادا کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ فوراً ادا کرے اگرچہ وہ اپنے آپ میں موت کی نشانیاں نہ دیکھے۔

۲۷۱۱۔ جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کی نمازیں اور روزے قضا ہوئے ہوں تو ضروری ہے کہ وصیت کرے کہ اس کے مال سے ان عبارات کی ادائیگی کے لئے کسی کو اجیر بنایا جائے بلکہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو لیکن اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی شخص بلا معاوضہ یہ عبادات بجالائے گا تب بھی اس پر واجب ہے کہ وصیت کرے لیکن اگر اس کا اپنا کوئی ہو مثلاً بڑا لڑکا ہو اور وہ شخص جانتا ہو کہ اگر اسے خبر دی جائے تو وہ اس کی قضا نمازیں اور روزے بجالائے گا تو اسے خبر دینا ہی کافی ہے، وصیت کرنا لازم نہیں۔

۲۷۱۲۔ جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کا مال کسی کے پاس ہو یا ایسی جگہ چھپا ہوا ہو جس کا ورثاء کو علم نہ ہو تو اگر لاعلمی کی وجہ سے ورثاء کا حق تلف ہوتا ہو تو ضروری ہے کہ انہیں اطلاع دے اور یہ لازم نہیں کہ وہ اپنے نابالغ بچوں کے لئے نگراں اور سرپرست مقرر کرے لیکن اس صورت میں جب کہ نگراں کا نہ ہونا مال کے تلف ہونے کا سبب ہو یا خود بچوں کے لئے نقصان دہ ہو تو ضروری ہے کہ ان کے لئے ان امین نگران مقرر کرے۔

۲۷۱۳۔ وصی کا عاقل ہونا ضروری ہے۔ نیز جو امور موصی سے متعلق ہیں اور اسی طرح احتیاط کی بناپر جو امور دوسروں سے متعلق ہیں ضروری ہے کہ وصی ان کے بارے میں مطمئن ہو اور ضروری ہے کہ مسلمان کا وصی بھی احتیاط کی بناپر مسلمان ہو۔ اور اگر موصی فقط نابالغ بچے کے لئے اس مقصد سے وصیت کرے تاکہ وہ بچپن میں سرپرست سے اجازت لئے بغیر تصرف کر سکے تو احتیاط کی بناپر درست نہیں ہے۔ لیکن اگر موصی کا مقصد یہ ہو کہ بالغ ہونے کے بعد یا سرپرست کی اجازت سے تصرف کرے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۷۱۴۔ اگر کوئی شخص کئی لوگوں کو اپنا وصی معین کرے تو اگر اس نے اجازت دی ہو کہ ان میں سے ہر ایک تنہا وصیت پر عمل کر سکتا ہے تو لازم نہیں کہ وہ وصیت انجام دینے میں ایک دوسرے سے اجازت لیں اور اگر وصیت کرنے والے نے ایسی کوئی اجازت نہ دی ہو تو خواہ اس نے کہا ہو یا نہ کہا ہو کہ دونوں مل کر وصیت پر عمل کریں انہیں چاہئے کہ ایک دوسرے کی رائے کے مطابق وصیت پر عمل کریں اور اگر وہ مل کر وصیت پر عمل کرنے پر تیار نہ ہوں اور مل کر عمل نہ کرنے میں کوئی شرعی عذر نہ ہو تو حاکم شرع انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر سکتا ہے اور اگر وہ حاکم شرع کا حکم نہ مانیں یا مل کر عمل نہ کرنے کا دونوں کے پاس کوئی شرعی عذر ہو تو وہ ان میں سے کسی ایک کی جگہ کوئی اور وصی مقرر کر سکتا ہے۔

۲۷۱۵۔ اگر کوئی شخص اپنے وصیت سے منحرف ہو جائے مثلاً پہلے وہ یہ کہے کہ اس کے مال تیسرا حصہ فلاں شخص کو دیا جائے اور بعد میں کہے کہ اسے نہ دیا جائے تو وصیت کالعدم ہو جاتی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی وصیت میں تبدیلی کر دے مثلاً کو اپنے بچوں کا نگران مقرر کرے اور بعد میں اس کی جگہ کسی دوسرے شخص کو نگراں مقرر کر دے تو اس کی پہلی وصیت کالعدم ہو جاتی ہے اور سروری ہے کہ اس کی دوسری وصیت پر عمل کیا جائے۔

۲۷۱۶۔ اگر ایک شخص کوئی ایسا کام کرے جس سے پتا چلے کہ وہ اپنی وصیت سے منحرف ہو گیا ہے مثلاً جس مکان کے بارے میں وصیت کی ہو کہ وہ کسی کو دیا جائے اسے بیچ دے یا۔ پہلی وصیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ کسی دوسرے شخص کو اسے بیچنے کے لئے وکیل مقرر کر دے تو وصیت کالعدم ہو جاتی ہے۔

۲۷۱۷۔ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ ایک معین چیز کسی شخص کو دی جائے اور بعد میں وصیت کرے کہ اس چیز کا نصف حصہ کسی اور شخص کو دیا جائے تو ضروری ہے اس چیز کے دو حصے کئے جائیں اور ان دونوں اشخاص میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دیا جائے۔

۲۷۱۸۔ اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے اپنے مال کی کچھ مقدار کسی شخص کو بخش دے اور وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد مال کی کچھ مقدار کسی اور شخص کو بھی دی جائے تو اگر اس کے مال کا تیسرا حصہ دونوں مال کے لئے کافی نہ ہو اور ورثاء اس زیادہ مقدار کی اجازت دینے پر تیار نہ ہوں تو ضروری ہے پہلے جو مال اس سے بخشا ہے وہ تیسرے حصے سے دیدیں اور اس کے بعد جو مال باقی بچے وہ وصیت کے مطابق خرچ کریں۔

۲۷۱۹۔ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ نہ بیچا جائے اور اس کی آمدنی ایک معین کام میں خرچ کی جائے تو اس کے کہنے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

۲۷۲۰۔ اگر کوئی ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے یہ کہے کہ وہ اتنی مقدار میں کسی شخص کا مقروض ہے تو اگر اس پر یہ تہمت لگائی جائے کہ اس نے یہ بات ورثاء کو نقصان پہنچانے کے لئے کی ہے تو جو مقدار قرضے کی اس نے معین کی ہے وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے دی جائے گی اور اگر اس پر یہ تہمتنہ لگائی جائے تو اس کا اقرار نافذ ہے اور قرضہ اس کے اصل مال سے ادا کرنا ضروری ہے۔

۲۷۲۱۔ جس شخص کے لئے انسان وصیت کرے کہ کوئی چیز اسے دی جائے یہ ضروری نہیں کہ وصیت کرنے کے وقت وہ وجود رکھتا ہو لہٰذا اگر کوئی انسان وصیت کرے کہ جو بچہ فلاں عورت کے پیٹ سے پیدا ہو اس بچے کو فلاں چیز دی جائے تو اگر وہ بچہ وصیت کرنے والے کی موت کے بعد پیدا ہو تو لازم ہے کہ وہ چیز اسے دی جائے لیکن اگر وہ وصیت کرنے والے کی موت کے بعد وہ (بچہ) پیدا نہ ہو اور وصیت ایک سے زیادہ مقاصد کے لئے سمجھی جائے تو ضروری ہے کہ اس مال کو کسی ایسے دوسرے کام میں صرف کیا جائے جو وصیت کرنے والے کے مقصد سے زیادہ قریب ہو ورنہ ورثاء خود اسے آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر وصیت کرے کہ مرنے کے بعد اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کا مال ہو گی تو اگر وہ شخص وصیت کرنے والے کی موت کے وقت موجود ہو تو وصیت صحیح ہے ورنہ باطل ہے اور جس چیز کی اس شخص کے لئے وصیت کی گئی ہو۔ (وصیت باطل ہونے کی صورت میں) ورثاء اسے آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۲۷۲۲۔ اگر انسان کو پتا چلے کہ کسی نے اسے وصی بنایا ہے تو اگر وہ وصیت کرنے والے کو اطلاع دے دے کہ وہ اس کی وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو لازم نہیں کہ وہ اس کے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل کرے لیکن اگر وصیت کنندہ کے مرنے سے پہلے انسان کو یہ پتا نہ چلے کہ اس نے اسے وصی بنایا ہے یا پتا چل جائے لیکن اسے یہ اطلاع نہ دے کہ وہ (یعنی جسے وصی مقرر کیا گیا ہے) اس کی (یعنی موصی کی) وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو اگر وصیت پر عمل کرنے میں کوئی زحمت نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی وصیت پر عملدر آمد کرے نیز اگر موصی کے مرنے سے پہلے وصی کسی وقت اس امر کی جانب متوجہ ہو کہ مرض کی شدت کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر موصی کسی دوسرے شخص کو وصیت نہیں کر سکتا تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ وصی وصیت کو قبول کرلے۔

۲۷۲۳۔ جس شخص نے وصیت کی ہو اگر وہ مر جائے تو وصی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو میت کا وصی معین کرے اور خود ان کاموں سے کنارہ کش ہو جائے لیکن اگر اسے علم ہو کہ مرنے والے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ خود وصی ہی ان کاموں کو انجام دینے میں شریک ہو بلکہ اس کا مقصد فقط یہ تھا کہ کام کر دیئے جائیں تو وصی کسی دوسرے شخص کو ان کاموں کی انجام دہی کے لئے اپنی طرف سے وکیل مقرر کر سکتا ہے۔

۲۷۲۴۔ اگر کوئی شخص دو افراد کو اکٹھے وصی بنائے تو اگر ان دونوں میں سے ایک مر جائے یا دیوانہ یا کافر ہو جائے تو حاکم شرع اس کی جگہ ایک اور شخص کو وصی مقرر کرے گا اور اگر دونوں مر جائیں یا کافر یا دیوانے ہو جائیں تو حاکم شرع دو دوسرے اشخاص کو ان کی جگہ معین کرے گا لیکن اگر ایک شخص وصیت پر عمل کر سکتا ہو تو دو اشخاص کا معین کرنا لازم نہیں۔

۲۷۲۵۔ اگر وصی تنہا خواہ وکیل مقرر کر کے یا دوسرے کو اجرت دے کر متوفی کے کام انجام نہ دے سکے تو حاکم شرع اس کی مدد کے لئے ایک اور شخص مقرر کرے گا۔

۲۷۲۶۔ اگر متوفی کے مال کی کچھ مقدار وصی کے ہاتھ سے تلف ہو جائے تو اگر وصی نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی یا تعدی کی ہو مثلاً اگر متوفی نے اسے وصیت کی ہو کہ مال کی اتنی مقدار فلاں شہر کے فقیروں کو دے دے اور وصی مال کو دوسرے شہر لے جائے اور وہ راستے میں تلف ہو جائے تو وہ ذمے دار ہے اور اگر اس نے کوتاہی یا تعدی نہ کی ہو تو ذمے دار نہیں ہے۔

۲۷۲۷۔ اگر انسان کسی شخص کو وصی مقرر کرے اور کہے کہ اگر وہ شخص (یعنی وصی) مر جائے تو پھر فلاں شخص وصی ہو گا تو جب پہلا وصی مر جائے تو دوسرے وصی کے لئے متوفی کے کام انجام دینا ضروری ہے۔

۲۷۲۸۔ جو حج متوفی پر واجب ہو نیز قرضہ اور مالی واجبات مثلاً خمس، زکوٰۃ اور مظالم جن کا ادا کرنا واجب ہو انہیں متوفی کے اصل مال سے ادا کرنا ضروری ہے خواہ متوفی نے ان کے لئے وصیت نہ بھی کی ہو۔

۲۷۲۹۔ اگر متوفی کا ترکہ قرضے سے اور واجب حج سے اور ان شرعی واجبات سے جو اس پر واجب ہوں مثلاً خمس اور زکوٰۃ اور مظالم سے زیادہ ہو تو اگر اس نے وصیت کی ہو کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ یا تیسرے حصے کی کچھ مقدار ایک معین مصرف میں لائی جائے تو اس کی وصیت پر عمل کرنا ضروری ہے اور اگر وصیت نہ کی ہو تو جو کچھ بچے وہ ورثاء کا مال ہے۔

۲۷۳۰۔ جو مصرف متوفی نے معین کیا ہو اگر وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ ہو تو مال کے تیسرے حصے سے زیادہ کے بارے میں اس کی وصیت اس صورت میں صحیح ہے جب ورثاء کوئی ایسی بات یا ایسا کام کریں جس سے معلوم ہو کہ انہوں نے وصیت کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دے دی ہے اور ان کا صرف راضی ہونا کافی نہیں ہے اور اگر وہ موصی کی رحلت کے کچھ عرصے بعد بھی اجازت دیں تو صحیح ہے اور اگر بعض ورثاء اجازت دے دیں اور بعض وصیت کو رد کر دیں تو جنہوں نے اجازت دی ہو ان کے حصوں کی حد تک وصیت صحیح اور نافذ ہے۔

۲۷۳۱۔ جو مصرف متوفی نے معین کیا ہو اگر اس پر اس کے مال تیسرے حصے سے زیادہ لاگت آتی ہو اور اس کے مرنے سے پہلے ورثاء اس مصرف کی اجازت دے دیں (یعنی یہ اجازت دے دیں کہ ان کے حصے سے وصیت کو مکمل کیا جاسکتا ہے) تو اس کے مرنے کے بعد وہ اپنی دی ہوئی اجازت سے منحرف نہیں ہو سکتے۔

۲۷۳۲۔ اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کے تیسرے حصے خمس اور زکوٰۃ یا کوئی اور قرضہ جو اس کے ذمے ہو دیا جائے اور اس کی قضا نمازوں اور روزوں کے لئے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام مثلاً فقیروں کو کھانا کھلانا بھی انجام دیا جائے تو ضروری ہے کہ پہلے اس کا قرضہ مال کے تیسرے حصے سے دیا جائے اور اگر کچھ بچ جائے تو نمازوں اور روزوں کے لئے اجیر مقرر کیا جائے اور اگر پھر بھی کچھ بچ جائے تو جو مستحب کام اس نے معین کیا ہو اس پر صرف کیا

جائے اور اگر اس کے مال کا تیسرا حصہ صرف اس کے قرضے کے برابر ہو اور ورثاء بھی تہائی مال سے زیادہ خرچ کرنے کی اجازت نہ دیں تو نماز، روزوں اور مستحب کاموں کے لئے کی گئی وصیت باطل ہے۔

۲۷۳۳۔ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے اور اس کی نمازوں اور روزوں کے لئے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام بھی انجام دیا جائے تو اگر اس نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ یہ چیزیں مال کے تیسرے حصے سے دی جائیں تو ضروری ہے کہ اس کا قرضہ اصل مال سے دیا جائے اور پھر جو کچھ بچ جائے اس کا تیسرا حصہ نماز، روزوں (جیسی عبادات) اور ان مستحب کاموں کے مصرف میں لایا جائے جو اس نے معین کئے ہیں اور اس صورت میں جبکہ تیسرا حصہ (ان کاموں کے لئے) کافی نہ ہو اگر ورثا اجازت دیں تو اس کی وصیت پر عمل کرنا چاہئے اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو نماز اور روزوں کی قضا کی اجرت مال کے تیسرے حصے سے دینی چاہئے اور اگر اس میں سے کچھ بچ جائے تو وصیت کرنے والے نے جو مستحب کام معین کیا ہو اس پر خرچ کرنا چاہئے۔

۲۷۳۴۔ اگر کوئی شخص کہے کہ مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ اتنی رقم مجھے دی جائے تو اگر دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کر دیں یا وہ قسم کھائے اور ایک عادل شخص اس کے قول کی تصدیق کر دے یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتیں یا پھر چار عادل عورتیں اس کے قول کی گواہی دیں تو جتنی مقدار وہ بتائے اسے دے دینی ضروری ہے اور اگر ایک عادل عورت گواہی دے تو ضروری ہے کہ جس چیز کا وہ مطالبہ کر رہا ہو اس کا چوتھا حصہ اسے دیا جائے اور اگر دو عادل عورتیں گواہی دیں تو اس کا نصف دیا جائے اور اگر تین عادل عورتیں گواہی دیں تو اس کا تین چوتھائی دیا جائے نیز اگر دو کتابی کافر مرد جو اپنے مذہب میں عادل ہوں اس کے قول کی تصدیق کریں تو اس صورت میں جب کہ مرنے والا وصیت کرنے پر مجبور ہو گیا ہو اور عادل مرد اور عورتیں بھی وصیت کے موقع پر موجود نہ رہے ہوں تو وہ شخص متوفی کے مال سے جس چیز کا مطالبہ کر رہا ہو وہ اسے دے دینی ضروری ہے۔

۲۷۳۵۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں متوفی کا وصی ہوں تا کہ اس کے مال کو فلاں مصرف میں لے آوں یا یہ کہے کہ متوفی نے مجھے اپنے بچوں کا نگراں مقرر کیا تھا تو اس کا قول اس صورت میں قبول کرنا چاہئے جب کہ دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کریں۔

۲۷۳۶۔ اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کی اتنی مقدار فلاں شخص کی ہو گی اور وہ شخص وصیت کو قبول کرنے یا رد کرنے سے پہلے مر جائے تو جب تک اس کے ورثاء وصیت کو رد نہ کر دیں وہ اس چیز کو قبول کر سکتے ہیں لیکن یہ

حکم اس صورت میں ہے کہ وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے منحرف نہ ہو جائے ورنہ وہ (یعنی وصی یا اس کے ورثاء) اس چیز پر کوئی حق نہیں رکھتے۔

میراث کے احکام

۲۷۳۷۔ جو اشخاص متوفی سے رشتے داری کو بنا پر ترکہ پاتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں:

۱۔ پہلا گروہ متوفی کا باپ، ماں اور اولاد ہے اور اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں اولاد کی اولاد ہے جہاں تک یہ سلسلہ نیچے چلا جائے۔ ان میں سے جو کوئی متوفی سے زیادہ قریب ہو وہ ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ میں سے اک شخص بھی موجود ہو دوسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

۲۔ دوسرا گروہ، دادا، دادی، نانا، نانی، بہن اور بھائی ہے اور بھائی اور بہن نہ ہونے کی صورت میں ان کی اولاد ہے۔ ان میں سے جو کوئی متوفی سے زیادہ قریب ہو تو ترکہ پاتا ہے۔ اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو تیسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

۳۔ تیسرا گروہ چچا، پھوپھی ماموں خالہ اور انکی اولاد ہے۔ اور جب تک متوفی کے چچاؤں پھوپھیوں، ماموؤں اور خلاؤں میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو اس کی اولاد ترکہ نہیں پاتی لیکن اگر متوفی کا پدری چچا اور ماں باپ دونوں کی طرف سے چچازاد بھائی موجود ہو تو ترک باپ اور ماں کی طرف سے چچازاد بھائیوں کو ملے گا اور پدری چچا کو نہیں ملے گا لیکن اگر چچا یا چچازار بھائی متعدد ہوں یا متوفی کی بیوی زندہ ہو۔ تو یہ حکم اشکال سے خالی نہیں ہے۔

۲۷۳۸۔ اگر خود متوفی کا چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد یا ان کی اولاد کی اولاد نہ ہو تو اس کے باپ اور ماں کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو متوفی کے دادا، دادی کے چچا پھوپھی، ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے۔

۲۷۳۹۔ بیوی اور شوہر جیسا کہ بعد میں تفصیل سے بتایا جائے گا ایک دوسرے سے ترکہ پاتے ہیں۔

پہلے گروہ کی میراث

۲۷۴۰۔ اگر پہلے گروہ میں سے صرف ایک شخص متوفی کا وارث ہو مثلاً باپ یا ماں یا اکلوتا بیٹا یا اکلوتی بیٹی ہو ت و متوفی کا مال اسے ملتا ہے اور اگر بیٹے اور بیٹیاں وارث ہوں تو مال کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹا بیٹی سے دگنا حصہ پاتا ہے۔

۲۷۴۱۔ اگر متوفی کے وارث فقط اس کا باپ اور اس کی ماں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے باپ اور ایک حصہ ماں کو ملتا ہے۔ لیکن اگر متوفی کے دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں جو سب کے سب مسلمان، آزاد اور ایک باپ کی اولاد ہوں خواہ ان کی ماں حقیقی ہو یا سوتیلی ہو اور کوئی بھی ماں حاملہ نہ ہو تو اگرچہ وہ متوفی کے باپ اور ماں کے ہوتے ہوئے ترکہ نہیں پاتے لیکن ان کے ہونے کی وجہ سے ماں کو مال چھٹا حصہ ملتا ہے اور باقی مال باپ کو ملتا ہے۔

۲۷۴۲۔ جب متوفی کے وارث فقط اس کا باپ، ماں اور ایک بیٹی ہو لہذا اگر اس کے گزشتہ مسئلے میں بیان کردہ شرائط رکھنے والے دو پدری بھائی یا چار پدری بہنیں یا ایک پدری بھائی اور دو پدری بہنیں نہ ہوں تو مال کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں۔ باپ اور ماں ان میں سے ایک ایک حصہ لیتے ہیں اور بیٹی تین حصے لیتی ہے۔ اور اگر متوفی کے سابقہ بیان کردہ شرائط والے دو پدری بھائی یا چار پدری بہنیں یا ایک پدری بھائی اور دو پدری بہنیں بھی ہوں تو ایک قول کے مطابق مال کے۔ سابقہ ترتیب کے مطابق۔ پانچ حصے کئے جائیں گے اور ان افراد کے وجود سے کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن (علماء کے بیچ) مشہور یہ ہے کہ اس صورت میں مال چھ حصوں میں تقسیم ہو گا۔ اس میں سے باپ اور ماں کو ایک ایک حصہ اور بیٹی کو تین حصے ملتے ہیں اور جو ایک حصہ باقی بچے گا اس کے پھر چار حصے کئے جائیں گے جس میں سے ایک حصہ باپ کو اور تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر متوفی کے مال کے ۲۴ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ۱۵ حصے بیٹی کو، ۵ حصے باپ کو اور ۴ حصے ماں کو ملتے ہیں چونکہ یہ حکم اشکال سے خالی نہیں اس لئے ماں کے حصے میں ۵۔۱ اور ۶۔۱ میں جو فرق ہے اس میں احتیاط کو ترک نہ کیا جائے۔

۲۷۴۳۔ اگر متوفی کے وارث فقط اس کا باپ، ماں، اور ایک بیٹا ہو تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے باپ اور ماں کو ایک ایک حصہ اور بیٹے کو چار حصے ملتے ہیں اور اگر متوفی کے (صرف) چند بیٹے ہوں یا (بصورت دیگر صرف) چند بیٹیاں ہوں تو وہ ان چار حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں اور اگر بیٹے بھی ہوں اور بیٹیاں بھی ہوں تو ان چار حصوں کو اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو ایک بیٹی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

۲۷۴۴۔ اگر متوفی کے وارث فقط باپ یاماں اور ایک یا کئی بیٹے ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یاماں کو اور پانچ حصے بیٹے کو ملتے ہیں اور اگر کئی بیٹے ہوں تو وہ ان پانچ حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں۔

۲۷۴۵۔ اگر باپ یاماں متوفی کے بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ اس کے وارث ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یاماں کو ملتا ہے اور باقی حصوں کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

۲۷۴۶۔ اگر متوفی کے وارث فقط باپ یاماں اور ایک بیٹی ہوں تو مال کے چار حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یاماں کو اور باقی تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں۔

۲۷۴۷۔ اگر متوفی کے وارث فقط باپ یاماں اور چند بیٹیاں ہوں تو مال کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ باپ یاماں کو ملتا ہے اور چار حصے بیٹیاں آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتی ہیں۔

۲۷۴۸۔ اگر متوفی کی اولاد نہ ہو تو اس کے بیٹے کی اولاد۔ خواہ وہ بیٹی ہی کیوں نہ ہو۔ متوفی کے بیٹے کا حصہ پاتی ہے اور بیٹی کی اولاد۔ خواہ وہ بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ متوفی کی بیٹی کا حصہ پاتی ہے۔ مثلاً اگر متوفی کا ایک نواسا (بیٹی کا بیٹا) اور ایک پوتی (بیٹے کی بیٹی) ہو تو مال کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے ایک حصہ نواسے کو اور دو حصے پوتی کو ملیں گے۔

دوسرے گروہ کی میراث

۲۷۴۹۔ جو لوگ رشتہ داری کی بنا پر میراث پاتے ہیں ان کا دوسرا گروہ متوفی کا دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی اور بہنیں ہیں اور اگر اس کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کی اولاد میراث پاتی ہے۔

۲۷۵۰۔ اگر متوفی کا وارث فقط ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے اور اگر کئی سگے بھائی یا کئی سگی بہنیں ہوں تو مال ان میں برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر سگے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے مثلاً اگر متوفی کے دو سگے بھائی اور ایک سگی بہن ہو تو مال کے پانچ حصے کئے جائیں گے جن میں سے ہر بھائی کو دو حصے ملیں گے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔

۲۷۵۱۔ اگر متوفی کے سگے بہن بھائی موجود ہوں تو پدری بھائی اور بہنیں جن کی ماں متوفی کی سوتیلی ماں ہو میراث پاتے اور اگر اس کے سگے بہن بھائی نہ ہوں یا ایک پدری بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے اور اگر اس کے لئے کئی پدری بھائی یا کئی پدری بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر اس کے پدری بھائی بھی ہوں اور پدری بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

۲۷۵۲۔ اگر متوفی کا وارث فقط ایک مادری بہن یا بھائی ہو جو باپ کی طرف سے متوفی کی سوتیلی بہن یا سوتیلا بھائی ہو تو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر چند مادری بھائی ہوں یا چند مادری بہنیں ہوں یا چند مادری بھائی اور بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے۔

۲۷۵۳۔ اگر متوفی کے سگے بھائی بہنیں اور پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہو تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے سگے بھائی بہنوں کو ملتے ہیں اور ہر بھائی دو بہنوں کے برابر حصہ پاتا ہے۔

۲۷۵۴۔ اگر متوفی کے سگے بھائی بہنیں اور پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے پدری بہن بھائیوں میں اس طرح تقسیم کئے جاتے ہیں کہ ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

۲۷۵۶۔ اگر متوفی کے وارث فقط پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے پدری بہن بھائیوں میں اس طرح تقسیم کئے جاتے ہیں کہ ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

۲۷۵۶۔ اگر متوفی کے وارث فقط پدری بھائی بہنیں اور چند مادری بھائی بہنیں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے پدری بہن بھائیوں کو اس طرح ملتے یں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہو تا ہے۔

۲۷۵۷۔ اگر متوفی کے وارث فقط اس کے بھائی بہنیں اور بیوی ہوں تو بیوی اپنا ترکہ اس تفصیل کے مطابق لے گی جو بعد میں بیان کی جائے گی اور بھائی بہنیں اپنا ترکہ اس طرح لیں گے جیسا کہ گذشتہ مسائل میں بتایا گیا ہے نیز اگر کوئی

عورت مر جائے اور اس کے وارث فقط اس کے بھائی بہنیں اور شوہر ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور بہنیں اور بھائی اس طریقے سے ترکہ پائیں گے جس کا ذکر گذشتہ مسائل میں کیا گیا ہے لیکن بیوی یا شوہر کے ترکہ پانے کی وجہ سے مادری بھائی بہنوں کے حصے میں کوئی کمی نہیں ہوگی تاہم سگے بھائی بہنوں یا پدری بھائی بہنوں کے حصے میں کمی ہوگی مثلاً اگر کسی متوفیہ کے وارث اس کا شوہر اور مادری بہن بھائی اور سگے بہن بھائی ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ مادری بہن بھائیوں کو ملے گا اور جو کچھ بچے وہ سگے بہن بھائیوں کا مال ہوا۔ پس اگر اس کا کل مال چھ روپے ہو تو تین روپے شوہر کو اور دو روپے مادری بہن بھائیوں کو اور ایک روپیہ سگے بہن بھائیوں کو ملے گا۔

۲۷۵۸۔ اگر متوفی کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کے ترکہ کا حصہ ان کی (یعنی بھائی بہنوں کی) اولاد کو ملے گا اور مادری بھائی بہنوں کی اولاد کا حصہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوتا ہے اور جو حصہ پدری بھائی بہنوں کی اولاد یا سگے بھائی بہنوں کی اولاد کو ملتا ہے اس کے بارے میں مشہور ہے کہ ہر لڑکا دو لڑکیوں کے برابر حصہ پاتا ہے لیکن کچھ بعید نہیں کہ ان کے مابین بھی ترکہ برابر برابر تقسیم ہو اور احوط یہ ہے کہ وہ مصالحت کی جانب رجوع کریں۔

۲۷۵۹۔ اگر متوفی کا وارث فقط دادا یا فقط دادی یا فقط نانا یا فقط نانی ہو تو متوفی کا تمام مال اسے ملے گا اور اگر متوفی کا دادا یا نانا موجود ہو تو اس کے باپ (یعنی متوفی کے پر دادا یا پر نانا) کو ترکہ نہیں ملتا اور اگر متوفی کے وارث فقط اس کے دادا اور دادی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے دادا کو اور ایک حصہ دادی کو ملتا ہے اور اگر وہ نانا اور نانی ہوں تو وہ مال کو برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔

۲۷۶۰۔ اگر متوفی کے وارث ایک دادا یا دادی اور ایک نانا ہوں تو مال کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے دو حصے دادا یا دادی کو ملیں گے اور ایک حصہ نانا یا نانی کو ملے گا۔

۲۷۶۱۔ اگر متوفی کے وارث دادا اور دادی اور نانا اور نانی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ نانا اور نانی آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے دادا اور دادی کو ملتے ہیں جن میں دادا کا حصہ دو تہائی ہوتا ہے۔

۲۷۶۲۔ اگر متوفی کے وارث فقط اس کی بیوی اور دادا، دادی اور نانا، نانی ہوں تو بیوی اپنا حصہ اس تفصیل کے مطابق لیتی ہے جو بعد میں بیان ہوگی اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ نانا اور نانی کو ملتا ہے جو وہ آپس میں برابر برابر

تقسیم کرتے ہیں اور باقی ماندہ (یعنی بیوی اور نانا، نانی کے بعد جو کچھ بچے) دادا اور دادی کو ملتا ہے جس میں سے دادا، دادی کے مقابلے میں دگنا لیتا ہے۔ اور اگر متوفی کے وارث اس کا شوہر اور دادا یا نانا اور دادی یا نانی ہوں تو شوہر کو نصف مال ملتا ہے اور دادا، نانا اور دادی نانی ان احکام کے مطابق ترکہ پاتے ہیں جن کا ذکر گزشتہ مسائل میں ہو چکا ہے۔

۲۷۶۳۔ بھائی، بہن، بھائیوں، بہنوں کے ساتھ دادا، دادی یا نانا، نانی اور داداوں، دادیوں یا ناناؤں، نانیوں کے اجتماع کی چند صورتیں ہیں:

اول: نانا یا نانی اور بھائی یا بہن سب ماں کی طرف سے ہوں۔ اس صورت میں مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ مذکر اور مونث کی حیثیت سے مختلف ہوں۔

دوم: دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن باپ کی طرف سے ہوں۔ اس صورت میں بھی ان کے مابین مال مساوی طور پر تقسیم ہوتا ہے بشرطیکہ وہ سب مرد ہوں یا سب عورتیں ہوں اور اگر مرد اور عورتیں ہوں تو پھر ہر مرد ہر عورت کے مقابلے میں دگنا حصہ لیتا ہے۔

سوم: دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن ماں اور باپ کی طرف سے ہوں اس صورت میں بھی وہی حکم ہے جو گزشتہ صورت میں ہے اور یہ جاننا چاہیے کہ اگر متوفی کے پدری بھائی یا بہن، سگے بھائی یا بہن کے ساتھ جمع ہو جائے تو تنہا پدری بھائی یا بہن میراث نہیں پاتے (بلکہ سبھی پاتے ہیں)۔

چہارم: دادے، دادیاں اور نانے، نانیاں ہوں۔ خواہ وہ سب کے سب مرد ہوں یا عورتیں ہوں یا مختلف ہوں اور اسی طرح سگے بھائی اور بہنیں ہوں۔ اس صورت میں جو مادری رشتے دار بھائی، بہن اور نانے، نانیاں ہوں ترکے میں ان کا ایک تہائی حصہ ہے اور ان کے درمیان برابر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور ان میں سے جو پدری رشتہ دار ہوں ان کا حصہ دو تہائی ہے جس میں سے ہر مرد کو ہر عورت کے مقابلے میں دگنا ملتا ہے اور اگر ان میں کوئی فرق نہ ہو اور سب مرد یا سب عورتیں ہوں تو پھر وہ ترکہ ان میں برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

پنجم: دادایادادی ماں کی طرف سے بھائی، بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں اس صورت میں اگر بہن یا بھائی بالفرض ایک ہو تو اسے مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور اگر کئی ہوں تو تیسرا حصہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور جو باقی بچے وہ دادا یادادی کا مال ہے اور اگر دادااور دادی دونوں میں ہوں تو دادا کو دادی کے مقابلے میں دگنا حصہ ملتا ہے۔

ششم: نانایانانی باپ کی طرف سے بھائی کے ساتھ جمع ہو جائیں۔اس صورت میں نانایانانی کا تیسرا حصہ ہے خواہ ان میں سے ایک ہی ہو اور تہائی بھائی کا حصہ ہے خواہ وہ بھی ایک ہی ہو اور اگر اس نانایانانی کے ساتھ باپ کی طرف سے بہن ہو اور وہ ایک ہی ہو تو وہ آدھا حصہ لیتی ہے اور اگر کئی بہنیں ہوں تو دو تہائی لیتی ہیں اور ہر صورت میں نانایانانی کا حصہ ایک تہائی ہی ہے اور اگر بہن ایک ہی ہو تو سب کے حصے دے کر ترکے کا چھٹا حصہ بچ جاتا ہے اور اس کے بارے میں احتیاط واجب مصالحت میں ہے۔

ہفتم: دادایادادیاں ہوں اور کچھ نانانانیاں ہوں اور ان کے ساتھ پدری بھائی یا بہن ہو خواہ وہ ایک ہی ہو یا کئی ہوں اس صورت میں نانایانانی کا حصہ ایک تہائی ہے اور اگر وہ زیادہ ہوں تو ی ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے مختلف ہی ہوں اور باقی ماندہ دو تہائی دادے یا دادی اور پدری بھائی یا بہن کا ہے اور اگر وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے مختلف ہوں تو فرق کے ساتھ اور اگر مختلف نہ ہوں تو برابر ان میں تقسیم ہو جاتا ہے۔اور اگر ان دادوں، نانوں یا دادیوں نانیوں کے ساتھ مادری بھائی یا بہن ہوں تو نانایانانی کا حصہ مادری بھائی یا بہن کے ساتھ ایک تہائی ہے جو ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اگر چہ وہ بہ حیثیت مرد اور عورت ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور دادایادادی کا حصہ دو تہائی ہے جو ان کے مابین اختلاف کی صورت میں (یعنی بہ حیثیت مرد اور عورت اختلاف کی صورت میں) فرق کے ساتھ ورنہ برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

ہشتم: بھائی اور بہنیں ہوں جن میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری ہوں اور ان کے ساتھ دادایادادی ہوں۔اس صورت میں اگر مادری بھائی یا بہن ایک ہو تو ترکے میں اس کا چھاٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو تیسرا حصہ ہے جو کہ ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور باقی ترکہ پدری بھائی یا بہن اور دادی یادادی کا ہے جو ان کے بحیثیت مرد اور عورت مختلف نہ ہونے کی صورت میں ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور مختلف ہونے کی صورت میں فرق سے تقسیم ہو تا ہے اور اگر ان بھائیوں یا بہنوں کے ساتھ نانایانانی ہوں تو نانایانانی اور مادری بھائیوں اور بہنوں کو ملا کر سب کا حصہ ایک تہائی ہو تا ہے اور ان کے مابین برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور پدری بھائیوں یا بہنوں کا حصہ دو تہائی ہو تا ہے جو ان

میں بہ حیثیت مرد اور عورت اختلاف کی صورت میں فرق سے اور اختلاف نہ ہونے کی صورت میں برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

۲۷۶۴۔ اگر متوفی کے بھائی یا بہنیں ہوں تو بھائیوں یا بہنوں کی اولاد کی میراث نہیں ملتی لیکن اگر بھائی کی اولاد اور بہن کی اولاد کا میراث پانا بھائیوں اور بہنوں کی میراث سے مزاحم نہ ہو تو پھر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر متوفی کا پدری بھائی اور نانا ہو تو پدری بھائی کو میراث کے دو حصہ اور نانا کو ایک تہائی حصہ ملے گا اور اس صورت میں اگر متوفی کے مادری بھائی کا بیٹا بھی ہو تو بھائی کا بیٹا نانا کے ساتھ ایک تہائی میں شریک ہوتا ہے۔

تیسرے گروہ کی میراث

۲۷۶۵۔ میراث پانے والوں کے تیسرے گروہ میں چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد ہیں اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اگر پہلے اور دوسرے گروہ میں سے کوئی وارث موجود نہ ہو تو پھر یہ لوگ ترکہ پاتے ہیں۔

۲۷۶۶۔ اگر متوفی کا وارث فقط ایک چچا یا ایک پھوپھی ہو تو خواہ وہ سگا ہو یعنی وہ اور متوفی ایک ماں باپ کی اولاد ہوں یا پدری ہو یا مادری ہو سارا مال اسے ملتا ہے۔ اور اگر چند چچا یا چند پھوپھیاں ہوں اور وہ سب سگے یا سب پدری ہوں تو ان کے درمیان مال برابر تقسیم ہو گا۔ اور اگر چچا اور پھوپھی دونوں ہوں اور سب سگے ہوں یا سب پدری ہوں تو بنابر اقوی چچا کو پھوپھی سے دگنا حصہ ملتا ہے مثلاً اگر دو چچا اور ایک پھوپھی متوفی کے وارث ہوں تو مال پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جن میں سے ایک حصہ پوپھی کو ملتا ہے اور باقی ماندہ چار حصوں کو دونوں چچا آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں گے۔

۲۷۶۷۔ اگر متوفی کے وارث فقط کچھ مادری چچا یا کچھ مادری پھوپھیاں ہوں تو متوفی کا مال ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہو گا اور اگر وارث مادری چچا اور مادری پھوپھی ہو تو چچا کو پھوپھی سے دوگنا ترکہ ملے گا اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ چچا کو جتنا زیادہ حصہ ملا ہے اس پر باہم تصفیہ کریں۔

۲۷۶۸۔ اگر متوفی کے وارث چچا اور پھوپھیاں ہوں اور ان میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری اور کچھ سگے ہوں تو پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ترکہ نہیں ملتا اور اقوی یہ ہے کہ اگر متوفی کا ایک مادری چچا یا ایک مادری پھوپھی ہو تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری چچا یا پھوپھی کو دیا جاتا ہے اور باقی حصے سگے چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور بالفرض اگر سگے چچا اور پھوپھیاں نہ ہوں تو وہ حصے پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں۔ اور اگر متوفی کے مادری

چچا اور مادری پھوپھیاں بھی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے سگے چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور بالفرض اگر سگے چچا اور پھوپھیاں نہ ہوں تو پدری چچا اور پدری پھوپھی کو ترکہ ملتا ہے اور ایک حصہ مادری چچا اور پھوپھی کو ملتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ مادری چچا اور مادری پھوپھی کا حصہ ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہوگا لیکن بعید نہیں کہ چچا کو پھوپھی سے دگنا حصہ ملے اگرچہ احتیاط اس میں ہے کہ باہم تصفیہ کریں۔

۲۷۶۹۔ اگر متوفی کا وارث فقط ایک ماموں یا ایک خالہ ہو تو سارا مال اسے ملتا ہے۔ اور اگر کئی ماموں بھی ہوں اور خالائیں بھی ہوں اور سب سگے یا پدری یا مادری ہوں تو بعید نہیں کہ ماموں کو خالہ سے دگنا ترکہ ملے لیکن برابر، برابر ملنے کا احتمال بھی ہے لہذا احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔

۲۷۷۰۔ اگر متوفی کا وارث فقط ایک یا چند مادری ماموں اور خالائیں اور سگے ماموں اور خالائیں ہوں اور پدری ماموں اور خالائیں ہوں تو پدری ماموؤں اور خالاؤں کو ترکہ نہ ملنا محل اشکال ہے بہر حال بعید نہیں کہ ماموں کو خالہ سے دگنا حصہ ملے لیکن احتیاط باہم رضامندی سے معاملہ کرنا چاہئے۔

۲۷۷۱۔ اگر متوفی کے وارث ایک یا چند ماموں یا ایک چند خالائیں یا ماموں اور خالہ اور ایک یا چند چچا یا ایک یا چند پھوپھیاں یا چچا اور پھوپھی ہوں تو مال تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ کو یا دونوں کو ملتا ہے اور باقی دو حصے چچا یا پھوپھی کو یا دونوں کو ملتے ہیں۔

۲۷۷۲۔ اگر متوفی کے وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور چچا اور پھوپھی ہوں تو اگر چچا اور پھوپھی سگے ہوں یا پدری ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ کو ملتا ہے، اور اقوی کی بنا پر باقی سے دو حصے چچا کو اور ایک حصہ پھوپھی کو ملتا ہے لہذا مال کے نو حصے ہوں گے جن میں سے تین حصے ماموں یا خالہ کو اور چار حصے چچا کو اور دو حصے پھوپھی کو ملیں گے۔

۲۷۷۳۔ اگر متوفی کے وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور ایک مادری چچا یا ایک مادری پھوپھی اور سگے یا پدری چچا اور پھوپھیاں ہوں تو مال کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جن میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ کو دیا جاتا ہے۔ اور باقی دو حصوں کو چچا اور پھوپھی آپس میں تقسیم کریں گے اور بعید نہیں کہ چچا کو پھوپھی سے دگنا حصہ ملے اگرچہ احتیاط کا خیال رکھنا بہتر ہے۔

۲۷۷۴۔ اگر متوفی کے وارث چند ماموں یا چند خالائیں ہوں جو سگے یا پدری یا مادری ہوں اور اس کے چچا اور پھوپھیاں بھی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے دو حصے اس دستور کے مطابق جو بیان ہو چکا ہے چچاؤں اور پھوپھیوں کے مابین تقسیم ہو جاتے ہیں اور باقی ایک حصہ ماموں اور خالائیں جیسا کہ مسئلہ ۲۷۷۰ میں گزر چکا ہے آپس میں تقسیم کریں گے۔

۲۷۷۵۔ اگر متوفی کے وارث مادری ماموں یا خالائیں اور چند سگے ماموں اور خالائیں ہوں یا فقط پدری ماموں اور خالائیں اور چچا و پھوپھی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے دو حصے اس دستور کے مطابق جو بیان ہو چکا ہے چچا اور پھوپھی آپس میں تقسیم کریں گے اور بعید نہیں کہ باقیماندہ تیسرے حصے کو تقسیم میں باقی ورثا کے حصے برابر ہوں۔

۲۷۷۶۔ اگر متوفی کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں نہ ہوں تو مال کی جو مقدار چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملنی چاہئے وہ ان کی اولاد کو اور جو مقدار ماموؤں اور خالاؤں کو ملنی چاہئے وہ ان کی اولاد کو دی جاتی ہے۔

۲۷۷۷۔ اگر متوفی کے وارث اس کے باپ کے چچا، پھوپھیاں، ماموں اور خالائیں اور اس کی ماں کے چچا، پھوپھیاں، ماموں اور خالائیں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ متوفی کی ماں کے چچاؤں، پھوپھیاں، ماموؤں اور خالاؤں کو بطور میراث ملے گا۔ اور مشہور قول کی بناپر مال ان کے درمیان برابر، برابر تقسیم کر دیا جائے گا لیکن احتیاط کے طور پر مصالحت کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور باقی دو حصوں کے تین حصے کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ متوفی کے باپ کے ماموں اور خالائیں (یعنی ننھیالی رشتے دار) اسی کیفیت کے مطابق آپس میں برابر، برابر بانٹ لیتے ہیں اور باقی دو حصے بھی اسی کیفیت کے مطابق متوفی کے باپ کے چچاؤں اور پھوپھیوں (یعنی ددھیالی رشتے داروں) کو ملتے ہیں۔

بیوی اور شوہر کی میراث

۲۷۷۸۔ اگر کوئی عورت بے اولاد مر جائے تو اس کے سارے مال کا نصف حصہ شوہر کو اور باقی ماندہ دوسرے ورثاء کو ملتا ہے اور اگر کسی عورت کو پہلے شوہر سے یا کسی اور شوہر سے اولاد ہو تو سارے مال کا چوتھائی حصہ شوہر کو اور باقی ماندہ دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔

۲۷۷۹۔ اگر کوئی آدمی مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو اس کے مال کا چھوتھائی حصہ اس کی بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔ اور اگر اس آدمی کو اس بیوی سے یا کسی اور بیوی سے اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔ اور گھر کی زمین، باغ، کھیت اور دوسری زمینوں میں سے عورت نہ خود زمین بطور میراث حاصل کرتی ہے اور نہ ہی اس کی قیمت میں سے کوئی ترکہ پاتی ہے نیز وہ گھر کی فضامیں قائم چیزوں مثلاً عمارت اور درختوں سے ترکہ نہیں پاتی لیکن ان کی قیمت کی صورت میں ترکہ پاتی ہے۔ اور جو درخت، کھیت اور عمارتیں باغ کی زمین، مزروعہ زمین اور دوسری زمینوں میں ہوں اور ان کا بھی یہی حکم ہے۔

۲۷۸۰۔ جن چیزوں میں سے عورت ترکہ نہیں پاتی مثلاً رہائشی مکان کی زمین اگر وہ ان میں تصرف کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ دوسرے ورثاء سے اجازت لے اور ورثاء جب تک عورت کا حصہ نہ دے دیں ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر ان چیزوں میں مثلاً عمارتوں اور درختوں میں تصرف کریں ان کی قیمت سے وہ ترکہ پاتی ہے۔

۲۷۸۱۔ اگر عمارت اور درخت وغیرہ کی قیمت لگانا مقصود ہو تو جیسا کہ قیمت لگانے والوں کا معمول ہوتا ہے کہ جس زمین میں وہ ہیں اس کی خصوصیت کو پیش نظر رکھے بغیر ان کا حساب کریں کہ ان کی کتنی قیمت ہے، نہ کہ انہیں زمین سے اکھڑے ہوئے فرض کر کے ان کی قیمت لگائیں اور نہ ہی ان کی قیمت کا حساب اس طرح کریں کہ وہ بغیر کرائے کے اس زمین میں اسی حالت میں باقی رہیں یہاں تک کہ اجڑ جائیں۔

۲۷۸۲۔ نہروں کا پانی بہنے کی جگہ اور اسی طرح کی دوسری جگہ زمین کا حکم رکھتی ہے اور اینٹیں اور دوسری چیزیں جو اس میں لگائی گئی ہوں اور وہ عمارت کے حکم میں ہیں۔

۲۷۸۳۔ اگر متوفی کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں لیکن اولاد کوئی نہ تو مال کا چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ اس تفصیل کے مطابق جس کا بیان ہو چکا ہے سب بیویوں میں مساوی طور پر تقسیم ہوتا ہے خواہ شوہر نے ان سب کے ساتھ یا ان میں سے بعض کے ساتھ ہم بستری نہ بھی کی ہو۔ لیکن اگر اس نے ایک ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے اس کی موت واقع ہوئی ہے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور اس سے ہمبستری نہ کی ہو تو وہ عورت اس سے ترکہ نہیں پاتی اور وہ مہر کا حق بھی نہیں رکھتی۔

۲۷۸۴۔ اگر کوئی عورت مرض کی حالت میں کسی مرد سے شادی کرے اور اسی مرض میں مر جائے تو خواہ مرد نے اس سے ہم بستری نہ بھی کی ہو وہ اس کے ترکے میں حصے دار ہے۔

۲۷۸۵۔ اگر عورت کو اس ترتیب سے رجعی طلاق دی جائے جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جاچکا ہے اور وہ عدت کے دوران مر جائے تو شوہر اس سے ترکہ پاتا ہے۔ اسی طرح اگر شوہر اس عدت کے دوران فوت ہو جائے تو بیوی اس سے تکہ پاتی ہے لیکن عدت گزرنے کے بعد یا بائن طلاق کی عدت کے دوران ان میں سے کوئی ایک مر جائے تو دوسرا اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

۲۷۸۶۔ اگر شوہر مرض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور بارہ قمری مہینے گزرنے سے پہلے مر جائے تو عورت تین شرطیں پوری کرنے پر اس کی میراث سے ترکہ پاتی ہے:

۱۔ عورت نے اس مدت میں دوسرا شوہر نہ کیا ہو اور اگر دوسرا شوہر کیا ہو تو اسے میراث نہیں ملے گی اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ صلح کر لیں (یعنی متوفی کے ورثاء عورت سے مصالحت کر لیں)۔

۲۔ طلاق عورت کی مرضی اور درخواست پر نہ ہوئی ہو۔ ورنہ اسے میراث نہیں ملے گی خواہ طلاق حاصل کرنے کے لئے اس نے اپنے شوہر کو کوئی چیز دی ہو یا نہ دی ہو۔

۳۔ شوہر نے جس مرض میں عورت کو طلاق دی ہو اس مرح کے دوران اس مرض کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مر گیا ہو۔ لہذا اگر وہ اس مرض سے شفایاب ہو جائے اور کسی اور وجہ سے مر جائے تو عورت اس سے میراث نہیں پاتی۔

۲۷۸۷۔ جو کپڑے مرد نے اپنی بیوی کو پہننے کے لئے فراہم کئے ہوں اگرچہ وہ ان کپڑوں کو پہن چکی ہو پھر بھی شوہر کے مرنے کے بعد وہ شوہر کے مال کا حصہ ہوں گے۔

میراث کے مختلف مسائل

۲۷۸۸۔ متوفی کا قرآن مجید، انگوٹھی، تلوار اور جو کپڑے وہ پہن چکا ہو وہ بڑے بیٹے کا مال ہے اور اگر پہلی تین چیزوں میں سے متوفی نے کوئی چیز ایک سے زیادہ چھوڑی ہوں مثلاً اس نے قرآن مجید کے دو نسخے یا دو انگوٹھیاں چھوڑی ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا بڑا بیٹا ان کے بارے میں دوسرے ورثاء سے مصالحت کرے اور ان چار چیزوں کے ساتھ

رحل، بندوق، خنجر اور جیسے دوسرے ہتھیاروں کو بھی ملا دیں تو "وجہ" سے خالی نہیں لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ بڑا بیٹا ان چیزوں سے متعلق دوسرے ورثاء سے مصالحت کرے۔

۲۷۸۹۔ اگر کسی متوفی کے بڑے بیٹے ایک سے زیادہ ہوں مثلاً دو بیویوں سے دو بیٹے بیک وقت پیدا ہوں تو جن چیزوں کا ذکر کیا جا چکا ہے انہیں برابر برابر آپس میں تقسیم کریں۔

۲۷۹۰۔ اگر متوفی مقروض ہو تو اگر اس کا قرض اس کے مال کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ بڑا بیٹا اس مال سے بھی اس کا قرض ادا کرے جو اس کی ملکیت ہے اور جن کا سابقہ مسئلے میں ذکر کیا گیا ہے یا اس کی قیمت کے برابر اپنے مال سے دے۔ اور اگر متوفی کا قرض اس کے مال سے کم ہو اور ذکر شدہ چند چیزوں کے علاوہ جو باقی مال اسے میراث میں ملا ہو اگر وہ بھی اس کا قرض ادا کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو ضروری ہے کہ بڑا بیٹا ان چیزوں سے یا اپنے مال سے اس کا قرض دے۔ اور اگر باقی مال قرض ادا کرنے کے لئے کافی ہو تب بھی احتیاط لازم یہ ہے کہ بڑا بیٹا جیسے کہ پہلے بتایا گیا ہے قرض ادا کرنے میں شرکت کرے مثلاً اگر متوفی کا تمام مال ساٹھ روپے کا ہو اور اس میں سے بیس روپے کی وہ چیزیں ہوں جو بڑے بیٹے کا مال ہیں اور اس پر تیس روپے قرض ہو تو بڑے بیٹے کو چاہئے کہ ان چیزوں میں سے دس روپے متوفی کے قرض کے سلسلے میں دے۔

۲۷۹۱۔ مسلمان کافر سے ترکہ پاتا ہے لیکن کافر خواہ مسلمان متوفی کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

۲۷۹۳۔ جب کسی متوفی کے ورثاء کہ تقسیم کرنا چاہیں تو وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اور اگر زندہ پیدا ہو تو میراث کا حق دار ہو گا اس صورت میں جب کہ ایک سے زیادہ بچوں کے پیدا ہونے کا احتمال نہ ہو اور اطمینان نہ ہو کہ وہ بچہ لڑکی ہے تو احتیاط کی بنا پر ایک لڑکے کا حصہ علیحدہ کر دیں اور جو مال اس سے زیادہ ہو وہ آپس میں تقسیم کر لیں بلکہ اگر ایک سے زیادہ بچے ہونے کا قوی احتمال ہو مثلاً عورت کے پیٹ میں دو یا تین بچے ہونے کا احتمال ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ جن بچوں کے پیدا ہونے کا احتمال ہو ان کے حصے علیحدہ کریں مثلاً اگر ایک لڑکے یا ایک لڑکی کی ولادت ہو تو زائد ترکے کو ورثاء آپس میں تقسیم کر لیں۔

چند فقہی اصطلاحات

)جو اس کتاب میں استعمال ہوئی ہیں (

احتیاطوہ طریقہ عمل جس سے "عمل" کے مطابق واقعہ ہونے کا یقین حاصل ہو جائے۔

احتیاط لازماحتیاط واجب۔ دیکھئے لفظ "لازم"۔

احتیاط مستحبفتوے کے علاوہ احتیاط ہے، اس لئے اسکا لحاظ ضروری نہیں ہوتا۔

احتیاط واجبوہ حکم جو احتیاط کے مطابق ہو اور فقیہ ے اس کے ساتھ فتوی نہ دیا ہو ایسے مسائل میں مقلد اس مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے جو اعلم میں سب سے بڑھ کر ہو۔

احتیاط ترک نہیں کرنا چاہیے جس مسئلے میں یہ اصطلاح آئے اگر اس میں مجتہد کا فتوی مذکور نہ (احتیاط کا خیال رہے) ہو اس کا مطلب احتیاط واجب ہو گا۔ اور اگر مجتہد کا فتوی بھی مذکور ہو تو اس سے احتیاط کی تاکید مقصود ہوتی ہے۔

اَحوَطاحتیاط کے مطابق۔

اشکال ہے اس عمل کی وجہ سے شرعی تکلیف ساقط نہ ہو گی۔ اسے انجام نہ دینا
چاہئے۔ اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ فتوی نہ ہو۔

اظہر زیادہ ظاہر۔ مسئلے سے متعلق دلائل سے زیادہ نزدیک دلیلوں کہ ساتھ منطبق ہونے کے لحاظ سے زیادہ واضح۔ یہ مجتہد کا فتوی ہے۔

اِفضاء کھلنا۔ پیشاب اور حیض کے مقام کا ایک ہو جانا یا حیض اور پاخانے کے مقام کا ایک ہو جانا یا تینوں مقامات کا ایک ہو جانا۔

اَقویٰقوی نظریہ۔

اَولٰیبہتر۔ زیادہ مناسب

ایقاعوہ معاملہ جو یکطرفہ طور پر واقع ہو جاتا ہے اور اسے قبول کرنے والے کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے طلاق میں صرف طلاق دینا کافی ہوتا ہے، قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

بعید ہے فتویٰ اس کے مطابق نہیں ہے۔

جاہلِ مُقَصِّر وہ ناواقف شخص جس کے لئے مسائل کا سیکھنا ممکن رہا ہو لیکن اسنے کوتاہی کی ہو اور جان بوجھ کر مسائل معلوم نہ کئے ہوں۔

حاکم شرعوہ مجتہد جامع الشرائط جس کا حکم، شرعی قوانین کی بنیاد پر نافذ ہو۔

حَدَثِ اصغر ہر وہ چیز جس کی وجہ سے نماز کے لئے وضو کرنا پڑے۔ یہ سات چیزیں ہیں: ۱۔ پیشاب ۲۔ پاخانہ ۳ریاح ۴۔ نیند ۵۔ عقل کو زائل کرنے والی چیزیں مثلاً دیوانگی، مستی یا بے ہوشی ۶۔ اِستِحاضہ ۷۔ جن چیزوں کی وجہ سے غسل واجب ہوتا ہے۔

حَدَث اکبر وہ چیز جس کی وجہ سے نماز کے لئے غسل کرنا پڑے جیسے احتلام، جماع

حَدّ تَرَخّصمسافت کی وہ حد جہاں سے اذان کی آواز سنائی نہ دے اور آبادی کی دیواریں دکھائی نہ دیں۔

حرامہروہ عمل، جس کا ترک کرنا شریعت کی نگاہوں میں ضروری ہو۔

درہم ۱۰۔۶۔۱۲ چنوں کے برابر سکہ دار چاندی تقریباً ۵۰ء۲۱ گرام

ذِمّی کافریہودی، عیسائی اور مجوسی جو اسلامی مملکت میں رہتے ہوں اور اسلام کے اجتماعی قوانین کی پابندی کا وعدہ کرنے کی وجہ سے اسلامی حکومت ان کی جان، مال اور آبرو کی حفاظت کرے۔

رَجاءِ مَطلوبِیّتکسی عمل کو مطلوب پرودگار ہونے کی امید میں انجام دینا۔

رجوع کرناپلٹنا۔ اس کا استعمال دو مقامات پر ہوا ہے:

)۱(۔۔۔اعلم جس مسئلے میں احتیاط واجب کا حکم دے اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا۔

۲(۔۔۔بیوی کو طلاق رجعی دینے کے بعد عدت کے دوران ایسا کوئی عمل انجام دینا یاایسی کوئی بات کہنا جس سے اس بات کا پتا چلے کہ اسے دوبارہ بیوی لینا ہے۔

شاخصظہر کا وقت معلوم کرنے کے لئے زمین میں گاڑی جانے والی لکڑی

شارعخداوند عالم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طلاق بائنوہ طلاق جس کے بعد مرد کو رجوع کرنے حق نہیں ہوتا۔تفصیلات طلاق کے باب میں دیکھئے۔

طلاق خلعاس عورت کی طلاق جو شوہر کرناپسند کرتی ہو اور طلاق لینے کے لئے شوہر کو اپنا مہر یا کوئی مال بخش دے۔ تفصیلات طلاق کے باب میں دیکھئے۔

طلاق رجعیوہ طلاق جس میں مرد عدت کے دوران عورت کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔اس کے احکام طلاق کے باب میں بیان ہوئے ہیں۔

طواف نساءحج اور عمرہ مفردہ کا آخری طواف جسے انجام نہ دینے سے حج یا عمرہ مفردہ کرنے والے پر ہم بستری حرام رہتی ہے۔

ظاہر یہ ہے فتوی یہ ہے (سوائے اس کے کہ عبارت میں اس کے بر خلاف کوئی قرینہ موجود ہو)۔

ظُہر شرعیظہر شرعی کا مطلب آدھادن گزرنا ہے۔مثلاً اگر دن بارہ گھنٹے کا ہو تو طلوع آفتاب کے چھ گھنٹے گزرنے کے بعد اور اگر تیرہ گھنٹے کا ہو تو ساڑھے چھ گھنٹے گزرنے کے بعد اور اگر گیارہ گھنٹے کا ہو تو ساڑھے پانچ گھنٹے گزرنے کے بعد ظہر شرعی کا وقت ہے۔اور ظہر شرعی کا وقت جو کہ طلوع آفتاب کے بعد آدھادن گزرنے سے غروب آفتاب تک ہے بعض مواقع پر بارہ بجے سے چند منٹ پہلے اور کبھی بارہ بجے سے چند منٹ بعد ہوتا ہے۔

عدالتوہ معنوی کیفیت جو تقوی کی وجہ سے انسان میں پیدا ہوتی ہے اور جس کی وجہ سے وہ واجبات کو انجام دیتا ہے اور محرمات کو ترک کرتا ہے

عقدمعاہدہ، نکاح

فتویشرعی مسائل میں مجتہد کا نظریہ۔

قرآن کے واجب سجدے قرآن میں پندرہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے یا سننے کے بعد خداوند عالم کی عظمت کے سامنے سجدہ کرنا چاہیئے، ان میں سے چار مقامات پر سجدہ واجب اور گیارہ مقامات پر مستحب (مندوب) ہے۔ آیات سجدہ مندرجہ ذیل ہیں:

قرآن کے مستجب سجدے ۱۔ پارہ ۹۔۔۔ سورہ اعراف۔۔۔ آخری آیت

۲۔ پارہ ۱۳۔۔۔ سورہ رعد۔۔۔ آیت ۱۵

۳۔ پارہ ۱۴۔۔۔ سورہ نحل۔۔۔ آیت ۴۹

۴۔ پارہ ۱۵۔۔۔ سورہ بنی اسرائیل۔۔۔ آیت ۱۰۷

۵۔ پارہ ۱۶۔۔۔ سورہ مریم۔۔۔ آیت ۵۸

۶۔ پارہ ۱۷۔۔۔ سورہ حج۔۔۔ آیت ۱۸

۷۔ پارہ ۱۷۔۔۔ سورہ حج۔۔۔ آیت ۷۷

۸۔ پارہ ۱۹۔۔۔ سورہ فرقان۔۔۔ آیت ۶۰

۹۔ پارہ ۱۹۔۔۔ سورہ نمل۔۔۔ آیت ۲۵

۱۰۔ پارہ ۲۳۔۔۔ سورہ ص۔۔۔ آیت ۲۴

۱۱۔ پارہ ۳۰۔۔۔ سورہ انشقاق۔۔۔ آیت ۲۱

قرآن کے واجب سجدے ۱۔ پارہ ۲۱۔۔۔ سورہ سجدہ۔۔۔ آیت ۱۵

۲۔ پارہ ۲۴۔۔۔ سورہ الٓمّٓ تنزیل۔۔۔ آیت ۳۷

۳۔ پارہ ۲۷۔۔۔ سورہ والنجم۔۔۔ آخری آیت

۴۔ پارہ ۳۰۔۔۔ سورہ علق۔۔۔۔ آخری آیت

قصد انشاء خرید و فروخت کے مانند کسی اعتباری چیز کو اس سے مربوط الفاظ کے ذریعے عالم وجود میں لانے کا ارادہ۔

قصد قُربت (قربت کی نیت) مرضی پروردگار سے قریب ہونے کا ارادہ۔

قوت سے خالی نہیں ہے فتویٰ یہ ہے (سوائے اس کے کہ عبارت میں اس کے بر خلاف کوئی قرینہ موجود ہو(

کفارہ جمع (مجموعاً کفارہ) تینوں کفارے (۱) ساٹھ روزے رکھنا (۲) ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کھانا کھلانا (۳) غلام آزاد کرنا۔

لازم واجب، اگر مجتہد کسی امر کے واجب و لازم ہونے کا استفادہ آیات اور روایات سے اس طرح کرے کہ اس کا شارع کی طرف منسوب کرنا ممکن ہو تو اس کی تعبیر لفظ "واجب" کے ذریعے کی جاتی ہے اور اگر اس واجب و لازم ہونے کو کسی اور ذریعے مثلاً عقلی دلائل سے سمجھا ہو اس طرح کہ اس کا شارع کی طرف منسوب کرنا ممکن نہ ہو تو اس کی تعبیر لفظ "لازم" سے کی جاتی ہے۔ احتیاط واجب اور احتیاط لازم میں بھی اسی فرق کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ بہر حال مُقلد کے لئے مقام عمل میں "واجب" اور "لازم" کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

مباحوہ عمل جو شریعت کی نگاہوں میں نہ قابل ستائش ہو اور نہ قابل مذمت (یہ لفظ واجب، حرام، مستحب اور مکروہ کے مقابلے میں ہے(

متنجسوہ چیز جو ذاتی طور پر پاک ہو لیکن کسی نجس چیز سے بالواسطہ یا براہ راست مل جانے کی وجہ سے نجس ہو گئی ہو۔

مجہُولُ المَالکوہ مال جس کا مالک معلوم نہ ہو۔

مَحرَموہ قریبی رشتے دار جن سے کبھی نکاح نہیں کیا جاسکتا۔

مُحرِموہ شخص حج یا عمرے کے احرام میں ہو۔

محل اشکال ہے اس میں اشکال ہے، اس عمل کا صحیح اور مکمل ہونا مشکل ہے (مقلد اس مسئلے میں کسی دوسرے مجہتد کی طرف رجوع کر سکتا ہے بشر طیکہ اس کے ساتھ فتوی نہ ہو۔(

مُسَلَّمات دینوہ ضروری اور قطعی امور جو دین اسلام کا جزولاینفک ہیں اور جنہیں سارے مسلمان دین کالازمی جزومانتے ہیں جیسے نماز، روزے کی فرضیت اور ان کا وجوب۔ ان امور کو "ضروریات دین" اور "قطعیات دین" بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ وہ امور ہیں جن کا تسلیم کرنادائرہ اسلام کے اندر رہنے کیلئے از بس ضروری ہے۔

مستحبپسندید۔ جو چیز شارع مقدس کو پسند ہو لیکن اسے واجب قرار نہ دے۔ ہر وہ حکم جس کو کرنے میں ثواب ہو لیکن ترک کرنے میں گناہ نہ ہو۔

مکروہناپسندیدہ، وہ کام جس کا انجام دیناحرام نہ ہو لیکن انجام نہ دینابہتر ہو۔

نصابمعینہ مقدار یامعینہ حد۔

واجبہر وہ عمل جس کا انجام دیناشریعت کی نگاہوں میں فرض ہو۔

واجب تَخیِیرییجب وجوب دوچیزوں میں کسی ایک سے متعلق ہو توان میں سے ہر ایک کوواجب تخییری کہتے ہیں جیسے روزے کے کفارہ میں، تین چیزوں کے درمیان اختیار ہو تاہے۔ ۱۔ غلام آزاد کرنا۲۔ ساٹھ روزے رکھنا۳۔ ساٹھ فقیروں کو کھاناکھلانا۔

واجب عینیوہ واجب جو ہر شخص پر خود واجب ہو جیسے نماز روزہ۔

واجب کفائیایساواجب جسے اگر کچھ لوگ انجام دے دیں توباقی لوگوں سے ساقط ہو جائے جیسے غسل میت سب پر واجب ہے لیکن اگر کچھ لوگ اسے انجام دے دیں توباقی لوگوں سے ساقط ہو جائے گا۔

وقفاصل مال کو ذاتی ملکیت سے نکال کر اس کی منفعت کو مخصوص افراد یاامور خیریہ کے ساتھ مخصوص کر دینا۔

ولیسرپرست مثلاًباپ، دادا، شوہر یاحاکم شرع

شرعی اوزان اور اعشاری اوزان

۵ نخود (چنے) ------------------------- ایک گرام

۱۰۔۶۔۱۲ نخود --------------------------- تقریباً ۵۰ء۳ گرام

۱۸ نخود (یا ایک مثقال شرعی) --------------- تقریباً ۵۰ء۳ گرام

۱ دینار (یا ایک مثقال شرعی) ---------------- تقریباً ۵۰ء۳ گرام

ایک مثقال صیرفی (۲۴ نخود) --------------- تقریباً ۵۰ء۵ گرام

ایک مد ------------------------------ تقریباً ۷۵۰ گرام

ایک صاع ----------------------------- تقریباً ۳ کلو گرام

ایک کر (پانی) ------------------------- تقریباً ۳۷۷ کلو گرام